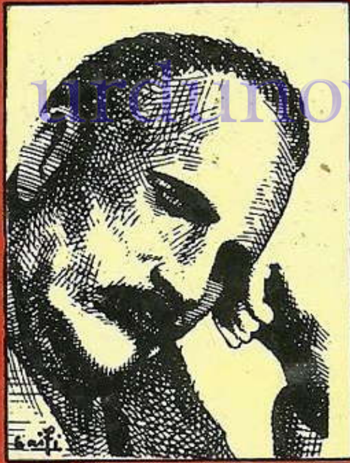
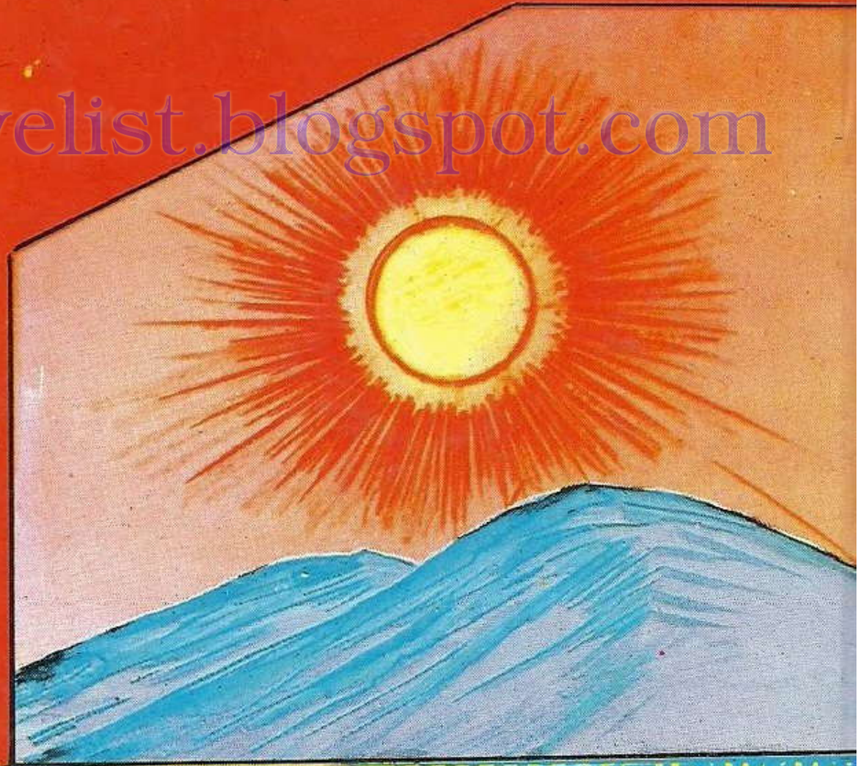
پیامِ مشرق

فارسی و اردو ترجمہ





علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مکتبہ دانیال لاہور
email:maktabahdaneyal@hotmail.com
Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

پیامِ مشرق

(معہ فرہنگ، ترجمہ وتشریح)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ
پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور
email:maktabahdaneyal@hotmail.com
Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابوبکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

مکتبہ دانیال لاھور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

پیامِ مشرق

فارسی

(معہ فرہنگ، ترجمہ و تشریح)

اقبال



پیامِ مشرق

تمہید

''پیامِ مشرق'' کی تصنیف (1922-23ء) کا سلسلہ 1918ء سے شروع ہو کر 1923ء میں ختم ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب امیر امان اللہ خان سابق حکمران افغانستان ہندی مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ امیر موصوف اپنے باپ امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد 1919ء میں تخت نشین ہوئے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ وہ اس لئے کہ افغانستان کی خارجہ سیاست انگریزوں کے زیرِ اثر تھی اور امیر موصوف اسے غلامی تصور کرتے تھے۔ انگریزوں نے پہلے معرکے میں شکست کھائی۔ اور افغانستان سے صلح پر تیار ہوئے۔ راولپنڈی میں صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے برطانیہ نے افغانستان کی آزادی کو تسلیم کر لیا۔

آزادی کے بعد امیر موصوف نے قومی اور ملکی اصلاحات پر توجہ دی اور شروع میں انہیں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ اس لئے علامہ اقبال نے ان کی ذات سے بہت کچھ توقعات وابستہ کر لیں اور اپنی اس مایۂ ناز تصنیف کو ان سے منسوب کر دیا۔ اس کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے آپ نے کتاب کے دیباچے میں فرمایا:

> ''اس وقت دنیا میں اور بالخصوص مشرقی ممالک میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد و قوم کی نگاہ کو جغرافیائی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو' قابلِ احترام ہے' اسی بنا پر میں نے ان چند اوراق کو اعلیٰ حضرت فرمانروائے افغانستان کے نامِ نامی سے

منسوب کیا ہے کہ وہ اپنی فطری ذہانت و فطانت سے اس نکتے سے بخوبی آ گاہ معلوم ہوتے ہیں اور افغانوں کی تربیت انہیں خاص طور پر مدِ نظر ہے۔اس عظیم الشان کام میں خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو"۔

علامہ اقبال نے اس پیشکش میں خلوص کے ساتھ ملی 'مذہبی اور سیاسی ترقی کا پروگرام مرتب کر کے امیر موصوف کی خدمت میں پیش کیا تھا۔اگر وہ اس کو مدِ نظر رکھتے تو وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔لیکن علامہ اقبال نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے حقائق و معارف بیان کر دیئے۔

پیش کش کا تجزیہ ......: اس پیشکش میں سات بند ہیں۔پہلے بند میں شاعر نے اپنا مدعا بیان کیا ہے۔دوسرے بند میں گوئٹے سے اپنا موازنہ کرتے ہوئے اپنی قوم کی کوتاہ نظری کا شکوہ کیا ہے۔تیسرے بند میں مسلمانانِ عالم کی حالتِ زار کا نقشہ بیان کیا ہے۔آخری شعر میں اس بند کی روح درج ہے۔

در مسلماں شان محبوبی نماند
خالدؓ و فاروقؓ وایوبیؒ نماند

چوتھے بند میں ممدوح سے خطاب کیا گیا ہے۔اس بند کے آخری شعر میں وہ نصب العین مقرر کیا ہے جسے ہر مسلمان فرمانروا کو مدنظر رکھنا چاہئے تا کہ وہ ملت کے لئے سرمایہ قوت بن سکے۔پانچویں بند میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ ترقی کے لئے حکمت اور دولت ضروری ہے۔چھٹے بند میں ممدوح کو مشورہ دیا گیا ہے کہ ارکانِ دولت کے انتخاب میں بہت دانائی سے کام لینا چاہئے۔ساتویں بند میں ممدوح کو اصلاح باطن کا مشورہ دیا گیا ہے۔اس کے بغیر شانِ فقر پیدا نہیں ہو سکتی۔شانِ فقر کے بغیر ایک مسلمان حکمران اور چنگیز یا ہلاکو میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر وہ خلوص نیت سے عمل کرتا تو آج افغانستان کی حالت کچھ اور ہوتی۔(خطاب کا مضمون اور انداز نہایت دلکش اور بلیغ ہے)۔
یہ قصیدہ نہیں بلکہ اس کے لئے نصیحت نامہ ہے......

دیباچہ

''پیام مشرق'' کی تصنیف کا محرک جرمن ''حکیم حیات گوئٹے'' کا ''مغربی دیوان'' ہے جس کی نسبت جرمنی کا اسرائیلی شاعر ہائنا لکھتا ہے۔

''یہ ایک گلدستہ عقیدت ہے جو مغرب نے مشرق کو بھیجا ہے......

اس دیوان سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے''۔

گوئٹے کا یہ مجموعہ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف سے ہے اور جس کو اس نے خود ''دیوان'' کے نام سے موسوم کیا ہے کن اثرات کا نتیجہ تھا اور کن حالات میں لکھا گیا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس تحریک کا ذکر کیا جائے جس کو المانوی ادبیات کی تاریخ میں ''تحریک مشرقی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میرا قصد تھا کہ اس دیباچے میں تحریک مذکور پر کسی قدر تفصیل سے بحث کروں گا مگر افسوس ہے کہ بہت سا مواد جو اس کے لئے ضروری تھا ہندوستان میں دستیاب نہ ہو سکا۔ پال ہورن تاریخ ادبیات ایران کے مصنف نے اپنے ایک مضمون میں اس امر پر بحث کی ہے کہ گوئٹے کس حد تک شعرائے فارس کا ممنون ہے۔ لیکن رسالہ نارو انڈ سود کا وہ نمبر جس میں مضمون مذکور شائع ہوا تھا نہ ہندوستان کے کسی کتب خانے سے مل سکا نہ جرمنی سے۔ مجبوراً اس دیباچے کی تالیف میں کچھ تو گزشتہ مطالعہ کی یادداشت پر بھروسہ کرتا ہوں اور کچھ مسٹر چارلس ریمی کے مختصر مگر نہایت مفید اور کارآمد رسالے پر جو انہوں نے اس موضوع پر لکھا ہے۔

ابتدائے شباب ہی سے گوئٹے کی ہمہ گیر طبیعت مشرقی تخیلات کی طرف مائل تھی۔ سٹراس برگ میں جہاں وہ قانون کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کی ملاقات جرمن لٹریچر کی مشہور اور قابل احترام شخصیت ہرڈر سے ہوئی جس کی صحبت کے اثرات کو گوئٹے نے خود اپنے سوانح میں تسلیم کیا ہے۔ ہرڈر فارسی نہ جانتا تھا لیکن چونکہ اخلاقی رنگ اس کی طبیعت پر غالب تھا اس لئے سعدی کی تصانیف سے اسے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ ''گلستاں'' کے بعض حصوں کا اس نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ خواجہ حافظ کے رنگ سے اسے چنداں لگاؤ نہ تھا۔ اپنے معاصرین کو سعدی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتا ہے'' حافظ کے رنگ میں ہم بہت کچھ نغمہ سرائی کر چکے۔ اس وقت سعدی کے تلمذ کی ضرورت ہے''۔ لیکن باوجود اس دلچسپی کے جو ہرڈر کو مشرقی لٹریچر سے تھی اس کے اپنے اشعار اور دیگر تصانیف پر مشرقی لٹریچر کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا۔ علیٰ ہذا القیاس گوئٹے کا دوسرا معاصر شلر بھی جو مشرقی تحریک کے آغاز سے پہلے ہی مر چکا تھا۔ مشرقی اثرات سے آزاد ہے۔ گو اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ اس کے ڈراما ''توران دخت'' کا پلاٹ مولانا نظامی کے افسانہ دختر پادشاہ اقلیم چہارم (ہفت پیکر) سے لیا گیا ہے۔ جس کا آغاز مولانا نے اس شعر سے کیا ہے۔

''گفت کز جملۂ ولایتِ روس
بود شہرے بہ نیکوئی چو عروس''

۱۸۱۲ء میں فان ہیمر نے خواجہ حافظ کے دیوان کا پورا ترجمہ شائع کیا اور اسی ترجمے کی اشاعت سے جرمن ادبیات میں مشرقی تحریک کا آغاز ہوا۔ گوئٹے کی عمر اس وقت 65 سال کی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ جرمن قوم کا انحطاط ہر پہلو سے انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ ملک کی سیاسی تحریکوں میں عملی حصہ لینے کے لئے گوئٹے کی فطرت موزوں نہ تھی اور یورپ کی عام ہنگامہ آرائیوں سے بیزار ہو کر اس کی بے تاب اور بلند پرواز روح نے مشرقی فضا کے امن وسکون میں اپنے لئے ایک نشیمن تلاش کر لیا۔ حافظ کے ترنم نے اس کے تخیلات میں ایک ہیجان عظیم برپا کر دیا۔ جس نے آخر کار ''مغربی دیوان'' کی ایک پائیدار اور مستقل صورت اختیار کر لی مگر فان ہیمر کا ترجمہ گوئٹے کے لئے محض ایک محرک ہی نہ تھا بلکہ اس کے عجیب وغریب تخیلات کا ماخذ بھی تھا۔ بعض جگہ اس کی نظم خواجہ کے اشعار کا آزاد ترجمہ معلوم ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کی قوت تخیل کسی خاص مصرع کے اثر سے ایک نئی شاہراہ پر پڑ کر زندگی کے نہایت دقیق اور گہرے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔ گوئٹے کا مشہور سوانح نگار ''بیل سوشکی'' لکھتا ہے۔

''بلبل شیراز کی نغمہ پردازیوں میں گوئٹے کو اپنی ہی تصویر نظر آتی تھی۔ اس کو کبھی کبھی یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ شاید میری روح ہی حافظ کے پیکر میں رہ کر مشرق کی سرزمین میں زندگی بسر کر چکی ہے۔ وہی زمینی مسرت، وہی آسمانی محبت، وہی سادگی، وہی عمق، وہی جوش وحرارت، وہی وسعت مشرب، وہی کشادہ دلی اور وہی قیود ورسوم سے آزادی، غرضیکہ ہر بات میں ہم اسے حافظ کا مثل پاتے ہیں جس طرح حافظ انسان الغیب وترجمان اسرار ہے اسی طرح گوئٹے بھی ہے اور جس طرح حافظ کے بظاہر سادہ الفاظ میں ایک جہان معنی آباد ہے اسی طرح گوئٹے کے بیساختہ پن میں بھی حقائق واسرار جلوہ افروز ہیں۔ دونوں نے امیر وغریب سے خراج تحسین وصول کیا۔ دونوں نے اپنے اپنے وقت کے عظیم الشان فاتحوں کو اپنی شخصیت سے متاثر کیا (یعنی حافظ نے تیمور[1] کو اور گوئٹے نے نپولین کو) اور دونوں عام تباہی اور بربادی کے زمانے میں طبیعت کے اندرونی اطمینان وسکون کو محفوظ رکھ کر اپنی قدیم ترنم ریزی جاری رکھنے میں کامیاب رہے''۔

خواجہ حافظ کے علاوہ گوئٹے اپنے تخیلات میں شیخ عطار، سعدی، فردوسی اور عام اسلامی لٹریچر کا بھی ممنون احسان ہے۔ ایک آدھ جگہ ردیف وقافیہ کی قید سے غزل بھی لکھی ہے۔ اپنی زبان میں فارسی استعارات بھی (مثلاً ''گوہر اشعار''۔ ''تیر مژگان''۔ ''زلف گرہ گیر'') بے تکلف استعمال کرتا ہے بلکہ فارسیت کے جوش میں امرد پرستی کی طرف اشارات کرنے سے بھی احتراز نہیں کرتا۔ دیوان کے مختلف حصوں کے نام بھی فارسی ہیں۔ مثلاً مغنی نامہ، ساقی نامہ، عشق نامہ، تیمور نامہ، حکمت نامہ وغیرہ۔ باوجود ان سب باتوں کے گوئٹے کسی فارسی شاعر کا مقلد نہیں اور اس کی شاعرانہ فطرت قطعاً آزاد ہے۔ مشرق کے لالہ زاروں میں اس کی نوا پیرائی محض عارضی ہے۔ وہ اپنی مغربیت کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور اس کی نگاہ صرف انہیں مشرقی حقائق پر پڑتی ہے، جن کو اس کی مغربی فطرت جذب کر سکتی ہے۔ عجمی تصوف سے اسے مطلق دلچسپی نہ تھی اور گو اسے یہ بات معلوم تھی کہ مشرق میں خواجہ حافظ کے اشعار کی تفسیر تصوف کے نقطہ نگاہ سے کی جاتی ہے، وہ خود تغزل محض کا دلدادہ تھا اور کلام حافظ کی صوفی تعبیر سے اسے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ مولانا روم کے فلسفیانہ حقائق ومعارف اس کے نزدیک مبہم تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس نے رومی کے کلام پر غائر نگاہ نہیں ڈالی کیونکہ جو شخص سپنوزا (ہالینڈ کا ایک فلسفی جو مسئلہ وحدت الوجود کا قائل تھا) کا مداح ہو اور جس نے برونو (اٹلی کا ایک وجودی فلسفی) کی حمایت میں قلم اٹھایا ہو اس سے ممکن نہیں کہ رومی کا معترف نہ ہو۔

---

[1] خواجہ حافظ اور تیمور کی ملاقات کی روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ خواجہ کا انتقال تیموری فتح شیراز سے پہلے ہو چکا ہے۔

غرضیکہ "مغربی دیوان" کی وساطت سے گوئٹے نے جرمن ادبیات میں عجمی روح پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بعد کے شعراء، پلاٹن، روکرٹ اور بوڈن سٹاٹ نے اس مشرقی تحریک کو جس کا آغاز گوئٹے کے دیوان سے ہوا، تکمیل تک پہنچایا۔ پلاٹن نے ادبی اغراض کے لئے فارسی زبان سیکھی۔ قافیہ ردیف بلکہ ایرانی عروض کے قواعد کی پابندی سے غزلیں لکھیں۔ رباعیاں لکھیں اور نپولین پر ایک قصیدہ بھی لکھا۔ گوئٹے کی طرح فارسی استعارات مثلاً عروسِ گل، "زلفِ مشکیں"، "لالہ عذار" کو یہ بھی بے تکلف استعمال کرتا ہے اور تغزلِ محض کا دلدادہ ہے۔ روکرٹ عربی، فارسی، سنسکرت تینوں زبانوں کا ماہر تھا۔ اس کی نگاہ میں فلسفہ رومی کی بڑی وقعت تھی اور اس کی "غزلیات" زیادہ تر مولانا روم ہی کی تقلید میں لکھی گئی ہیں۔ چونکہ السنہ مشرقیہ کا عالم تھا اس لئے اس کی مشرقی نظم کے مواخذ بھی وسیع تر تھے۔ مخزن الاسرار نظامی، بہارستان جامی، کلیات امیر خسرو، گلستان سعدی، مناقب العارفین، عیار دانش، منطق الطیر، ہفت قلزم وغیرہ جہاں جہاں سے حکمت کے موتی ملتے ہیں رول لیتا ہے بلکہ اسلام سے پہلے کی ایرانی روایات و حکایات سے بھی اپنے کلام کو زینت دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے بعض واقعات بھی اس نے خوب نظم کیے ہیں۔ مثلاً محمود غزنوی کی موت، محمود کا حملہ سومنات، سلطانہ رضیہ وغیرہ۔ گوئٹے کے بعد مشرقی رنگ کا سب سے زیادہ مقبول شاعر بوڈن سٹاٹ ہے جس نے اپنی نظموں کو مرزا شفیع کے فرضی نام سے شائع کیا۔ یہ چھوٹا سا مجموعہ اس قدر مقبول ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں ۱۴۰ دفعہ شائع ہوا۔ اس شاعر نے عجمی روح کو اس خوبی سے جذب کیا ہے کہ جرمنی میں مرزا شفیع کے اشعار کو لوگ دیر تک فارسی نظم کا ترجمہ تصور کرتے رہے۔ بوڈن سٹاٹ نے امیر معزی اور انوری سے بھی استفادہ کیا ہے۔

اس سلسلے میں میں نے گوئٹے کے مشہور معاصر ہائنا کا ذکر ارادتاً نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے مجموعہ اشعار موسوم بہ "اشعارِ تازہ" میں عجمی اثر نمایاں ہے اور محمود و فردوسی کے قصے کو بھی اس نے نہایت خوبی سے نظم کیا ہے تاہم بحیثیت مجموعی مشرقی تحریک سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کی رائے میں گوئٹے کے "مغربی دیوان" کے سوائے جرمن شعرا کا مشرقی کلام کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن عجمی جادو کی گرفت سے جرمنی کے اس آزادہ رو شاعر کا دل بھی بچ نہ سکا چنانچہ ایک مقام پر اپنے آپ کو عالم خیال میں ایک ایرانی شاعر تصور کرتے ہوئے جس کو جرمنی میں جلاوطن کر دیا گیا ہو لکھتا ہے۔

"اے فردوسی! اے جامی! اے سعدی! تمہارا بھائی زندانِ غم میں اسیر شیراز کے پھولوں کے لئے تڑپ رہا ہے"۔

کم درجے کے شعرا میں خواجہ حافظ کا مقلد ڈومر، ہرمن سٹال، لوشکے، سٹاگ لٹز، لنٹ ہولڈ اور فان شاک بھی قابل ذکر ہیں۔ موخر الذکر علمی دنیا میں اونچا پایہ رکھتا تھا۔ اس کی نظمیں قصۂ انصاف محمود غزنوی اور قصہ ہاروت و ماروت مشہور ہیں اور بحیثیت مجموعی اس کے کلام میں عمر خیام کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ لیکن مشرقی تحریک کی پوری تاریخ لکھنے اور جرمن اور ایرانی شعرا کا تفصیلی مقابلہ کر کے عجمی اثرات کی صحیح وسعت معلوم کرنے کے لئے ایک طویل مطالعہ کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے نہ وقت میسر ہے نہ سامان۔ ممکن ہے کہ یہ مختصر ساخا کہ کسی نوجوان کے دل میں تحقیق و تدقیق کا جوش پیدا کر دے۔

"پیامِ مشرق" کے متعلق جو "مغربی دیوان" سے سو سال بعد لکھا گیا ہے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں گے کہ اس کا مدعا زیادہ تر ان اخلاقی مذہبی اور ملی حقائق کو پیش نظر لانا ہے جن کا تعلق افراد و اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔ اس سے سو سال پیشتر کی جرمنی اور مشرق کی موجودہ حالت میں کچھ نہ کچھ مماثلت ضرور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقوام عالم کا باطنی اضطراب جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہم محض اس لئے نہیں لگا سکتے کہ خود اس اضطراب سے متاثر ہیں ایک بہت بڑے روحانی اور تمدنی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ یورپ کی جنگ عظیم ایک قیامت تھی جس نے پرانی دنیا کے نظام کو قریباً ہر پہلو سے فنا کر دیا ہے اور

اب تہذیب وتمدن کی خاکستر سے فطرت زندگی کی گہرائیوں میں ایک نیا آدم اوراس کے رہنے کے لئے ایک نئی دنیا تعمیر کر رہی ہے جس کا ایک دھندلا سا خاکہ ہمیں حکیم آئن سٹائن اور برگسان کے تصانیف میں ملتا ہے۔ یورپ نے اپنے علمی اخلاقی اور اقتصادی نصب العین کے خوفناک نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے ہیں اور سائنیوری (سابق وزیراعظم اطالیہ) سے ''انحطاط فرنگ'' کی دلخراش داستان بھی سن لی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کے نکتہ رس مگر قدامت پرست مدبرین اس حیرت انگیز انقلاب کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے جو انسانی ضمیر میں اس وقت واقع ہو رہا ہے۔ خالص ادبی اعتبار سے دیکھیں تو جنگ عظیم کی کوفت کے بعد یورپ کے قوائے حیات کا اضمحلال ایک صحیح اور پختہ ادبی نصب العین کی نشوونما کے لئے ناساعد ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ اقوام کی طبائع پر وہ فرسودہ، ست رگ اور زندگی کی دشواریوں سے گریز کرنے والی عجمیت غالب نہ آجائے جو جذبات قلب کو افکار دماغ سے متمیز نہیں کر سکتی۔ البتہ امریکہ مغربی تہذیب کے عناصر میں ایک صحیح عنصر معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ ملک قدیم روایات کی زنجیروں سے آزاد ہے اور اس کا اجتماعی وجدان نئے اثرات وافکار کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے۔

مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوام شرق کو یہ محسوس کر لینا چاہیے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون جس کو قرآن نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور میں نے اپنے فارسی تصانیف میں اسی صداقت کو مدنظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اس وقت دنیا میں اور بالخصوص ممالک مشرق میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد واقوام کی نگاہ کو جغرافی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو، قابل احترام ہے۔ اسی بنا پر میں نے ان چند اوراق کو اعلیٰ حضرت فرمانروائے افغانستان کے نام نامی سے منسوب کیا ہے کہ وہ اپنی فطری ذہانت وفطانت سے اس نکتے سے بخوبی آگاہ معلوم ہوتے ہیں اور افغانوں کی تربیت انہیں خاص طور پر مدِ نظر ہے۔ اس عظیم الشان کام میں خدا تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔

آخر میں اپنے دوست چودھری محمد حسین صاحب ایم اے کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے ''پیام مشرق'' کے مسودات کو اشاعت کے لئے مُرتب کیا اگر وہ یہ زحمت گوارا نہ کرتے تو غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی۔

اقبالؔ



مقدمہ

اقبال نے اپنی تمام تصانیف میں صرف دو کتابوں پر دیباچہ لکھا' ایک ''اسرارِ خودی'' اور دوسری یہی ''پیامِ مشرق'' جو زیرِ نظر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی دو کتابیں اُن کی نظر میں اِس لائق تھیں کہ وہ خود ناظرین سے اُن کو متعارف کرائیں۔

''پیامِ مشرق'' (۲۳۔۱۹۲۲ء) میں شائع ہوئی۔ یہ دوسری کتاب ہے جس کا دیباچہ منصف نے خود لکھا اور اب تک اصل کتاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ کتاب کا دیباچہ جرمن ادب میں مشرقی تحریک کے متعلق ایک عمدہ بحث پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون مفید اور پراز معلومات ہے۔ یہ کتاب المانوی شاعر گوئٹے کے پیامِ مغرب کے جواب میں لکھی گئی۔ گوئٹے نے مشرقی ادبیات کا مطالعہ کیا تھا۔ بالخصوص مولانا روم سے اس نے کافی فائدہ اُٹھایا۔ لیکن ان کے فلسفہ کے بہت سے حصوں سے اتفاق نہیں کیا اور اپنی ساری کوشش یہ ثابت کرنے میں صرف کر دی کہ مغرب ہی آج کی دنیا کے مسائل کو حل کرنے کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس سے علامہ اقبال کے جذبہ ملی کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے گوئٹے کی تردید کرتے ہوئے ثابت کیا کہ جس علم سے آج مغرب فیض اُٹھا رہا ہے' وہ مشرق کا اور خصوصاً مسلمانوں کا ورثہ ہے۔

اس کتاب کا انتساب افغانستان کے ایک سابق فرمانروا امیر امان اللہ خاں نیازی سے کیا گیا ہے۔ خطاب کا مضمون اور انداز نہایت دلکش اور بلیغ ہے۔

یہ کتاب بلاشبہ جاوید نامہ کے بعد اقبال کی مشکل ترین تصنیف ہے کیونکہ اس میں انہوں نے وہ حقائق اور معارف بیان کئے ہیں جن کا تعلق افراد اور اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔ یہ کتاب پانچ حصوں میں منقسم ہے۔

(۱) پہلے حصہ میں جس کا نام ''لالۂ طور'' ہے رباعیات درج کی ہیں اور ان میں فلسفہ کے ادق مسائل نظم کئے ہیں ان مسائل میں وحدت الوجود کا مسئلہ سب سے زیادہ مشکل ہے اور جب تک اس مسئلہ کے مبادی اور اصول موضوع سے واقفیت نہ ہو۔ ان رباعیات کا سمجھنا بہت زیادہ دشوار ہے۔ اس حصے میں ۱۶۳ رباعیاں ''لالۂ طور'' کے عنوان سے ملتی ہیں۔ یہ رُباعیاں جنہیں بہتر ہوگا کہ دوبیتیوں کا نام دیا جائے۔ سبک شعر کے اعتبار سے بابا طاہر عریان کی پیروی میں کہی گئی ہیں' زبان و بیان کی خوبیوں اور مطالب و معانی کی ندرتوں کے لحاظ سے یہ دوبیتیاں کلام اقبال کا بے نظیر حصہ ہیں' علامہ کی زبان نے عظیم افکار کے متحمل ہونے میں جس قوت کا ساتھ ان مختصر ترانوں میں دیا ہے وہ کہیں اور شاید کم نظر آئے۔ البتہ اقبال بابا طاہر سے اس

لحاظ سے بالکل مختلف ہیں کہ علامہ کے موضوعات طاہر کی طرح عاشقانہ نہیں بلکہ زیادہ تر فلسفیانہ اور عارفانہ ہیں۔ یہ فلسفۂ زندگی کے اسرار اور معدن حکمت کے گوہر ہائے آبدار ہیں۔

(۲) کتاب کا دوسرا حصہ ''افکار'' کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں اکثر انواع سخن مثلاً قطعہ، مثنوی، مسمط، ترکیب بند، ترجیع بند، مستزاد اور قصیدہ وغیرہ پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔ اقبال نے خدا، انسان اور کائنات سے متعلق مسائل پر اپنے نتائج افکار شاعرانہ انداز میں پیش کئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ انہوں نے زندگی کو کس زاویہ نظر سے دیکھا۔ اس حصہ میں جیسا کہ قدرتی بات ہے دشوار نظموں کے پہلو میں چند آسان نظمیں پائی جاتی ہیں، لیکن علمی نکات ان میں بھی موجود ہیں۔ یہ مختلف آہنگوں پر مشتمل چھوٹی بڑی منظومات اقبال کی فکر وفن کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ اس حصے کی اکثر نظموں میں انسان کی بنیادی صلاحیتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور فلسفہ حرکت کو بالخصوص موضوع بحث بنا کر زندگی کے ارتقائی مراحل کی توضیح کی گئی ہے۔ اقبال نے انسانی حرکت اور ارتقاء کو مغربی فلسفیوں کے برعکس عشق اور اس کے سوز و گداز کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ عشق کے عنوان سے ایک نظم میں فرماتے ہیں۔ [۱]

جز عشق حکایتے ندارم پروائے ملامتے ندارم
از جلوۂ علم بے نیازم سوزم گریم تپم گدازم

''حکمت و شعر'' کے عنوان سے ایک قطعہ نہایت پر معنی اور قابلِ توجہ ہے جس میں مشرق کے عظیم فلسفی بوعلی کو عقل و حکمت سے تعبیر کیا ہے اور رومی کو عشق و وجدان سے ؎

بو علی اندر غبارِ ناقہ گم دستِ رومی پردۂ محمل گرفت
این فروتر رفت و تا گوہر رسید آں بگردابے چوخس منزل گرفت

حق اگر سوزے ندارد حکمت است
شعر میگرد دچو سوز از دل گرفت

(۳) تیسرا حصہ جس کا عنوان ''مئے باقی'' ہے۔ ۴۵ غزلیات پر مشتمل ہے۔ جن کی زبان کی سلاست ترنم ریز اور معنوی لطافت وجد انگیز ہے۔ یہ اس کتاب کا سب سے زیادہ دلکش حصہ ہے۔ ان غزلوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی زبان اور اندازِ بیان میں حافظ اور نظیری کا رنگ جھلکتا ہے اور ان کے مضامین میں بیدل اور غالب کی سی بلندی نظر آتی ہے۔ لیکن شاعر کی انفرادیت ہر غزل سے نمایاں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اقبال نے غزلوں میں بھی جا بجا اپنے مخصوص فلسفۂ حیات کی تبلیغ کی ہے۔ ''مئے باقی'' کا عنوان حافظ کے اس شعر سے اقتباس ہے ؎

بدہ ساقی مئی باقی کہ در جنت نخواہی یافت
کنار آبِ رکنا باد و گلگشت مصلی را [۲]

۱۔ ''پیامِ مشرق''، طبع دہم۔ لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۴۳

۲۔ ''دیوانِ حافظ'' امیر کبیر۔ تہران۔ ۱۳۳۷۔ ص ۱۹

اِن میں بہت سی غزلیں حافظ کی پیروی میں کہی گئی ہیں' اقبال کے لئے شیرازی نوا تو پسندیدہ ہے ہی لیکن یہ التزام خصوصاً اس لئے بھی کیا ہے کہ چونکہ گوئٹے حافظ کے کلام سے غیر معمولی طور پر متاثر تھا۔ اور اپنے آپ کو اس کا مرید تصور کرتا تھا۔ اور حافظ کے کلام کو ابدیت کی طرح عظیم اور ازلی و ابدی گردانتا تھا۔ لہٰذا اقبال نے اس رعایت سے غزلوں کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا تصنیف کیا ہے جو زبان و بیان کے اعتبار سے بہت حد تک غزلیاتِ حافظ کا رنگ لئے ہوئے ہے' بعض غزلیں رومی تقلید میں بھی ہیں اور بعض میں نظیری کا استقبال بھی کیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ مغرب کے خیالات اور اُن کے متعلق رائیں ہیں۔

(۴) ''پیامِ مشرق'' کا چوتھا حصہ ''نقش فرنگ'' کے نام سے موسوم ہے یہ وہ پیام ہے جو اقبال نے مشرق کی طرف سے مغرب کو بھیجا ہے سبکِ سخن کے اعتبار سے اس حصے کی غزلیں بھی زیادہ تر حافظ کی پیروی میں ہیں۔ اِسی حصے میں متعدد قطعات مختلف ہیئتوں اور گوناگوں عناوین کے تحت درج ہیں جن میں شوپن ہار' نیٹشے' ٹالسٹائی' کارل مارکس' لینن' ہیگل' رومی' برگسان' مزدک' آئین سٹائین اور کانٹ وغیرہم کے افکار کو بالاختصار بیان کیا ہے۔ حکمائے مغرب کے افکار پر تنقید کی ہے۔ اور یہ اس کتاب کا سب سے زیادہ مشکل حصہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک پڑھنے والا اِن حکماء کے افکار (فلسفہ) سے آگاہ نہ ہو' تنقید سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔

(۵) پانچویں حصہ میں جس کا عنوان ''خردہ'' ہے' انہوں نے چند قطعات اور چند متفرق اشعار (ابیات) درج کئے ہیں۔ اس حصہ کی خصوصیت یہ ہے کہ حکیمانہ نکات کو ظریفانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ اس کتاب کا آسان ترین حصہ ہے۔

''پیامِ مشرق'' کے پہلے ایڈیشن پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس میں اہلِ عجم کو ہی کیوں مخاطب کیا گیا ہے اور عجم کی ہی بہتری کیوں چاہی گئی ہے۔ چنانچہ دوسرے ایڈیشن میں اِس اعتراض کے پیشِ نظر آپ نے صفحہ اوّل پر یہ آیت لکھ دی۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

چودھری محمد حسین کے بقول دوسرے ایڈیشن میں کچھ اور نظموں کا اضافہ بھی کیا گیا تھا۔ اس کتاب میں وہ معارف بیان کئے گئے ہیں جو افراد اور اقوام کی باطنی تربیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں قوموں کے زوال اور افسردگی' سیاست حاضرہ کی فریب کاریوں اور یورپ میں انسانیت کی مٹی پلید کئے جانے کے ذکر کے ساتھ ساتھ تسخیر فطرت' میلادِ آدم' افکار ابلیس' آدم کا جنت سے نکالے جانے کا منظر اور قیامت کا قصہ فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بہار کی آمد' کشمیر اور مغربی فلاسفروں کے خیالات کو اپنے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور باعزت اور کامیاب زندگی گزارنے کے متعلق بھی اشعار درج کئے گئے ہیں۔

پیامِ مشرق پر ایک نظر *

''پیامِ مشرق'' ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی یعنی اس دور میں جب مغرب کی استعماری طاقتیں مشرق کو اپنی یغماگری کا ہدف بنائے ہوئے تھیں' سارا مشرق ایک عجیب آشفتگی' بدحالی اور پریشانی کا شکار ہورہا تھا۔ سیاسی اور اجتماعی زوال کے ساتھ ساتھ مغربی مادیت کے اثر سے مشرق کے پُرنور اُفق پر اندھیرے ہی اندھیرے چھا رہے تھے۔ اور انسان ان اندھیروں کی آڑ میں بڑی بے دریغی سے انسانی ناموس کا پردہ چاک کر رہا تھا۔ ملتِ اسلامیہ غیروں کے پنجۂ تسلط میں پڑ کر مصائب و آلام میں مبتلا ہوگئی۔

مشرق کی بیداری کے لئے اقبال خودی یا استحکام ذات کے فلسفے کو پیش کر کے اہلِ مشرق کو انسان کی لامحدود اور غیر فانی معنوی اور

* ماخوذ از مضمون ڈاکٹر سید محمد اکرم......

روحانی اقدار سے روشناس کرا چکا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اقبال نے اجتماعی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مغرب کو مادہ پرستی کے برعکس مذہب اور روحانیت کی تعلیم دینی شروع کی اور اس میدان میں وہ مشرق کا زبردست معنوی مبلغ بن کر اُٹھا اور اسی معنویت کے درس کو اس نے انسانی رفاہ و فلاح کا واحد ذریعہ قرار دیا۔ ڈاکٹر صاحب کی نظمیں ''ملیات'' کے لقب کی مستحق ہیں ڈاکٹر صاحب کی شاعری فنا اور نفس کشی کی تلقین کرتی ہے اور یہ خودی اور زندگی کی' وہ تند مزاجوں کو برف بناتی ہے اور یہ افسردہ دلوں کو برق۔

''پیامِ مشرق' اقبال نے جرمنی کے بلند پایہ شاعر گوئٹے کے ''دیوان غربی وشرقی'' کے جواب میں لکھی۔ گوئٹے نے اپنا یہ دیوان جو اس کا شاہکار تصور کیا جاتا ہے۔ کچھ ایسے ہی آشفتہ اور پر اضطراب حالات میں لکھا تھا۔ دراصل انقلاب فرانس کے بعد یورپ کچھ اس طرح بیدار ہوا کہ مادیت کے سوا اسے دنیا میں کوئی اور قدر دکھائی ہی نہ دی۔ اور مادی رجحان کی رو میں بہہ کر معنویت اور وجدان سے بہت ہی دور جا پڑا' چنانچہ یورپ کی مادی فضا ایک حساس روح اور ایک معنویت پسند شخص کے لئے نا قابلِ زیست بن گئی۔ گوئٹے جیسے انسان دوست آدمی کے لئے ایسی مکدر اور مسموم فضا میں دم لینا دشوار تھا چنانچہ وہ مغرب سے فرار کر کے مشرق میں پناہ لینے کے لئے مجبور ہو گیا' اسرائیلی شاعر ہائنا کے مطابق ''دیوان غربی وشرقی'' سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے۔''

۱۸۱۴ء میں گوئٹے نے اپنے مجموعہ کلام کو شعرائے مشرق کی روایت کے مطابق ''دیوان'' کا نام دیا اور ''ہجرت'' کے عنوان سے اس کا سر آغاز لکھا جو مختصراً یوں شروع ہوتا ہے۔

''شمال' مغرب اور جنوب پریشان اور آشفتہ ہیں۔ تخت و تاج و برباد ہو رہے ہیں اور سلطنتوں کے پائے لرز رہے ہیں۔ تو اس دوزخ سے دور بھاگ جا اور دل پذیر مشرق کا رخ کر تا کہ وہاں روحانیت کی ٹھنڈی ہوا تجھ پر چلے اور محفل عشق و شراب اور آب حیات تجھے زندہ کرے۔

آ کہ میں بھی اسی راہ کا مسافر ہوں تا کہ مشرق کی پاک فضاؤں میں گم ہو کر صدیوں پیچھے چلا جاؤں یہاں تک کہ ایک ایسے زمانے میں پہنچ جاؤں جس میں لوگ خدا سے آسمانی قوانین کو زمینی الفاظ کے وسیلے سے سیکھا کرتے تھے۔

''آ کہ میں بھی دیارِ مشرق کا مسافر ہوں' تا کہ وہاں گڈریوں کے ساتھ ایک پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی بسر کروں۔

''اے حافظ! اس سفر دور و دراز میں اور ان وادیوں کے نشیب و فراز میں ہر جگہ تیرے آسمانی نغمے میرے ہمسفر ہیں اور میرے دل کے لئے موجب تسکین ہیں' اے حافظ مقدس! میری آرزو یہ ہے کہ میں سفر و حضر میں ہر جگہ تیرے ساتھ رہوں[1]۔''

ثانیاً یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ مشرق و مغرب میں جو خلیج حائل ہو رہی تھی اور جس طریق سے انسان کو انسان سے جدا کیا جا رہا تھا۔ وہ گوئٹے جیسے وسیع مشرب انسان کے لئے نا قابلِ تحمل نہ تھا۔ لہٰذا اس نے احترام آدمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسان کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے کی زبردست مہم شروع کی۔ چنانچہ ''دیوان شرقی وغربی'' ایک عظیم اجتماعی فلسفے کا سنگِ بنیاد ہے جس کے ذریعے عالم انسانی کے اتحاد کی جامع اور بلیغ کوشش کی گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گوئٹے کا زمانہ قومی تعصب اور نیشنلزم کی ترویج کا زمانہ تھا' جس کے خلاف گوئٹے کی آفاقی اور ہمہ گیر طبیعت نے زبردست آواز بلند کی۔ دراصل مغرب میں مسیحی تعلیمات کا نتیجہ ایک رہبانی نظام کی شکل میں نکل چکا تھا۔ جس نے بالآخر کلیسائی حکومت کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس کلیسائی حکومت میں جیسا کہ یورپ کی مذہبی تاریخ سے واضح ہے دینوی امور کے سلجھانے کا خانہ خالی تھا۔ نتیجے کے طور پر حکومت اور کلیسا ایک دوسرے سے بالکل مختلف

---

[1] ''دیوانِ شرقی'' ترجمہ شجاع الدین شفا' تہران ۱۳۲۸ء۔ ص ۳۸۔۳۹

صورتیں اختیار کر چکے تھے چنانچہ اسی وجہ سے لوتھر روسو' میکاولی' اور بعد ازاں نیٹشے وغیرہم نے کلیسائی حکومت کے خلاف ملی اور فکری بغاوتیں کیں۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

''جس ذہنی تحریک کا آغاز لوتھر اور روسو کی ذات سے ہوا۔ اس نے مسیحی دنیا کی وحدت کو توڑ کر اسے ایک ایسی غیر مربوط اور منتشر کثرت میں تقسیم کر دیا جس سے اہل مغرب کی نگاہیں اس عالمگیر مطمحِ نظر سے ہٹ کر جو تمام نوعِ انسانی سے متعلق تھا۔ اقوام و ملل کی تنگ حدود میں اُلجھ گئیں۔ اس نئے تخیل حیات کے لئے اُنہیں ایک سے کہیں زیادہ واقعی اور مرئی احساس مثلاً وطنیت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کا اظہار بالآخران سیاسی نظامات کی شکل میں ہوا جنھوں نے جذبۂ قومیت کے ماتحت پرورش پائی [1]''

گوئٹے نے قومیت کے پست تصور کو پس پشت ڈالا اور انسانیت کی طرفداری اور انسانی برادری کو اپنا شعار بنایا۔ چنانچہ اس بارے میں دسمبر ۱۸۱۴ء میں اس نے لکھا:

''میں چاہتا ہوں اس دیوان کو ایک آئینہ یا جامِ جہاں نما کی صورت دُوں اور اس میں مشرق و مغرب کو ایک دوسرے کے قریب لا کر دکھاؤں [2]''

مئی ۱۸۱۵ء میں لکھتا ہے: ''میری آرزو اور میرا مقصد یہ ہے کہ میں مشرق کو مغرب کے اور ماضی کو حال کے اور ایرانی کو جرمن کے نزدیک کروں اور ان علاقوں کے لوگوں کے طرز' عادات اور رسوم کو ایک دوسرے سے آشنا کراؤں [3]''

ایک اور جگہ کہتا ہے: ''مشرق اور مغرب اللہ کے ہیں اور شمال و جنوب بھی [4]''

گوئٹے نے اتحادِ انسانی کے اس عظیم مقصد کے لئے ایک ''عالمی ادب'' کا سہارا لیا۔ اس سلسلہ میں وہ اگرچہ گونا گوں اقوام کے تمدّن' طرز فکر اور مذہبی اختلافات سے دوچار ہوا لیکن وہ اپنے سارے دیوان میں اس بنیادی نکتے پر زور دیتا ہے کہ: ''مشرق اور مغرب ایک دوسرے سے جدا نہیں اور اُنہیں بہر صورت ایک دوسرے سے قریب ہونا چاہئے [5]''

گوئٹے اس عالمی ادب کو وجود میں لانے کے لئے یورپی ادب کے تین بڑے دھاروں' یعنی فرانسیسی' جرمن اور انگریزی ادب کے علاوہ ہسپانوی' اطالوی اور قرونِ وسطیٰ کے ادب کو بھی ضروری قرار دیتا تھا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس امر کی تاکید کرتا رہا کہ دروازۂ ادب کو مکمل طور پر کھولنا چاہئے تاکہ مشرق کے عظیم الشان شعراء یعنی حافظ اور سعدی بھی اس بزم میں شریک ہو سکیں [6] وہ اہلِ علم و دانش کو اس بات کی تلقین کرتا رہا کہ وہ اپنے آپ کو ''قومیت'' کی چار دیواری میں محسوس کرنے کی بجائے اپنی نظریں آفاقی بلندیوں پر رکھیں اور ایک دوسرے کا احترام کریں۔

دوسری بات جو ''دیوان غربی و شرقی'' میں خاص اہمیت کی حامل ہے وہ قومی اور مذہبی تعصبات سے گوئٹے کی شدید نفرت ہے۔ گوئٹے نے اپنے دیوان میں حافظ کی طرح جس کا ایمان اور فرمان ہے ؎

آسائشِ دو گیتی تفسیر این دو حرف است
بادوستان مروت بادشمناں مدارا [7]

یہ کوشش کی ہے کہ وہ خشک تعصبات کی بجائے وجدان اور منطق کو اپنا شیوہ اور شعار بنائے۔ چنانچہ اس وجدانی رجحان اور منطقی

---

[1] ''حرف اقبال''۔ لاہور۔ ۱۹۴۱ء۔ ص ۱۹ [2] ''دیوان شرقی'' ترجمہ شجاع الدین شفا تہران ۱۳۲۸۔ ص ۲۵

[3] ایضاً۔ ص ۲۶ [4] ایضاً۔ ص ۴۰ [5] ایضاً۔ ص ۲۷ [6] ایضاً

[7] ''دیوان حافظ'' امیر کبیر' تہران' ۱۳۳۷۔ ص ۲۱

غلبے کی بنا پر وہ کہتا ہے:

''اگر اسلام کے معنی اپنے اموراور ارادوں کو خدا کے سپرد کرنے کا نام ہے تو ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان ہی مریں گے[1]''

گوئٹے کی توحید پرستی اور حقیقت پسندی ملاحظہ ہو' ایک دفعہ اس کی محبوبہ ماریان نے جسے وہ زلیخا کے نام سے پکارا کرتا تھا گلے میں صلیب پہن رکھی تھی۔ گوئٹے یہ دیکھ کر سخت برہم ہوا اور کہنے لگا: ''کیا حافظ شیرازی تجھے اس بدنما ہار کے ساتھ اپنے شیراز میں داخل ہونے کی اجازت اور تجھے اپنے حضور میں جگہ دے گا؟ جا اور خدا کے شرک کی اس علامت کو دور پھینک دے[2]''

اپنی نظم ''ساقی نامہ'' میں قرآن پاک کے متعلق لکھتا ہے: ''بعض لوگ قرآن کو قدیم اور بعض حادث تصور کرتے ہیں۔ مجھے اس راز کا علم نہیں اور نہ ہی میں اسے جاننا چاہتا ہوں کیونکہ میرا تو یہی ایمان ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مسلمانوں کے لئے بس اتنا ہی جاننا کافی ہے[3]''

گوئٹے نے پیغمبر علیہ السلام کی تعریف میں جابجا نظمیں کہی ہیں اور اس طریق سے کوشش کی ہے کہ شرق وغرب کے باہمی تعصبات کو ختم کرے۔ اور اہلِ مغرب پر دین اسلام کی عظمت اور ہمہ گیری کو واضح کرے' اس نے نپولین کے ساتھ ملاقات میں اپنی نظم ''محمدؐ'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تبصرہ کیا۔ نپولین نے جو خود پیغمبر اسلام کا مداح تھا والٹیئر پر سخت نکتہ چینی کی کیونکہ موخر الذکر نے ''المیہ محمدؐ'' لکھ کر نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ گوئٹے نے ''نغمۂ محمدؐ'' ''برگزیدہ اشخاص'' ''ہجرت کا نواں سال'' اور دیگر بہت سی منظومات میں حضرت نبی علیہ السلام کی تعریف وتوصیف کی ہے ''برگزیدہ اشخاص'' میں وہ اپنے آپ کو جنگ بدر کے شہداء میں شمار کرتا ہے۔

اقبال گوئٹے کے ان پاکیزہ رجحانات سے بہت متاثر ہوا خصوصاً اس لحاظ سے بھی اقبال کو گوئٹے پسند آیا کہ جن انفرادی اور اجتماعی کیفیات کا اقبال تجزیہ کر رہا تھا تقریباً اسی نقطۂ نظر سے گوئٹے نے ایک سو سال پیشتر اُنہیں علانیہ طور پر بیان کیا تھا۔ ''پیام مشرق'' کے آغاز میں اسی حقیقت کا اعتراف اقبال نے یوں کیا ہے ؎

ہر دو دانائے ضمیر کائنات   ہر دو پیغامِ حیات اندر ممات

ہر دو خنجر صبح خند آئینہ فام   او برہنہ من ہنوز اندر نیام[4]

''پیامِ مشرق'' میں بعض نظمیں ملتی ہیں جو گوئٹے کے ''دیوان غربی وشرقی'' کی نظموں کا آزاد ترجمہ ہیں' مثلاً ''حور وشاعر'' جس میں علامہ اقبال نے زندگی کی لامتناہی فعالیتوں کو بیان کیا ہے اور ان کی رو سے فلسفہ ارتقاء پر بڑی کامیابی سے بحث کی ہے' یہ نظم جواب ہے ''حور وشاعر'' کا جو ''دیوان غربی وشرقی'' کے حصہ ''خلد نامہ'' میں درج ہے۔ اس نظم میں انسانی زندگی کے دوام کو مسلسل مقاصد افرینی سے تعبیر کیا گیا ہے کہ انسان بلند سے بلند تر نصب العین کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ چنانچہ اس کا اعلیٰ اور انتہائی نصب العین خدا ہونا چاہئے اور بس ؎

چو نظر قرار گیرد بہ نگارِ خوبروے   تپد آں زماں دِل من پئے خوب نگارے تر

شرر ستارہ جویم ز ستارہ آفتابے   سر منزلے ندارم کہ بمیرم از قرارے

طلبم نہایت آنکہ نہایتے ندارد

بہ نگاہِ ناشکیبے بہ دِل اُمیدوارے

---

[1] ''دیوان شرقی'' ص ۲۸   [2] ایضاً۔ ص ص ۹۸۔۹۹   [3] ایضاً۔ ص ۶۹   [4] ''پیامِ مشرق'' ص ۳۔

اسی طرح ''پیامِ مشرق'' کی نظم ''جوئے آب' آزاد ترجمہ ہے ''نغمۂ محمد'' کا جس میں اقبال کے قول کے مطابق المانی شاعر نے زندگی کے اسلامی تخیل کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے' اس پر معنی نظم کا آخری بند درج ذیل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ دینِ اسلام نے کس طرح پرانی رسوم و قیود کو توڑ کر مال و دولت اور رنگ و نسب کے امتیازات کو نابود کیا۔ بندہ و آقا کی تمیز کو ختم کر کے انسانیت کو مساوات کے حقیقی اور فطری اصولوں سے روشناس کیا۔ مزید یہ کہ اسلام میں کسی قسم کے جمود فکری کی گنجائش نہیں۔ بلکہ وہ زندگی کے نت نئے تقاضوں سے دو بدو رہتا ہے اور اُنہیں پورا کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے اور اس طرح یہ دھارا اپنی لامتناہی منزل یعنی خدا کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے ؎

دریائے پرخروش ! زبند و شکن گذشت
از تنگنائے وادی و کوه و دمن گذشت
یکساں چو سیل کرده نشیب و فراز را
از کاخِ شاه و باره و کشت و چمن گذشت
بیتاب و تند و تیز و جگر سوز و بیقرار
در ہر زماں بتازه رسید از کہن گذشت
زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود
در خودیگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

یہاں بے جانہ ہوگا اگر گوئٹے کی اصل نظم ''نغمۂ محمد'' کو دہرا دیا جائے تاکہ واضح ہو سکے گوئٹے دین اسلام کے علاوہ تمام ذہنی اور اجتماعی نظاموں اور رسموں کو عالم انسانی کے لئے کس بیباکی کے ساتھ باطل اور منسوخ قرار دے کر صرف اور صرف دینِ اسلام کو بنی آدم کے لئے سعادت اور فلاح کا واحد ذریعہ بیان کرتا ہے۔ اس نظم میں وہ اسلام کو ایک اُبلتے ہوئے چشمے سے تعبیر کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اُس چشمے کو دیکھو جو ستاروں کی کرنوں کی طرح ہنستا ہوا صاف شفاف چٹانوں سے نکلا ہے۔ بچپن میں اسے قدسیوں نے اس دنیا میں پالا جو بادلوں سے پرے ہے' شباب کی تازگی اور جوش لئے ہوئے وہ خرام ناز کرتا ہوا بادلوں سے نکلتا ہے اور پتھروں کے بیچ میں سے جھاڑیوں سے گزر کر مرمریں چٹانوں پر گرتا اور پھر مسرت کے نعرے لگاتا ہوا آسمان کی طرف اُچھلتا ہے......''

''نیچے وادی میں جہاں اس کا قدم پڑتا ہے پھول کھلنے لگتے ہیں اور اس کے دم سے سبزہ زار میں جان پڑ جاتی ہے۔ لیکن اسے نہ سایہ دار وادی روک سکتی ہے نہ وہ پھول جو اس کے گھٹنوں سے لپٹ لپٹ کر محبت بھری نگاہوں سے اس کی' خوشامد کرتے ہیں۔

''چھوٹے چشمے اس کے دامن سے لپٹ کر چلتے ہیں۔ وہ چاندی کی طرح چمکتا ہوا میدان میں پہنچتا ہے' اور میدان بھی اس کی آب و تاب سے چمک اٹھتا ہے۔ میدان کے دریا اور پہاڑوں کے چشمے پکار پکار کر کہتے ہیں۔ بھائی! اے بھائی! ہمیں بھی اپنے رب کے پاس لے چل' ہمیں بھی بے پایاں سمندر کی آغوش میں پہنچا دے...... افسوس ہم اس کے مشتاق اس کی آغوش تک پہنچ نہیں پاتے۔ ریگستان کی پیاسی ریت ہمیں جذب کر لیتی ہے اور اوپر سے سورج چوس لیتا ہے' کوئی پہاڑی راستہ روک کر ہمیں تالاب بنا دیتی ہے۔ اے بھائی! اپنے میدان والے بھائیوں کو' اپنے پہاڑ والے بھائیوں کو اپنے ساتھ اپنے رب کے پاس لے چل۔

''آؤ سب کے سب آؤ! اب وہ بڑی شان سے موجیں مارتا ہوا بڑھتا ہے اور ملکوں پر اپنا سکہ بٹھاتا چلا جاتا ہے۔ جہاں اس کا پاؤں پڑتا ہے شہر آباد ہو جاتے ہیں۔

''اس کا بہاؤ کسی کے روکے نہیں رکتا۔ وہ زور وشور سے میناروں کی چمکتی چوٹیوں اور مرمریں عمارتوں کو پیچھے چھوڑ کر تخلیق کے جوش میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے[1]''

اقبال کہتے ہیں ؎

مثلِ آئینہ مشو محوِ جمالِ دگراں
از دل و دیدہ فرو شو سے خیالِ دگراں

آتش از نالۂ مرغانِ حرم گیر و بسوز
آشیانے کہ نہادی بہ نہالِ دگراں[2]

اقبال اہلِ نظر کے حق میں گوئٹے کے احسانات کا اعتراف کرتا ہوا کہتا ہے ؎

صبا بہ گلشنِ ویمر سلامِ ما برساں
کہ چشمِ نکتہ وراں خاکِ آں دیار افروخت[3]

کتاب کے آخر میں اقبال نے گوئٹے کی طرح مغرب کی غیر فطری تہذیب کو ہیچ قرار دیتے ہوئے اسے مشرق کی جانب سے پیغام بھیجا ہے کہ وہ عقل کی بجائے عشق کی طرف رجوع کرے کیونکہ یہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو اس کی صحیح منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ اور یہی وہ افلاطون و جالینوس ہے جو انسان کی جملہ علتوں کا مداوا ہے' کیونکہ عقل کے ہاتھوں انسان اور بھی زیادہ مریض ہو گیا ہے۔

از من اے بادِ صبا گوے بدانائے فرنگ
عقل تا بال کشود است گرفتار است

عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری
عجب این است کہ بیمار تو بیمار تر است

دانش اندوختۂ دل ز کف انداختۂ!
آہ زاں نقد گرانمایہ کہ درباختۂ![4]

''حکمتِ فرنگ۔ جلال و ہیگل۔ پیغام برگساں۔ میخانۂ فرنگ۔ جلال و گوئٹے۔ شعرا اور الملک للہ بھی اسی انداز کی نظمیں ہیں۔ جن کے تجزیہ و تحلیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان منظومات اور دیگر اکثر اشعار میں علامہ اقبال نے خاص طور پر یہ کوشش کی ہے کہ وہ مغرب کو مشرق کی ان روحانی اقدار سے آشنا کرائیں جو مشرق و مغرب سے بالاتر انسانی مقام کا تعین کرتی ہیں اور جن کی رو سے ساری مخلوق خدا کا کنبہ قرار پاتی ہے اور اگر شرق و غرب کی مختلف اقوام ان قدروں سے بے بہرہ' محض مادیت کو اپنا مقصد بنالیتی ہیں تو یہ ترقی' یہ تمدن اور یہ علم وفن' یہ سائنس اور اس کے یہ حیرت انگیز انکشافات نہ صرف بے سود اور بے معنی ہیں بلکہ انسان کے لئے موت کا حکم رکھتے ہیں۔

''طیارہ'' کے عنوان سے پیامِ مشرق میں ایک نظم علامہ نے لکھی ہے کہ ٹہنی پر بیٹھا ایک پرندہ طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا کہ خدا نے انسان کو بال و پر عطا نہیں کئے اور اسے قوت پرواز سے محروم رکھا ہے۔ تو میں نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ ہم نے طیارہ سے اپنے بال و پر بنا لئے ہیں اور آسمانوں میں راہیں نکال لی ہیں۔ یہ طیارہ شاہین تو کیا فرشتے سے بھی زیادہ قوی اور پرواز میں سریع ہے۔

اس پر اس زیرک پرندے نے مجھے ذرا دوستانہ نظر سے دیکھا اور ننھی سی چونچ سے اپنے بال و پر سنوارتے ہوئے کہا۔

---

[1] اردو ڈائجسٹ' جون ۱۹۶۸ء ص ۱۲۔ [2] پیام مشرق ص ۲۰۹ [3] ایضاً ص ۱۸۴ [4] ایضاً' ص ص ۲۲۵' ۲۲۶

تو کارِ زمین را نکو ساختی
که با آسمان نیز پرداختی

یعنی کیا تو نے زمین کے سب کام ٹھیک کر لئے ہیں کہ آسمانوں پر چڑھنا شروع کر دیا ہے؟

طیارہ تو انسان نے بنا لیا مگر اس لئے نہیں کہ اس سے اہلِ زمین پر گل افشانی کرے بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعے بنی نوع انسان پر آگ برسائے۔ درحقیقت انسان کی بقا اور ترقی کا راز احترام آدمیت میں مضمر ہے۔ اور بس اور اگر انسان فی الواقع چاہتا ہے کہ وہ عزت اور ناموس کے ساتھ زندگی بسر کرے اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں سے استفادہ کرے اور انسانی تہذیب وتمدن کو فروغ دے تو ضروری ہے کہ وہ رنگ ونسب کے ناپاک تصورات اور قومیت و وطنیت کے ذلیل عقائد کو اپنے ذہن سے یکسر ترک کر دے اور انسانی اخوت اور محبت کو اپنا شعار اور نصب العین بنائے۔

چارہ ایست کہ از عشق گشادی طلبیم
پیش او سجدہ گزاریم و مرادی طلبیم

پیش کش

بحضور اعلیحضرت امیر امان اللہ خان فرمانروائے دولت مستقلہ افغانستان۔ خلد اللہ ملکہ' واجلالہ'

اے امیر کامگار اے شہریار　　نوجوان و مثل پیراں پختہ کار
چشم تو از پردگیہا محرم است　　دل میان سینہ ات جام جم است

معانی ...... : امیر کامگار: بلند اقبال، سردار، خوش نصیب امیر۔ امیر: سردار، حاکم، والیان افغانستان کا لقب، شہریار: بادشاہ، مثل۔ پیراں: بوڑھوں کی طرح۔ پختہ کار: تجربہ کار، جہاں دیدہ' اچھا برا سمجھنے والا۔ چشم تو: تیری آنکھ۔ تیری: از، سے کی۔ پردگیا: پردگی کی جمع، چھپی ہوئی چیزیں۔ محرم: جاننے والی، راز داں۔ میان سینات: تیرے سینے کے درمیان۔ جام جم: جمشید بادشاہ کا پیالہ جس کے بارے کہا جاتا ہے کہ اس میں دنیا بھر میں رونما ہونے والے اور آئندہ واقعات نظر آجاتے تھے۔ اجام: پیالہ۔ جم: جمشید کا مخفف۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے بلند اقبال (خوش نصیب) سردار، اے بادشاہ، (تو) نوجوان مگر بوڑھوں کی طرح جہاں دیدہ ہے، تیری آنکھ چھپے ہوئے رازوں سے آشنا ہے، (راز داں ہے) تیرے سینے میں دل جمشید کے پیالہ کی مانند ہے۔

عزم تو پایندہ چوں کہسار تو　　حزم تو آساں کند دشوار تو
ہمت تو چوں خیال من بلند　　ملت صد پارہ راشیرازہ بند

معانی ...... : عزم تو: تیرا عزم، ارادہ، قصد۔ پایندہ: مضبوط، مستحکم۔ کہسار تو: تیرے پہاڑ۔ حزم تو: تیری سوجھ بوجھ۔ کند: کرتی ہے۔ دشوار تو: تیری مشکل۔ خیال من: میرا تخیل۔ میرا خیال: ملت صد پارہ: سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ملت، شیرازہ بند: اکٹھا کرنے والی، ملانے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرا پکا ارادہ تیرے پہاڑوں کی طرح اٹل (مضبوط) ہے، تیری سوجھ بوجھ تیری مشکل آسان کرتی ہے، تیری ہمت میرے تخیل (فکر) کی طرح بلند ہے۔ یہ ہمت تتر بتر ملت کو اکٹھا (متحد) کرنے والی (کر سکتی) ہے، تو نے اپنی ہمت کو کام میں لے کر قبائل، عقائد و نظریات اور زبان و نسب میں بٹی ہوئی افغان قوم کو جو صد ہا ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی، متحد و مجتمع کر دیا۔

ہدیہ از شاہنشاں داری بسے　　لعل دیا قوت گراں داری بسے

اے امیر، ابن امیر، ابن امیر
ہدیہ از بے نوا اے ہم پذیر!

معانی ...... : ہدیہ: تحفہ،نذر۔داری: تو رکھتا ہے۔بسے: بہت۔یاقوت گراں: قیمتی یاقوت۔حقیر۔بے نوائے: فقیر، ناچیز، مفلس، بے سامان۔ابن: بیٹا۔امیر: بڑا آدمی، دولت مند، رئیس سردار۔ہم: بھی۔پذیر: قبول۔

ترجمہ و تشریح ...... : بڑے بڑے بادشاہوں نے تجھے نذریں گزاری ہیں تو بہت سے قیمتی اور انمول ہیرے موتی رکھتا ہے۔اے جدی پشتی سلطان (اے رئیس سرداروں کی اولاد)، ایک (اس) فقیر بے سرو سامان کی ناچیز نذر (تحفہ) کو بھی قبول کر لے۔

تامرا رمز حیات آموختند ۔۔۔ آتشی در پیکرم افروختند
یک نوائے سینہ تاب آوردہ ام ۔۔۔ عشق را عہد شباب آوردہ ام

معانی ...... : تا: جب سے، چونکہ۔مرا: مجھے۔رمز حیات: زندگی کا بھید۔آموختند: انہوں نے سکھایا۔آتشی: ایک آگ۔پیکرم: میرا بدن۔افروختند: انہوں نے روشن کی، بھڑکائی۔نوائے سینہ تاب: سینہ روشن کرنے والا۔آوردہ ام: میں لایا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : چونکہ مجھے زندگی کا بھید (راز) سکھایا گیا ہے۔(اور) میرے پیکر میں ایک آگ بھڑکائی (روشن کی) گئی ہے (عشق کی آگ روشن کردی گئی ہے)۔(میں) سینہ روشن کرنے والا ایک نغمہ لایا ہوں۔(میں) عشق کا عہد شباب واپس لایا ہوں۔

پیر مغرب شاعر المانوی ۔۔۔ آں قتیل شوہ ہائے پہلوی
بست نقش شاہدان شوخ و شنگ ۔۔۔ داد مشرق را سلامے از فرنگ

معانی ...... : شاعر المانوی: جرمن شاعر گوئٹے۔قتیل شیوہ ہائے پہلوی: پہلوی اداؤں کا مارا ہوا۔قتیل: مارا ہوا۔بست: اس نے باندھا۔نقش شاہدان شوخ و شنگ: شوخ و شنگ حسینوں کا روپ۔داد: اس نے دیا، پیش کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (وہ) اہل مغرب کا گرو (استاد) المانوی شاعر۔وہ پہلوی اداؤں کا مارا ہوا (فارسی شاعری کا فدائی) ہے۔اس نے اپنے کلام میں شوخ و شنگ حسینوں کا تصور باندھا (محبوبوں کے نقوش ثبت کئے ہیں) اور مغرب (یورپ) سے مشرق کو سلام بھیجا ہے۔نوٹ: حکیم مغرب جرمن شاعر گوئٹے نے جو فارسی ادبیات کا دلدادہ تھا ''مغرابی دیوان'' کی وساطت سے اہل مشرق کو سلام محبت بھیجا تھا میں نے اس کے جواب میں ''پیام مشرق'' لکھا ہے۔

در جوابش گفتہ ام پیغام شرق ۔۔۔ ماہ تابے ریختم برشام شرق
تا شناسائے خودم، خودبیں نیم ۔۔۔ با تو گویم او کہ بود و من کیم

معانی ...... : در جوابش: اس کے جواب میں۔گفتہ ام: میں نے کہا ہے۔پیغام شرق: مشرق کا پیغام یعنی یہ کتاب، پیام مشرق۔ماہتاب: چاندنی۔شناسائے خودم: میں خود شناس ہوں، اپنی حقیقت پہچانتا ہوں۔خودبین: خود پرست، مغرور۔نیم: نہیں ہوں۔باتو: تجھ سے۔گویم: میں کہتا ہوں۔من کیم: میں کون ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اس کے جواب میں مشرق کا پیغام (پیام مشرق) کہا (لکھا) ہے۔(گویا) یورپ (مشرق) کے جھٹپٹے (زوال) پر چاندنی بکھیر دی ہے۔(میں نے یہ کام کر کے مشرق کی شام پر روشن چاند کی کرنیں بکھیری ہیں یعنی یورپ کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جس مشرق کو تم جہالت کا جہان سمجھتے ہو علم و ہنر کی وہاں بھی روشنی ہے)۔یہ تو ہے کہ میں خود شناس ہوں مگر خود پرست (مغرور) نہیں ہوں۔(میں) تجھے بتاتا ہوں کہ وہ (گوئٹے) کون تھا اور میں کون (کیا) ہوں۔

او زا فرنگی جواناں مثل برق ۔۔۔ شعلہ من ازدم پیران شرق

او چمن زادے، چمن پروردہ — من دمیدم از زمین مردہ

معانی ...... : زافرنگی جواناں: فرنگی جوانوں میں سے۔ مثل برق: بجلی کی طرح۔ از دم پیران شرق: مشرق کے بوڑھوں کی پھونک سے۔ چمن زادے: چمن کا بیٹا۔ چمن پروردہ: چمن کا پالا، باغوں میں پلنے بڑھنے والا۔ دمیدم: میں اگا۔ زمین مردہ: ایک بانجھ زمین، بنجر زمین۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ بجلی ایسے فرنگی (یورپی) جوانوں میں سے تھا۔ میرا شعلہ مشرق کے بوڑھوں نے دھونکا (پیران شرق کے فیض سے)۔ وہ چمن کا بیٹا، چمن (بہار) کا پالا ہوا۔ (چمن نے اس کی پرورش کی)۔ اور میں ایک مردہ زمین سے اگا ہوں (ایسے ملک میں پیدا ہوا ہوں جو غریب، غیر ترقی یافتہ اور غلام ہے)۔ تبصرہ: گوئٹے مغربی حکماء کا خوشہ چین تھا میں نے عرفائے مشرق کے خیالات سے استفادہ کیا ہے۔ وہ ایک آزاد ترقی یافتہ قوم میں پیدا ہوا اور میں غلام ملک میں پیدا ہوا اور غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ یہی بات علامہ موصوف نے "ضرب کلیم" میں یوں ادا کی ہے: لیکن مجھے پیدا کیا اس ... میں تو نے۔ جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند۔

اوچو بلبل در چمن "فردوس گوش" — من بصحرا چوں جرس گرم خروش

ہر دو دانائے ضمیر کائنات — ہر دو پیغام حیات اندر ممات

معانی ...... : چو: مانند، جیسے۔ فردوس گوش: کانوں کیلئے جنت یعنی جس کا نغمہ کانوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ بصحرا: صحرا میں۔ جرس: گھنٹی، قافلے کی گھنٹی۔ گرم خروش: فریاد اور چیخ و پکار مشغول۔ ہر دو: دونوں، دونوں ہی۔ دانائے ضمیر کائنات: کائنات کا بھید جاننے والا۔ ممات: موت۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ چمن میں بلبل کی طرح کانوں کی جنت (ہے)۔ (وہ چمن کے اس بلبل کی مانند ہے جس کے نغمے کانوں کیلئے جنت ہیں یعنی اس کے ملک کے لوگ اس کا کلام بڑے شوق سے پڑھتے ہیں) میں صحرا میں جرس کے مانند شور مچاتا ہوا فریادی۔ میں قافلے کے اس گھڑیال یا گھنٹی کی طرح ہوں جو صحرا میں شور کر رہی ہو (اور اسے سننے والا کوئی نہ ہو)۔ ہم دونوں ہی کائنات کا بھید جاننے والے (ہیں)۔ (ہم) دونوں موت کے اندر زندگی کا پیغام (ہیں)۔ تبصرہ: اس کی قوم نے اس کے کلام کی قدر کی لیکن میری قوم میرے کلام سے غافل ہے۔ ہم دونوں کائنات کی حقیقت سے آگاہ ہیں دونوں نے دنیا کو زندگی کا پیغام دیا ہے (اگرچہ نوعیت مختلف ہے)۔

ہر دو خنجر صبح خند آئینہ فام — او برہنہ من ہنوز اندر نیام

ہر دو گوہر ارجمند و تاب دار — زادہ دریائے ناپیدا کنار

معانی ...... : صبح خند: صبح کی طرح کھلا ہوا، صبح کی طرح طلوع ہونے والا۔ آئینہ فام: آئینے کی طرح، آئینہ سا۔ فام: رنگ، مثال، طرح۔ برہنہ: کھلا ہوا، بے نیام۔ ہنوز: ابھی، اب تک۔ گوہر: موتی۔ ارجمند: بیش بہا۔ ارج: قدر و قیمت، جوہر۔ مند: رکھنے والا۔ تابدار: چمک دمک والا، روشن۔ زادہ: بیٹا، جنا ہوا۔ ناپیدا کنار: بے کراں کنارہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (ہم) دونوں صبح کی طرح روشن اور آئینہ کی طرح چمکدار خنجر ہیں۔ یعنی اس کے پیغام کا چرچا اور اثر ہو چکا ہے۔ وہ کھلا ہوا اور میں ابھی تک نیام میں ہوں۔ یعنی میرا پیغام ابھی تک کانوں میں پہنچ کر اثر انگیز نہیں ہوا۔ (ہم) دونوں قیمتی چمکدار موتی ہیں۔ (جو) بیکراں سمندر کے پیدا کئے ہوئے (ہیں)۔ یعنی ہم دونوں وہ موتی ہیں جو اس دریا میں پیدا ہوئے ہوں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ ایسے دریا میں پیدا ہونے والے موتی زیادہ آب و تاب والے ہوتے ہیں۔ تبصرہ: ہم دونوں باطل کے خلاف جنگ آزما

ہیں۔ دونوں کا کلام منور اور تابناک ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس کی قوم نے اس کو پہچان لیا ہے لیکن میری قوم میرے کلام سے نا آشنا ہے۔ یہاں علامہ اقبال نے قوم کی تغافل شعاری اور کوتاہ نظری کا شکوہ کیا ہے۔

اوز شوخی درتہ قلزم تپید   تا گریبان صدف را بر درید
من بہ آغوش صدف تابم ہنوز   در ضمیر بحر نایابم ہنوز

معانی ...... : قلزم: سمندر۔ تپید: وہ تڑپا۔ صدف: سیپ۔ بر درید: اس نے پھاڑ دیا۔ تابم: میں چمکتا ہوں، الجھا ہوں۔ ضمیر بحر: سمندر کا اندرون۔ ضمیر: اندرون، باطن۔ نایا ہم۔ میں نایاب ہوں، پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ شوخی سے سمندر کی تہ میں تڑپا۔ یہاں تک کہ اس نے صدف کا گریبان چاک کر دیا، پھاڑ دیا۔ موتی نے سیپ کے اندر رہنا پسند نہ کیا اور نکلنے کیلئے بیتاب ہوا۔ میں ابھی تک صدف کے آغوش میں الجھا ہوا چمک رہا ہوں (صدف کے اندر پیچ و تاب کھا رہا ہوں)۔ (میں) اب تک سمندر کے باطن میں نایاب (پوشیدہ) ہوں۔ (جو سمندر کے ضمیر میں ابھی تک نایاب ہے)۔
تبصرہ: اس نے سیپ کے گریبان کو پھاڑ دیا ہے وہ اپنی قوم کو عمل کا پیغام دینے کیلئے بیتاب رہا۔ میری قوم نے ابھی تک میری شاعری اور میرے پیغام کو نہیں پہچانا۔ گوئٹے دنیا میں مشہور ہو گیا اور میں اپنے دیس میں اجنبی ہوں۔

آشنائے من زمن بیگانہ رفت   از خمستانم تہی پیمانہ رفت
من شکوہ خسروی اورا دھم   تخت کسریٰ زیر پائے او نہم

معانی ...... : بیگانہ: انجان، بے پروا۔ رفت: وہ گزر گیا۔ خمستام: میرا شراب خانہ۔ تہی: خالی۔ شکوہ خسروی: شاہانہ جاہ و جلال، خسروانہ شان و شوکت۔ اورا: اس کو، اسے۔ دہم: میں دیتا ہوں۔ کسریٰ: پرانے ایرانی بادشاہوں کا لقب۔ زیر پائے او: اس کے پاؤں تلے۔ ازیر: نیچے۔ نہم: میں رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا آشنا بھی مجھے جانے بغیر چلا گیا (انجان بن کر گزر گیا) وہ میرے شراب خانے سے خالی پیالہ لے کر نکل آیا یعنی میرے اپنے بھی میری شاعری کی اصلیت سے ناواقف اور فائدہ اٹھائے بغیر رخصت ہو گئے۔ حالانکہ میرے شراب خانے کے مٹکے شراب سے بھرے ہوئے تھے۔ مراد میری شاعری اور پیغام سے کسی نے فائدہ نہ اٹھایا۔ میں اسے خسرو کا جاہ و جلال پیش کرتا ہوں۔ اس کے قدموں کے نیچے کسریٰ کا تخت رکھتا (بچھاتا) ہوں۔ میں اپنی قوم کے فرد کو ایران کے بادشاہ خسرو کی شان کا مالک بنانا چاہتا ہوں اور اسے نوشیروان کے تخت پر بٹھانا چاہتا ہوں۔

او حدیث دلبری خواہد زمن   رنگ و آب شاعری خواہد زمن
کم نظر بیتابی جانم ندید   آشکارم دیدو پنہانم ندید

معانی ...... : حدیث دلبری: معشوق (محبوب) کی حکایت، حسینوں کا تذکرہ۔ خواہد: وہ چاہتا ہے۔ زمن: مجھ سے۔ رنگ و آب شاعری: شاعری دمک، شاعرانہ رنگینی۔ رنگ و آب: چمک دمک، رنگینی۔ کم نظر: غافل، بے خبر، جس کے فکر و نظر کا دائرہ بہت محدود ہو۔ بے تابی جانم: میری روح کی بے تابی۔ ندید: اس نے نہیں دیکھا۔ دیدن: دیکھنا۔ آشکارم: میرا ظاہر۔ دید: اس نے دیکھا۔ و: لیکن۔ پنہانم: میرا باطن۔ پنہاں: پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ مجھ سے دل لبھانے والی بات چاہتا ہے۔ وہ مجھ سے شاعرانہ رنگینی اور چمک (طلب کرتا) مانگتا ہے۔ یعنی وہ مجھ سے عمل آموز شاعری کی بجائے ایسی شاعری کی مانگ کر رہا ہے جو محض تفریح طبع کیلئے ہو۔ میں شاعری میں حسینوں اور

محبوبوں کی دلبری کی بات بیان کروں۔(اس) کم نظر نے میری روح (جان) کی تڑپ نہ دیکھی اس نے صرف میرا ظاہر دیکھا، باطن نہیں دیکھا۔

فطرت من عشق را در بر گرفت — صحبت خاشاک و آتش در گرفت
حق رموز ملک و دیں برمن کشود — نقش غیر از پردہ چشم ربود

معانی ...... : بر: آغوش۔گرفت: اس نے لے لیا۔صحبت: میل، دوستی۔خاشاک: گھاس پھوس، تنکے، کوڑا کرکٹ۔درگرفت: موافق آ گئی۔حق: خدا۔رموز: رمز کی جمع، اسرار، بھید۔ملک: سلطنت۔برمن: مجھ پر۔کشود: اس نے کھولے۔ربود: اس نے مٹادی۔ ربودن: غارت کرنا، نظر سے اوجھل کردینا، مٹادینا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری فطرت نے عشق کو آغوش (پہلو) میں لے لیا (اپنے اندر سمولیا)۔آگ اور خاشاک کا یہ میل ٹھیک بیٹھا (میں نے تنکے اور آگ کو اپنے اندر اکٹھا کرلیا)۔اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سلطنت اور دین کے بھید کھولے (رموز منکشف کئے) ہیں۔میری آنکھ کے پردے سے غیر کی صورت مٹادی (غیر اللہ کا پردہ ہٹادیا)۔یعنی اسرار جہاں بانی کے ساتھ ساتھ مجھے دین کی فہم بھی عطا کی گئی ہے۔

برگ گل رنگیں زمضمون من است — مصرع من قطرہ خون من است
تانہ پنداری سخن دیوانگی است — در کمال ایں جنون فرزانگی است

معانی ...... : برگ گل: گلاب کی پتی۔پنکھڑی گل: گلاب کا پھول۔مضمون: مطلب، مفہوم، شعر کا مضمون۔مصرع من: میرا مصرع۔تا: تاکہ، ہرگز، کہیں۔نہ پنداری: تو مت گمان کرنا، یہ نہ سمجھنا۔دیوانگیست: دیوانگی است: دیوانگی ہے۔کمال ایں جنون: اس جنون کی انتہاء، اس دیوانگی کی تکمیل۔تکمیل، کسی شے کا اپنے وجود کے تمام امکانات پورے کرکے اپنے سے اوپر کے دائرہ وجود میں ضم ہوجانا۔فرزانگی: دانائی، عقلمندی، ہوش مندی۔

ترجمہ و تشریح ...... : گلاب کی پنکھڑی (پتی) میرے مضمون سے رنگین ہے۔میرے ہر شعر کا مصرع میرے خون کا قطرہ ہے۔تاکہ تو یہ گمان نہ کرے کہ شاعری دیوانگی ہے۔یہ دیوانگی اپنی انتہا میں عقلمندی ہے۔(میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ) اس کا جنون کا کمال دانائی ہے۔

از ہنر سرمایہ دارم کردہ اند — در دیار ہند خوارم کردہ اند
لالہ و گل از نوایم بے نصیب — طائرم در گلستان خود غریب!

معانی ...... : از: سے۔ہنر: کمال، فن، گن۔سرمایہ دارم کردہ اند: انہوں (کاتبان تقدیر) نے مجھے مالا مال کیا ہے۔سرمایہ: دولت، پونجی۔کردہ اند: انہوں نے کیا ہے۔دیار: ملک۔خوارم کردہ اند: مجھے خوار کر رکھا ہے۔نوایم: میرا نغمہ، میری آواز۔بے نصیب: بے بہرہ، محروم۔طائرم: میں پرندہ ہوں۔درگلستان خود: اپنے گلستان میں۔غریب: اجنبی، پردیسی، انجانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مشیت نے مجھے ہنر (سخن) کی دولت (سرمایہ) سے مالا مال کر رکھا ہے۔مگر سرزمین ہندوستان میں مجھے خوار کیا گیا ہے۔یعنی میرے ہنر کی قدر کرنے والا کوئی نہیں میری شاعری سے استفادہ کرنے والا کوئی نہیں۔یہاں کے لالہ و گل (عاشق و محبوب) میرے نغمے سے بے بہرہ (بے نصیب) ہیں۔میں اپنے ہی چمن میں اجنبی پرندہ ہوں۔

بسکہ گردوں سفلہ و دوں پرور است — وائے بر مردے کے صاحب جوہر است
دیدہ ای خسرو کیواں جناب — آفتاب ماتوارت بالحجاب

معانی ...... : بسکہ: غرضکہ، القصہ۔ گردوں: آسمان، سفلہ ودوں پرور: کمینوں اور ذلیلوں کو پالنے والا۔ وائے: افسوس۔ برمردے: اس آدمی پر۔ بر: پر۔ کہ: جو صاحب جوہر: باصلاحیت، کمال رکھنے والا۔ دیدہ ای: تونے دیکھا۔ خسرو کیواں: جناب، بلند مرتبہ بادشاہ، ساتویں آسمان پر دربار کرنے والا بادشاہ۔ آفتاب ما: ہمارا سورج۔ توارت بالحجاب: غروب ہوگیا۔ قرآن شریف کی اس آیت سے ماخوذ: حتیٰ توارت بالحجاب۔ یہاں تک کہ (سورج) غروب ہوگیا (۲۲:۸)۔

ترجمہ و تشریح ...... : غرضکہ آسمان انہی کمینوں اور رذیلوں کی پرورش کرتا ہے۔ اس شخص کی قسمت پر افسوس ہے جسے کوئی جوہر عطا کیا گیا ہو (کیونکہ اس کی قدر نہیں ہوگی بے جوہر کی ہوگی)۔ اے شاہ عالی جناب اے بلند مرتبت بادشاہ تونے دیکھا ہے کہ ہمارا سورج غروب ہوگیا۔ پردے میں چھپ گیا ہے۔ ملت اسلامیہ زوال کا شکار ہے۔

بطحی در دشت خویش از راہ رفت — از دم او سوز الا اللہ رفت
مصریاں افتادہ درگرداب نیل — ست رگ تورانیان ژندہ پیل

معانی ...... : بطحی: وادی بطحا کا باشندہ، عرب۔ در دشت خویش: اپنے صحرا میں۔ در: میں۔ دشت: صحرا۔ خویش اپنا۔ از راہ رفت: راہ سے بے راہ ہوگیا، بھٹک گیا (از راہ رفتن، راہ گم کر دینا، بھٹک جانا، سیدھا راستہ چھوڑ دینا۔ دم او: اس کی سانس، اس کی روح۔ ادم: رفت: رخصت ہوجانا۔ مصریان: مصری کی جمع، مصر کے باشندے۔ افتادہ: گرے ہوئے، پھنسے ہوئے۔ گرداب نیل: دریائے نیل کا بھنور۔ ست رگ: بے حس کاہل، تورانیان زندہ پیل: مست ہاتھیوں ایسے تورانی۔ تورانیاں:

ترجمہ و تشریح ...... : وادی بطحا کے باشندے یعنی عرب اپنے ہی صحرا میں راہ سے بے راہ ہوگیا۔ راہ گم کیے ہوئے ہے۔ اسلام کے اصولوں سے بیگانہ ہوچکے ہیں۔ اس کی روح سے الا اللہ کا سوز رخصت ہوگیا (ختم ہوچکا ہے)۔ اس شعر میں تلمیح ہے عربوں کی اسلام کش روش کی طرف کہ 1916-17ء میں انہوں نے ترکوں کے خلاف ان ترکوں کے خلاف جنہوں نے چار سو سال تک اپنے خون سے سرزمین حجاز کی آبیاری کی تھی اور لفظ خادم حرمین شریفین کو اپنے لئے سب سے بڑا اعزاز تصور کیا تھا اعلان جنگ کر کے دشمنان اسلام یعنی انگریزوں سے مل کر اپنے محسنوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اہل مصر نیل کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مست ہاتھیوں ایسے تورانی کاہل اور بے حس ہوچکے ہیں۔ کمزور پڑ چکے ہیں۔ مصری، انگریزوں کی غلامی میں ہیں، ترکمانستان کے باشندے اوسیوں کے زیر اقتدار ہیں۔

آل عثماں در شکنج روزگار — مشرق و مغرب زخونش لالہ زار
عشق را آئین سلمانی نماند — خاک ایراں ماند و ایرانی نماند

معانی ...... : آل عثمان: عثمان بن ارطغرل کی اولاد، عثمان بن ارطغرل، ترکی کے سلاطین عثمانی کا جد۔ شکنج: پیچ وخم، شکنجہ۔ روزگار: زمانہ، حالات۔ مشرق: ایشیاء۔ مغرب: یورپ۔ زخونش: اس کے خون سے۔ لالہ زار: جہاں گل لالہ کثرت سے اگے ہوئے ہوں، لالے کا کھیت، یہاں مراد ہے سرخ۔ را: کا۔ آئین سلمانی: حضرت سلمان فارسیؓ کا دستور۔ نماند: نہ رہا۔ خاک ایران: ایران کی مٹی، زمین ایران ہو: لیکن۔ ایرانی: حضرت سلمان فارسی یا ان کے طریق پر چلنے والے۔ اہل ایران۔

ترجمہ و تشریح ...... : عثمانی ترک حالات (زمانے) کے شکنجے میں (ہیں)۔ ایشیاء اور یورپ ان کے خون سے سرخ ہوچکا ہے۔ ترکوں (ترکان عثمانی) کے تحت یورپ، ایشیاء اور افریقہ کا بہت سا علاقہ تھا وہ کمزور ہوگئے اب ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ عشق کا سلمانی طریق (انداز) نہ رہا۔ ایران کی بس سرزمین رہ گئی اور ایرانی نہ رہے۔ (ایرانی ختم ہوگئے)۔

سوز و ساز زندگی رفت از گلش　　　　آں کہن آتش فسرد اندر دلش
مسلم ہندی شکم را بندہ　　　　خود فروشے، دل زدیں برکندہ

معانی ...... : سوز وساز: حرارت، گرمی اور مستی سوز، رفت: رخصت ہوگیا۔ از گلش: اس کی مٹی سے۔ گل: مٹی، خمیر۔ آں: وہ۔ کہن: پرانی، قدیم۔ فسرد: بجھ گئی۔ اندر دلش: اس کے دل میں۔ را: کا۔ خود فروشے: اپنا آپ بیچ دینے والا، بے حمیت، ضمیر فروش۔ دل زدیں برکندہ: جس نے اپنے دل کو دین سے الگ کرلیا ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کی مٹی (بدن) سے زندگی کی حرارت اور مستی کوچ کرگئی (نہ رہی)۔ اس کے دل میں وہ قدیم (پرانی) آگ بجھ گئی۔ ہندی مسلمان صرف پیٹ کا غلام ہے۔ (وہ پیٹ بھرنے یا حصول دولت کیلئے ہر قدم اٹھانے کو تیار ہے)۔ وہ خود فروش ہے جس کا دل دین سے اکھڑ گیا ہے۔ اس میں حمیت وغیرت مرچکی ہے۔

در مسلماں شان محبوبی نماند　　　　خالدؓ و فاروقؓ و ایوبیؒ نماند
اے ترا فطرت ضمیر پاک داد　　　　از غم دیں سینہ صد چاک داد

معانی ...... : شان محبوبی: محبوب ہونے کی شان۔ نماند: نہ رہی۔ خالد: حضرت خالد بن ولید سیف اللہ۔ فاروقؓ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ ایوبی: سلطان صلاح الدین ایوبی۔ ترا: تجھے۔ فطرت: قدرت۔ ضمیر پاک: صاف دل، پاک باطن، داد: اس نے دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مسلمانوں میں شان محبوبی نہ رہی۔ خالدؓ، فاروق اعظمؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ کے اوصاف نہ رہے۔ (حضرت خالدؓ بن ولید کی شجاعت، حضرت عمر فاروقؓ کی سی عدالت اور حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کا جذبہ سرفروشی نہ رہا)۔ یہاں امیر امان اللہ کو خطاب کرتے ہوئے علامہ اقبال کہتے ہیں۔ اے کہ قدرت نے تجھے پاک دل بخشا (تجھے اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ سرشت عطا فرمائی)۔ دین کے غم سے چاک چاک سینہ عطا کیا۔

تازہ کن آئین صدیقؓ و عمرؓ　　　　چوں صبا بر لالہ صحرا گزر
ملت آوارہ کوہ و دمن　　　　در رگ اوخون شیراں موجزن

معانی ...... : تازہ کن: تازہ کر۔ صبا ہوا۔ بر لالہ صحرا گذر: لالہ صحرا پر سے گزر، لالہ صحرا پر چل۔ ملت آورہ کوہ ودمن: کوہ ودمن میں بھٹکتی پھرنے والی قوم۔ سرگرداں، پراگندہ۔ کوہ: پہاڑ۔ دمن: ٹیلا۔ در رگ او: اس کی رگ میں۔ موج زن: لہریں مارتا ہوا، ٹھاٹھیں مارتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا انداز تازہ کر۔ صبا کی طرح لالہ صحراء پر سے گزر جا۔ پہاڑوں اور وادیوں میں بکھی ہوئی افغان قوم ہے۔ جس کی رگوں میں شیروں کا خون ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ وہ بہادر اور نڈر ہیں۔ آپ کی قوم (افغان) عرصہ دراز سے منتشر اور غیر منظم ہے۔ علم وفن سے عاری ہے۔ آپ اس غیور قوم کی تعلیم اور تہذیب میں کوشش کریں۔

زیرک و روئیں تن و روشن جبیں　　　　چشم او چوں جرہ بازاں تیز بیں
قسمت خود از جہاں نایافتہ　　　　کوکب تقدیر او ناتافتہ

معانی ...... : زیرک: عقلمند، ہوشیار، سمجھدار، روئیں تن: مضبوط جسم والا۔ روئیں: لوہے کا بنا ہوا، قوی بدن۔ روشن جبیں: روشن پیشانی والا، عبادت گزار۔ جبیں: پیشانی۔ جرہ بازاں: سفید باز۔ اجرہ: نر پرندہ یا جانور خصوصاً باز۔ بازاں: باز کی جمع: اجرہ باز: سفید

شکاری باز جس کی پھرتی اور چستی ضرب المثل ہے۔تیز بیں: دور کی چیزیں دیکھنے والا، تیز نظر۔قسمت خود: اپنا حصہ۔نایافتہ: ان پایا، نہ پایا ہوا۔یافتن: پانا۔کوکب تقدیر او: اس کی قسمت کا ستارہ۔کوکب: ستارہ۔او: اس کی۔ناتافتہ: ان چمکا، بے طلوع، نہیں چمکا۔تافتن: چمکنا، طلوع کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ لوگ ہوشیار اور فولاد بدن اور روشن جبین ہیں۔ان کی آنکھ سفید شہبازوں (نر بازوں) کی طرح تیز ہے۔مگر انہوں نے اس دنیا سے اپنا پورا حصہ نہیں پایا۔ان کی قسمت (تقدیر) کا ستارہ ابھی نہیں چمکا۔مراد ہے وہ غیر ترقی یافتہ اور غریب ہیں اس کی قسمت کا ستارہ روشن نہیں ہوا۔

در قہستاں خلوتے ورزیدہ — رستخیز زندگی نادیدہ
جان تو بر محنت پیہم صبور — کوش در تہذیب افغان غیور

معانی ...... : قہستان: کوہستان۔خلوتے: تنہائی۔ورزیدہ: اختیار کئے ہوئے۔ورزیدن: اختیار کرنا۔رستخیز: ہنگامہ، کشاکش، محنت پیہم: لگاتار، مسلسل۔صبور: برداشت کرنے والی، جھیل جانے والی۔کوش: تو کوشش کر۔کوشیدن: کوشش کرنا۔تہذیب: اصلاح، اکٹھا کرنا، تراش خراش، تربیت۔غیور: غیرت مند۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ پہاڑوں میں الگ تھلگ رہ رہے ہیں۔وہ زندگی کے ہنگاموں سے انجان ہیں۔زندگی کی کشمکش نہیں دیکھی۔تیری جان لگاتار محنت کی سہار رکھتی ہے (سعی پیہم پر استقلال موجود)۔ان غیرت مند افغانیوں کی تراش خراش (تربیت) کیلئے کوشش کر۔

تا ز صدیقان ایں امت شوی — بہر دیں سرمایہ قوت شوی
زندگی جہد است و استحقاق نیست — جز بعلم انفس و آفاق نیست

معانی ...... : تا: تاکہ۔ز صدیقان ایں امت: اس امت کے صدیقوں میں سے۔صدیقاں: امت مسلمہ میں سب سے بلند مرتبہ حضرات، اصلاح میں صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب مطلق کو کہتے ہیں۔شوی: تو ہو جائے۔بہر دین: دین کیلئے، بہر: لئے واسطے۔جہد: کوشش، محنت۔استحقاق: حق داری، حق ہونا۔نیست: نہیں ہے۔جز بعلم: انفس و آفاق: انسان اور کائنات کے علم کے سوا۔اجز: علاوہ۔انفس: نفس کی جمع، انسانی نفس مع اپنے ظاہر و باطن کے۔آفاق: افق کی جمع، کائنات مع اپنے ظاہر و باطن کے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاکہ تو اس امت کے صدیقوں میں شامل ہو جائے اور دین کے لئے سرمایہ قوت بن جائے۔زندگی جدوجہد کا نام ہے، اس پر کسی کا کوئی استحقاق نہیں۔یہ تو بس انسان اور کائنات کا علم ہے۔اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

گفت حکمت را خدا خیر کثیر — ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر
سید کل، صاحب ام الکتاب — پردگیہا برضمیرش بے حجاب

معانی ...... : گفت: اس نے کہا۔اور کائنات کی حقیقت کا علم، دانش۔را: کو۔خیر کثیر: بہت بھاری بھلائی۔سید سردار۔کل: تمام ساری کائنات۔ہر کجا: جہاں کہیں۔بینی: تو دیکھے۔بگیر: تو حاصل کرلے۔سید کل: کل کے سردار۔ام الکتاب: قرآن شریف کتابوں کی ماں، لوح محفوظ۔پردگیہا: پردگی کی جمع، چھپی ہوئی چیزیں، غیبی امور۔برضمیرش: انؐ کے دل پر۔بے حجاب: بے پردہ، (ظاہراً)۔

ترجمہ و تشریح ...... : حکمت کو خدا نے خیر کثیر (بہت بڑی بھلائی) فرمایا ہے۔حضورؐ کا ارشاد ہے کہ یہ دولت جہاں بھی نظر

آئے حاصل کرلے، جہاں سے حکمت ملے اسے لے لو۔ آپ کُل کے (موجودات کے) سردار، اور صاحب ام الکتاب ہیں۔ جنؐ کے قلب (دل) پر چھپی ہوئی چیزیں (راز) آشکار ہیں، پوشیدہ باتیں ظاہر ہیں۔

گرچہ عین ذات را بے پردہ دید — رب زدنی از زبان او چکید

علم اشیا علم الاسما ستے — ہم عصا و ہم ید بیضا ستے

معانی ...... : عین: غیر کی ضد، نفس، شے۔ ذات: ذات باری تعالیٰ۔ دید: اس نے دیکھا۔ رب زدنی: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی۔ قل رب زدنی علما: کہہ دیجئے اے میرے رب مجھے بااعتبار علم اضافہ بڑھا ۲۰/۱۱۳۔ چکید: ٹپکا۔ علم اشیاء: اشیاء کا علم، کائنات کا علم سائنس اشیاء: شے کی جمع، چیزیں۔ علم الاسما ستے: علم الاسماء ہے۔ علم الاسماء: اشارہ آیۃ قرآنی کی طرف۔ وعلم آدم الاسماء کلہا (۲:۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھادیئے۔ ناموں) کے جاننے کا علم۔ ہم: بھی۔ عصا: لاٹھی، یہاں حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا عصا مراد ہے۔ ید بیضا: روشن اور سفید ہاتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جسے وہ بغل میں دبا کر نکالتے تو سورج کی طرح روشن نظر آتا تھا۔ عصا: حضرت موسیٰ کا عصا جس کی ضرب سے زمین سے چشمے پھوٹ پڑے تھے۔ یا وہ جادوگروں کی بے جان رسیوں کے خیالی سانپوں کے مقابلے میں زندہ اژدہا بن گیا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر چہ انہوںؐ نے خاص ذات باری تعالیٰ کو بالکل بے پردہ دیکھا (پھر بھی) ان کی زبان مبارک سے رب زدنی علما ہی نکلا (اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر)۔ اشیاء کا علم ہی علم الاسماء ہے (علم الاسماء کی تفسیر ہے) یہ عصا بھی ہے اور ید بیضا بھی۔ مراد ہے اشیاء کے خواص کا علم جو حیران کا ایجادات کے معجزے دکھا سکتا ہے (جیسا کہ اس دور میں خصوصاً سائنس دکھارہی ہے)۔

علم اشیا داد مغرب را فروغ — حکمت او ماست می بندوز دوغ

جان مارا لذت احساس نیست — خاک رہ جز ریزہ الماس نیست

معانی ...... : داد: اس نے دیا۔ را: کو۔ فروغ: ترقی، عروج، روشنی۔ حکمت او: اس کی حکمت۔ حکمت: دانائی، سائنس۔ پنیر، دہی۔ می بندد: وہ جماتی ہے۔ دوغ: چھاچھ۔ جان ما: ہماری جان۔ را: کو، کے لئے۔ خاک رہ: راستے کی خاک۔ مٹی جز: سوائے۔ ریزہ الماس: ہیرے کی کنی۔ الماس: ہیرا، قیمتی پتھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : علم اشیاء ہی نے مغرب (یورپ) کو فروغ بخشا (یورپ نے ترقی حاصل کی) اس کی حکمت چھاچھ سے پنیر جماتی (بناتی) ہے۔ مراد مشکل باتیں بروئے کار لے آتی ہے۔ ہماری جان میں احساس کی لذت نہیں ہے۔ (احساس کی لذت کا پتہ نہیں)۔ ہم یہ نہیں سمجھتے راستوں میں بچھی ہوئی خاک، خاک نہیں ہے بلکہ قیمتی ہیروں کے ریزے ہیں۔ (خاک راہ کا (ہر ذرہ) الماس کے ٹکڑے کی مانند قیمتی ہے)۔ مراد تجسس اور تحقیق سے مٹی سے سونا نکالا جاسکتا ہے۔

علم و دولت اعتبار ملت است — علم و دولت نظم کار ملت است

آں یکے از سینہ احرار گیر — واں دگر از سینہ کہسار گیر

معانی ...... : نظم: بندوست، اہتمام۔ کار: کام، معاملات، کاروبار، ملت، قوم۔ یکے: ایک۔ احرار: حر کی جمع، آزاد لوگ، آزاد قومیں۔ گیر: تو حاصل کر۔ واں: اور وہ: دگر: دوسرا۔ سینہ: چھاتی، کوہسار، پہاڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ملت کے معاملات علم اور دولت ہی کے سبب ہیں۔ (سے درست رہتے ہیں)۔ علم اور دولت ہی سے ملت (قوم) کا وقار ہے۔ مراد ہے قوم کی سربلندی کا راز تحقیق کے علوم اور اقتصادی خوشحالی پر ہے۔ ایک (علم) کو آزاد قوموں کے سینے

سے حاصل کرا اور دوسری (یعنی دولت کو) پہاڑوں کی چھاتی سے۔ یعنی علوم سیکھو اور زمین و کوہ چیر کر دولت حاصل کرو۔

دشنہ زن در پیکر ایں کائنات   در شکم دارد گہر چوں سومنات
لعل ناب اندر بدخشان تو ہست   برق سینا در قہستان تو ہست

معانی ...... : دشنہ: خنجر۔ زن: تو مار۔ در پیکر ایں کائنات: اس کائنات کے جسم میں۔ شکم، پیٹ۔ دارد: وہ رکھتی ہے۔ گہر: کوئی قیمتی پتھر، موتی۔ چوں: مانند، جیسے۔ سومنات: ایک مشہور بت جس کے نام پر گجرات (کاٹھیاواڑ) میں ایک بہت بڑا مندر قائم تھا جسے سلطان محمود غزنوی نے ختم کیا تھا۔ لعل ناب: کھرا یاقوت۔ اندر بدخشاں تو: تیرے بدخشاں میں۔ افغانستان کا ایک علاقہ جہاں کے یاقوت کسی زمانے میں بہت مشہور تھے۔ ہست: موجود ہے۔ برق سینا: کوہ طور کی بجلی۔ برق: بجلی، تجلی۔ طور سینا: شام کا ایک پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حق تعالیٰ کی ذاتی تجلی ہوئی تھی (یہاں برق سینا سے علم حقیقی مراد ہے اور لعل ناب سے دولت ظاہری)۔ قہستان: کوہستان، جہاں پہاڑ ہی پہاڑ ہوں، خراساں کا ایک شہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کائنات کے پیکر (جسم) میں خنجر گھونپ (اتار)۔ سومنات کی طرح یہ بھی اپنے پیٹ میں بہت سے گوہر رکھتی ہے۔ مراد ہے تو علم اشیاء کی بدولت کائنات میں چھوپے ہوئے خزانوں کو دریافت کر۔ تیرے بدخشاں کے اندر قیمتی لعل ہیں۔ تیرے پہاڑوں میں سینا کی برق (بجلی) ہے۔ مراد تیرے ملک میں ہر قسم کے وسائل ترقی موجود ہیں ان سے فائدہ اٹھانا تمہارا کام ہے۔

کشور محکم اساسے بایدت؟   دیدہ مردم شناسے بایدت
اے بسا آدم کہ ابلیسی کند   اے بسا شیطاں کہ ادریسی کند

معانی ...... : کشور محکم اساسے: مضبوط بنیادوں پر استوار ایک سلطنت۔ بایدت: تجھے چاہئے۔ باید: چاہئے۔ بایستن: چاہنا، درکار ہونا۔ دیدہ مردم شناسے: آدمی کو پہچاننے والی آنکھ۔ اے بسا: بے شمار، کتنے ہی۔ تو مفہوم میں وسعت اور شدت پیدا کرتا ہے۔ آدم: آدمی۔ ابلیسی: ابلیس کی سی حرکت۔ کند: وہ کرتا ہے۔ ادریسی: حضرت ادریس علیہ السلام کی صفت یعنی تعلیم و تدریس، حضرت ادریس علیہ السلام ایسا کام۔

ترجمہ و تشریح ...... : تجھے ایک مضبوط سلطنت کی بنیاد درکار ہے؟ (تو پھر) تجھے آدمی کو پرکھنے والی (مردم شناس) نظر چاہئے۔ بہت سے آدمی ہیں جو (اندر اندر) ابلیس کا کام کرتے ہیں۔ (ابلیسی میں مصروف ہیں)۔ اور بہت سے شیطان (ابلیس) ہیں جو ادریسی کے لباس میں نظر آتے ہیں۔

رنگ او نیرنگ و بود او نمود   اندرون اوچو داغ لالہ دود
پاکباز و کعبتین اودغل   ریمن و غدر و نفاق اندر بغل

معانی ...... : ارنگ: رنگ، ڈھنگ، چمک، دمک، طور طریقہ۔ او: اس کا۔ نیرنگ: دھوکا، نظر بندی۔ بوداو: اس کا۔ ابود: نمود: دکھاوا۔ اندرون او: اس کا باطن۔ اندرون: اندر، باطن۔ چو: مانند، جیسے۔ درد: دھواں، سیاہی۔ پاکباز: پارسا، پرہیزگار، و: مگر۔ کعبتین: کعب کا تثنیہ، جواریوں کے دو پانسے، دو چھکے۔ دغل: فریب، کھوٹ۔ ریمن: مکار، دغاباز، خبیث، شیطان، غدر: بے وفائی، مکر، فریب۔ نفاق: دوغلاپن، بغض۔ بغل: پہلو، مراد دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسے شخص کا رنگ ڈھنگ دھوکا اور ظاہر دکھاوا ہے اس کا ہونا نہ ہونا ہے۔ اس کے اندر لالے کے داغ کی طرح دھواں دھواں ہے (گل لالہ کا داغ نہیں بلکہ کینے کا دھواں ہے)۔ بظاہر وہ پاکباز ہے مگر اس کے دونوں پانسے کھوٹے ہیں۔ (مگر وہ

فریب کا کھیل کھیلتا ہے)۔وہ دل میں فریب اور دوغلا پن رکھنے والا مکار (ہے)۔

درنگر اے خسرو صاحب نظر   نیست ہر سنگے کہ می تابد گہر
مرشد رومی حکیم پاک زاد   سر مرگ و زندگی برما کشاد

معانی ...... : درنگر: غور سے دیکھ۔خسرو صاحب نظر: دانا و بینا بادشاہ۔ہر سنگے: ہر وہ پتھر، گہر، موتی، ہیرا۔کہ: جو۔می تابد: چمکتا ہے۔مرشد: رہنمائی کرنے والا۔رومی: مولانا جلال الدین بلخی رومی۔حکیم: حکمت رکھنے والا، عارف، دانشمند۔پاک زاد: پاک طینت۔سر مرگ و زندگی: موت اور زندگی کا بھید۔کشاد: اس نے کھولا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صاحب نظر بادشاہ! اچھی طرح سمجھ لے (غور کر)۔کہ ہر چمکنے والا پتھر موتی (ہیرا) نہیں ہے۔مرشد رومیؒ جو ربانی علم رکھنے والا پاک فطرت ہے۔اس نے ہم پر زندگی اور موت کا راز (بھید) ظاہر کر دیا ہے (یعنی یہ کہ)۔

''ہر ہلاک امت پیشیں کہ بود   زانکہ برجندل گماں بردند عود''
سروری در دین ماخدمت گری است   عدل فاروقی و فقر حیدری است

معانی ...... : ہلاک: ہلاکت۔امت پیشیں: اگلی امت، گزشتہ قوم۔بود: ہوئی۔زانکہ: اس وجہ سے کہ اس لئے کہ، کیونکہ۔جندل: پتھر۔گماں بردند: انہوں نے گماں کیا (رکھا) خیال کیا عود: ایک قسم کی خوشبو دار لکڑی جسے جلانے سے خوشبو پھیلتی ہے۔سروری: سرداری، بادشاہی۔دردین ما: ہمارے دین میں۔خدمتگری: خدمت گاری۔عدل: انصاف، ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا۔فقر: درویشی، دنیا سے بے رغبتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : پہلی قوموں پر جو بھی ہلاکت آئی اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پتھر کو عود سمجھ لیا تھا۔ہمارے دین (اسلام) میں سرداری خدمتگاری (کا نام) ہے۔فاروقی عدت اور حیدری فقر (سے عبارت) ہے۔

در ہجوم کار ہائے ملک ودیں   بادل خویک نفس خلوت گزیں
ہر کہ یک دم در کمین خود نشست

معانی ...... : بادل خود: اپنے دل کے ساتھ۔یک نفس: ایک پل، ایک دم، ایک لمحہ۔خلوت: تنہائی۔گزین: تو اختیار کر۔ہر کہ: جو کوئی، جو بھی۔یک دم: ایک پل، درکمین خود: اپنی گھات میں۔شکار۔ازکمند او: اس کے پھندے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دین اور سلطنت کے کاموں کے ہجوم میں پل بھر کو (ایک لمحہ) کو اپنے دل کے ساتھ تنہائی اختیار (کیا) کر۔مراد ہے اپنا احتساب نفس کرنا اچھائیوں اور برائیوں کا جائزہ لینا۔جو (شخص) بھی ایک پل کیلئے اپنی گھات میں بیٹھا (اپنا محاسبہ کیا) اس کے پھندے سے کوئی شکار بچ کر نہیں جا سکتا۔

درقبائے خسروی درویش زی   دیدہ بیدار و خدا اندیش زی
قائد ملت شہنشاہ مراد   تیغ اورابرق و تندر خانہ زاد

معانی ...... : درقبائے خسروی: شاہی قبا میں۔درویش زی: درویش بن کر جی۔دیدہ بیدار: ہوشیار، کھلی آنکھوں کے ساتھ۔خدا اندیش: خدا سے ڈرنے والا، خوف خدا کے ساتھ۔شہنشاہ مراد: سلطان مراد اول، عثمانی سلطنت کا نامور بادشاہ۔تندر: بجلی کی کڑک، بادلوں کی گرج۔خانہ زاد: موروثی خادم، گھر کا نوکر۔

ترجمہ و تشریح ...... : بادشاہی لباس میں درویش بن کر زندگی بسر کر، بیدار آنکھوں والا اور خدا خوفی کے ساتھ جی (راتوں کو

جاگ اور ہر دم اللہ تعالیٰ کو دیکھ)۔ملت کا رہنما سلطان مراد تھا۔بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج جس کی تلوار کے غلام تھے۔مراد ہے اس کی ہیبت اور طاقت سے دشمن لرزتے تھے۔

ہم فقیرے، ہم شہ گردوں فرے　　اردشیرے باروان بوزرے
غرق بودش در زرہ بالا و دوش　　درمیان سینہ دل موئینہ پوش

معانی ......: ہم: بھی۔شہ گردوں فرے: آسمان ایسی بلندی اور شان و شوکت رکھنے والا بادشاہ۔اردشیرے: اردشیر بابکاں، ساسانی سلطنت کا بانی، ایران کا ایک زبردست بادشاہ، با: ساتھ۔روان بوزرے: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روح۔جن کا فقر اور درویشی ضرب المثل ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: وہ فقیر بھی تھا اور آسمان ایسی عظمت والا (بلند وقار) بادشاہ بھی۔(وہ) گویا ابوذر کی روح رکھنے والا اردشیر کی مانند تھا۔وہ سر سے پاؤں تک زرہ میں ڈوبا رہتا تھا لیکن اس کے سینے میں ایک دل تھا جو خرقہ پوش تھا (صوف میں ملبوس) یہ عام طور پر درویشوں کا لباس سمجھا جاتا ہے۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند　　در شہنشاہی فقیری کردہ اند
در امارات فقر را افزودہ اند　　مثل سلمانؓ در مدائن بودہ اند

معانی ......: مسلماناں: مسلمان کی جمع۔میری: حکمرانی۔کردہ اند: انہوں نے کی ہے۔امارت: امیری، ریاست۔را: کو۔افزودہ اند: انہوں نے بڑھایا ہے۔مثل سلمان: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرح۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ممتاز صحابی جو مدائن کے گورنر بھی رہے۔یہ ایران کے رہنے والے تھے ان کی زندگی فقیرانہ تھی۔مدائن: عراق کا ایک قدیم شہر۔بودہ اند: وہ رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ......: وہ مسلمان جنہوں نے (اس طرح) حکمرانی کی ہے۔انہوں نے بادشاہی میں فقیری کی ہے (فقیر منش رہے) انہوں نے حکمرانی میں فقر کو پروان چڑھایا (فقر میں اضافہ کیا) مدائن میں سلمان فارسیؓ کی طرح رہے۔

حکمرانے بود و سامانے نداشت　　دست او جز تیغ و قرآنے نداشت
ہر کہ عشق مصطفیٰ ﷺ سامان اوست　　بحر و بر در گوشہ دامان اوست

معانی ......: سامانے: کوئی ساز و سامان۔نداشت: وہ نہیں رکھتا تھا۔داشتن: رکھنا۔دست او: اس کا ہاتھ۔جز: سوائے۔قرآنے: قرآن مجید۔سامان اوست: اس کا سرمایہ ہے۔اسامان: سرمایہ۔گوشہ داماں: دامن کا کونا۔

ترجمہ و تشریح ......: اگرچہ وہ حاکم تھے مگر ان کے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ان کے ہاتھ میں (یا ان کے پاس) تلوار اور قرآن کے سوا کچھ نہ تھا۔جس کی پونجی (سامان) عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔خشکی اور تری (بحر و بر) اس کے دامن کے کونے (پلو) میں بندھے ہوئے ہیں۔

سوز صدیقؓ و علیؓ از حق طلب　　ذرہ عشق نبیؐ از حق طلب
زانکہ ملت را حیات از عشق اوست　　برگ و ساز کائنات از عشق اوست

معانی ......: حق: اللہ تعالیٰ۔طلب: تو مانگ۔زانکہ: کیونکہ، اس لئے کہ۔برگ و ساز: ساز و سامان۔

ترجمہ و تشریح ......: اللہ تعالیٰ سے حضرت صدیقؓ اور حضرت علیؓ کا سوز خدا سے مانگ (طلب کر)۔عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا ایک ذرہ خدا سے مانگ۔(اسی عشق سے یہ سوز و ساز حاصل ہوگا) کیونکہ ملت اسلامیہ کی بقا ان صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے ہے۔ کائنات کا سارا ساز و سامان ان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی تو ہے یہی عشق کائنات کا سارا ساز و سامان ہے۔

جلوہ بے پردہ او وا نمود جوہر پنہاں کہ بود اندر وجود
روح راجز عشق او آرام نیست عشق او روزیست کورا شام نیست

معانی ...... : جلوۂ بے پردہ او: اس کا بے پردہ جلوہ۔ وانمود: اس نے ظاہر کر دیا۔ جوہر پنہاں: چھپا ہوا جوہر۔ کن، حقیقت۔ پنہاں: پوشیدہ، کہ جو۔ بود: تھا۔ را: کو، کیلئے۔ جز: سوائے۔ روزیست: وہ دن ہے۔ کورا: جسے، جس کیلئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وجود کا چھپا ہوا جوہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے آشکار (ظاہر) ہو گیا۔ اشارہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے مراد ہے کائنات کی تخلیق کا باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے بغیر روح کو تسکین نہیں (چین نہیں ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہ (روشن) دن ہے جسے شام نہیں ہے۔

خیز و اندر گردش آور جام عشق
در قہستاں تازہ کن پیغام عشق

معانی ...... : خیز: تو اٹھ۔ اندر: میں۔ آور: تو لا۔ جام عشق: عشق کا جام۔ جام: شراب کا پیالہ۔ تازہ کن: تازہ کر۔ قہستان: پہاڑی سلسلوں والے، افغانستان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ اور انؐ کے عشق کے پیالے کو گردش میں لا۔ کوہستان (افغانستان) میں عشق کا پیغام تازہ کر (عام کر)۔

اقبالؔ

لالہ طور

(لالہ اقبال کے کلام میں ایک علامت (Symbol) ہے۔یعنی مظہر عشق ہے۔اور طور وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسن مطلق کی تجلی دیکھی تھی ......وادی طور کے لالہ کا پھول......

لالہ کا پھول کلام اقبال میں زیادہ تر عشق/عاشق کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اقبال نے اس نور کی چمک کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی لالہ سے تشبیہ دی ہے۔چونکہ ان رباعیات میں اکثر و بیشتر مقامات میں حقیقتِ وجود سے بحث کی ہے۔ان کا مرکزی تصور یہ ظہور یا سر تخلیق ہے۔یعنی اُن رباعیات میں اسماء وصفات الہیہ کی تجلیات کا بیان ہے۔

یہ رباعیات ایک ہی وزن پر ہیں۔یہ فلسفۂ زندگی کے اسرار اور معدن حکمت کے گوہر ہائے آبدار ہیں۔

حصہ اول

لالہ طور

۱ شہید ناز او بزم وجود است نیاز اندر نہادِ ہست و بود است
نمی بینی کہ از مہر فلک تاب بسیمائے سحر داغ سجود است

معانی ...... شہید ناز: میں خالص تغزل کا رنگ ہے، شعراء سے عاشق مراد لیتے ہیں۔ ناز: انداز معشوقانہ، رنگ محبوبی، شان بے نیازی۔ شہید ناز او: اس کی کبریائی پر نثار۔ بزم وجود: ہستی کی انجمن یعنی کائنات، کل موجودات۔ نیاز: رنگ عاشقی شان احتیاج، عاجزی، بندگی۔ اندر: میں۔ نہاد: خلقت، سرشت، فطرت۔ ھست و بود: ہستی، موجودی یعنی تمام موجودات۔ نمی بینی: کیا تونہیں دیکھتا۔ از: سے۔ مہر فلک تاب: آسمان کو روشن کرنے والا سورج۔ بہ سیمائے سحر: صبح کی پیشانی پر۔ داغ سجود: سجدے کا نشان، محراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساری کائنات اس (اللہ تعالیٰ) کی کبریائی پر نثار ہے۔ بندگی تمام موجودات کی سرشت میں ہے۔ دستور قدیم کے مطابق اقبال نے اس میں حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے۔ (کیا) تونہیں دیکھتا۔ کہ آسمان کو چمکانے والا سورج۔ صبح کے ماتھے (پیشانی) پر سجدے کا نشان (داغ) ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ صبح کی روشنی سورج کی مرہون منت ہے۔ اگر سورج نہ ہوتا تو صبح کی روشنی بھی نہ ہوتی اور اگر خدا نہ ہوتا تو آفتاب بھی نہ ہوتا۔ یعنی ساری کائنات اپنے وجود اور بقاء میں خدا کی محتاج ہے۔ اس میں وحدۃ الوجود کا مضمون پنہاں ہے۔ نوٹ: شاعر نے آفتاب کو استعارۃ سحر کی پیشانی پر سجدہ ہائے نیاز کا داغ قرار دیا ہے۔

۲ دل من روشن از سوز درون است جہاں بیں چشم من از اشک خون است
زرمز زندگی بیگانہ تر باد کسے کو عشق را گوید جنون است

معانی ...... : دل من: میرا دل۔ سوز دروں: باطن کی حرارت۔ جہان بین: دیکھنے دیکھنے والی آنکھ۔ بیں بندہ: دیکھنے والی۔ جہاں بیں: آنکھ کو بھی کہتے ہیں اس مصرعے میں چشم من کے ساتھ اس کے استعمال سے ایک شعری حسن پیدا ہوا ہے۔ اشک خون: خون کے آنسو۔ اشک: آنسو۔ رمز زندگی: زندگی کا بھید۔ بیگانہ تر: اور بھی بے خبر، پہلے سے بھی بڑھ کر انجان۔ باد: رہے، خدا کرے کہ رہے۔ کسے: وہ شخص۔ گوید: وہ کہتا ہے۔ جنون: دیوانگی، پاگل پن۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل (سوز دروں) باطن کی آنچ سے روشن ہے۔ میری آنکھ خون کے آنسوؤں کے باعث دنیا دیکھتی ہے یعنی رموز و اسرار جہان کو دیکھنے والی ہے۔ خدا کرے زندگی کے راز (بھید) سے اور بھی بے خبر رہے وہ شخص جو عشق کو پاگل پن (جنون) کہتا ہے۔ بنیادی تصور: عشق زندگی کی حقیقت (رمز) ہے۔

۳ بباغاں باد فروردیں دہد عشق | براغاں غنچہ چوں پروین دہد عشق
شعاع مہر او قلزم شگاف است | بماہی دیدہ رہ بیں دہد عشق

معانی ...... : بباغاں: باغوں کو۔ ابہ: کو۔ باد فروردیں: بہار کی ہوا۔ فروردیں: ایرانی شمسی سال کا پہلا مہینہ، آغاز بہار۔ دھد: وہ دیتا ہے۔ براغان: جنگلوں کو۔ راغاں: راغ کی جمع، جنگل۔ چوں: جیسے۔ پروین: ثریا، چھ یا سات ستاروں کی لڑی، عقد ثریا۔ شاع مہرا: اس کے سورج کی کرن۔ او: اس کے۔ قلزم شگاف: سمندر میں شگاف ڈالنے والی۔ قلزم بماہی: مچھلی کو۔ دیدہ رہ بیں: راستہ دیکھنے والی آنکھ۔ بینندہ: دیکھنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق باغوں کو بہار کی ہوا دیتا ہے۔ عشق جنگلوں کو ستاروں کی مانند گچھے ایسی کلیاں سفید غنچے بخشتا ہے۔ اس کے سورج کی کرن سمندر کی گہرائی کو چیر جاتی ہے۔ عشق سمندر میں موجود مچھلی کو راستہ دیکھنے والی آنکھ عطا کرتا ہے (دیتا ہے) مراد ہے کائنات میں ہر جگہ اور ہر شے میں عشق ہی کی جلوہ گری ہے۔

۴ عقاباں را بہائے کم نہد عشق | تذرواں را ببازاں سر دہد عشق
نگہ دارد دل ماخویشتن را | ولیکن از کمینش برجہد عشق

معانی ...... : عقاباں: عقاب کی جمع۔ بہائے کم: کم قیمت، تھوڑا مول، معمولی حیثیت۔ نہد: وہ رکھتا ہے، مقرر کرتا ہے۔ تذرواں: تذرو کی جمع، چکور۔ را: کو۔ سر دھد: فوقیت دیتا ہے، شرف بخشتا ہے۔ نگہ دارد، وہ نگہبانی کرتا ہے خویشتن: اپنا آپ۔ ولیکن: مگر، لیکن۔ از کمینش: اس کی گھات سے۔ کمین: گھات، شکاری کا مچان۔ برجہد: وہ جھپٹتا ہے، جست لگاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق عقابوں کا مول گھٹا دیتا ہے (عشق کی نظر میں عقاب کی کوئی شے نہیں)۔ عشق چکوروں کو بازوں پر فوقیت دیتا ہے۔ مراد ہے عشق کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ہمارا دل اپنی بہت حفاظت کرتا ہے۔ لیکن عشق اسی کی گھات سے (نکل کر) جست لگاتا ہے (حملہ کرتا ہے)۔ عشق (جذبہ محبت) ایک فطری جذبہ ہے جو ہر انسان میں کارفرما ہے۔

۵ بہ برگ لالہ رنگ آمیزی عشق | بجان ما بلا انگیزی عشق
اگر ایں خاکداں را واشگافی | دروںش بنگری خونریزی عشق

معانی ...... : بہ: میں، پر۔ برگ لالہ: گل لالہ کی پنکھڑی۔ رنگ آمیزی: مختلف رنگوں کو باہم ملانا، نقاشی: نیرنگ سازی۔ ارنگ آمیختن: کئی رنگوں کو ملا کر ایک کر دینا، حیلہ گری، نیرنگ سازی۔ بجان ما: ہماری روح میں۔ بلا انگیزی: فتنہ کھڑا کرنا۔ مصیبت برپا کرنا۔ خاکدان: دنیا، زمین۔ را: کو۔ واشگافی: تو چاک کرے، تو شق کرے۔ دروںش: اس کے اندر۔ دروں: اندر۔ بنگری: تو دیکھے گا، تو دیکھے۔

ترجمہ و تشریح ...... : گل لالہ کی پنکھڑیوں میں عشق کی رنگ آمیزی ہے۔ ہماری جانوں میں عشق کی بلا انگیزی ہے یعنی شور ہے۔ اگر تو اس زمین کو چیرے تو تجھے اس کے اندر عشق ہی کی خونریزی نظر آئے گی۔ مراد کائنات میں ہر جگہ عشق ہی کی حکومت ہے۔

۶ نہ ہر کس از محبت مایہ دار است | نہ باہر کس محبت سازگار است
بروید لالہ باداغ جگر تاب | دل لعل بدخشاں بے شرار است

معانی ...... : ہر کس: ہر شخص، ہر کوئی۔ از: سے۔ مایہ دار: دولت مند۔ بروید: اگتا ہے۔ داغ جگر تاب: جگر کو چمکانے والا

داغ، بے شرار: بے سوز، چنگاری کے بغیر، ٹھنڈا۔

ترجمہ و تشریح ......: ہر شخص محبت کی دولت نہیں رکھتا نہ محبت ہر کسی کو موافق آتی ہے۔ گل لالہ جگر چمکانے والا داغ لئے اگتا ہے۔ مگر لعل بدخشاں کے دل میں کوئی شرارہ نہیں ہے۔

۷ دریں گلشن پریشاں مثل بویم — نمی دانم چہ می خواہم، چہ جویم
برآید آرزو یا برنیاید — شہید سوز و ساز آرزویم

معانی ......: دریں گلشن: اس باغ میں۔ پریشان: آوارہ، سرگرداں۔ مثل بویم: میں خوشبو کی طرح ہوں۔ نمی دانم: میں نہیں جانتا۔ چہ: کیا۔ می خواہم: میں چاہتا ہوں۔ جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ برآید: برآئے۔ پورا ہو۔ (کسی خواہش کا پورا ہونا) برنیاید: بر نہ آئے۔

ترجمہ و تشریح ......: میں اس باغ (دنیا) میں خوشبو کی طرح سرگرداں (پریشان) ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا چاہتا ہوں کیا ڈھونڈتا (کسے تلاش کرتا) ہوں۔ میری آرزو برآئے یا نہ آئے (پوری ہو یا نہ ہو)۔ میں تو صرف آرزو کے سوز و ساز کا مارا ہوا ہوں۔ (سوز و ساز پر مرتا ہوں)۔ ہر شخص گرفتار دام آرزو ہے۔

۸ جہانِ مشت گل و دل حاصل اوست — ہمیں یک قطرہ خوں مشکل اوست
نگاہ ما دو بیں افتاد، ورنہ — جہان ہر کسے اندر دل اوست

معانی ......: جہان: دنیا۔ مشت گل: مٹھی بھر مٹی۔ خاک، حاصل اوست: اس کا حاصل ہے۔ حاصل: پھل، فصل۔ او: اس کا۔ است: ہے۔ نگاہ ما: ہماری نظر۔ دو بیں: بھینگی، ایک کا دو دیکھنے والی۔ افتاد: ہوگئی۔ جہان ہر کسے: ہر شخص کی دنیا۔ کسے: کوئی شخص۔

ترجمہ و تشریح ......: یہ دنیا مٹھی بھر مٹی (خاک) ہے اور دل اس کا حاصل ہے۔ یہی ایک بوند لہو اس کی مشکل ہے (اسی قطرۂ خون کو سنبھالنا مشکل ہے۔ ہماری نظر ایک کا (دو جہان اور دل) دونوں کو الگ الگ دیکھتی ہے۔ دیکھنے والی ہوگئی ورنہ ہر آدمی کی دنیا اس کے دل میں ہے۔ (دل کے اندر ہے)۔

۹ سحری گفت بلبل باغباں را — دریں گل جز نہال غم نگیرد
بہ پیری می رسد خار بیاباں — ولے گل چوں جواں گردد بمیرد

معانی ......: می گفت: وہ کہہ رہی تھی۔ را: سے۔ دریں گل: اس مٹی میں۔ گل: مٹی۔ جز: سوائے۔ نہال غم: غم کا پودا نہال۔ نگیرد: وہ نہیں جمتا، جڑ نہیں پکڑتا۔ بہ پیری: بڑھاپے تک۔ می رسد: پہنچ جاتا ولے: لیکن۔ چوں: جب، جونہی۔ گردد: ہوتا ہے۔ بمیرد: وہ مرجاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: صبح کے وقت بلبل نے باغبان سے کہا کہ اس مٹی میں غم کے پودے کے اور کچھ نہیں اگتا (جمتا)۔ (کیونکہ بلبل غم گین کا یہی تجربہ ہے)۔ بیابان کا کانٹا بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن گلستان کا پھول جوان ہوتے ہی مرجاتا ہے۔ (حسن ایک زوال پذیر شے ہے دنیا میں دلکش اور حسین اشیاء کو ثبات و قرار نہیں ہے)۔ نوٹ: اس رباعی کا مضمون اس نظم سے مطابقت رکھتا ہے جو ''بانگ درا'' میں اس شعر سے شروع ہوتی ہے۔ خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا۔ جہاں میں تو نے مجھے کیوں نہ لازوال کیا۔

۱۰ جہان ماکہ نابود است بودش — زیاں توام ہمی زاید بسودش
کہن رانو کن و طرح دگر ریز — دل مابر نتابد دیر وزودش

معانی ...... : جہان ما: ہماری دنیا۔ نابود: عدم، معدوم۔ بودش: اس کا وجود۔ زیاں، نقصان، توام: جڑواں، ہمزاد۔ ہمی زاید، می زاید: پیدا ہوتا ہے، جنم لیتا ہے۔ بسودش: اس کے فائدے کے ساتھ۔ کہن: پرانا۔ را: کو۔ نو: نیا۔ کن: تو کر۔ طرح دگر: دوسری بنیاد۔ طرح: بنیاد۔ ریز: توڈال۔ برنتابد: برداشت نہیں کرتا۔ دیر وزودش: اس کی دیر اور جلدی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا جہان جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ نقصان یہاں کے فائدے کا ہمزاد ہے (یہاں فائدے کے ساتھ نقصان بھی بڑھتا ہے۔ اس پرانے کو نیا کر اور دوسری (نئی) بنیاد ڈال۔ ہمارا دل اس کے اب اور تب کو گوارا نہیں کرتا۔

۱۱ نوائے عشق را ساز است آدم — کشاید راز و خود راز است آدم
جہاں او آفرید، ایں خوب تر ساخت — مگر با ایزد انباز است آدم

معانی ...... : نوائے عشق: عشق کا نغمہ۔ کشاید: وہ کھولتا ہے۔ آفرید: اس نے خلق کیا، پیدا کیا۔ ساخت: اس نے بنایا۔ مگر: شاید گویا۔ با ایزد: خدا کے ساتھ۔ انباز: ہم کار، شریک، معاون، رفیق کار۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق کے نغمے کیلئے آدمی ساز ہے (عشق کے نغمے انسان ہی کے قلب سے پھوٹتے ہیں)۔ آدمی خالق حقیقی کے بھید کھولتا ہے مگر خود راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا کی اور اس (آدمی) نے اسے خوب تر بنایا ہے۔ شاید آدمی خدا کا ہم کار ہے۔ (گویا یہ خالق کا شریک کار ہے)۔ نوٹ: حقیقی معنی میں کوئی ہستی خدا کی شریک نہیں ہو سکتی نہ وجود میں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، یہ محض شاعرانہ انداز بیان ہے جسے اقبال نے اس لئے اختیار کیا ہے کہ اس سے مصرع میں بلا کی دلکشی پیدا ہوگئی ہے۔

۱۲ نہ من انجام و نے آغاز جویم — ہمہ رازم، جہان راز جویم
گراز روئے حقیقت پردہ گیرند — ہمان بوک و مگر را باز جویم

معانی ...... : جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ ہمہ: کل، سارا۔ رازم: میں راز ہوں۔ جہان راز: رازوں کی دنیا، عالم اسرار، جہاں چیزیں پوری طرح ظاہر نہ ہوں۔ جہاں راز کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) راز ہستی کی تلاش میں ہوں۔ (۲) میں اپنی تلاش میں ہوں۔ از: سے۔ روئے حقیقت: حقیقت کا چہرہ۔ پردہ گیرند: نقاب اٹھادیں۔ ہماں: وہی۔ بوک و مگر: تذبذب، شک وشبہ، کاش کے ایسا ہو جائے، شاید، لیت ولعل، ٹال مٹول، تمنا۔ باز جویم: پھر سے ڈھونڈوں گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ مجھے انجام کی تلاش ہے نہ آغاز کی۔ میں خود تمام کا تمام راز ہوں اور جہان راز کو ڈھونڈتا ہوں۔ اگر حقیقت کے چہرے سے پردہ ہٹا بھی دیں (تو بھی) میں اسی تمنا کو پھر سے تلاش کروں گا۔

نوٹ: انسان عقل کی مدد سے کبھی اپنی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتا، عقل اسے ہمیشہ شک وشبہ میں مبتلا رکھے گی۔

۱۳ دلا نارائی پروانہ تا کے — نگیری شیوہ مردانہ تا کے
یکے خود رابسوز خویشتن سوز — طواف آتش بیگانہ تا کے

معانی ...... : دلا: اے دل۔ نارائی: بے عقلی، نادانی۔ تا کے: کب تک۔ نگیری: تو نہیں اختیار کرے گا۔ اگرفتن: شیوہ مردانہ: جواں مردوں کا طور طریقہ۔ شیوہ: چلن، طور طریقہ۔ مردانہ: مردوں کا۔ یکے: کبھی، ایک بار۔ بسوز خویشتن: اپنی آنچ یا جذبہ

عشق میں۔طواف آتش بیگانہ: غیر کی آگ کا طواف،دوسروں کی آگ پر منڈلانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل! پروانے کی سی نادانی کب تک؟ (کب تک بے عقلی سے بے مقصدیت کی زندگی بسر کرتا رہے گا)۔تو کب تک مردوں کا انداز اختیار نہیں کرے گا؟ (کب ہمت سے کام لے گا)۔ایک بار خود کو اپنی آگ میں جلا (کے دیکھ) دوسروں کے شعلے کا طواف کب تک؟ (غیروں کی آگ کا طواف تو کب تک کرتا رہے گا؟)

۱۴ تنے پیدا کن از مشت غبارے　　تنے محکم تراز سنگیں حصارے

درون او دل درد آشنائے　　چو جوئے در کنار کوہسارے

معانی ...... : تنے: ایک بدن۔پیدا کن: پیدا کر۔مشت غبارے: ایک مٹھی خاک۔محکم تر: زیادہ مضبوط۔سنگیں: پتھر کا بنا ہوا۔حصارے: ایک قلعہ۔درون او: اس کے اندر۔دل درد آشنائے: دکھ کو سمجھنے اور جاننے والا دل،غم سے مانوس،ایک دل۔چو: جیسے۔جوے: ایک ندی۔در کنار کہسارے: کسی پہاڑ کے آغوش میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس مٹھی بھر خاک سے ایک ایسا پیکر (بدن) پیدا کر۔جو چٹانی قلعے سے زیادہ مضبوط پیکر ہو مگر اس کے اندر درد سے آشنا ایک دل ہو جیسے کسی پہاڑ کے آغوش میں ایک ندی۔نوٹ: جو شخص اپنی خودی کی تربیت نہیں کرتا وہ انسان ہونے کے باوجود دراصل مشت خاک سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا۔

۱۵ زآب و گل خدا خوش پیکرے ساخت　　جہانے از ارم زیبا ترے ساخت

ولے ساقی بآں آتش کہ دارد　　زخاک من جہان دیگرے ساخت

معانی ...... : ز۔از: سے۔آب وگل: پانی اور مٹی،مایہ تخلیق۔خوش: خوب،اچھا،حسین۔پیکرے: ایک پیکر۔ساخت: اس نے بنایا۔جہانے: ایک دنیا۔ارم: جنت۔زیبا ترے: کہیں زیادہ خوب صورت۔ولے: لیکن۔ساقی: شراب تقسیم کرنے والا،پانی پلانے والا،صوفیہ کی اصطلاح میں فیض رساں،حقیقی معرفت اور محبت عطا کرنے والا۔بان آتش: اس آگ سے۔کہ: جو۔دارد: وہ رکھتا ہے۔جہان دیگرے: ایک دوسرا عالم،ایک اور ہی دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : خدا نے مٹی اور پانی سے کیا حسین پیکر تراشا۔خوبصورت کائنات تخلیق کی۔جنت سے زیادہ خوشنما دنیا بنائی۔لیکن ساقی نے اپنے پاس کی آگ آتش عشق سے میری خاک سے ایک اور ہی عالم تعمیر کیا (ایک نیا جہان پیدا کر دیا)۔نوٹ: اگر ''ساقی'' سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات اور آتش سے قرآن مراد لی جائے تو رباعی کا مطلب یہ ہوگا۔خدا تعالیٰ نے یہ دنیا آب وگل سے بنائی اور بلا شبہ بہت دلکش بنائی لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی بدولت بنی آدم کے اندر ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بالکل نئی دنیا پیدا کر دی۔

۱۶ بہ یزدان روز محشر برہمن گفت　　فروغ زندگی تاب شرر بود

ولیکن گرنرنجی باتو گویم　　صنم از آدمی پائندہ تر بود

معانی ...... : بہ: سے۔یزداں: خدا،اللہ تعالیٰ۔روز محشر: قیامت کے روز۔برہمن: پنڈت،ہندوؤں کا مذہبی پیشوا،بت پرست۔گفت: وہ بولا،اس نے کہا۔فروغ زندگی: زندگی کی روشنی،زندگی کی مدت۔تاب شرر: چنگاری کی چمک کنایہ ہے قلیل مدت سے۔تاب: چمک۔شرر: چنگاری۔بود: تھی۔نرنجی: تو برا نہ مانے،تو ناراض نہ ہو۔گویم: کہوں۔صنم: بت۔از: سے۔پائندہ تر: زیادہ

قائم ودائم، زیادہ زندگی پانے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : قیامت کے دن برہمن نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا۔ زندگی کا فروغ اجالا چمک (گویا) چنگاری کی چمک تھی مراد آدمی کی زندگی جلد گزرنے والی ہے۔ لیکن اگر ناراض نہ ہو تو تجھ سے کہوں کہ دنیا میں میرا بنایا ہوا بت آدمی سے زیادہ پائندہ تھا۔

۱۷ گزشتی تیز گام اے اختر صبح مگر از خواب ما بیزار رفتی

من از نا آگہی گم کردہ راہم تو بیدار آمدی بیدار رفتی

معانی ...... : گذشتی: تو گزرا۔ تیز گام: تیز رفتار۔ گام: قدم۔ اختر صبح: صبح کا ستارہ۔ اختر: ستارہ۔ خواب ما: ہماری نیند، ہماری غفلت۔ رفتی: تو گیا۔ من: میں۔ نا آگہی: غفلت، بے خبری۔ واقفیت۔ جاننا، خبر رکھنا۔ گم کردہ راہم: راستہ کھو چکا ہوں، راہ بھولا ہوا ہوں۔ بیدار: جاگا ہوا، ہوشیار، باخبر، چوکس، آمدی: تو آیا۔ رفتی: تو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صبح کے ستارے تو بہت تیزی سے گزر گیا شاید تو ہماری غفلت سے بیزار گیا (تو ہم سے ناراض ہو گیا)۔ میں نے بے خبری کی وجہ سے راستہ اپنا گم کر دیا اپنا مقصد حیات حاصل نہ کر سکا۔ لیکن تو بیدار (جاگتا ہوا) آیا تھا اور بیدار چلا گیا۔

۱۸ تہی از ہائے و ہو میخانہ بودے گل ما از شرر بیگانہ بودے

نبودے عشق وایں ہنگامہ عشق اگر دل چوں خرد فرزانہ بودے

معانی ...... : تہی: خالی۔ ہائے و ہو: شور و غوغا، رونق۔ گل ما: ہماری مٹی۔ گل: مٹی، گارا، خمیر۔ شرر: چنگاری (زندگی کی حرارت اور چمک)۔ نہ بودے: نہ ہوتا۔ چوں: جیسے، مانند۔ خرد: عقل۔ فرزانہ: سمجھدار، عقلمند، مصلحت اندیش۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو یہ میخانہ (دنیا) ہاؤ ہو سے خالی ہوتا۔ ہماری مٹی چنگاری (کی چمک) سے خالی رہتی۔ نہ یہاں عشق ہوتا اور نہ عشق کا یہ ہنگامہ ہوتا۔ اگر دل بھی عقل کی طرح سمجھ بوجھ والا عقل مند ہوتا۔

۱۹ ترا اے تازہ پرواز آفرید ند سراپا لذت بال آزمائی

ہوس مارا گراں پرواز دارد تو از ذوق پریدن پرکشائی

معانی ...... : ترا: تجھے۔ تازہ پرواز: تازہ تازہ اڑنے والا، پروں کو پورا کھول کے اڑنے والا، پرجوش پرندہ۔ آفریدند: انہوں نے خلق کیا، خدا نے بنایا۔ لذت بال آزمائی: اڑان کی لذت۔ ہوس: لالچ، طمع۔ مارا: ہمیں، ہم کو۔ گراں پرواز: وہ پرندہ جس کے لئے اڑنا مشکل ہو جائے، دارد: رکھتی ہے۔ ذوق پریدن: اڑنے کی مستی، پرواز کی لذت۔ پرکشائی: تو پر کھولتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے تازہ پرواز پرندے (انسان) تجھے خدا نے (صرف اس لئے) بنایا کہ تو سر سے پاؤں تک اڑان کی لذت لے۔ ہوس نے ہماری پرواز کوتاہ کر دی ہے۔ اب تو اڑان کی مستی میں پر کھولتا ہے (کہ تجھ میں اڑنے کا ذوق ہے)۔

۲۰ چہ لذت یا رب اندر ہست و بود است دل ہر ذرہ در جوش نمود است

شگا فد شاخ راچوں غنچہ گل تبسم ریز از ذوق وجود است

معانی ...... : چہ: کیا، کیسی۔ ہست و بود: وجود ممکن، وجود مخلوقی، جوش نمود: اظہار کا ولولہ، اپنا آپ ظاہر کرنے کا جذبہ۔ شگافد: چیرتا ہے۔ چوں: جب۔ غنچہ گل: پھول کی کلی۔ تبسم ریز: مسکراہٹ بکھیرنے والا، ذوق وجود: وجود کی مستی، وجود کی لذت۔

ترجمہ و تشریح ...... : یارب ہونے اور ہو جانے (وجود ہستی) میں کیا لذت رکھی ہے۔ ہر ذرے کا دل اپنا آپ ظاہر کرنے کیلئے بے تاب ہے۔ کلی جب شاخ کو پھاڑتی چیرتی ہے تو وہ وجود میں آنے کی لذت یا ذوق سے مسکرا رہی ہوتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر شے میں ذوق وجود پایا جاتا ہے اور یہی ذوق وجود اس میں جوش نمو پیدا کر دیتا ہے اور اسی جوش کی بدولت وہ موجود ہو جاتا ہے اگر وجود میں لذت نہ ہوتی تو کوئی شے موجود نہ ہوتی۔

۲۱ شنیدم در عدم پروانہ می گفت دمے از زندگی تاب و تبم بخش
پریشاں کن سحر خاکسترم را ولیکن سوز و سازیک شبم بخش

معانی ...... : شنیدم: میں نے سنا۔ عدم: وجود کی ضد۔ نیستی، می گفت: وہ کہہ رہا تھا۔ دمے: ایک پل، ایک لمحہ، ایک سانس۔ تاب و تبم بخش: مجھے تپش اور تڑپ عطا کر۔ تاب: پریشان کن: بکھیر دے۔ ہوا میں اڑا دے۔ خاکسترم: میری راکھ۔ سوز: فراق یار میں تڑپتے رہنا۔ ساز: تڑپنے میں لذت محسوس کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے عدم میں پروانے کو یہ کہتے سنا مجھے زندگی بھر میں سے ایک پل کی تپش اور تڑپ بخش دے یعنی میں دنیا میں عاشقانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ بے شک سویرے میری راکھ بکھیر دینا لیکن مجھے ایک رات کا سوز و ساز عطا کر دے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجھے ایک سازگار رات عطا کر دے وہ رات جو سوز بھری ہو۔ نوٹ: ''سوز و ساز'' اقبال کی محبوب اور کثیر الاستعمال تراکیب میں سے ہے۔ اقبال کی رائے میں عاشق کی زندگی انہی دو باتوں سوز و ساز سے عبارت ہے یہ اس قدر قیمتی ہے کہ وہ اس کے بدلے میں ''شان خداوندی'' بھی لینے کیلئے تیار نہیں ہے۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی
(اقبال)

۲۲ مسلماناں! مرا حرفے است در دل کہ روشن تر ز جان جبرئیل است
نہانش دارم از آزاد نہاداں کہ ایں سرے ز اسرار خلیل* است

معانی ...... : مسلماناں: اے مسلمانو!۔ مرا: میرے پاس۔ حرفے: ایک حرف، ایک بات، ایک راز۔ حرف: بات۔ جان جبرئیل: جبرئیل کی روح، جبرئیل کی ذات۔ نہانش دارم: میں اسے پوشیدہ رکھتا ہوں۔ آزر نہاداں: آزر کی سرشت رکھنے والے۔ آزر: حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بت پرست باپ کا نام، اگر اس لفظ کو ذال سے لکھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے۔ سرے: ایک راز۔ سر: راز۔ اسرار خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راز۔ اسرار: سر کی جمع۔ خلیل: خلیل اللہ، حضرت ابراہیم کا قرآنی لقب۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے مسلمانو! میرے دل میں ایک حرف (رمز) ہے جو جبریل کی روح سے زیادہ روشن ہے میں اسے آزر کی سرشت (بت پرستی) رکھنے والوں سے چھپا کر رکھتا ہوں (اس لئے برملا نہیں کہتا) کیونکہ یہ حرف (لفظ اللہ کی طرف اشارہ ہے) خلیل اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ لاموجود الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔

۲۳ بہ کویش رہ سپاری اے دل، اے دل مرا تنہا گزاری اے دل، اے دل!
دمادم آرزو ہا آفرینی مگر کارے نداری اے دل، اے دل!

معانی ...... : بہ: میں۔کویش: اس کی گلی۔رہ سپاری: تو راستہ طے کرتا ہے،مرا: مجھے۔گزاری: تو چھوڑتا ہے۔دمادم: دمبدم، مسلسل۔آرزوھا: آرزو کی جمع۔آفرینی: تو پیدا کرتا ہے۔مگر: شاید۔کارے نداری: تو کوئی کام نہیں رکھتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل اے دل تو اس کی گلی میں پھرتا رہتا ہے تو نے مجھے اکیلا چھوڑ رکھا ہے اے دل اے دل (میں بے راہ و منزل آوارہ و پریشاں ہوں) لحہ بہ لحہ نئی نئی آرزوئیں پیدا کرتا رہتا ہے۔اے دل اے دل! تجھے شاید اور کوئی کام نہیں ہے۔

۲۴ رہے در سینہ انجم کشائی ولے از خویشتن ناآشنائی

یکے برخود کشاچوں دانہ چشمے کہ از زیر زمیں نخلے برآئی

معانی ...... : رہے: راستہ۔کشائی: تو کھولتا ہے۔کشادن: کھولنا۔ولے: لیکن۔از: سے۔خویشن: اپنا آپ، خود۔ناآشنائی: تو انجان ہے۔تو بے خبر ہے۔یکے: اک بار، کبھی، ذرا۔برخود: اپنے آپ پر، خود پر۔کشا: کھول۔کشادن: کھولنا۔چوں: مانند، جیسے۔چشمے: آنکھ۔نخلے: ایک پودا، برآئی: تو باہر آئے، تو ظاہر ہو جائے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو ستاروں کے سینے میں راستہ بنالیتا ہے (تیری ستاروں تک رسائی ہے) لیکن اپنے آپ سے بے خبر (ناآشنا ہے)۔دانے کی مانند کبھی خود پر بھی آنکھ کھول۔تا کہ تو زمین کے نیچے سے پیڑ (بن کے) باہر آئے (نکلے) (تو بھی خود کو پہچان لے اور مقصود زندگی حاصل کرلے)۔تبصرہ: اے انسان تو دور افتادہ ستاروں کے حالات دریافت کرتا رہتا ہے لیکن اپنی ذات (خودی) سے ناآشنا ہے۔علامہ اقبال یہی خیال ''ضرب کلیم'' میں پیش کرتے ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

۲۵ سحر درشاخسار بوستانے چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوانے

بر آور ہرچہ اندر سینہ داری سرودے، نالہ، آہے، افغانے

معانی ...... : درشاخسار بوستانے: باغ کے ایک جھنڈ میں۔چہ: کیا، کتنا۔خوش: اچھا۔می گفت: کہتا تھا، کہہ رہا تھا۔مرغ نغمہ خوانے: ایک گانے والا پرندہ، چہچہانے والا پرندہ۔برآور: نکال، باہر نکال۔ہرچہ: جو کچھ، سب کچھ، داری: تو رکھتا ہے۔داشتن: رکھنا۔سرودے: نغمہ، گیت۔نالہ: فریاد۔فغانے: رونا، فریاد کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : صبح کے وقت کی بہت سی ٹہنیوں والے درخت کی شاخ پر ایک چہچہانے والا پرندہ کیا خوب کہہ رہا تھا تیرے سینے میں جو کچھ ہے باہر نکال وہ راگ ہو، نالہ و فریاد یا آہ و فغاں ہو۔

۲۶ ترا ایک نکتہ سربستہ گویم اگر درس حیات ازمن بگیری

بمیری، گربہ تن جانے نداری وگر جانے بہ تن داری نمیری

معانی ...... : ترا: تجھے، تجھ سے۔نکتہ سربستہ: چھپا ہوا راز، پوشیدہ بات۔گویم: کہوں، بتاؤں۔بگیری: تو لے۔بمیری: تو مر جائے گا۔بہ: میں۔جانے: جان، روح یعنی خودی۔وگر: اور۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تجھ سے ایک راز کی بات کہتا ہوں۔اگر تو زندگی کا سبق مجھ سے لے یا لینا چاہے۔اگر تو بدن میں روح نہیں رکھتا تو تو مر جائے گا اور اگر بدن میں روح رکھتا ہے تو نہیں مرے گا۔نوٹ: جان سے اقبال کی مراد وہ جان نہیں ہے جس کے نکلنے سے

آدمی مر جاتا ہے بلکہ یہاں جان سے وہ خودی مراد ہے جو پختہ ہو چکی ہے۔ تبصرہ: اگر خودی مستحکم ہو جائے تو انسان غیر فانی ہو سکتا ہے۔

ہو اگر خود نگر و خود گرو خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے
(اقبال)

بالفاظ دگر: خودی چوں پختہ گردد لا زوال است۔

۲۷ بہل افسانہ آں پاچراغے حدیث سوز او آواز گوش است
من آں پروانہ را پروانہ دانم کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

معانی ...... : بہل: چھوڑ، چھوڑ دے: افسانہ آں پاچراغے: اس پروانے کی داستان۔ پاچراغ: پروانہ۔ حدیث سوز او: اس کے جلنے کا بیان، اس کے جلنے کا قصہ۔ آزار گوش: کان پر گراں، سماعت کا عذاب۔ دانم: سمجھتا ہوں، جانتا ہوں۔ جانش: اس کی جان۔ سخت کوش: سخت جان، محنتی۔ سالک یا عاشق (مومن) ہر وقت جدو جہد میں مشغول رہتا ہے۔ شعلہ نوش: آگ پی جانے والا یعنی آگ پر غالب آجانے والا۔ پروانے کی طرح فنا ہو جائے بلکہ محبوب کی صفات کو آہستہ آہستہ اپنے اندر جذب کر لے یہاں تک کہ اس کی شخصیت سے محبوب کا رنگ جھلکنے لگے۔ جب سالک فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو اس میں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : چھوڑ اس پتنگے (پروانہ بے قرار) کی داستان اس کے جلنے کا بیان کانوں کیلئے تکلیف دہ ہے۔ (شمع اور پروانہ کے قصہ کو کون نہیں جانتا)۔ میں تو اس پروانے کو پروانہ سمجھتا ہوں کہ جس کی جان سخت کوش اور شعلہ نوش ہو۔ (شعلے کو کھا جائے)۔

۲۸ ترا از خویشتن بیگانہ سازد من آں آبے طربناکے ندارم
بباز ارم مجو دیگرے متاعے چو گل جز سینہ چاکے ندارم

معانی ...... : ترا: تجھے، تجھ کو۔ خویشتن: اپنا آپ۔ بیگانہ: بے خبر، غیر۔ سازد: بناتا ہے، بنادے۔ آب طربناکے: شراب، مست کر دینے والا پانی۔ ندارم: میں نہیں رکھتا۔ بباز ارم: میرے بازار میں۔ مجو: نہ ڈھونڈ، مت تلاش کر۔ دیگر: دوسرا، کوئی اور۔ متاع: سرمایہ، پونجی۔ چو: جیسے، مانند۔ جز: سوائے، علاوہ۔ سینہ چاکے: ایک ٹکڑے ٹکڑے سینہ، پھٹی ہوئی چھاتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (جو) تجھے خود سے بیگانہ بنادے۔ میں وہ سرور پیدا کرنے والی شراب نہیں رکھتا۔ میرے بازار میں (کوئی) اور سامان مت ڈھونڈ میں پھول کی طرح پھٹے ہوئے سینے کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھتا۔ نوٹ: یہاں خود فراموشی کی بجائے خود شناسی کا پیغام دیا گیا ہے۔

۲۹ زیاں بینی ز سیر بوستانم اگر جانت شہید جستجو نیست
نمایم آنچہ ہست اندر رگ گل بہار من طلسم رنگ و بو نیست

معانی ...... : زیاں: نقصان، گھاٹا۔ بینی: دیکھے گا۔ ز، از: سے۔ سیر بوستانم: میرے باغ کی سیر۔ شہید جستجو: کھوج کی ماری، حقیقت تک پہنچنے کی شدید تڑپ رکھنے والی۔ شہید: مقتول۔ نمایم: میں ظاہر کرتا ہوں، میں دکھاتا ہوں۔ آنچہ: جو کچھ، وہ سب کچھ۔ ہست: ہے۔ رگ گل: پھول کی رگ۔ بہار من: میری بہار۔ طلسم رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا دھوکا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو میرے باغ کی سیر سے نقصان کی بات دیکھے گا۔ اگر تیری جان جستجو کی ماری ہوئی نہیں ہے میں دکھاتا

ہوں جو کچھ پھول کی رگوں میں چھپا ہے میری بہار خوشبو اور رنگ کا دھوکا نہیں ہے۔ مراد ہے میں اپنی شاعری کے ذریعے زندگی کی حقیقت کو واشگاف کرتا ہوں۔ میرا کلام (بہار) محض لفاظی (طلسم رنگ و بو) نہیں ہے بلکہ حقیقت رس ہے اور اس لئے حقیقت نما ہے۔

۳۰ بروں از ورطہ بود و عدم شو ۔۔۔ فزوں تر زیں جہان کیف و کم شو
خودی تعمیر کن در پیکر خویش ۔۔۔ چو ابراہیمؑ معمار حرم شو

معانی ...... : ورطہ بود و عدم: ہونے اور نہ ہونے کا بھنور، وجود اور عدم کا کنواں، ہستی اور نیستی کا گرداب۔ شو: ہو جا۔ فزوں تر: نسبتاً زیادہ۔ زیادہ بڑھا ہوا۔ زیں: اس سے۔ جہان کیف و کم: حالت اور مقدار کی دنیا، کیفیت اور کمیت کا جہان، کیسے اور کتنے کی دنیا یعنی مادی عالم۔ پیکر خویش: اپنا جسم، اپنا تن۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہونے اور نہ ہونے کے بھنور (چکر) سے نکل جا کیسے اور کتنے کی (اس) دنیا سے بلند ہو جا۔ اپنے بدن میں خودی کی تعمیر کر۔ ابراہیمؑ کی مانند کعبے کا معمار بن جا۔

۳۱ زمرغان چمن نا آشنایم ۔۔۔ بشاخ آشیاں تنہا سر ایم
اگر نازک دلی، ازمن کراں گیر ۔۔۔ کہ خونم می تراود از نو ایم

معانی ...... : ز، از: سے۔ مرغان چمن: باغ کے پرندوں، باغ کے پرندے۔ نا آشنایم: ناواقف ہوں، انجان ہوں۔ بشاخ آشیاں: آشیانے کی شاخ پر، گھونسلے کی ٹہنی پر۔ سرایم: گاتا ہوں۔ نازک دلی: تو تھوڑے دل کا ہے، تو ڈرپوک ہے۔ کراں گیر: کنارہ کر لے، الگ ہو جا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں چمن کے پرندوں سے نا آشنا ہوں۔ آشیانے کی شاخ پر اکیلا گاتا ہوں (میں دوسروں سے منفرد شاعر ہوں میری شاعری کی اپنی انفرادیت ہے)۔ اگر تو نازک دل کا ہے (تو) مجھ سے کنارہ کر لے (مجھ سے دور رہ)۔ کہ میری آواز سے میرا خون ٹپکتا ہے۔ (میرے اشعار سے تو میرے خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں اور خون کی یہ بوندیں زبان حال سے قوم کو درس جہاد دے رہی ہیں)۔

۳۲ جہاں یا رب چہ خوش ہنگامہ دارد ۔۔۔ ہمہ را مست ایک پیمانہ کر دی
نگہ را بانگہ آمیز دادی ۔۔۔ دل از دل، جاں زجان بیگانہ کر دی

معانی ...... : چہ: کیا، کیسا۔ خوش: خوب، اچھا۔ دارد: رکھتا ہے۔ ہمہ: سب۔ را: کو۔ کردی: تو نے کر دیا۔ آمیز دادی: تو نے ملا دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یا رب اس دنیا میں کیا خوب ہنگامہ بپا ہے۔ تو نے سب کو ایک ہی پیالے سے مست کر دیا۔ نظر تو نظر سے مل جاتی ہے۔ مگر دل کو دل سے جان کو جان سے بے سدھ کر دیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سب اسی ذات مطلق کے جو یا ہیں یعنی سب کا مطمع نظر ایک ہی ہے لیکن اس کے باوجود ہر ایک کا طریق کار یا ہر ایک کی راہ جداگانہ ہے۔

۳۳ سکندر با خضر خوش نکتہ گفت ۔۔۔ شریک سوز و ساز بحر و بر شو
تو ایں جنگ از کنار عرصہ بینی ۔۔۔ بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو۔

معانی ...... : با: سے۔ خوش: اچھا، خوب۔ نکتہ: ایک رمز، راز، پوشیدہ بات۔ نکتہ گفت: اس نے کہا۔ شو: ہو جا۔ کنار عرصہ:

میدان کا کنارہ۔ بنی: دیکھتا ہے۔ بمیر: مرجا۔ نبرد: معرکہ، جنگ، لڑائی۔

ترجمہ و تشریح ......: سکندر نے خضر سے کیا اچھی بات کہی۔ بحروبر کے سوز و ساز میں حصہ دار ہو (شریک ہوجا)۔ تو یہ جنگ میدان کے کنارے سے دیکھتا ہے۔ زندگی کی تگ و دو کے معرکے میں مرجا اور زندہ تر ہو جا۔ یعنی اگر زندگی کی آرزو ہے تو موت سے ہم آغوش ہوجاؤ جیسے ٹیپو سلطان میدان جنگ میں شہادت پا کر ہمیشہ کیلئے زندہ ہوگیا۔

۴۴ سریر کیقباد، اکلیل جم خاک — کلیساؤ بتستان و حرم خاک
ولیکن من ندانم گوہرم چیست — نگاہم برتراز گردوں، تنم خاک

معانی ......: سریر کیقباد: کیقباد کا تخت۔ کیقباد: قدیم ایران کے کیانی بادشاہوں میں پہلا بادشاہ۔ اکلیل جم: جمشید بادشاہ۔ کلیسا: گرجا۔ بتستان: بتخانہ۔ حرم: کعبہ۔ من ندانم: میں نہیں جانتا۔ گوہرم: میرا جوہر، میری اصل۔ چیست: کیا ہے۔ نگاہم: میری نگاہ، میرا تخیل۔ برتر: اونچا۔ گردوں: آسمان۔ تنم: میرا جسم۔

ترجمہ و تشریح ......: (ایران کے بادشاہ) کیقباد کا تخت ہو یا جمشید کا تاج سب خاک ہیں (مادی ہیں مٹ جانے والے ہیں)۔ گرجا اور مندر اور کعبہ سب مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ مگر میں نہیں جانتا میری اصل کیا ہے۔ میری نگاہ آسمان سے اونچی ہے مگر میرا بدن مٹی کا ہے۔

۴۵ اگر درمشت خاک تو نہادند — دل صد پارہ خونابہ بارے
زابر نو بہاراں گریہ آموز — کہ از اشک تو روید لالہ زارے

معانی ......: مشت خاک تو: تیری مشت خاک، تیرا بدن۔ نہاند: انہوں نے رکھا ہے یعنی خدا نے رکھا ہے۔ خونابہ بارے: خون کے آنسو برسانے والا۔ گریہ: رونا۔ آموز: سیکھ۔ روید: اگے۔ لالہ زارے: لالے کا ایک باغ، وہ زمین جو گل لالہ کی کاشت کیلئے مخصوص ہو۔ ابر نو بہلاں: کنایہ ہے بزرگان دین سے جن کا مقصد حیات ابر کی طرح دوسروں کو فیض پہنچانا ہوتا ہے۔ گریہ آموختن: کنایہ ہے خدمت خلق کے جذبہ سے۔ اشک: کنایہ ہے جد و جہد یا طریق عمل سے۔ لالہ زار: کنایہ ہے ان نوجوانوں سے جن کے دل میں تبلیغ اسلام کی تڑپ ہو۔

ترجمہ و تشریح ......: اگر خدا نے تیرے بدن میں رکھا ہے خون کے آنسو برسانے والا سو ٹکڑے ہوا دل۔ تازہ اور نئی بہار کے بادل سے رونا سیکھ تا کہ تیرے آنسوؤں سے لالے کا باغ اگے (پیدا ہو)۔ مراد یہ ہے کہ اے مسلمان اگر اللہ تعالیٰ تجھے محبت کرنے والا دل عطا فرمائے تو تجھے لازم ہے کہ محبت کرنے والوں (عاشقوں) سے قوم کے غم میں جلنے اور سلگنے کا فن سیکھ لے تا کہ تو اپنی قوم کی خدمت کر سکے۔

۴۶ دمادم نقشہائے تازہ ریزد — بیک صورت قرار زندگی نیست
اگر امروز تو تصویر دوش است — بخاک تو شرار زندگی نیست

معانی ......: دمادم: دمبدم، ہر پل، مسلسل۔ نقشہائے تازہ: نئی صورتیں، نئی شکلیں۔ ریزد: ڈھالتی ہے۔ بیک صورت: ایک صورت پر۔ قرار زندگی: زندگی کا ٹھہراؤ۔ امروز تو: تیرا آج۔ تصویر دوش: کل کی تصویر۔ بخاک تو: تیری مٹی میں۔ شرار زندگی: زندگی کی چنگاری۔ شرار: چنگاری۔

ترجمہ و تشریح ...... زندگی ہر پل نئی نئی صورتیں ڈھالتی ہے (ایک نیا نقش پیدا کرتی ہے)۔ (کسی) ایک صورت پر زندگی کا ٹھہراؤ نہیں (زندگی کو ایک صورت پر قرار نہیں)۔ اگر تیرا آج کل ہی کی تصویر ہے (اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی) تو تیری مٹی میں زندگی کی چنگاری نہیں ہے (بے حس اور مردہ ہے)۔

نشان یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
(اقبال)

۳۷ چو ذوق نغمہ ام درجلوت آرد — قیامت افگنم در محفل خویش
چومی خواہم دمے خلوت بگیرم — جہاں راگم کنم اندر دل خویش

معانی ...... : چو: جب۔ ذوق نغمہ ام: نغمے کا ذوق مجھے۔ جلوت: مجلس۔ آرد: لاتا ہے۔ افگنم: اٹھاتا ہوں۔ محفل خویش: اپنی انجمن محفل۔ می خواہم: میں چاہتا ہوں۔ دمے: پل بھر کو، ذرا۔ خلوت: تنہائی۔ بگیرم: پکڑوں، اختیار کروں۔ را: کو۔ کنم: کر لیتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ......: جب نغمہ سرائی کا ذوق جب مجھے مجلس (انجمن) میں لے آتا ہے تو میں اپنی محفل میں قیامت برپا کر دیتا ہوں (انقلاب برپا کر دیتا ہوں)۔ جس گھڑی چاہتا ہوں کہ پل بھر کو تنہائی پکڑوں لیکن جب میں ذرا خلوت اختیار کرتا ہوں تو میں دنیا کو اپنے دل میں گم کر لیتا ہوں۔ یعنی سمٹے تو دل عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے۔

۳۸ چہ می پرسی میان سینہ دل چیست ؟ — خرد چوں سوز پیدا کرددل شد
دل از ذوق تپش دل بود لیکن — چویک دم از تپش افتاد گل شد

معانی ...... : چہ: کیا۔ می پرسی: تو پوچھتا ہے۔ میان سینہ: سینے کے بیچ۔ چیست: کیا ہے۔ خرد: عقل۔ چوں: جب۔ سوز: تڑپ، حرارت، گرمی۔ کرد: کیا، کرلیا۔ شد: ہوگئی۔ ذوق تپش: تپش کی لذت، حرارت کی مستی۔ ذوق: لذت۔ بود: تھا۔ چو: جونہی، جب۔ یک دم: ایک پل، ایک لمحہ۔ افتاد: گرا، دور ہوا۔ گل: مٹی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کیا پوچھتا ہے کہ سینے میں دل کیا ہے۔ عقل نے جب سوز (جلن) پیدا کر لیا تو وہ دل بن گیا۔ دل حرارت کی لذت سے دل تھا لیکن جو دم بھر (کوبھی) حرارت سے دور رہا (سوز سے محروم ہوا) تو مٹی ہوگیا۔ (مراد ہے دل، ذوق تپش ہی کا دوسرا نام ہے)۔

۳۹ خرد گفت او بچشم اندر نگنجد — نگاہ شوق در امید و بیم است
نمیگردد کہن افسانہ طور — کہ در ہر دل تمنائے کلیم است

معانی ...... : خرد: عقل، گفت: بولی، کہا۔ بچشم اندر: آنکھ میں، آنکھ کے اندر۔ نگنجد: نہیں سماتا۔ امید و بیم: امید اور خوف، نمیگردد: نہیں ہوتا۔ کہن: پرانا۔ افسانہ طور: طور کا قصہ۔ طور: کوہ طور۔ تمنائے کلیم: موسیٰ کلیم اللہ کی آرزو، تمنا۔ کلیم: حضرت موسیٰ۔

ترجمہ و تشریح ......: عقل کہتی ہے کہ وہ محبوب خدا آنکھ میں نہیں سما سکتا (آنکھ دیکھ نہیں سکتی) عشق کی نظر آس اور دھڑکے میں ہے۔ طور کا قصہ (کبھی) پرانا نہیں ہوتا (اب بھی دہرایا جاتا ہے) کیونکہ ہر دل میں موسیٰ کی سی آرزو ہے۔ (اشارہ ہے حضرت موسیٰ نے

باری تعالیٰ سے اپنا آپ دکھانے کو کہا تو جواب ملا تھا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے)۔ محبوب حقیقی کے دیدار کی آرزو ہر انسان کے دل میں پوشیدہ رہتی ہے۔

۴۰ کنشت و مسجد و تبخانہ و دیر — جز ایں مشت گلے پیدا نکردی
زحکم غیر نتواں جزبدل رست — تو اے غافل دلے پیدا نکردی

معانی ...... : کنشت: آتشکدہ، پارسیوں کا عبادت خانہ۔ دیر: گرجا۔ جز: علاوہ، سوائے۔ مشت گلے: مٹھی بھر مٹی۔ نکردی: تو نے نہیں کیا۔ حکم غیر: غیر کا حکم، غیر کا فرمان، غیر کی حکومت یعنی بندوں کی غلامی۔ غیر: غیر اللہ، دوسرا۔ نتواں رست: چھوٹا نہیں جاسکتا۔ جز دبدل: دل کے علاوہ، دل کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : آتشکدہ اور مسجد اور مندر اور گرجا تو نے بس یہ مٹھی بھر گارا پیدا کیا (تو نے اپنی ساری توجہ چونے اور پتھر کی عمارتوں کے بنانے میں صرف کردی۔ ان میں خدا کو تلاش کرنا شروع کردیا)۔ دل کے علاوہ کوئی غیر کی غلامی سے نجات نہیں دلا سکتا۔ (غیر اللہ کی غلامی سے صرف دل ہی کے ذریعے رہائی حاصل کی جاسکتی ہے)۔ او بے خبر تو نے اپنے اندر دل (ہی) پیدا نہیں کیا۔ (جس میں عشق ہو جو تجھے صرف اللہ کا بندہ بنادے)۔

۴۱ نہ پیوستم دریں بستا نسرا دل — زبند این وآں آزادہ رفتم
چوبادِ صبح گردیدم دمے چند — گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

معانی ...... : نہ پیوستم: میں نے نہیں جوڑا، میں نے نہیں لگایا۔ دریں بستانسرا: اس باغ میں۔ بند این وآں: این وآں کی قید، دنیا کی قید۔ رفتم: میں گیا، میں چلا۔ چو: جیسے، مانند۔ بادِ صبح: صبح کی ہوا۔ گردیدم: میں گھوما پھرا۔ سیر کرنا۔ دمے چند: کچھ پل، پل دو پل۔ گلاں: گل کی جمع۔ را: کو۔ آب و رنگے: تر و تازگی۔ دادہ: دے کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اس باغ (دنیا) میں دل نہیں لگایا میں اس کے بندھنوں (دنیاوی علائق و آلائش) سے آزاد رہا ہوں۔ صبح کی ہوا کی طرح پل دو پل گھوما پھرا۔ پھولوں کو تر و تازگی دے کر چل دیا۔ (مراد ہے میں نے اپنی زندگی کو دوسروں کے فائدے کیلئے صرف کیا۔ یہی عاشق کا مقصد حیات ہے)۔

۴۲ بخود باز آورد رند کہن را — مے برنا کہ من درجام کردم
من ایں مے چوں مغان دور پشیں — زچشم مست ساقی وام کردم

معانی ...... : بخود: اپنے آپ میں۔ باز آورد: دوبارہ لاتا ہے، واپس لاتا ہے۔ رند کہن: پرانا مست، پرانا شرابی۔ مے برنا: نئی شراب، جوان شراب۔ کہ: جو۔ جام: شراب کا پیالہ۔ کردم: میں نے کیا۔ چوں: مانند، جیسے۔ مغان دور پشیں: اگلے وقتوں کے شراب بنانے والے، گزرے ہوئے زمانے کے شراب بنانے والے۔ مغاں: مغ کی جمع، شراب بنانے والے۔ ز، از: سے۔ چشم مست ساقی: ساقی کی مست آنکھ۔ ساقی: شراب پلانے والا، محبوب۔ وام: ادھار، قرض۔

ترجمہ و تشریح ...... : پرانے مست (شرابی) کو اپنے آپ میں لوٹا لاتی ہے (دوبارہ ہوش میں لے آتی ہے)۔ وہ نئی جوان شراب جو میں نے پیالے میں بھری ہے اگلے وقتوں کے شراب سازوں کی طرح میں نے یہ شراب ساقی کی متوالی آنکھوں سے مستعار (قرض) لی ہے۔ نوٹ: اس رباعی کا چوتھا مصرع عراقی کے مطلع سے مقتبس ہے۔

نخیستں بادہ کا ندر جام کردند
زچشم مست ساقی وام کردند

یہ غزل غایت شہرت کی بناء پر محتاج تعارف نہیں ہے۔

۴۳ سفالم رائے او جام جم کرد — دورن قطرہ ام پوشیدہ یم کرد
خرد اندر سرم تبخانہ ریخت — خلیل عشق دیرم را حرم کرد

معانی ...... : سفالم: میرا مٹی کا پیالہ، میرا کاسہ۔ مے او: اس کی شراب۔ جام جم: جمشید کا پیالہ جس میں وہ دنیا بھر کے واقعات وحالات دیکھتا تھا۔ پینے کا پیالہ۔ جم: جمشید بادشاہ۔ کرد: اس نے کیا۔ درون قطرہ ام: میرے قطرے کے اندر، پوشیدہ: چھپا ہوا۔ یم: دریا۔ خرد: عقل، جزوی عقل۔ سرم: میرا سر۔ تبخانہ: ایک بتخانہ۔ ریخت: اس نے ڈھالا۔ خلیل عشق: عشق کا ابراہیم۔ خلیل: ابراہیم، خلیل اللہ، دیرم: میرا مندر، میرا بتخانہ۔ حرم: کعبہ۔

ترجمہ و تشریح ......: اس کی شراب (محبت) نے میرے مٹی کے پیالے کو جمشید کا پیالہ بنادیا۔ میرے قطرے میں دریا چھپادیا (پوشیدہ کردیا)۔ (بظاہر اگرچہ میں ایک مٹی کا بنا ہوا آدمی ہوں لیکن میرے اندر خدائی صفات موجود ہیں)۔ عقل نے میرے سر میں بتخانہ کھڑا کیا لیکن عشق کے ابراہیم نے میرے بتخانے کو کعبہ بنادیا۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق!
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدہ تصورات
(اقبال)

۴۴ خرد زنجیری امروز و دوش است — پرستار بتان چشم و گوش است
صنم در آستیں پوشیدہ دارد — برہمن زادہ زنار پوش است

معانی ......: خرد: جزوی عقل، زنجیری امروز و دوش: کل اور آج کی قیدی، حال اور ماضی میں جکڑی ہوئی۔ پرستار بتان چشم و گوش: آنکھ اور کان کے بتوں کو پوجنے والی، ظاہری حواس کی اطاعت کرنے والی۔ دارد: رکھتی ہے۔ برہمن زادہ زنار پوش: جنیو باندھنے والا برہمن بچہ۔ جنیو، وہ دھاگہ جسے برہمن گلے اور کمر میں آڑا کر کے ڈالتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ......: عقل آج اور کل کی زنجیر میں جکڑی ہوئی ہے۔ آنکھ اور کان کے بتوں کو پوجنے والی ہے۔ آستین میں بت چھپائے رکھتی ہے۔ جنیو (زنار) باندھنے والی برہمن زادی معلوم ہوتی ہے۔ (وہ باطل پرست اور حق ناشناس ہے) یعنی حقیقت کو پہچان نہیں سکتی۔

۴۵ خرد اندر سر ہرکس نہادند — تنم چوں دیگراں از خاک و خون است
ولے ایں راز کس جزمن نداند — ضمیر خاک و خونم بیچگون است

معانی ...... : اندر سر ہرکس: ہر شخص کے سر میں، ہر آدمی کے سر میں۔ نہادند: خدا نے رکھی۔ تنم: میرا بدن۔ چوں: جیسے، طرح۔ دیگراں: دیگر کی جمع، دوسرے۔ کس: کوئی۔ جزمن: میرے سوا۔ نداند: نہیں جانتا۔ ضمیر خاک و خونم: میری مٹی اور خون کا جوہر، میرے خمیر کی اصل، میرا باطن۔ بے چگوں: بے مثل، بے کیف، یکتا۔ کیفیت، حالت۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل تو ہر شخص کے سر میں رکھی گئی ہے (تھوڑی ہو یا بہت) دوسروں کی طرح میرا بدن (بھی) مٹی اور خون سے بنا ہے لیکن میرے علاوہ کوئی یہ راز نہیں جانتا (کہ) میری مٹی اور خون کا ضمیر بے رنگ اور بے مثل ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرے خون اور مٹی والا جسم ضرور مادی ہے لیکن اس کا ضمیر (اس کی حقیقت) مادی نہیں ہے۔ حقیقت کا علم ہر عقل رکھنے والے کو نہیں صرف صاحب عرفان ہی کو ہوسکتا ہے۔

۴۶ گدائے جلوہ رفتی برسر طور   کہ جان تو ز خودنا محرمے ہست
قدم در جستجوئے آدمی زن   خدا ہم در تلاش آدمے ہست

معانی ...... : گدائے جلوہ: دیدار کا منگتا۔ رفتی: تو گیا، تو چلا۔ برسر طور: طور پر۔ کہ: کیونکہ۔ جان تو: تیری جان، تیرا دل، تیری روح۔ ز، از: سے۔ نامحرمے: ناواقف، انجان، بے خبر۔ قدم زن: قدم رکھ، پاؤں بڑھا۔ در تلاش آدمے: کسی آدمی کی تلاش۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو دیدار کا منگتا خدا کی تجلی کا طالب بن کر طور پر گیا کیونکہ تو خود اپنے آپ سے انجان ہے (تیری جان اپنے آپ سے ناشنا سا تھی تجھ کو معلوم نہیں کہ جس تجلی کو تو کوہ طور پر ڈھونڈتا ہے وہ تیرے اندر موجود ہے شرط خود کو پہچاننے کی ہے)۔ **نحن اقرب اللہ من حبل الورید** (وہ تو تجھ سے تیری جان سے بھی قریب ہے)۔ تو آدمی (مرد کامل) کی تلاش میں قدم بڑھا (نکل پڑ) خدا بھی کسی آدمی کی تلاش میں ہے (جو خودی یا خود معرفتی کا حامل ہو۔ پس تو خدا کی تلاش مت کر اپنی تلاش کر اگر تو اپنی معرفت حاصل کرلے گا تو تجھے خدا کی معرفت بھی حاصل ہوجائے گی۔ **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ**۔

۴۷ بگو جبریل را از من پیامے   مرا آں پیکر نوری ندادند

ولے تاب و تب ماخاکیاں بیں   بنوری ذوق مہجوری ندادند

معانی ...... : بگو: تو کہہ دے۔ از من: میرا، میری طرف سے۔ پیامے: ایک پیغام۔ مرا: مجھے۔ پیکر نوری: نوری بدن، نوری پیکر۔ ندادند: انہوں نے نہیں دیا، خدا نے نہیں بخشا۔ تاب و تب ماخاکیاں: ہم مٹی سے بنے ہوؤں کی تپش اور تڑپ، ہم خاکیوں کی تپش اور تڑپ۔ بیں: تو دیکھ۔ بنوری: نور سے بنے ہوئے کو، فرشتے کو۔ ذوق مہجوری: جدائی کی لذت۔

ترجمہ و تشریح ...... : جبریل کو میرا ایک پیغام دو مجھے وہ نور پیکر نہیں بخشا گیا (مجھے خالق نے تجھ جیسا نورانی جسم عطا نہیں کیا) لیکن ہم خاکیوں کی تپش اور تڑپ سوز وساز دیکھ (اللہ نے) فرشتے کو جدائی کی لذت عطا نہیں کی۔ یعنی (اللہ تعالیٰ سے) دوری کا جو سوز و لطف ہمیں ملا ہے نوری (فرشتے) اس سے محروم ہیں۔ حافظ نے کیا خوب لکھا ہے۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

۴۸ ہمائے علم تا افتد بدامت   یقیں کم کن، گرفتار شکے باش
عمل خواہی؟ یقین را پختہ ترکن   یکے جوی و یکے بین و یکے باش

معانی ...... : ہمائے علم: علم کا ہما۔ ہما: اک خیالی پرندہ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس شخص پر اس کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ تا: تا کہ۔ افتد: وہ گرے، آ پھنسے۔ بدامت: تیرے جال میں۔ باش: تو وہ۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ را: کو۔ پختہ تر: اور زیادہ پکا، مزید پختہ۔ یکے: ایک۔ جوی: تو ڈھونڈ۔ بین: تو دیکھ۔

ترجمه و تشریح ...... : اگر تو چاہتا ہے کہ علم کا ہما تیرے جال میں آ پھنسے تو یقین کم کر، شک میں گرفتار رہ (بحث ومباحثہ کر) اگر عمل چاہتا ہے؟ تو اپنے یقین کو اور پختہ (پکا) کر۔ ایک ڈھونڈ اور ایک دیکھ اور ایک ہو جا۔ (ایک خدا کا طلب گار بن، کائنات میں ایک خدا کی جلوہ فرمائی دیکھ اور ایک خدا کی وحدت کا رنگ اپنے اندر پیدا کر)۔

۴۹ خرد برچہرہ تو پردہ ہا بافت نگاہے تشنہ دیدار دارم
در افتد ہر زماں اندیشہ باشوق چہ آشوب افگنی درجان زارم !

معانی ...... : خرد: جزوی عقل، برچہرہ تو: تیرے چہرے پر۔ پردھا: پردہ کی جمع، پردے۔ بافت: اس نے بنا۔ تشنہ دیدار: دیدار کی پیاسی۔ دارم: رکھتا ہوں۔ در افتد: جھگڑتا ہے، الجھتا ہے۔ زمان: وقت، گھڑی۔ با: سے، کے ساتھ۔ چہ: کیا، کیسا۔ آشوب: فتنہ، فساد، شور۔ افگنی: تو ڈالتا ہے۔ درجان زارم: میری کمزور، عاجز جان میں۔

ترجمه و تشریح ...... : عقل نے تیرے چہرے پر پردے بن دیئے ہیں اور میں دیدار کی پیاسی ایک نظر رکھتا ہوں۔ (میری نگاہ دیدار کی پیاسی ہے) عقل ہر گھڑی شوق سے الجھتی رہتی ہے تو نے میری گری پڑی کمزور جان میں کیسا فتنہ ڈال رکھا ہے۔ (عقل کا خاصہ یہ ہے وہ عشق سے برسر جنگ رہتی ہے)۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی
(اقبال)

۵۰ دلت می لرزد از اندیشہ مرگ زبیمش زرد مانند زریری
بخود باز آ، خودی را پختہ تر گیر اگر گیری، پس از مردن نمیری

معانی ...... : دلت: تیرا دل، می لرزد: لرزتا ہے۔ کانپتا ہے۔ از: سے۔ اندیشہ مرگ: موت کا خوف، موت کا کھٹکا۔ ز، از: سے۔ بیش: اس کا خوف۔ ابیم: خوف۔ مانند زریری: تو ہلدی کی طرح ہے۔ زریر: ایک زرد رنگ کی گھاس، مجاز اُہلدی۔ بخود: اپنے آپ میں۔ باز آ: لوٹ آ، پلٹ آ۔ باز: را: کو۔ پختہ تر: اور پکا، اور پختہ۔ گیر: کر، بنا۔ پس: بعد، پیچھے۔ مردن: مرنا۔ نمیری: تو نہیں مرے گا۔

ترجمه و تشریح ...... : تیرا دل موت کے خوف سے لرزتا رہتا ہے اس کے ڈر سے تو ہلدی کی مانند (طرح) پیلا (زرد) پڑ گیا ہے۔ اپنے آپ میں لوٹ آ، خودی کو اور پختہ کر (روح کو عشق الٰہی سے پختہ کر لے)۔ تو اگر (یہ) کر لے تو مرنے کے بعد بھی نہیں مرے گا۔ نوٹ: اقبال کا محبوب موضوع ہے "ضرب کلیم" میں لکھتے ہیں۔

ہو اگر خود نگر و خود گیری خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

۵۱ زپیوند تن و جانم چہ پرسی بدام چند و چوں درمی نیایم
دم آشفتہ ام درپیچ و تابم چواز آغوش نے خیزم نو ایم

معانی ...... : پیوند تن و جانم: میرے جسم اور جان کا پیوند۔ چہ: کیا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ بدام چند و چوں: کتنے اور کیسے کے

جال میں، مقدار اور حالت کے جال میں۔ چوں: کیسا، کیفیت، حالت۔ درمی نیایم: میں نہیں آتا ہوں۔ دم آشفتہ ام: بکھری ہوئی سانس ہوں۔ در پیچ وتابم: پیچ وتاب میں ہوں۔ چو: جب، جونی۔ از: سے۔ خیزم: اٹھتا ہوں۔ نوایم: نغمہ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو میرے جسم اور روح کے جوڑ (تعلق) کا کیا پوچھتا ہے میں کتنے اور کیسے کے جال میں نہیں پھنستا بکھری ہوئی سانس ہوں، الجھتی بل کھاتی بانسری کے آغوش سے نکلتے ہی میں نغمہ دم آواز ہوں۔

۵۲ مرا فرمود پیر نکتہ دانے ہر امروز تواز فردا پیام است
دل از خوبان بے پروا نگہدار حریمش جزباو دادن حرام است

معانی ...... : مرا: مجھے، مجھ سے۔ فرمود: اس نے فرمایا۔ پیر نکتہ دانے: ایک دانا بزرگ، باریک باتیں سمجھنے والا استاد۔ امروز تو: تیرا آج۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل۔ خوبان بے پروا: خوباں۔ خوب کی جمع، حسین، بے پروا، بے فکرے لا ابالی، شوخ۔ نگہدار: حفاظت کر، نظر رکھ۔ حریمش: اس کا گھر۔ جز باو: اس کے سوا۔ دادن: دینا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک دانا بزرگ نے مجھ سے فرمایا تیرا ہر آج تیرے آنے والے کل کا پیغام ہے (زمانہ حال سے فائدہ اٹھا)۔ اپنے دل کو ان بے پردہ محبوبوں (حسینوں) سے بچائے رکھ۔ اس (اللہ تعالیٰ) کا گھر اس کے علاوہ (کسی اور کو) دینا حرام ہے۔ (تیرا دل تیرا کعبہ ہے اس کو خدا کی بجائے کسی اور کو دینا حرام ہے)۔

۵۳ ز رازی معنی قرآں چہ پرسی ضمیر ما بآیاتش دلیل است
خرد آتش فروزد دل بسوزد ہمیں تفسیر نمرود و خلیل است

معانی ...... : ز، از: سے۔ رازی: امام فخرالدین رازی مشہور مفسر۔ ضمیر ما: ہمارا دل۔ بہ آیاتش: اس کی آیتوں پر۔ دلیل: ثبوت، راہ نما، حجت۔ فروزد: جلاتی ہے، بھڑکاتی ہے۔ بسوزد: جلتا ہے، سلگتا ہے۔ ہمیں: یہی۔ تفسیر نمرود و خلیل است: نمرود اور خلیل اللہ سے متعلق آیات کی تفسیر۔ تفسیر: کھولنا، قرآن شریف کی تشریح۔ نمرود: حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا ایک ظالم بادشاہ۔ خلیل: حضرت ابراہیمؑ۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول قرآن
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف
(اقبال)

ترجمہ و تشریح ...... : تو قرآن کے معنی رازی سے کیا پوچھتا ہے (خود) ہمارا دل اس کی آیتوں پر دلیل ہے۔ عقل تو آگ بھڑکاتی ہے اور دل جلتا ہے یہی نمرود اور ابراہیم سے متعلق آیات کی تفسیر ہے۔ (نمرود عقل کا نمائندہ اور حضرت ابراہیمؑ عشق کا نمائندہ تھا۔ عقل ہمیشہ خدا کا انکار کرتی ہے اور عشق ہمیشہ خدا کی ہستی کا اقرار کرتا ہے۔ اس لئے دونوں میں جنگ رہتی ہے جب تک دنیا قائم ہے یہ جنگ بھی قائم رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی
(اقبال)

۵۴ من از بود و نبود خود خموشم ... اگر گویم کہ ہستم خود پرستم
ولیکن ایں نوائے سادہ کیست ... کسے در سینہ می گوید کہ ہستم

معانی ...... : من: میں۔از: سے، کے بارے میں۔بودونبود خود: اپنا ہونا اور نہ ہونا، اپنی ہستی اور نیستی۔خموشم: میں چپ ہوں۔گویم: میں کہوں۔ہستم: میں ہوں، میں موجود ہوں۔ہستن: ہونا، موجود ہونا۔خود پرستم: خود پرست ہوں، مغرور ہوں۔خود پرست: خود کو پوجنے والا، مغرور۔ولیکن: لیکن۔ایں: یہ۔نوائے سادہ کیست: صاف آواز کیسی ہے۔یہ بے بناوٹ آواز کس کی ہے۔کسے: کوئی۔میگوید: کہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اپنے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں چپ ہوں اگر کہوں کہ (میں) ہوں (تو گویا) میں خود پرست ہوں لیکن یہ صاف (اور واضح) آواز کیسی ہے کوئی (میرے) سینے میں کہتا ہے کہ "میں ہوں"۔(شعور ذات کا سرچشمہ خود انسان کے اندر موجود ہے اور یہی حقیقت انسانی ہے)۔

۵۵ زمن باشاعر رنگیں بیاں گوے ... چہ سود از سوز اگر چوں لالہ سوزی
نہ خود را می گدازی زآتش خویش ... نہ شام دردمندے برفروزی

معانی ...... : زمن، از من: میری طرف سے۔با: سے، کو۔شاعر رنگیں بیاں: خوبصورت انداز کا شاعر، خوش کلام شاعر۔گوے: کہہ، کہو۔سود: فائدہ۔سوز: جلن، تپش۔چوں: جوں۔سوزی: تو جلے۔خود را۔خود کو۔میگدازی: تو پگھلاتا ہے۔زآتش خویش: اپنی آگ سے۔شام دردمندے: کسی دکھیارے، غمزدہ کی شام۔برفروزی: تو روشن کرتا ہے، تو اجالتا ہے۔زخوب وزشت تو: تیرے بھلے برے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری طرف سے رنگا رنگ شعر کہنے والے سے کہنا (اس) جلنے سے کیا فائدہ اگر تو لالے کی طرح جلا۔(لالہ اپنی آگ سے نہ خود جلتا ہے اور نہ دوسرے کو جلا سکتا ہے محض دیکھنے میں آگ کی طرح کا سرخ رنگ اور سیاہ داغ رکھنے والا ہوتا ہے۔نہ تو اپنی آگ سے خود کو پگھلاتا ہے نہ کسی دکھیارے کی شام کو روشن کرتا ہے۔(محض خیالی اور تفریحی شاعری پیدا کرنا اور حقیقت زندگی سے بیگانہ رکھنا مناسب نہیں ہے)۔معیار شاعری یہ ہے کہ اس سے اپنی اصلاح بھی ہو اور دوسروں کی بھی۔اگر شاعر اپنے کلام سے نہ اپنی اصلاح کر سکے نہ اپنی قوم کی تو ایسی شاعری تضیع اوقات کا موجب ہے۔

۵۶ زخوب و زشت تو نا آشنایم ... عیارش کردہ ای سود و زیاں را
دریں محفل زمن تنہا ترے نیست ... بچشم دیگرے بینم جہاں را

معانی ...... : ز، از: سے۔خوب: بھلا، اچھا۔زشت: برا۔نا آشنایم: میں انجان ہوں۔عیارش: اس کا معیار، اسکی کسوٹی، اس کی پرکھ۔کردہ: تو نے کیا ہوا ہے، تو نے بنا رکھا ہے۔سود و زیاں: فائدہ اور نقصان، نفع اور گھاٹا۔دریں محفل: اس محفل میں۔تنہا ترے: کوئی زیادہ اکیلا۔بچشم دیگرے: دوسرے کی آنکھ سے۔بینم: میں دیکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تیرے برے بھلے سے انجان ہوں (متفق نہیں ہوں)۔تو نے فائدے اور نقصان کو کسوٹی (معیار) بنا رکھا ہے اس جمگھٹ (محفل جہاں) میں مجھ سے زیادہ اکیلا (تنہا) کوئی نہیں ہے۔میں دنیا کو اور نظر سے دیکھتا ہوں (وہ نگاہ فطرت اور حقیقت کو دیکھنے والی ہے)۔

۵۷ تو اے شیخ حرم شاید ندانی   جہان عشق را ہم محشرے ہست
گناہ و نامہ و میزاں ندارد   نہ اورا مسلمے نے کافرے ہست

معانی ...... : شیخ حرم: دینی پیشواء۔ شیخ: بزرگ، پیر، استاد۔ حرم: کعبہ۔ ندانی: تونہیں جانتا۔ دانستن: جاننا۔ را: کیلئے۔ ہم: بھی۔ محشرے: ایک خاص روز جزاء، یوم حساب۔ ہست: ہے۔ نامہ: نامہ اعمال۔ میزان: ترازو جس پر قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ اورا: اس کیلئے۔ مسلمے: کوئی مسلمان۔ کافرے: کوئی کافر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے شیخ حرم شاید تونہیں جانتا کہ عشق کی دنیا کیلئے بھی جزا کا ایک دن (محشر) ہے۔ ان کے محشر میں نہ گناہ وثواب کا ذکر ہوگا نہ نامہ اعمال کسی کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور نہ میزان قائم ہوگی نہ وزن اعمال ہوگا۔ نہ وہاں کوئی مسلمان ہے نہ کافر (نہ وہاں کافر اور مسلم کا امتیاز ہوگا)۔ اقبال یہی بات یوں کہتے ہیں۔

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زر وسیم

۵۸ چوتاب از خود بگیرد قطرہ آب   میان صد گہر یک دانہ گردد
بہ بزم ہمنوایاں آنچناں زی   کہ گلشن بر تو خلوت خانہ گردد

معانی ...... : چو: جب، جونہی۔ تاب: چمک۔ بگیرد: لیتا ہے۔ حاصل کرتا ہے۔ میان صد گہر: سوموتیوں کے بیچ۔ یک دانہ: اپنی طرح کا ایک ہی، بے مثال۔ گردد: ہوجاتا ہے۔ بہ: میں۔ بزم ہمنوایاں: دوستوں کی محفل، ساتھیوں ساجھیوں کا جمگھٹ۔ آنچناں: اس طرح۔ زی: جی، زندہ رہ۔ برتو: تجھ پر، تیرے لئے۔ خلوت خانہ: تنہائی کی جگہ، گوشہ تنہائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : پانی کی بوند جب اپنے آپ سے چمک پکڑتی ہے (دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا)۔ وہ کئی سوموتیوں کے بیچ بے مثال ہوجاتی ہے (منفرد اور یکتا موتی بن جاتا ہے) تو بھی اپنے ہم نواؤں کی بزم میں اس طرح سے زندگی کر کہ باغ تیرے لئے گوشہ تنہائی بن جائے مراد ہے انجمن میں رہتا ہوا انجمن سے الگ رہ۔

۵۹ من اے دانشوراں درپیچ و تابم   خرد را فہم ایں معنی محال است
چساں درمشت خاکے تن زند دل   کہ دل دشت غزالان خیال است !

معانی ...... : من: میں۔ دانشوراں: دانش ور کی جمع عقلمندو، جاننے والو، دانا لوگو۔ درپیچ وتابم: الجھن میں ہوں، مشکل میں ہوں۔ خرد: عقل۔ را: کیلئے۔ فہم ایں معنی: اس معنی کو سمجھنا، اس حقیقت کو جاننا، محال: ناممکن۔ چساں: کس طرح۔ مشت خاکے: ایک مٹھی بھر مٹی۔ تن زند: ساکت ہوجاتا ہے، ٹھہر جاتا ہے۔ دشت غزالان خیال: خیال کے ہرنوں کا جنگل۔ غزالان: غزال کی جمع، ہرن۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے عقلمندو میں سخت الجھن اور بیقراری میں ہوں عقل کیلئے یہ حقیقت سمجھنا مشکل ہے مٹھی بھر مٹی میں دل کیسے ٹھہر جاتا ہے کہ دل تو خیال کے ہرنوں کا جنگل ہے۔ (افکار لطیف ہیں بدن کثیف۔ دو متضاد خواص رکھنے والی چیزیں (جسم اور دل) ایک جگہ کیسے جمع ہوگئے۔

۶۰ میارا بزم بر ساحل کہ آنجا   نوائے زندگانی نرم خیز است

بدریا غلط و باموجش در آویز   حیات جاوداں اندر ستیز است

معانی ...... : میارا: مت سجا، مت لگا۔ آراستن: سجانا۔ بزم: محفل۔ بر: پر۔ آنجا: اس جگہ، وہاں۔ نوائے زندگانی: زندگی کی آواز، زندگی کا نغمہ۔ نرم خیز: آہستگی سے، آہستہ آہستہ اٹھنے والا' دھیمے سروں والا' پانی کی لہر، بدریا: دریا میں۔ غلط: لوٹ لگا، فن موسیقی کی ایک اصطلاح۔ باموجش: اس کی موج سے، اس کی موج کے ساتھ۔ درآویز: جنگ کر، لٹک جا۔ حیات جاوداں: ہمیشہ کی زندگی۔ ستیز: جنگ، لڑائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : کنارے پر بزم آراستہ نہ کر۔ زندگی کا نغمہ دھیمے دھیمے اٹھان پکڑتا ہے۔ دریا میں لوٹ (غوطہ) لگا اور اس کی موجوں کو للکار (زور آزمائی کر) ہمیشہ کی زندگی جنگ و پیکار میں ہے (زندگی کی کشمکش سے گریز مت کر وورنہ خودی ضعیف ہو جائے گی جس کا نتیجہ موت ہے)۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
(اقبال)

۶۱ سراپا معنی سربستہ ام من   نگاہ حرف بافاں برنتابم
نہ مختارم تواں گفتن، نہ مجبور   کہ خاک زندہ ام، در انقلابم

معانی ...... : سراپا: سر سے پاؤں تک، اول سے آخر تک، پورے کا پورا۔ معنی سربستہ ام: پوشیدہ معنی ہوں، چھپی ہوئی حقیقت ہوں۔ نگاہ حرف بافاں: حرف بننے والوں کی نگاہ تک بندوں کی نظر برتا بم: نہیں برداشت کرتا ہوں، نہیں قبول کرتا ہوں۔ مختارم: مجھے مختار۔ تواں گفتن: کہا جاسکتا ہے۔ خاک زندہ ام: زندہ خاک ہوں، جیتی جاگتی مٹی ہوں۔ درانقلابم: انقلاب میں ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سر سے پاؤں تک چھپی ہوئی حقیقت ہوں حرف بننے والوں کی نگاہ برداشت نہیں کرتا (جو کچھ میں جانتا ہوں وہ نہیں جانتے) مجھے نہ مختار کہا جاسکتا ہے نہ مجبور۔ میں ایسی خاک زندہ ہوں جو ہر دم تغیر پذیر ہے۔ یعنی میری مٹی (جسم) باارادہ ہے اور اس میں تبدیلیاں لاتا رہتا ہوں۔

فقر مومن چیست؟ تسخیر جہات
بندہ از تاثیر او مولیٰ صفات

۶۲ مگو از مدعائے زندگانی   ترا برشیوہ ہائے اونگہ نیست
من از ذوق سفر آنگونہ مستم   کہ منزل پیش من جز سنگ رہ نیست

معانی ...... : مگو: مت کہہ، نہ بیان کر۔ از: کے بارے میں۔ مدعائے زندگانی: زندگی کا مقصد۔ ترا: تجھے۔ برشیوہ ہائے او: اس کی اداؤں پر۔ شیوہ ہا: شیوہ کی جمع، ادائیں۔ ذوق سفر: سفر کی لذت۔ آنگونہ: اتنا، ایسا، اس قدر، مستم: مست ہوں۔ پیش من: میرے سامنے۔ جز: سوائے، علاوہ۔ سنگ رہ: راستے کا پتھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی کے مقصد کے بارے میں زبان مت کھول (بیان کرنے کی کوشش نہ کر) اس کی اداؤں پر تیری نظر نہیں ہے (تو اس کے انداز کو نہیں سمجھتا)۔ میں سفر کی لذت سے اتنا مست ہوں کہ میرے آگے منزل راستے کا پتھر ہے اور کچھ نہیں (منزل کو سنگ راہ سمجھتا ہوں)۔ یعنی میں منزل پر پہنچ کر بھی منزل کو منزل نہیں سمجھتا اور ایک نئی منزل کیلئے رواں دواں ہو جاتا ہوں۔ زندگی

سکون وثبات کا نام نہیں حرکت وعمل کا نام ہے۔

سفر اس کا انجام و آغاز ہے
یہی اس کی تقویم کا راز ہے
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوق پرواز ہے زندگی
(اقبال)

۶۳ اگر کردی نگہ برپارہ سنگ زفیض آرزوے تو گہر شد
بزر خود را مسنج اے بندہ زر کہ زراز گوشہ چشم تو زر شد

معانی ...... : کردی: تو کرتا۔ برپارہ سنگ: پتھر کے ٹکڑے پر۔ زفیض آرزوےتو: تیری آرزو کے فیض سے۔ گہر: ہیرا، قیمتی پتھر۔ شد: ہو جاتا۔ بزر: سونے میں: دولت سے۔ خودار: خود کو۔ مسنج: مت تول۔ اے بندہ زر: اے دولت کے غلام۔ از گوشہ چشم تو: تیرے التفات سے، تیری توجہ سے۔ شد: ہوگیا، ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو پتھر کے ٹکڑے پر نظر کرتا تو وہ تیری آرزو کے فیض سے ہیرا بن جاتا۔ او دولت کے بندے! خود کو سونے سے مت تول کہ سونا تو تیرے التفات سے زر ہوگیا ہے۔ (اصل سونا اور جوہر خود آدمی ہے)۔ مراد انسان کی نگاہ، اشیائے کائنات کی قدر و قیمت کا معیار ہے۔ سونا ہو یا جواہرات یہ بذات خود کچھ نہیں ان کی اصل قیمت آدمی کی توجہ کی بناء پر ہے۔ اگر انسان خریدار نہ ہوتا تو وہ پتھر کا پتھر ہی رہتا۔ چونکہ انسان ان کے حصول کی آرزو کرتا ہے اس لئے اس آرزو کی بدولت یہ پتھر "جواہرات" بن جاتے ہیں۔ انسان کی نگاہ نے ان کو جواہرات بنا دیا۔

۶۴ وفا نا آشنا بیگانہ خوبود نگاہش بے قرار جستجو بود
چو دید اوہ را پرید از سینہ من ندانستم کہ دست آموز او بود

معانی ...... : وفا نا آشنا: وفا سے انجان، بیگانہ خو: نامانوس، جس کی فطرت میں محبت اور اپنایت نہ ہو۔ بود: تھا۔ نگاہش: اس کی نظر۔ چو: جونہی، جیسے ہی، جب۔ دید: اس نے دیکھا۔ اورا: اس کو۔ پرید: وہ اڑا، اڑ گیا۔ از سینہ من: میرے سینے سے۔ ندانستم: میں نہیں جانتا تھا۔ دست آموز او: اس کا سدھایا ہوا۔ پرندہ۔ اس باز کو کہتے ہیں جسے سدھانے والا سدھا لیتا ہے اور جب وہ اس کو کسی شکار پر چھوڑتا ہے تو وہ کام کرنے کے بعد واپس باز دار کے ہاتھ پر آ کر بیٹھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ تو وفا سے انجان، سب سے الگ تھلگ رہنے والا (میرا دل) تھا اس کی نظر (کسی کی) تلاش میں بے چین (بے قرار) تھی۔ جب (دل نے) اسے (محبوب کو) دیکھا تو میرے سینے سے اڑ کر نکل گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ (دل) اس کا سدھایا ہوا (پرندہ) تھا۔ مراد عاشق کا دل ہر وقت معشوق کی جستجو کرتا رہتا ہے۔

۶۵ مپرس از عشق و از نیرنگی عشق بہر رنگے کہ خواہی سر بر آرد
درون سینہ بیش از نقطہ نیست چو آید بر زباں پایاں ندارد

معانی ...... : مپرس: مت پوچھ۔ از: کا، کے بارے میں۔ نیرنگی عشق: عشق کی جادوگری، عشق کے عجائبات، عشق کے

کرشمے۔ بہر رنگے: ہر رنگ میں، ہر صورت میں، خواہی: تو چاہے۔ سر برآرد: وہ سر نکالے، ظاہر ہو۔ درون سینہ: سینے کے اندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق اور عشق کی جادوگری کا مت پوچھ (کی بات نہ کر) تو جس رنگ میں چاہے وہ ظہور میں آ جاتا ہے۔ (یہ) سینے کے اندر ہو تو ایک نقطے سے زیادہ نہیں ہے اور جب زبان پر آئے تو اس کی کوئی حد نہیں (ایک نہ ختم ہونے والی داستان بن جاتا ہے)۔ عشق کی کیفیات اور واردات بے پایاں (غیر محدود) ہیں اقبال نے پہلے مصرع میں "نیرنگی عشق" سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

٦٦ مشو اے غنچہ نورستہ دلگیر ازیں بستاں سرا دیگر چہ خواہی
لب جو، بزم گل، مرغ چمن سیر صبا، شبنم، نوا اے صبحگاہی

معانی ...... : مشو: نہ ہو۔ اے غنچہ نورستہ: اے نئے نئے اگنے والے غنچے، اے تازہ تازہ اگی ہوئی کلی۔ دلگیر: اداس، غمگین۔ ازیں بستاں سرا: اس باغ سے۔ دیگر: اور، مزید۔ چہ خواہی: تو کیا چاہتا ہے۔ لب جو: نہر کا کنارہ۔ بزم گل: پھولوں کی محفل، پھولوں کا جمگھٹ۔ مرغ چمن سیر: باغ میں اڑتے پھرنے والا پرندہ، صبا: پروائی، رات کے پچھلے پہر کی ہوا، بہار کی ہوا۔ نوائے صبحگاہی: صبحدم کا نغمہ، صبح سویرے کی چہچہاہٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے تازہ تازہ اگے ہوئے غنچے اداس مت ہو تو اس باغ سے اور کیا چاہتا ہے (قدرت نے تیرا دل بہلانے کیلئے کیا کیا لوازمات رکھے ہیں)۔ نہر کا کنارہ، پھولوں کی بزم، چمن میں اڑتے پھرتے پرندے۔ صبح کی ہوا، شبنم، صبحدم کی چہکار (صبح کے وقت پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں) سب کچھ ہے۔ زندگی ایک خوبصورت چیز ہے اس سے بیزار ہونے کی بجائے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اقبال نے نوائے صبحگاہی کو سب سے آخر میں رکھا ہے کیونکہ یہ سب سے زیادہ قیمتی شے ہے۔

عطار ہو، رومی، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی
نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے

(اقبال)

٦٧ مرا روزے گل افسردہ گفت نمود ماچو پرواز شرار است
دلم بر محنت نقش آفریں سوخت کہ نقش کلک اونا پایدار است

معانی ...... : گل افسردہ: ایک مرجھایا ہوا پھول۔ گل: پھول۔ گفت: وہ بولا۔ نمود ما: ہمارا ظاہر ہونا، ہمارا ظہور، پرواز شرار: چنگاری کا اڑنا، چنگاری کی اڑان۔ دلم: میرا دل۔ محنت نقش آفریں: صورت بنانے والے کی محنت۔ محنت: آفریدن: پیدا کرنا۔ سوخت: جلا، جل گیا۔ نقش کلک او: اس کے قلم کی بنائی ہوئی تصویر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک دن مجھ سے ایک مرجھایا ہوا پھول بولا کہ ہماری ہستی (تو بس) چنگاری کی اڑان (پرواز) ایسی ہے (بہت تھوڑی ہے) میرا دل صورت گر (خالق) کی محنت پر جل گیا کیونکہ اس کے قلم سے پیدا کردہ تصویر (کتنی) ناپائیدار ہے۔ (دنیا اور اس کی اشیاء کے عارضی ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

٦٨ جہان ما کہ پایانے ندارد چو ماہی دریم ایام غرق است

یکے بر دل نظر واکن کہ بینی   یم ایام در یک جام غرق است

معانی ...... : جہان ما: ہماری دنیا۔ پایانے: کوئی حد، کوئی آخر، کوئی انجام۔ ندارد: نہیں رکھتی ہے۔ یم ایام: زمانے کا سمندر۔ یکے: ایک بار، کبھی۔ نظر واکن: آنکھ کھول، نظر ڈال۔ کہ: تا کہ۔ بینی: تو دیکھ لے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری دنیا کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں (بہت وسیع ہے) مچھلی کی طرح زمانے کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ (وقت اسے بہائے لے جا رہا ہے) کبھی دل پر نظر ڈال تا کہ تو دیکھ لے۔ زمانے کا یہ سمندر ایک پیالے (دل) میں غرق ہے (مراد ہے ساری کائنات دل میں موجود ہے)۔ قلب مومن کائنات سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ اس کی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔

٦٩ بمرغان چمن ہمداستانم   زبان غنچہ ہائے بے زبانم
چو میرم با صبا خاکم بیامیز   کہ جز طوف گلاں کارے ندانم

معانی ...... : بمرغان چمن: باغ کے پرندوں کے ساتھ، ہمداستانم: ہمراز ہوں، ہم نوا ہوں، ساتھی ہوں۔ زبان غنچہ ہائے بے زبانم: میں بے زبان کلیوں کی زبان ہوں۔ میرم: میں مروں۔ خاکم: میری مٹی۔ بیامیز: ملا دے۔ جز: سوائے۔ طوف گلاں: پھولوں کا طواف، پھولوں کے گرد پھرنا۔ طوف: طواف، کسی چیز کے گرد پھرنا۔ کارے: کوئی کام۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں باغ کے پرندوں کی داستان بیان کرتا ہوں (ہم نوا ہوں) میں گونگی (بے زبان) کلیوں کی زبان ہوں جب میں مروں (تو) میری مٹی بہار کی ہوا میں ملا دینا کہ میں پھولوں کا طواف کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں جانتا۔ (مرنے کے بعد اسی طرح گلوں کا طواف کر سکوں جس طرح زندگی میں کرتا رہا ہوں)۔

٧٠ نماید آنچہ ہست ایں وادی گل   درون لالہ آتش بجان چیست ؟
بچشم ما چمن یک موج رنگ است   کہ می داند بچشم بلبلاں چیست ؟

معانی ...... : نماید: دکھائی دیتا ہے، نظر آتا ہے۔ آنچہ: جو کچھ۔ وادی گل: پھولوں کی وادی، درون لالہ آتش بجاں: جی میں آگ لئے ہوئے لالے کے اندر۔ چیست: کیا ہے۔ بچشم ما: ہماری آنکھ میں، ہماری نظر میں۔ کہ: کون۔ می داند: جانتا ہے۔ جاننا، سمجھنا۔ بچشم بلبلاں: بلبلوں کی نظر میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ پھولوں بھری وادی (حقیقت میں) جیسی ہے (کیا ویسی ہی) دکھائی دیتی ہے؟ دل میں آگ چھپائے ہوئے لالے کے اندر کیا ہے؟ ہماری آنکھوں میں باغ (تو بس) رنگ کی ایک لہر ہے کون جانتا ہے (کہ یہ) بلبل کی نظر میں کیا ہے؟ (بلبل کی آنکھ اسے کیا دیکھتی ہے)۔ کائنات ہر شخص کے نظریہ اور احساس کے مطابق ہے ہر شخص کا نظریہ دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔

٧١ تو خورشیدی و من سیارہ تو   سراپا نورم از نظارہ تو
ز آغوش تو دورم نا تمامم   تو قرآنی و من سیپارہ تو

معانی ...... : تو خورشیدی: تو سورج ہے۔ سیارہ تو: تیرا سیارہ۔ سیارہ: گردش کرنے والا ستارہ۔ نورم: نور ہوں، روشنی ہوں۔ دورم: دور ہوں۔ ناتمام: نامکمل ہوں، ادھورا ہوں۔ تو قرآنی: تو قرآن ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو سورج ہے اور میں تیرا (تیرے گرد چکر لگانے والا) سیارہ ہوں۔ (تجھ سے روشنی حاصل کرنے والا سیارہ ہوں یہ روشنی میری اپنی نہیں تیری عطا کردہ ہے)۔ میں تیرے دیدار سے سراپا نور بن گیا ہوں۔ تیرے آغوش سے دور ہوں۔ ادھورا

(نامکمل) ہوں۔ یعنی آدمی اس وقت تک ناقص ہے جب تک وہ اپنے خالق سے دور ہے اگر یہ دوری ہٹ جائے تو وہ اس کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ تو قرآن ہے اور میں تیرا سپارہ ہوں۔ تجھ میں اور مجھ میں وہی نسبت ہے جو قرآن اور سیپارہ میں ہے۔ محدود ہونے کی وجہ سے سیپارہ پر قرآن کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن سیپارہ بھی قرآن ہی کا جز ہے۔ قرآن تو نہیں ہے لیکن قرآن سے جدا بھی نہیں ہے۔

۷۲ خیال او درون دیدہ خوشتر　　غمش افزودہ، جاں کا ہیدہ خوشتر

مرا صاحبدلے ایں نکتہ آموخت　　زمنزل جادہ پیچیدہ خوشتر

معانی ...... : خیال او: اس کا خیال، اس کا تصور۔ درون دیدہ: آنکھ کے اندر، آنکھ میں۔ خوشتر: زیادہ اچھا۔ غمش: اس کا غم۔ افزودہ: بڑھا ہوا۔ کاہیدہ: گھٹی ہوئی۔ مرا: مجھے۔ صاحبدلے: اک دل والا، نکتہ: بھید، چھپی ہوئی بات۔ آموخت: اس نے سکھایا۔ جادۂ پیچیدہ: الجھا ہوا راستہ، دشوار راستہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : آنکھوں میں اس (محبوب) کا تصور خوب ہے۔ اس کا غم بڑھا ہوا (اور اپنی) گھلتی ہوئی جان اچھی لگتی ہے۔ ایک دل والے (حقیقت آشنا) نے مجھے یہ بھید (نکتہ) سکھایا۔ الجھا (پیچیدہ) ہوا راستہ منزل پر پہنچ جانے سے بہتر ہے۔ منزل سے پیچیدہ راستہ زیادہ اچھا ہے کیونکہ منزل مل جائے تو آرزو ختم ہو جاتی ہے اور آرزو ختم ہو جائے تو دل مر جاتا ہے اس لئے اہل دل کے نزدیک وصل سے جدائی بہتر ہے۔ میری زندگی اک مسلسل سفر ہے۔ جب منزل پر پہنچے تو منزل بڑھا دی۔ اور بقول اقبال۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

۷۳ دماغم کافر زنار دار است　　بتاں رابندہ و پروردگار است

دلم رابیں کہ نالداز غم عشق　　ترابا دین و آئینم چہ کار است

معانی ...... : دماغم: میرا دماغ، میری عقل۔ کافر زناردار: جنیور کھنے والا کافر یعنی پکا کافر۔ بتاں: بت کی جمع۔ را: کا۔ نالد: روتا ہے، فریاد کرتا ہے۔ ترا: تجھے۔ آئینم: میرا مذہب۔ آئین: منشور، طریقہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دماغ جنیوڈالنے والا (بت پرست) کافر ہے۔ بت بناتا بھی ہے اور بتوں کا پجاری بھی ہے تو میرے دل کو دیکھ جو عشق کے بخشے ہوئے غم سے روتا ہے تجھے میرے دین و مذہب (مسلک) سے کیا کام ہے۔ انسان کی قسمت کا فیصلہ دین یا آئین کو دیکھ کر نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص بظاہر مسلمان ہو لیکن اس کے دماغ میں بت خانہ پوشیدہ ہو۔ اس میں او کافر میں کوئی فرق نہیں ہے اسی نکتہ کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کا حقیقی مقام دل ہے نہ کہ دماغ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل۔
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں ،

(اقبال)

۷۴ صنوبر بندہ آزادہ او　　فروغ روے گل از بادہ او
حریمش آفتاب و ماہ و انجم　　دل آدم در نکشادہ او

معانی ...... : صنوبر: سرو۔ بندہ آزادہ او: اس کا آزاد کیا ہوا غلام۔ فروغ روے گل: پھول کے چہرے کی چمک دمک۔ بادۂ او: اس کی شراب۔ حریمش: اس کا گھر۔ دل آدم: آدمی کا دل۔ درنکشادہ او: اس کا ان کھلا دروازہ، اس کا بند دروازہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : صنوبر اس (ذات) کا آزاد کیا ہوا ایک غلام ہے (کیونکہ اس پر دوسرے پودوں کی طرح خزاں کے اثرات نہیں ہوتے اسی لئے شاعروں نے صنوبر کو آزاد کہا ہے)۔ پھول کے چہرے کی چمک دمک اس کی شراب (کی مستی) کی وجہ سے ہے۔ سورج اور چاند اور ستارے اس کا گھر (سب اس کے مظاہر ہیں)۔ آدمی کا دل اس کا ان کھلا دروازہ سربستہ راز ہے۔

۷۵ ز انجم تا بہ انجم صد جہاں بود　　خرد ہر جا کہ پرزد آسماں بود
ولیکن چوں بخود نگریستم من　　کراں بیکراں درمن نہاں بود

معانی ...... : زانجم تا بہ انجم: ستاروں سے ستاوں تک۔ پرزد: اڑی۔ بخودنگریستم من: میں نے اپنے آپ میں نگاہ کی، میں نے اپنے اندر دیکھا۔ کران بیکراں: بے انت کائنات۔ دنیا: جہاں، لامحدود سمت۔

ترجمہ و تشریح ...... : ستاروں سے ستاروں تک سینکڑوں جہان تھے۔ جہاں جہاں عقل (خرد) نے پرواز کی آسمان تھا۔ (کائنات کی وسعت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا)۔ لیکن جب میں نے اپنے آپ میں جھانکا (اپنے اندر دیکھا یا معرفت حاصل کر لی تو معلوم ہوا) کہ ایک بے انت دنیا (کائنات) مجھ میں چھپی تھی۔ (دل کی دنیا غیر محدود ہے)۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مادی دنیا محدود ہے لیکن خودی غیر محدود ہے۔

۷۶ بپائے خود مزن زنجیر تقدیر　　تہ ایں گنبد گرداں رہے ہست
اگر باورنداری، خیزز و دریاب　　کہ چوں پاواکنی جولا نگہے ہست

معانی ...... : بپاے خود: اپنے پیروں میں، اپنے پاؤں میں۔ مزن: مت ڈال۔ زدن: پہننا، ڈالنا۔ تہ ایں گنبد گرداں: اس گھومنے والے گنبد کے نیچے، اس آسمان کے نیچے۔ رہے: ایک راستہ۔ باورنداری: تو نہیں مانتا اعتبار نہیں، تو یقین نہیں کرتا۔ خیز: اٹھ۔ دریاب: پالے، دیکھ لے۔ پاواکنی: تو پاؤں کھولے، تو چلنے کو تیار ہو۔ جولانگے: گھڑ دوڑ کا ایک میدان، بھاگ دوڑ کا ایک میدان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے پیروں میں تقدیر کی زنجیر (بیڑی) مت ڈال (نہ پہن)۔ اس (گردش کرنے والے) آسمان کے نیچے (اس سے نکلنے کا) ایک راستہ ہے۔ تقدیر پر شاکر رہنے کی بجائے ہمت اور عمل سے کام لے۔ اگر تو نہیں مانتا تو اٹھ اور (خود) دیکھ لے (اس راستے کو پالے) جب تو قدم اٹھائے گا تو (دیکھے گا) کہ میدان موجود ہے۔ (کوشش اور عمل کا میدان موجود ہے)۔ جو شخص جدو جہد کرتا ہے وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے جو لوگ، تقدیر پر بھروسہ کر کے جدو جہد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں وہ دراصل تقدیر کا مفہوم ہی نہیں سمجھتے۔ بیشک تقدیر الٰہی برحق ہے لیکن یہ بھی تو اسی کی تقدیر ہے کہ کامیابی کیلئے جدو جہد شرط ہے۔

۷۷ دلِ من در طلسم خود اسیر است　　جہاں از پر تو اوتاب گیر است
مپرس از صبح و شامم ز آفتابے　　کہ پیش روزگار من پریر است

معانی ...... : طلسم خود: اپنا جادو۔ پرتو او: اس کا عکس، اس کا نور۔ تاب گیر: روشنی لینے والا، روشن۔ مپرس: مت پوچھ۔ ز، از:

سے۔ آفتاب: سورج۔ پیش روزگار من: میرے زمانے کے سامنے۔ پریر: گزرا ہوا پرسوں۔

ترجمہ و تشریح ......: میرا دل آپ اپنے جادو میں گرفتار ہے۔ حالانکہ کائنات اس کے پرتو کی وجہ سے روشن ہے میرے صبح و شام کے بارے میں سورج سے مت پوچھ کہ (وہ تو) میرے آج کے سامنے پرسوں (کی بات) ہے۔ (مراد ہے آدمی اگرچہ زمان و مکان کی قید میں ہے لیکن اصل میں وہ ذات مطلق کا مظہر ہے اس لئے زبان و مکان کی قید سے آزاد بے کنار اور دائمی ہے میرے آفتاب خودی کے مقابلے میں آفتاب فلک کی کیا حقیقت ہے اس کی تخلیق کو تو اس سے کہیں پہلے کی ہے) انائے مقید (خودی) اپنی اصل کے لحاظ سے زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوق تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعاروں میں

۷۸ نوادر ساز جاں از زخمہ تو — چساں درجانی واز جاں برونی ؟
چراغم، باتو سوزم، بے تو میرم — توائے بیچون من بے من چگونی ؟

معانی ......: زخمہ تو: تیری مضراب۔ چساں: کس طرح۔ درجانی: تو جان میں ہے۔ برونی: تو باہر ہے۔ چراغم: میں چراغ ہوں۔ باتو: تیرے ساتھ۔ سوزم: جلتا ہوں۔ بے تو: تیرے بنا، تیرے بن۔ میرم: مرتا ہوں، بجھ جاتا ہوں۔ بیچون من: میرے بے مثال، بے نظیر، یکتا، بے من: میرے بغیر۔ چگونی: تو کس طرح ہے، تو کیسا ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے ہیں روح کے ساز میں آواز تیری مضراب سے ہے۔ آپ کس طرح میری جان کے اندر بھی ہیں اور جان سے باہر بھی۔ میں چراغ ہوں تیرے حضور جلتا ہوں آپ کے بغیر میری روشنی بجھ جاتی ہے۔ اے میرے بے مثال تو میرے بغیر کیسا ہے؟ مراد ہے اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا اور اگر میں نہ ہوتا تو تیرا ہونا کیسے محقق ہو سکتا تھا تیرے وجود نے مجھے موجود کیا اور میری موجودگی نے تیرے وجود کا پتہ بتایا۔

ع بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم۔

اس رباعی میں اقبال نے ''ہمہ باوست'' کا نظریہ پیش کیا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے **نحن اقرب اليه من حبل الوريد**۔ (ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں)۔ ع تیرے میخانہ کی رونق ہے ہمارے دم سے۔

۷۹ نفس آشفتہ موجے از یم اوست — نے مانغمہ ما از دم اوست
لب جوئے ابد چوں سبزہ رستیم — رگ ما، ریشہ ما از نم اوست

معانی ......: نفس: سانس۔ آشفتہ موجے: ایک بے چین موج، از یم اوست: اس کے سمندر سے ہے، اس کے دریا کی ہے۔ نے ما: ہماری بانسری۔ از دم اوست: اس کی پھونک سے ہے۔ لب جوئے ابد: ابد کی ندی کے کنارے۔ رستیم: ہم آگے۔ رگ ما: ہماری رگ، ہماری نس: ریشہ ما: ہماری جڑ، ہماری اصل۔ از نم اوست: اس کی نمی سے ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: (ہماری) سانس اس (اللہ تعالیٰ) کے سمندر کی ایک بے قرار موج ہے جو ملنے کیلئے بے قرار ہے۔ ہماری بانسری ہمارا نغمہ اسی کے دم سے ہے۔ (بانسری جسم ہے اور نغمہ اس کا دم اور یہ دونوں وجود خالق کے سبب سے ہیں) انسان خدا تو نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہے۔ ہم ابد کی نہر کے کنارے سبزے کی طرح اگے ہیں۔ ہماری نشو و نما اسی کے نم (پانی کی وجہ سے ہے۔ ہمارے وجود میں وہی جاری و ساری ہے ہماری ہستی مظہر ذات حق ہے ہم کیا ہیں؟ اس کی صفات کا پرتو ہیں یوں سمجھیں کہ کائنات کے پردہ

میں وہی جلوہ گر ہے۔قرآن حکیم نے یہ فرمایا۔**ھوالاول والاخر والظاھر والباطن**۔ یعنی وہی ہر شے کی ابتداء ہےاور وہی ہر شے کی انتہاء ہے وہی ہر شے کا ظاہر ہےاور وہی ہر شے کا باطن ہے۔یعنی کائنات کے پردہ میں وہی جلوہ گر ہے۔اقبال نے جو کچھ کہا ہے وہ قرآن حکیم کی اس آیت سے مستنبط ہے۔**اللہ نور السموات والارض**۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی حقیقت اس کے سوااور کیا بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود اس کائنات کا نور ہے یعنی یہ نور ایزدی ہی تو ہے جو مکمل ہو کر کائنات بن گیا۔

۸۰ ترا در دیکی در سینہ پیچید — جہان رنگ و بو را آفریدی
دگر از عشق بیباکم چہ رنجی — کہ خود این ہای وہو را آفریدی

معانی ......: ترا: تیرے تک۔درد یکی: اکیلے پن کا دکھ، پیچید: لپٹا۔جہان رنگ و بو: رنگ اور بو کی دنیا، بھری پری دنیا۔ آفریدی: تو نے خلق کیا، پیدا کیا، بنایا۔آفریدن: دگر: اور، پھر۔عشق بے باکم: میرا من چلا عشق، میرا بے پرواعشق۔ چہ رنجی: تو کیوں ناراض ہوتا ہے۔ہای وھو: شور وغل۔

ترجمہ و تشریح ......: اے خالق کائنات ایک وقت تھا کہ تو خود تو تھا لیکن اور کچھ نہ تھا۔اکیلے پن کا دکھ تیرے سینے میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔تجھے خیال آیا کہ میری پہچان کرنے والا بھی کوئی ہو۔(تو) تو نے (اس) دلکش دنیا کو پیدا کیا۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے یہ کائنات پیدا کردی۔اقبال نے اس رباعی میں ''ہمہ اوست'' کی وہ تعبیر پیش کی ہے جس کو اصطلاح میں وحدت الشہود کہتے ہیں۔میرے منچلے (نڈر) عشق سے پھر کیوں خفا ہوتا ہے کہ تو نے خود یہ ہنگامہ پیدا کیا ہے۔اے خدا تو نے خود مجھے اپنی محبت میں گرفتار کیا اب اگر میں تیرے فراق میں آہ وفغاں کرتا ہوں تو تو مجھ سے خفا کیوں ہوتا ہے۔اقبال نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو فاش کردیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینہء کائنات میں
(اقبال)

عراقی اسی حقیقت کو یوں واضح کرتا ہے۔

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند؟

۸۱ کرا جوئی، چرادر پیچ و تابی ؟ — کہ اوپید است تو زیر نقابی
تلاش او کسی، جز خود نہ بینی — تلاش خود کنی، جز او نیابی

معانی ......: کرا: کسے، کس کو۔جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔چرا: کس لئے، کیوں۔در پیچ وتابی: پیچ وتاب میں ہے۔پیداست: ظاہر ہے۔تو زیر نقابی: تو نقاب میں ہے، تو پردے میں ہے۔کنی: تو کرے گا۔جز: علاوہ، سوائے۔نہ بینی: تو نہ دیکھے گا۔نیابی: نہیں پائے گا۔

ترجمہ و تشریح ......: تو کسے ڈھونڈتا ہے، کس لئے پیچ وتاب میں ہے کہ وہ (تو) ظاہر ہے (البتہ) تو خود پردے میں ہے (انسان سے کہہ رہے ہیں) اس کی تلاش کرے گا (تو) اپنے سوا کچھ اور نہ دیکھے گا۔اپنی تلاش کرو گے (تو) اس کے علاوہ کسی اور کو نہیں پاؤ گے۔(یہ ایک عارفانہ مسئلہ ہے جس کے مطابق خدا کو پانا خود کو پانا اور خود کو پانا خدا کو پانا ہے۔وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا ہے)۔حاجی

امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

دو عالم میں نہیں موجود و مشہود!
بجز ذات و صفات افعال و آثار

۸۲ تو اے کودک منش خود را ادب کن مسلماں زادہ ؟ ترک نسب کن
برنگ احمر و خون ورگ و پوست عرب نازداگر، ترک عرب کن

معانی ...... : کودک منش: بچوں جیسی طبیعت، عادت، مزاج والا۔ خود را: خود کا، اپنا۔ کن: کر۔ مسلمان زادہ: تو مسلمان کا بچہ ہے، تو مسلمان کا بیٹا ہے۔ ترک نسب: خاندان اور نسل پرستی کا ترک۔ برنگ احمر: سرخ رنگ پر۔ نازد: فخر کرے، اکڑے۔ ترک عرب کن: عرب کو چھوڑ دے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (مسلمان عہد حاضر سے خطاب ہے کہ) اے کودک (طفلانہ) مزاج اپنا احترام کر (ادب سیکھ) تو مسلمان زادہ (اولاد) ہے؟ حسب نسب (کا چکر) چھوڑ (نسب پر فخر کرنا چھوڑ دے) سرخ رنگت اور ذات پات اور رگ و پوست پر اگر عرب (بھی) گھمنڈ (ناز) کرے تو عرب کو چھوڑ دے۔ (نظر انداز کردے)۔ (رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کا معیار تقویٰ ہے خواہ کوئی ہو۔ اسلام نے نسب (ذات پات) کے عقیدے کو مٹا دیا۔ مولانا جامی نے اس نکتہ کو بڑے دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(اے جامی! جب تو نے اسلام اختیار کرلیا تو نسب پر فخر کرنا چھوڑ دے کیونکہ اسلام میں انسان کی عظمت کا معیار یہ نہیں کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے بلکہ اکرمکم عنداللہ اتقکم۔ مسلمانوں تم میں سب سے زیادہ معزز اور مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

۸۳ نہ افغانیم و نے ترک و تاریم چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است کہ ما پوردہ یک نو بہاریم

معانی ...... : نے: نہ۔ افغانیم: ہم افغان ہیں۔ تاریم: ہم تاتاری ہیں۔ چمن زادیم: ہم چمن زادے ہیں۔ از یک شاخساریم: ہم پیڑوں کے ایک ہی جھنڈ سے ہیں۔ ہم ایک شاخ سے ہیں۔ تمیز رنگ و بو: رنگ اور بو کا امتیاز، تفریق۔ بر ما: ہم پر۔ کہ: کیونکہ۔ پرورده یک نو بہاریم: ہم ایک ہی بہار کے پالے ہوئے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم نہ افغان ہیں نہ ترک اور تاتاری، ہم تو چمن کی آل ہیں اور ایک ہی شاخ سے ہیں۔ رنگ اور بو کی تفریق ہم پر حرام ہے کیونکہ ہم ایک ہی بہار (اسلام) کے پالے ہوئے ہیں۔ اسلام نے قومیت (وطنیت) کے عقیدے کو مٹا دیا۔ ہم مسلمان نہ افغانی ہیں، نہ ترکی ہیں، نہ تاتاری ہیں بلکہ ہم سب دین اسلام کے پیرو ہیں۔

۸۴ نہاں در سینہ ما عالمے ہست بخاک ما دلے، در دل غمے ہست
ازاں صہبا کہ جان ما برا فروخت ہنوز اندر سبوے ماغمے ہست

معانی ...... : نہاں: چھپا ہوا، پوشیدہ۔ در سینہ ما: ہمارے سینے میں۔ عالمے: ایک دنیا۔ بخاک ما: ہماری مٹی میں، ہمارے

بدن میں۔ برافروخت: اس نے جلائی، روشن کی۔ ہنوز: ابھی۔ اندر سبوے ما: ہماری صراحی میں۔ سبو: مٹکا، شراب کی صراحی۔ نمے: ایک بوند، ایک قطرہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک دنیا جہان ہمارے سینے میں چھپی ہوئی (پوشیدہ) ہے۔ ہماری مٹی میں ایک دل ہے اور دل کے اندر غم (غم عشق) ہے۔ جس نے ہماری روح میں آگ لگا دی اس شراب کی ایک بوند (نمی) ابھی ہماری صراحی میں موجود ہے۔

۸۵ دل من ! اے دل من ! اے دل من! یم من، کشتی من، ساحل من

چو شبنم برسر خاکم چکیدی ؟ دیا چوں غنچہ رستی از گل من ؟

معانی ...... : برسر خاکم: میری مٹی پر۔ چکیدی: تو ٹپکا۔ دیا: یا، یا پھر۔ رستی: تو اگا۔ گل من: میری مٹی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے دل، اے میرے دل اے میرے دل، اے میرے سمندر، اے میری کشتی، اے میرے ساحل کیا تو شبنم کی طرح میری خاک پر ٹپکا تھا؟ یا کلی کی طرح میری مٹی سے اگا؟

۸۶ چہ گویم نکتہ زشت و نکو چیست زباں لرزد کہ معنی پیچدار است

بروں از شاخ بینی خار و گل را درون او نہ گل پیدا نہ خار است

معانی ...... : چہ گویم: میں کیا بتاؤں، کہوں۔ بولنا۔ نکتہ زشت ونکو: نیکی اور بدی کا بھید۔ لرزد کا نپتی ہے، لرزتی ہے۔ پیچدار: مشکل۔ بروں: باہر۔ بینی: تو دیکھتا ہے۔ درون او: اس کے اندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں کیا کہوں کہ نیکی اور بدی (خیر وشر) کیا ہے۔ زبان لرزتی ہے کیونکہ (یہ) مضمون سخت مشکل ہے۔ (اس کا صاف بیان کرنا خود کو کئی طرف سے تنقید کا نشانہ بننے کا سبب ہو سکتا ہے۔ تو کانٹے اور پھول کو شاخ سے باہر دیکھتا ہے مگر اس کے اندر نہ پھول ہے نہ کانٹا۔ (باد بہار میں تو نہ خار تھا نہ پھول، انہیں شاخوں نے خود پیدا کیا ہے۔ مراد ہے نیکی اور بدی اپنے نقطہ نظر اور طرز عمل کا نتیجہ ہے۔

۸۷ کسے کو درد پنہانے ندارد تنے دارد ولے جانے ندارد

اگر جانے ہوس داری طلب کن تب و تابے کہ پایا نے ندارد

معانی ...... : کسے: وہ آدمی، وہ شخص۔ ہوس داری: تو تمنا رکھتا ہے۔ طلب کن: مانگ۔ تب وتابے: وہ سوز و گداز، تپش اور تڑپ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ شخص جو چھپا ہوا دکھ (پوشیدہ درد عشق) نہیں رکھتا وہ بدن تو رکھتا ہے لیکن روح نہیں رکھتا۔ (اس کا بدن تو ہے مگر اس میں جان نہیں جان جسم کی جان ہے عشق جان کی جان ہے)۔ اگر تو روح کی تمنا رکھتا ہے (تو خدا سے) مانگ وہ تپش اور تڑپ جس کا کوئی انت (انتہاء) نہیں۔ حیات دوام کی آرزو ہو تو مسلک عشق اختیار کر لو۔

۸۸ چہ پرسی از کجایم، چیستم من ؟ بخود پیچیدہ ام تا زیستم من

دریں دریا چو موج بیقرارم اگر برخود نہ پیچم نیستم من

معانی ...... : چہ پرسی: تو کیا پوچھتا ہے۔ از کجایم: میں کہاں سے ہوں۔ چیستم من: کیا ہوں میں۔ بخود پیچیدہ ام: اپنے آپ سے الجھا ہوا ہوں۔ تا: جب تک۔ زیستم من: زندہ ہوں میں۔ دریں دریا: اس سمندر میں۔ برخود نپیچم: اپنے آپ میں نہ الجھوں۔ نیستم من: نہیں ہوں میں۔

ترجمہ و تشریح ......: تو کیا پوچھتا ہے (کہ) میں کہاں سے (آیا) ہوں اور کیا ہوں؟ (میری اصل یا ماہیت کیا ہے؟ ان سوالوں کا جواب عقل کی دسترس سے باہر ہے۔ خود اقبال کہتا ہے۔ خردمندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتداء کیا ہے۔ کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہاء کیا ہے۔ جب تک زندہ ہوں اپنے آپ میں الجھا ہوا ہوں۔ میں سمندر میں بے چین موج کی طرح ہوں۔ اگر خود سے نہ لپٹا رہوں تو فنا ہو جاؤں۔ (اگر میں خود سے یا خودی سے بے تعلق ہو جاؤں گا تو فنا ہو جاؤں گا۔

۸۹ بچندیں جلوہ در زیرِ نقابی نگاہ شوق ما را برنتابی
دوی در خون ما چوں مستی مے ولے بیگانہ خوئی، دیریابی

معانی ......: بچندیں جلوہ: اس قدر ظاہر ہونے کے باوجود، اتنی تجلیات کے ہوتے ہوئے۔ در زیر نقابی: تو نقاب کی اوٹ میں ہے، تو پردے میں ہے۔ برنتابی: تو برداشت نہیں کرتا، تو قبول نہیں کرتا۔ برتافتن: قبول کرنا، برداشت کرنا، دوی: تو دوڑتا ہے۔ بیگانہ خوئی: تو بیگانہ خو ہے، بیگانگی تیری عادت ہے، تو بے نیاز ہے۔ دیریابی: تو دیر سے ملنے والا ہے، تو مشکل سے پایا جانے والا ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: اتنی (بھرپور) رونمائی کے باوجود پردے میں ہے (چھپا ہوا ہے کہیں نظر نہیں آتا)۔ ہماری ارمان بھری نظر کو قبول نہیں کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو اسی لئے چھپا ہوا ہے کہ تو ہماری نگاہ شوق کو برداشت نہیں کر سکتا۔ شراب کی مستی کی طرح ہمارے لہو میں دوڑتا ہے لیکن (پھر) بھی تو بے نیاز ہے (اور) دیریاب (دیر سے ملتا ہے) اس رباعی کا مضمون اس آیت سے ماخوذ ہے۔ **نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔** (ہم انسان کے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں) آسان لفظوں میں یوں سمجھو کہ وہ ہر جگہ ہے لیکن کہیں نہیں ہے۔

۹۰ دل از منزل تہی کن، پابرہ دار نگہ را پاک مثل مہر و مہ دار
متاع عقل و دیں بادیگراں بخش غم عشق از بدست افتد نگہ دار

معانی ......: تہی کن: خالی کر۔ پابرہ دار: تو چلتا رہ۔ متاع عقل و دیں: عقل اور دین کی پونجی۔ بادیگراں: دوسروں کو۔ بخش: تو بخش دے۔ ار: اگر۔ بدست افتد: ہاتھ لگے، ہاتھ آئے، حاصل ہو۔ نگہ دار: حفاظت کر۔

ترجمہ و تشریح ......: دل کو منزل سے خالی کر، قدم بڑھائے جا۔ (منزل کا خیال دل سے نکال دے کیونکہ منزل کا نتیجہ سکون ہے اور سکون کا ثمرہ موت ہے۔ ہر وقت سفر کیلئے آمادہ رہ)۔ نگاہ کو سورج اور چاند کی طرح پاک رکھ۔ (مسلسل عروج کا جذبہ پاکی نگاہ پر موقوف ہے۔ پاکی نگاہ عشق پر منحصر ہے۔ عقل اور دین کا سرمایہ دوسروں کو بخش دے۔ عشق کا غم ہاتھ آئے تو اسے سنبھال کر رکھ۔ غم عشق ہی مقصد حیات ہے۔ عقل و دین کے بجائے ''غم عشق'' حاصل کرو۔

۹۱ بیا اے عشق، اے رمز دل ما بیا اے کشت ما، اے حاصل ما
کہن گشتند ایں خاکی نہاداں دگر آدم بنا کن از گل ما

معانی ......: بیا: آ، تو آ۔ رمز دل ما: ہمارے دل کا راز، ہمارے دل کا بھید۔ کشت ما: ہماری کھیتی۔ حاصل ما: ہماری فصل۔ کہن: پرانا۔ گشتند: ہو گئے۔ خاکی نہاداں: خاکی نہاد کی جمع، جن کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہو یعنی آدمی۔ بنا کن: تعمیر کر، بنا۔ گل ما: ہماری مٹی۔

ترجمہ و تشریح ......: آ اے عشق اے ہمارے دل کے بھید۔ کہتے ہیں کہ عشق انسانی دل یا انسان کی حقیقت ہے، عشق کو دل

سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم
(اقبال)

اے ہماری کھیتی اے ہماری فصل آجا (عشق ہی مقصد حیات ہے) یہ مٹی کے پتلے (آدم خاکی) پرانے ہو گئے۔ ہماری مٹی سے دوسرا آدم بنا۔ (جو آداب آدمیت اور رموز انسانیت کو جانتا ہو جس کے اندر نور ہو ظلمت نہ ہو) عشق میں فوق الفطرت طاقتیں پوشیدہ ہیں۔ اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کو دوسری یعنی نئی زندگی عطا کر سکتا ہے اور یہ نعمت عظمیٰ انسان کو عشق کے سوا اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

منصور کو ہوا لب گویا، پیام موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی
(اقبال)

۹۲ سخن درد و غم آرد، درد و غم بہ — مرا ایں نالہ ہائے دمبدم بہ
سکندر را زعیش من خبر نیست — نوائے دلکشے از ملک جم بہ

معانی ...... : سخن: شعر، کلام۔ آرد: لاتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ بہ: اچھا۔ مرا: مجھے، میرے لئے۔ نالہ ہائے دمبدم: ہر دم کی فریادیں، ہر پل کے نالے۔ نالہ ہا: سکندر: سکندر مقدونی۔

ترجمہ و تشریح ...... : شعر (اگر) درد و غم پیدا کرتا ہے تو درد و غم اچھا ہے۔ (شاعری درد و غم لاتی ہے مگر یہ درد و غم خوب ہے)۔ میرے لئے یہ ہر وقت کے بین اچھے لگتے ہیں۔ سکندر کو میرے عیش سے آگاہی نہیں ہے۔ دل کو کھینچنے والا ایک نغمہ جمشید کی سلطنت سے بہتر ہے۔ اس میں حقیقی اور روح کو بالیدہ کرنے والی زندگی بخش شاعری کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ عاشقانہ زندگی، سلطنت سے افضل ہے۔

۹۳ نہ من بر مرکب ختلی سوارم — نہ از وابستگان شہر یارم
مرا اے ہمنشیں دولت ہمیں بس — چو کاوم سینہ را لعلے برآرم

معانی ...... : مرکب ختلی: ختلانی گھوڑا، اعلیٰ نسل کا گھوڑا۔ مرکب: سواری، گھوڑا۔ ختلی، ختلانی: ختل یا ختلان سے منسوب جو بدخشاں کے نواح میں ایک علاقہ ہے جہاں کے گھوڑے بہت مشہور ہیں۔ سوارم: میں سوار ہوں۔ نہ از وابستگان شہر یارم: نہ میں بادشاہ کے مصاحبوں اور درباریوں میں سے ہوں۔ ہمیں: یہی۔ بس: بہت، کافی۔ کاوم: میں کریدوں۔ لعلے: کوئی یاقوت، لعل۔ برآرم: نکالوں، باہر لاؤں۔ برآوردن: باہر لانا، نکالنا، باہر نکالنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ میں ختلانی گھوڑے پر سوار ہوں نہ (کسی) بادشاہ کے درباریوں میں سے ہوں (عاشق بادشاہوں سے بے نیاز ہوتا ہے) اے دوست میرے لئے یہی دولت کافی ہے جب سینے کو کریدوں، یاقوت نکالوں۔ (میرے لئے یہی دولت کافی ہے کہ جب تنہائی میں فکر سخن (سینہ کاوی) کرتا ہوں تو نہایت بلند پایہ اور بیش قیمت اشعار (لعل) موزوں کر لیتا ہوں۔ یعنی جب میں فکر میں ڈوبتا ہوں معانی و مضامین کے موتی نکال لیتا ہوں)۔

۹۴ کمال زندگی خواہی؟ بیاموز — کشادن چشم و جز بر خود نہ بستن
فرو بردن جہاں راچوں دم آب

معانی ...... : کمال زندگی: زندگی کی تکمیل، خواہی: تو چاہتا ہے۔ بیاموز: سیکھ۔ کشادن: کھولنا۔ جز برخود نہ بستن: اپنے علاوہ کسی پر نہ موندنا، جمانا۔ چشم برخود بستن: بس خود کو دیکھنا۔ فرد بردن: نگلنا، گھونٹ بھرنا، گلے سے نیچے اتارنا۔ دم آب: پانی کا گھونٹ۔ طلسم زیر و بالا: پستی اور بلندی کا جادو، اونچ نیچ کا طلسم۔ در شکستن: توڑنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو زندگی کی تکمیل چاہتا ہے تو سیکھ آنکھ کھولنا اور اپنے علاوہ (کسی اور) پر نہ جمانا (اپنی خودی اور معرفت کے جوہر پر نگاہ رکھنا) دنیا کو پانی کے گھونٹ کی طرح اتار لینا (پی جانا) اور اس کی پستی اور بلندی کا طلسم توڑنا۔ جب خودی مستحکم ہو جاتی ہے تو ساری خارجی کائنات اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ وہ کائنات سے بے نیاز ہو کر زمان و مکان پر حکمران ہو جاتا ہے۔ مردِ مومن (عاشق) ساری کائنات کو اپنے دل میں اس طرح جذب کر لیتا ہے جس طرح ہم پانی کا گھونٹ حلق سے نیچے اتار لیتے ہیں۔ اقبال ایسی بات یوں کہتا ہے۔ کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے۔ مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق۔ آخری مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی خودی کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے وہ زمان و مکان پر حکمران ہو جاتا ہے۔

مہر و ماہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

95 تو می گوئی کہ آدم خاک زاد است — اسیر عالم کون و فساد است
ولے فطرت ز اعجازے کہ دارد — بنائے بحر بر جویش نہاد است

معانی ...... : اسیر عالم کون و فساد است: دنیا میں گرفتار ہے۔ عالم: دنیا، اعجازے: معجزہ۔ دارد: رکھتی ہے۔ بنائے بحر: سمندر کی بنیاد۔ جویش: اس کی ندی۔ نہاد است: رکھی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہتا ہے کہ انسان خاک زاد ہے (خاک سے پیدا ہوا ہے) اس بنتی بگڑتی (فتنہ فساد والی) دنیا میں گرفتار ہے (آدمی عالم کون و فساد کا قیدی ہے) لیکن فطرت نے اپنے خاص معجزے سے اس سمندر کی بنیاد اسی کی ندی پر رکھی ہے۔ دیکھنے میں آدمی کائنات کے مقابلے میں اتنا ہی چھوٹا ہے جتنی ندی سمندر کے مقابلے میں ہوتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فطرت نے ساری کائنات کی بنیاد اسی کی ذات پر رکھی ہے۔ اگر آدم نہ ہوتا تو یہ کائنات بے مقصد ہو جاتی۔ آدم نہ ہوتا تو یہ کون کہتا کہ کائنات موجود ہے۔

96 دل بیباک را ضرغام، رنگ است — دل ترسندہ را آہو پلنگ است
اگر بیمے نداری بحر صحر است — اگر ترسی بہر موجش نہنگ است

معانی ...... : دل بے باک: بے خوف دل۔ را: کو، کیلئے۔ ضرغام: شیر۔ رنگ: بھیڑ۔ دل ترسندہ: خوفزدہ، ڈرپوک دل۔ پلنگ: چیتا۔ بیمے: کوئی خوف، ڈر، دھڑکا۔ نداری: تو نہیں رکھتا، تو نہ رکھے۔ ترسی: تو ڈرتا ہے۔ بہر موجش: اس کی ہر موج میں۔ نہنگ: مگرمچھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : نڈر دل کیلئے شیر (بھی) بھیڑ ہے۔ ڈرپوک دل کو ہرن (بھی) چیتا ہے۔ اگر تیرے اندر خوف نہیں تو تیرے لئے سمندر بھی صحرا ہے۔ اگر تو ڈرتا ہے تو اس کی ہر موج میں تجھے مگرمچھ نظر آئے گا۔ ڈرپوک آدمی کیلئے ہر موج میں نہنگ پوشیدہ ہے۔ دنیا میں کامیابی وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو بے خوف ہو۔

۹۷ ندانم بادہ ام یاسا غرم من　　گہر در دامنم یا گوہرم من
چناں بینم چو بر دل دیدہ بندم　　کہ جانم دیگر است و دیگرم من

معانی ......: گہر در دامنم: دامن میں موتی رکھتا ہوں۔ چناں: ایسا۔ بینم: دیکھتا ہوں۔ چو: جب۔ بر دل دیدہ بندم: دل پر آنکھیں گاڑتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہیں جانتا (کہ) میں شراب ہوں یا شراب کا پیالہ ہوں۔ دامن میں موتی رکھتا ہوں یا (خود) موتی ہوں جب دل پر آنکھیں گاڑتا ہوں (تو کچھ) یوں دیکھتا ہوں کہ میری جان اور چیز ہے اور میں کچھ اور ہوں۔ (خودی اور چیز ہے اور روح حیوانی اور چیز ہے۔ روح حیوانی پر موت وارد ہوتی ہے لیکن خودی موت کی گرفت سے آزاد ہے۔ صرف وہی خودی موت کی گرفت سے آزاد ہے جو پختہ ہو چکی ہو۔ ع خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است۔

۹۸ تو گوئی طائرِ ما زیرِ دام است　　پریدن بر پر و بالش حرام است
زتن برجستہ تر شد معنیِ جاں　　فسانِ خنجرِ ما از نیام است

معانی ...... : زیرِ دام: جال میں پھنسا ہوا۔ پریدن: اڑنا۔ بر پر و بالش: اس کے پروں پر۔ برجستہ تر: اور بھی چست، ٹھیک، موزوں۔ معنیِ جاں۔ جان کا معنی، روح مضمون۔ فسانِ خنجرِ ما: ہمارے خنجر کی سان۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہتا ہے ہمارا پرندہ جال میں پھنسا ہوا ہے (جسم کی قید میں ہے) اڑان اس کے پروں پر حرام ہے (پرواز ناممکن ہے) بدن سے روح کا مضمون اور بھی چست ہو گیا۔ (جان کے معنی تن کے لفظ ہی سے ابھرے ہیں)۔ ہمارے خنجر کی سان نیام سے ہے۔ (کہتے ہیں کہ خودی کیلئے یہ قیدِ جسم بہت مبارک اور مفید ہے یہ تو اس کے حق میں وہی حکم رکھتی ہے جو فسان خنجر کے حق میں رکھتی ہے۔ خودی کی ذات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے ماحول پر غالب آئے اور جب وہ غالب آئے (مسخر کرنے) کی کوشش کرتی ہے تو اسی کوشش سے اس کی ذات کا جوہر نمایاں ہوتا ہے)۔

۹۹ چساں زاید تمنا در دلِ ما؟　　چساں سوزد چراغِ منزلِ ما؟
بچشمِ ما کہ می بیند؟ چہ بیند؟　　چساں گنجید دل اندر گلِ ما؟

معانی ...... : چساں: کیسے، کس طرح۔ زاید: پیدا ہوتی ہے۔ در دلِ ما: ہمارے دل میں۔ سوزد: جلتا ہے۔ بچشمِ ما: ہماری آنکھ سے۔ کہ: کون۔ می بیند: دیکھتا ہے۔ چہ: کیا۔ گنجید: سمایا۔ اندر گلِ ما: ہماری مٹی میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے دل میں آرزو کیسے پیدا ہوتی ہے؟ ہماری منزل کا چراغ کس طرح جلتا ہے؟ ہماری آنکھ میں سے کون دیکھتا رہتا ہے؟ کیا دیکھتا ہے؟ دل ہماری مٹی میں کس طرح سے سمایا۔ (عقل و علم پر یہ بھید نہیں کھلتا جب کسی کو معرفتِ نفس حاصل ہو جائے تو یہ باتیں خود بخود سمجھ میں آ جاتی ہیں)۔

۱۰۰ چو در جنت خرا میدم پس از مرگ　　بچشمم ایں زمین و آسماں بود
شکے با جانِ حیرانم در آویخت　　جہاں بود آں کہ تصویرِ جہاں بود

معانی ...... : خرامیدم: میں ٹہلا، میں نے سیر کی۔ پس: بعد۔ بچشمم: میری آنکھ میں۔ بود۔ تھا۔ شکے: ایک شبہ، ایک شک۔ در جانِ حیرانم: میری حیرت زدہ جان، روح میں۔ در آویخت: لٹک گیا، معلق ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مرنے کے بعد جب میں جنت میں گھوما پھرا میری آنکھوں میں یہ زمین اور آسمان تھا ایک شک میری حیران جان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ (میری جان حیران شک میں مبتلا ہوگئی) کہ وہ دنیا تھی یا دنیا کی تصویر تھی۔ (اصل زندگی بعد از مرگ ہے دنیا کی زندگی اس کی ایک تصویر ہے)۔ اس رباعی کا مضمون قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔ وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان (64:29) ترجمہ: بیشک آخرت کی زندگی ہی حقیقی معنی میں زندگی ہے یہ دنیاوی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے۔ اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب لھو (20:57) جان لو کہ بلاشبہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا اور بے سود چیز ہے۔ یعنی اس لائق نہیں ہے کہ مومن اسے اپنا مقصود بنائے۔

۱۰۱ جہان ما کہ جز انگارہ نیست   اسیر انقلاب صبح و شام است
زسوہان قضا ہموار گردد   ہنوز ایں پیکر گل ناتمام است

معانی ...... : انگارہ: ادھورا نقش۔ انگاریدن: سوہان قضا: تقدیر کی ریتی۔ ہموار: ایک سا، برابر، صاف۔ گردد: ہوگا۔ ہنوز: اب تک، ابھی۔ پیکر گل: مٹی کا مجسمہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری دنیا جو ایک ادھورے نقش (نقش ناتمام) کے سوا (کچھ بھی) نہیں (عارضی اور ناتمام نقش ہے) صبح شام کی الٹ پلٹ (تبدیلی) میں گرفتار ہے (زمان و مکان میں مقید ہے) تقدیر کی ریتی سے یہ ہموار ہوگا ورنہ یہ مٹی کا پیکر ابھی تک ادھورا ہے۔ (جب اس کی تکمیل ہوجائے گی تو یہ ختم ہوجائے گا) کائنات تکمیل کی طرف حرکت کر رہی ہے۔ اقبال نے اسی خیال کو "بال جبریل" میں یوں قلم بند کیا ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

۱۰۲ چساں اے آفتاب آسماں گرد   بایں دوری بچشم من در آئی ؟
بخاکی واصل واز خاکداں دور !   تو اے مژگان گسل آخر کجائی ؟

معانی ...... : چساں: کیسے، کس طرح۔ اے آفتاب آسماں گرد: اے آسمان کی سیر کرنے والے سورج۔ آفتاب: بایں دوری: اتنی دوری کے باوجود۔ بچشم من در آئی: تو میری آنکھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ بخاکی: مٹی کے بنے ہوئے سے، خاکی کے ساتھ۔ واصل: ملا ہوا، ملنے والا۔ و: مگر۔ خاکدان: زمین، دنیا۔ اے مژگاں گسل: آنکھیں چندھیا دینے والے، کجائی: تو کہاں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے آسمان کی سیر کرنے والے سورج کس طرح تو اتنی دوری کے باوجود میری آنکھوں پر روشن ہے۔ تو خاکی (آدم) سے واصل بھی ہے (ملا ہوا) اور اس خاکدان (دنیا) سے دور اے آنکھیں چندھیا دینے والے تو آخر کہاں ہے؟ نوٹ: خدا اگرچہ ذات کے لحاظ سے آدمی کے جسم سے کہیں باہر ہے لیکن اپنی صفات کے لحاظ سے اس میں جلوہ گر ہے۔

۱۰۳ تراش از تیشہ خود جادہ خویش   براہ دیگراں رفتن عذاب است
گراز دست تو کار نادر آید   گنا ہے ہم اگر باشد ثواب است

معانی ...... : تراش: کاٹ، چھیل۔ از تیشہ خود: اپنے کلہاڑے سے۔ جادہ خویش: اپنا راستہ، اپنی ڈگر۔ براہ دیگراں: دوسروں کیلئے۔ رفتن: چلنا۔ از دست تو: تیرے ہاتھ سے، کار نادر آید: انوکھا کام ہوجائے۔ ہم: بھی۔ باشد: ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے تیشے سے اپنا راستہ خود بنا (دوسروں کا محتاج نہ بن) دوسروں کے راستے پر چلنا عذاب ہے۔ اگر تیرے ہاتھوں کوئی انوکھا کام ہوجائے وہ گناہ بھی ہو (تو) ثواب ہے۔

۱۰۴ بمنزل رہر و دل در نسازد ۔ بآب و آتش و گل در نسازد
نہ پنداری کہ درتن آرمید است ۔ کہ ایں دریا بسا حل در نسازد

معانی ...... : بمنزل: منزل سے۔ رہرو دل: دل کا مسافر۔ درنسازدہ: موافقت نہیں کرتا۔ نہ پنداری: تو یہ مت سمجھنا۔ خیال کرنا، آرمید است: آرام کر رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کا مسافر منزل سے میل نہیں رکھتا (منزل کو پسند نہیں کرتا)۔ پانی اور آگ اور مٹی سے موافقت پیدا نہیں کرتا۔ یہ مت سمجھ کہ (یہ) دل بدن کے اندر آرام کر رہا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا دریا ہے جو کنارے سے پیوند نہیں رکھتا (ساحل کے اندر نہیں سماتا) ہر وقت جدوجہد کا متمنی ہے۔ عاشق (مومن) کی زندگی منزل (سکون) سے آشنا نہیں ہوتی۔

۱۰۵ بیابا شاہد فطرت نظر باز ۔ چرا در گوشہ خلوت گزینی
ترا حق داد چشم پاک بینے ۔ کہ از نورش نگاہے آفرینی

معانی ...... : با: شاہد۔ فطرت: شاہد فطرت کے ساتھ، حسین فطرت سے۔ نظر باز: آنکھیں لڑا، آنکھیں چار کر، مشاہدہ کر۔ چرا: کس لئے۔ در گوشہ: ایک گوشے۔ خلوت گزینی: تو خلوت گزیں ہے۔ تنہائی پسند۔ حق داد: اللہ نے عطا کی۔ چشم پاک بینے: پاک بیں آنکھ، پاک نظر رکھنے والی، والا، دوسروں میں صرف اچھائی اور خوبی دیکھنے والی۔ از نورش: اس کے نور سے۔ آفرینی: تو پیدا کرے۔

ترجمہ و تشریح ...... : آشاہد (حسن) فطرت سے پرنگاہ ڈال تو کس لئے ایک گوشے میں اکیلا بیٹھا ہے۔ باہر نکل اور فطرت کا مطالعہ کر۔ تجھے اللہ نے پاک بیں آنکھ عطا کی ہے تاکہ تو اس کے نور سے نظر پیدا کرے۔

۱۰۶ میان آب و گل خلوت گزیدم ۔ ز افلاطون و فارابی بریدم
نہ کردم از کسے دریوزہ چشم ۔ جہاں راجز بچشم خود ندیدم

معانی ...... : میان آب وگل: پانی اور مٹی کے درمیان۔ خلوت گزیدم: میں نے تنہائی اختیار کی۔ بریدم: میں نے کنارہ کیا۔ نکردم از کسے دریوزہ چشم: میں نے کسی سے آنکھوں کی بھیک نہیں مانگی، میں نے کسی نظر کا سوال نہیں کیا۔ جز بچشم خود: اپنی آنکھوں کے علاوہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : پانی اور مٹی کے بیچ میں نے تنہائی اختیار کی افلاطون اور فارابی سے کنارہ کیا (کیونکہ ان کی عقل مجھے اپنی معرفت نہیں کرا سکتی اپنی خودی کی پہچان کرلی) میں نے کسی سے دیکھنے کی بھیک نہیں مانگی دنیا کو بس اپنی ہی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

۱۰۷ زآغاز خودی کس را خبر نیست ۔ خودی در حلقہ شام و سحر نیست
زخضر ایں نکتہ نادر شنیدم ۔ کہ بحر از موج خود دیرینہ تر نیست

معانی ...... : زآغاز خودی: خودی کی ابتداء کی، خودی کے آغاز کے بارے میں۔ نکتہ نادر: عجیب، انوکھی بات۔ شنیدم: میں نے سنا۔ موج خود: اپنی موج۔ دیرینہ تر: زیادہ پرانا۔ خضرؑ: حضرت خضرؑ کی حکومت سمندروں پر ہے اور وہ بہت سی غیب کی باتوں کو جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : خودی کی ابتداء کے بارے میں کسی کو خبر نہیں خودی صبح و شام کے گھیرے میں نہیں ہے میں نے خضرؑ سے

یہ عجیب بات سنی کہ سمندر اپنی موج سے زیادہ پرانا نہیں۔(خودی بھی خدا کی طرح قدیم ہے جس طرح موج کی ہستی سمندر کی وجہ سے ہے اسی طرح خودی کا وجود بھی خدا سے ہے) خودی کا کوئی ذاتی مستقل وجود تو نہیں وہ پرتو ہے حسن مطلق (حق تعالی) کی صفات کی تجلی کا، یہ تجلیات ازلی ہیں۔اس لئے پرتو (خودی) بھی ازلی ہے۔

۱۰۸ دلا رمز حیات از غنچہ دریاب حقیقت در مجازش بے حجاب است
زخاک تیرہ می روید و لیکن نگاہش برشعاع آفتاب است

معانی ...... : دلا: اے دل۔ دریاب: سمجھ، جان، حاصل کر۔ مجازش: اس کی تمثیل، مجاز، اعتبار۔ خاک تیرہ: اندھیری مٹی۔ خاک: مٹی۔ میرو ید: اگتا ہے۔ ولیکن: لیکن۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل زندگی کا بھید غنچے (کلی) سے سیکھ (سمجھ) اس کے مجاز میں حقیقت بے پردہ (بے نقاب) ہے۔ وہ اندھیری (تاریک) مٹی سے اگتا ہے لیکن اس کی نظر سورج کی کرن پر ہے۔اس کی زندگی شگفتگی، رنگ، خوشبو آفتاب کی شعاعوں پر موقوف ہے یعنی زندگی عالم بالا سے آتی ہے۔

۱۰۹ فروغ او بہ بزم باغ و راغ است گل از صہبائے او روشن ایاغ است
شب کس درجہاں تاریک نگذاشت کہ در ہر دل زداغ او چراغ است

معانی ...... : فروغ او: اس کی روشنی، چمک دمک۔ بزم باغ وراغ: باغ اور صحرا کی محفل میں۔ صہبائے او: اس کی سرخ شراب۔ روشن ایاغ: روشن پیالہ۔ شب کس: کسی کی رات۔ نگذاشت: نہ چھوڑی۔ او: اس کے داغ سے۔

ترجمہ و تشریح ......: باغ اور صحرا کی محفل میں اس (اللہ تعالیٰ) کی روشنی ہے اس کی شراب سے پھول (جیسے) جگمگاتا ہوا پیالہ ہے اس نے دنیا میں کسی کی رات تاریک نہیں چھوڑی کہ اس کے (بخشے ہوئے) داغ سے ہر دل میں چراغ (روشن) ہے۔ (خدا کی صفات یا نور کی جلوہ گری کائنات کی ہر شے میں ہے)۔

۱۱۰ زخاک نرگستاں غنچہ رست کہ خواب از چشم او شبنم فروشست
خودی از بے خودی آمد پدیدار جہاں دریافت آخر آنچہ می جست

معانی ...... : خاک نرگستاں: نرگس کے باغ کی مٹی۔ رست: اگا۔ فروشست: دھوڈالی۔ آمد۔ پدیدار: ظاہر ہوئی۔ دریافت: اس نے پایا۔ آنچہ: جو کچھ۔ می جست: ڈھونڈتی تھی۔

ترجمہ و تشریح ......: نرگس باغ کی مٹی سے ایک ایسی کلی اگی کہ شبنم نے اس کی آنکھوں سے نیند دھوئی خودی بے خودی سے طلوع ہوئی دنیا جو کچھ ڈھونڈتی تھی آخر پالیا۔ (خودی مقصود کائنات ہے)

۱۱۱ جہاں کز خود ندارد دستگاہے بکوے آرزو می جست راہے
زآغوش عدم دز دیدہ بگریخت گرفت اندر دل آدم پناہے

معانی ...... : دستگاھے: کوئی قدرت، قوت، صلاحیت۔ بکوے آرزو: آرزو کی گلی میں۔ می جست: ڈھونڈتی تھی۔ زاہے: کوئی راستہ۔ زآغوش عدم: نیستی، عدم کے آغوش سے، دز دیدہ: چوری چھپے۔ بگریخت: بھاگی، فرار ہوئی۔ گرفت: اس نے پکڑی، حاصل کی۔ اندر دل آدم: آدم کے دل میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا جو خود سے (موجود ہونے کی) صلاحیت نہیں رکھتی آرزو کے کوچے میں راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔ عدم کے آغوش سے چوری چھپے بھاگ گئی اور آدم کے دل میں پناہ لے لی۔ (کائنات کا وجود، دل آدم پر موقوف ہے یعنی اگر آدم کا وجود نہ ہوتا تو کائنات کا وجود متحقق نہیں ہوسکتا تھا)۔

۱۱۲ دل من راز دان جسم و جان است — نہ پنداری اجل برمن گران است
چہ غم گریک جہاں گم شدز چشم — ہنوز اندر ضمیرم صد جہان است

معانی ...... : دل من سے: خودی مراد ہے۔ نہ پنداری: تو مت سمجھ، مت سمجھنا۔ گمان کرنا۔ گراں: بھاری، ناگوار۔ اندر ضمیرم: میرے دل میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل جسم اور روح کا راز داں ہے (خودی راز دان جسم و جان ہے) تو یہ گمان مت کر (کہ) موت مجھ پر بھاری ہے اگر میری آنکھ سے ایک جہان اوجھل ہو گیا تو کیا غم ابھی میرے دل میں سینکڑوں عالم ہیں۔ اسی نکتہ کو اقبال نے "ساقی نامہ" میں یوں بیان کیا ہے۔

تری آگ اس خاکداں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں
جہاں اور بھی ہیں ابھی بے نمود
کہ خالی نہیں ہے ضمیر وجود
یہ ہے مقصد گردش روزگار
کہ تیری خودی تجھ پر ہو آشکار

۱۱۳ گل رعنا چومن در مشکلے ہست — گرفتار طلسم محفلے ہست
زبان برگ او گویا نکردند — ولے در سینہ چاکش دلے ہست

معانی ...... : گل رعنا: خوشنما پھول۔ چومن: میری طرح۔ در مشکلے: ایک بھاری مشکل میں۔ ہست: ہے۔ گرفتار طلسم محفلے: ایک محفل کے جادو میں گرفتار۔ طلسم: جادو۔ زبان برگ او: اس کی پنکھڑی کی زبان۔ گویا: بولنے والی۔ نکردند: انہوں نے نہیں کیا، خدا نے نہیں کیا۔ ولے: لیکن۔ در سینہ چاکش: اس کے چاک چاک سینے میں۔ دلے: ایک دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : (یہ) خوشنما پھول (بھی) میری طرح مشکل میں ہے وہ بھی محفل کے جادو میں گرفتار ہے خدا نے اس کی پنکھڑی کو گویائی نہیں دی لیکن اس کے چاک چاک سینے میں ایک دل ہے۔ نوٹ: گل (عالم نبات) بھی ہماری (عالم حیوانات) کی طرح ہستی باری تعالیٰ پر دلیل ہے۔ اگر اس دلیل کو لفظوں میں بیان کرنے کی قوت نہ ہمیں حاصل ہے نہ اس کو۔ ع جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا۔

۱۱۴ مزاج لالہ خورد شناسم — بشاخ اندر گلاں رابو شناسم
ازاں دارد مرا مرغ چمن دوست — مقام نغمہ ہائے اوشناسم

معانی ...... : مزاج لالہ خودرو: آپ ہی آپ اگنے والے لالے کا مزاج۔ عادت۔ شناسم: پہچانتا ہوں۔ بشاخ اندر: شاخ کے اندر، ٹہنی کے بیچ۔ بوشناسم: سونگھ لیتا ہوں۔ ازاں: اس لئے۔ دارد: رکھتا ہے۔ مقام نغمہ ہائے او: اس کے نغموں کا مقام، اس کے گیتوں کی لے۔ مقام: موسیقی کی ایک اصلاح۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں آپ ہی آپ اگنے والے لالے کا مزاج جانتا (پہچانتا) ہوں میں ٹہنی کے اندر پھولوں کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ چمن کا پرندہ مجھے اس لئے اپنا دوست سمجھتا ہے کہ میں اس کے نغموں کی لے پہچانتا ہوں۔ (باغ) دنیا کی ہر شے خواہ وہ پھول ہو یا پرندہ کسی پوشیدہ باغ کے نور یا صفت تخلیق کا کرشمہ ہے۔ میں اسی صفت سے اس کی ذات کی طرف رجوع کرتا ہوں میں کائنات کی حقیقت سے آگاہ ہوں کہ وہ کچھ نہیں ہے مگر اس ذات پاک کی جلوہ گری ہے۔ وہ لالہ کے داغ میں پوشیدہ ہے وہی گلوں میں خوشبو بن کر مہک رہا ہے۔ وہی بلبل کو نغمہ سرائی پر اکسا رہا ہے۔ وہی نغمہ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۱۵ جہاں یک نغمہ زار آرزوے بم و زیرش ز تار آرزوے
بچشم ہرچہ ہست و بود و باشد دے از روزگار آرزوے

معانی ...... : یک نغمہ زار آرزوے: آرزو کا ایک گیت جھرنا۔ نغمہ پیدا کرنے والا ساز، ایسی جگہ جو نغموں سے بھری ہوئی ہو، جہاں نغمے پھوٹتے ہوں۔ بم و زیرش: اس کا اتار چڑھاؤ۔ بچشم: میری آنکھ میں۔ ہر چہ: جو کچھ۔ ہست: ہے، موجود ہے۔ بود: تھا، موجود تھا۔ باشد: ہوگا۔ دے: ایک پل، ایک لمحہ۔ از روزگار آرزوے: تمنا کے زمانے کا۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا آرزو کا ایک نغمہ راز ہے آرزو کے تار سے اس کا اتار چڑھاؤ وابستہ ہے۔ میری نظر میں ہر گزشتہ اور موجودہ اور آئندہ تمنا کے زمانے کا ایک پل ہے۔

۱۱۶ دل من بے قرار آرزوے درون سینہ من ہائے و ہوے
سخن اے ہمنشیں ازمن چہ خواہی کہ من باخویش دارم گفتگوے

معانی ...... : بے قرار آرزوے: ایک آرزو (کی وجہ) سے بے چین۔ درون سینہ من: میرے سینے کے اندر۔ ہائے و ہوے: ہوحق، ہاہو، ہنگامہ، شور شرابا، نالہ و فریاد۔ سخن: بات، کلام، گفتگو۔ ازمن: مجھ سے۔ چہ خواہی: تو کیا چاہتا ہے۔ باخویش: اپنے ساتھ، اپنے آپ سے۔ دارم: میں رکھتا ہوں، مشغول ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل آرزو (کی شدت) سے بے قرار ہے۔ میرے سینے میں ہا وہو (کا ہنگامہ) بپا ہے۔ اے ہمنشیں تو مجھ سے کلام کی کیا توقع رکھتا ہے؟ کہ میں تو اپنے آپ سے گفتگو میں مشغول ہوں۔ (عشق کی خاصیت یہ ہے کہ وہ عاشق کو دنیا اور علائق دینوی دونوں سے بے نیاز کر دیتا ہے)۔

۱۱۷ دوام ما ز سوز ناتمام است چو ماہی جز تپش بر ما حرام است
مجو ساحل کہ در آغوش ساحل تپید یک دم و مرگ دوام است

معانی ...... : دوام ما: ہماری ہمیشگی۔ سوز ناتمام: ادھوری تپش۔ چو ماہی: مچھلی کی طرح۔ جز: سوائے، علاوہ۔ تپش: گرمی، تڑپ۔ مجو: مت ڈھونڈ، مت تلاش کر۔ تپید یک دم: ایک پل کی تڑپ۔ تپید: تڑپ۔ مرگ دوام: ہمیشہ کی موت۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا دوام سوز ناتمام سے ہے۔ مچھلی کی طرح ہم پر تڑپ کے علاوہ (ہر چیز) حرام ہے کنارہ مت ڈھونڈ

کہ کنارے کی آغوش میں پل بھر کی تڑپ پھڑک ہے اور (پھر) ہمیشہ کی موت ہے۔ زندگی فراق میں ہے جدو جہد میں ہے وصل اور سکون میں نہیں۔ ابدی زندگی (دوام) سوز ناتمام پر موقوف ہے۔ وصال تو موت کا مترادف ہے۔

تو نہ شناسی ہنوز شوق بمیروز وصل
چیست حیات دوام سوختن ناتمام
سمجھتا ہے تو راز زندگی
فقط ذوق پرواز ہے زندگی
(اقبال)

۱۱۸ مرنج از برہمن اے واعظ شہر — گر ازما سجدہ پیش بتاں خو است
خدا اے ماکہ خود صور تگری کرد — بتے را سجدہ از قدسیاں خو است

معانی ...... : مرنج: نہ بگڑ، خفا مت ہو۔ سجدہ: ایک سجدہ۔ پیش بتاں: بتوں کے آگے۔ خواست: اس نے چاہا، طلب کیا۔ صورت گری گرد: اس نے صورت گری کی۔ صورت گری کردن: صورت بنانا۔ از قدسیاں: فرشتوں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے واعظ شہر برہمن سے خفا مت ہو اگر اس نے ہم سے بتوں کے آگے ماتھا ٹیکنے کی خواہش کی ہمارا رب کہ (جس نے) خود صورت گری کی (اس نے بھی) فرشتوں سے ایک بت کو سجدہ طلب کیا (آدمؑ کے سجدے کی طرف اشارہ ہے)۔

۱۱۹ حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند — مقیم سومنات بود و ہستند
چساں ا فرشتہ ویزداں بگیرند — ہنوز آدم بفترا کے نہ بستند

معانی ...... : حکیماں: حکیم کی جمع، فلسفی، شکستند: انہوں نے توڑے۔ مقیم سومنات بود و ہستند: عارضی موجودات کے سومنات میں رہتے ہیں، ظاہری دنیا میں رکے ہوئے ہیں۔ چساں: کس طرح، کیسے۔ افرشتہ: فرشتہ۔ یزداں: خدا، بگیرند: وہ پکڑیں، سمجھیں۔ ہنوز: اب تک۔ آدم: آدمی۔ بفترا کے: شکار بند میں۔ لگے ہوئے تسمے یا چمڑے کے پتے جو شکار کو باندھنے کے کام آتے ہیں۔ نہ بستند: انہوں نے نہیں باندھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر چہ فلسفیوں نے سینکڑوں بت توڑے (پھر بھی وہ) ہست و بود کے سومنات میں پڑے ہوئے ہیں۔ فرشتے اور خدا کو کس طرح گرفت میں لائیں انہوں نے ابھی آدمی ہی کو فتر اک میں نہیں باندھا۔ (جب تک فلسفی حقیقت آدمی کی پہچان نہیں کرتا، خدا کی پہچان نہیں کرسکتا۔ فلسفی کی رسائی بارگاہ الٰہی تک نہیں ہوسکتی۔ بقول اکبر۔ فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں۔ ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں۔

۱۲۰ جہاں ہا رویداز مشت گل من — بیا سرمایہ گیراز حاصل من
غلط کر دی رہ سر منزل دوست — دمے گم شو بصحرائے دل من

معانی ...... : جہانہا: جہان کی جمع، دنیائیں، کائنات۔ روید: اگتا ہے۔ رستن: اگنا۔ از مشت گل من: میری مٹھی بھر مٹی سے۔ سرمایہ: دولت، متاع۔ گیر: پکڑ، حاصل کر۔ گرفتن: پکڑنا، حاصل کرنا۔ از حاصل من: میری کھیتی سے، میری فصل سے۔ از:

سے، حاصل۔کھیتی: باغ، فصل۔غلط کردی: تو نے کھودی، گم کردی۔غلط کردن: کھودینا، گم کردینا۔رہ سر: منزل دوست، دوست کی منزل کا راستہ۔رہ: راہ، راستہ۔سرمنزل: مقام، منزل، دوست۔دمے: پل بھر۔گم شو: کھوجا، گم ہوجا۔بصحرائے دل من: میرے دل کے صحرا میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری مشت خاک (خاک بدن) سے کئی جہان پیدا ہوتے ہیں تو بھی میری کھیتی سے فصل انبار کر (کچھ فائدہ اٹھا) تو نے دوست کی منزل کا راستہ گم کردیا پل بھر کو میرے دل کے صحرا میں کھوجا (تاکہ تجھے راہنمائی حاصل ہو) اگر خدا سے ملنے کی آرزو ہے تو اسے خارج میں تلاش کرنے کی بجائے دل میں تلاش کرو بالفاظ دگر اپنے آپ کو اپنے دل کی دنیا میں گم کردے۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں
(اقبال)

۱۲۱ ہزاروں سال بافطرت نشستم — باو پیوستم و از خود گسستم
ولیکن سرگزشتم ایں دو حرف است — تراشیدم، پرستیدم، شکستم

معانی ...... : بافطرت: کائنات کے ساتھ۔نشستم: میں بیٹھا، میں رہا۔باو: اس کے ساتھ۔پیوستم: میں مل گیا، جڑ گیا۔ازخود: اپنے آپ سے۔گسستم: میں جدا ہوگیا، دور ہوگیا، ٹوٹ گیا۔ولیکن: لیکن۔سرگزشتم: میرا ماجرا۔ایں دو حرف است: یہ دو حرف ہیں، بس اتنا سا ہے۔تراشیدم: میں نے پوجا۔شکستم: میں نے توڑا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں ہزاروں برس فطرت کے ساتھ رہا ہوں۔اس میں پیوست اور خود سے جدا ہوا لیکن میرا ماجرا ان دو حرفوں میں آجاتا ہے میں نے بت تراشا، میں نے پوجا، میں نے توڑا۔(عقل پرستی سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوسکتا) انسان نے ہر دور میں کچھ نظریات وضع کیے ان کو صحیح سمجھ کر ان کی پیروی (پرستش) کی آخر کار ان کی غلطی آشکار ہوگئی تو انہیں مردود قرار دے دیا (یعنی اپنے بنائے ہوئے بتوں کو خود ہی پاش پاش کردیا)۔

۱۲۲ بہ پہنائے ازل پری کشودم — زبند آب و گل بیگانہ بودم
بچشم تو بہائے من بلند است — کہ آوردی بباز ار وجودم

معانی ...... : بہ پہنائے ازل: ازل کے پھیلاؤ میں۔پری کشودم: میں پر کھولتا تھا، میں اڑتا تھا۔زبند آب وگل: پانی اور مٹی کی قید۔بہائے من: میرا مول۔آوردی: تو لایا۔بباز ار وجودم: مجھے وجود کے بازار میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے ازل کی وسعتوں میں پر کھولے۔میں مٹی اور پانی کی قید سے انجان (آزاد) تھا تیری نظر میں میری قیمت گراں (اونچی) تھی۔اسی لئے تو مجھے وجود کے بازار میں لایا۔اس رباعی کا مضمون قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے ان جاعل فی الارض خلیفہ۔ جب خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں پس اپنا نائب بنا کر زمین پر بھیج دیا۔

۱۲۳ در و نم جلوہ افکار ایں چسیت ! — برون من ہمہ اسرار ایں چسیت !
بفرما اے حکیم نکتہ پرداز — بدن آسودہ، جاں سیار ایں چسیت !

معانی ...... : درونم: میرے اندر، میرے باطن میں۔ جلوہ افکار: افکار کا جلوہ۔ ایں چیست: یہ کیا ہے۔ برون من: میرے باہر۔ ہمہ تمام: سب کا سب۔ اسرار: سر کی جمع، راز، بھید۔ بفرما: تو فرما۔ حکیم نکتہ پرداز: بات کی تہ تک پہنچنے والا۔ فلسفی: آسودہ، ٹھہرا ہوا، ساکت۔ سیار: سیر کرنے والی، گھومنے والی، گردش کرنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے اندر افکار کی روشنی! یہ کیا ہے؟ میرے باہر سب کا سب راز! یہ کیا ہے؟ (میں راز کو نہیں پا سکا) اے نکتہ پرداز فلسفی (یہ تو) فرما (بتا) بدن ساکن (اور) روح سیلانی! یہ کیا ہے؟ (ان دونوں میں ربط کے راز کی بات فلسفی کو معلوم نہیں) مشد رومی اس بات کو یوں کہتے ہیں۔ ؎

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست
از کجا می آید ایں آواز دوست!

۱۲۴ بخود نازم گدا اے بے نیازم — تپم، سوزم، گدازم، نے نوازم
ترا از نغمہ در آتش نشاندم — سکندر فطرتم، آئینہ سازم

معانی ...... : بخود نازم: میں خود پر فخر کرتا ہوں۔ گدائے بے نیازم: بے نیاز فقیر ہوں۔ تپم: تڑپتا ہوں۔ سوزم: جلتا ہوں۔ گدازم: پگھلتا ہوں۔ نے نوازم: مرلی بجاتا ہوں۔ در آتش نشاندم: میں نے آگ میں جھونک دیا، میں نے بے قرار رکھا۔ سکندر فطرتم: میں سکندر جیسی فطرت رکھتا ہوں۔ آئینہ سازم: آئینہ بناتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں بے نیاز فقیر ہوں اپنے آپ پر نازاں ہوں تڑپتا ہوں جلتا ہوں پگھلتا ہوں مرلی بجاتا ہوں اور اس کی لے سے تجھے آگ میں جھونک دیا میں فطرت کا سکندر ہوں (تجھے) آئینہ بناتا ہوں۔ نوٹ: چوتھے مصرعے میں اقبال نے آئینہ کی رعایت سے اپنی ذات کو سکندر سے تشبیہ دی ہے جس سے بڑی شاعرانہ خوبی پیدا ہو گئی ہے۔

۱۲۵ اگر آگاہی از کیف و کم خویش — یمے تعمیر کن از شبنم خویش
دلا دریوزہ مہتاب تا کے! — شب خود رابرافروز از دم خویش

معانی ...... : آگاہی: تو واقف ہے۔ از کیف و کم خویش: اپنی کیفیت اور کمیت سے۔ یمے: ایک سمندر، دریا۔ تعمیر کن: تعمیر کر، بنا۔ از شبنم خویش: اپنی شبنم سے۔ دلا: اے دل۔ دریوزہ مہتاب: چاند کی گدائی۔ دریوزہ: بھیک، گدائی۔ تا کے: کب تک۔ شب خود را: اپنی رات کو۔ برافروز: روشن کر، از دم خویش: اپنے دم سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو اپنے کیف و کم سے واقف ہے (تو) اپنی اوس (شبنم) سے دریا تعمیر کر اے دل! چاند کی گدائی کب تک! اپنی رات کو اپنے دم (آہ) سے روشن کر (تو اپنی خودی کو مستحکم کر لے تاکہ غیروں کے سہارے سے بے نیاز ہو جائے۔

تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

۱۲۶ چہ غم داری، حیات دل زدم نیست — کہ دل در حلقہ بود و عدم نیست
مخور اے کم نظر اندیشہ مرگ — اگر دم رفت دل باقی ست غم نیست

معانی ...... : چہ غم داری: تو کیا غم رکھتا ہے۔ زدم نیست: سانس سے نہیں ہے۔ در حلقہ بود و عدم: ہستی اور نیستی کے حلقے

میں۔ مخور: مت کھا۔ اے کم نظر: اے غافل، نادان، بے خبر۔ رفت: وہ کوچ کر گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو غمگین کیوں ہے؟ دل کی زندگی سانس (کی آمدورفت) سے نہیں ہے کیونکہ دل ہونے اور نہ ہونے کے گھیرے میں نہیں ہے اے غافل موت کا خوف مت کھا سانس اگر کوچ کر گئی (تو) غم نہیں دل (تو) باقی ہے۔ (دل فنا سے بالاتر ہے یہ ایک حقیقت ابدی ہے)۔

۱۲۷ تو اے دل تا نشینی درکنارم — ز تشریف شہاں خوشتر گلیمم
درون سینہ ام باشی پس از مرگ ؟ — من ازدست تو در امید و بیمم

معانی ...... : تا: جب تک۔ نشینی: تو رہے گا۔ درکنارم: میرے آغوش میں، میری بغل میں۔ زتشریف شہاں: بادشاہوں کی خلعت سے۔ خوشتر: زیادہ اچھی، بہتر۔ گلیم: میری کملی۔ درون سینہ ام: میرے سینے میں۔ باشی: تو رہے گا۔ از دست تو: تیرے ہاتھوں۔ درامید و بیم: امید اور بیم میں ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل تو جب تک میرے پہلو میں ہے میری کملی (گودڑی) بادشاہوں کی خلعت (لباس) سے اچھی (بہتر) ہے (کیا) تو موت کے بعد (بھی) میرے سینے میں رہے گا؟ میں تیرے ہاتھوں (اسی) امید و بیم میں ہوں۔

۱۲۸ زمن گو صوفیان با صفا را — خدا جویان معنی آشنا را
غلام ہمت آں خود پرستم — کہ بانور خودی بیند خدا را

معانی ...... : زمن: میری طرف سے۔ گو: کہہ۔ صوفیان باصفارا: پاک دل صوفیوں سے۔ خداجویان معنی آشنارا: خدا کو ڈھونڈنے والے درویشوں (عارفوں) سے۔ غلام ہمت آں خود پرستم: میں اس خود پرست کی ہمت کا غلام ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری طرف سے پاک باطن صوفیوں سے کہنا (یعنی) خدا کو ڈھونڈنے والے عارفوں سے میں (تو) اس خود پرست کی ہمت کا بندہ ہوں جو خدا کو خودی کے نور سے دیکھتا ہے۔ مراد ہے خود بینی سے خدا بینی تک پہنچو۔ جس نے خود کو پالیا اس نے خدا کو پالیا۔ اصل کے لحاظ سے خودی اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔

۱۲۹ چو نرگس ایں چمن نادیدہ مگذر — چو بودر غنچہ پیچیدہ مگذر
ترا حق دیدہ روشن ترے داد — خرد بیدار و دل خوابیدہ مگذر

معانی ...... : چونرگس: نرگس کی طرح۔ ایں چمن نادیدہ مگذر: یہ چمن دیکھے بغیر مت گزر۔ چو بو: خوشبو کی طرح۔ درغنچہ: کسی کلی میں۔ پیچیدہ: لپٹا ہوا، بل کھایا ہوا۔ خرد بیدار: جاگتی ہوئی عقل کے ساتھ۔ و: مگر۔ دل خوابیدہ: سوئے ہوئے دل کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : نرگس (جو آنکھ تو رکھتی ہے لیکن دیکھ نہیں سکتی) کی طرح یہ چمن بغیر دیکھے نہ گزر (اس کا مطالعہ کر و اور اسے سمجھو) خوشبو کی طرح کسی کلی میں بل کھا کر نہ گزر۔ تجھے خدا نے ایک خوب روشن آنکھ بخشی ہے بیدار عقل مگر خوابیدہ دل کے ساتھ مت گزر۔ (صرف عقل ہی کو سب کچھ نہ سمجھ دل بیدار بھی حاصل کر)۔

دل بیدار پیدا کر دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری
(اقبال)

۱۳۰ تراشیدم صنم بر صورت خویش — بشکل خود خدارا نقش بستم
مرا از خود بروں رفتن محال است — بہر رنگے کہ ہستم، خود پرستم

معانی ...... : تراشیدم: میں نے تراشا۔ برصورت خویش: اپنی صورت پر۔ نقش بستم: میں نے تصور کیا، خیال باندھا۔ رفتن: جانا۔ بہر رنگے: ہر رنگ میں، جس بھی رنگ میں۔ ہستم: میں ہوں۔ خود پرستم: خود کو پوجنے والا ہوں۔ پرستش کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اپنی صورت پر بت تراشا خدا کو (بھی) اپنی شکل میں تصور کیا میرے لئے اپنے آپ سے باہر نکلنا ممکن نہیں میں جس رنگ میں بھی ہوں خود پرست ہوں۔ (انسان جب تک معرفت سے بیگانہ ہے خدا پرستی کے پردہ میں خود پرستی کرتا رہتا ہے)۔

۱۳۱ بہ شبنم غنچہ نورستہ می گفت — نگاہ ما چمن زاداں رسا نیست
دراں پہنا کہ صد خورشید دارد — تمیز پست و بالا ہست یا نیست ؟

معانی ...... : می گفت: کہتا تھا۔ نگاہ ما چمن زاداں: ہم چمن زادوں کی نگاہ۔ چمن زاداں: چمن میں پیدا ہونے والے۔ رسا: پہنچ رکھنے والی۔ درآں پہنا: اس وسعت میں۔ دارد: رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تازہ تازہ کھلی ہوئی کلی نے شبنم سے کہا ہم چمن زادوں کی نگاہ پہنچ نہیں رکھتی (نگاہ حقیقت تک نہیں پہنچتی) اس وسعت میں جہاں سینکڑوں سورج ہیں پست و بلند کا فرق ہے یا نہیں ہے؟

۱۳۲ زمیں را راز دان آسماں گیر — مکاں را شرح رمز لامکاں گیر
پرد ہر ذرہ سوے منزل دوست — نشان راہ از ریگ رواں گیر

معانی ...... : گیر: تو سمجھ۔ مکان: کائنات، دنیا، وہ امر یا شے جس سے دوسری شے قائم ہو، ہر وہ جگہ جہاں مادی اوصاف پائے جائیں۔ شرح رمز لامکاں: لامکاں کے بھید کی شرح۔ رمز: راز، بھید۔ پرد: اڑتا ہے۔ نشان راہ: راستے کا سراغ، پتہ۔ از ریگ رواں: بہتی اڑتی ہوئی ریت سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمین کو آسمان کا راز داں سمجھ، مکاں کو لامکاں کے معنی کی شرح خیال کر۔ ہر ذرہ منزل دوست کی طرف اڑان میں ہے۔ تو اڑتی ہوئی ریت سے راستے کا نشان پوچھ۔ (ہر ذرہ میں خدا کی صفات کی جلوہ گری ہے اور یہ جلوہ گری خود آدمی میں بھی ہے ان صفات کی پہچان سے ذات کا عرفان ہو سکتا ہے)۔ دوسرے شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں پہلا مطلب یہ ہے کہ ہر ذرہ اس کی ہستی پر گواہی دے رہا ہے دوسرا مطلب یہ ہے عشق الٰہی کا جذبہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں پوشیدہ ہے کیونکہ یہ جذبہ ہی تو باعث ایجاد عالم ہے۔

دردو عالم ہر کجا آثار عشق
ابن آدم سر از اسرار عشق

۱۳۳ ضمیر کن فکاں غیر از توکس نیست — نشان بے نشاں غیر از توکس نیست
قدم بیباک تر نہ درره زیست — بہ پہنائے جہاں غیر از توکس نیست

معانی ...... : ضمیر کن فکاں: تخلیق کا راز۔ تمام موجودات۔ کن: ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کو اس کلمے سے پیدا فرمایا۔ فکاں: پس ہو گیا۔ غیر از تو: تیرے سوا۔ تیرے علاوہ۔ نشان بے نشاں: بے نشان کا نشان، بالکل چھپے ہوئے کا سراغ۔ بالکل

چھپا ہوا یعنی خدا جس کی طرف اشارہ نہ کیا جا سکے۔ قدم بے باک ترنہ: بالکل بے جھجک قدم رکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تخلیق کا بھید تیرے سوا کوئی نہیں ہے (خدا نے جب کائنات پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کن (ہو جا) فیکون (وہ ہو گئی) وجود میں آ گئی۔ بے نشاں کا نشاں تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ زندگی کے راستے میں اور زیادہ بے جھجک قدم رکھ کائنات کی وسعت میں بس تو ہے اور کوئی نہیں (اس کائنات میں تیرے سوا اور کوئی ہستی موجود نہیں ہے)۔

۱۳۴ زمیں خاک در میخانہ ما فلک یک گردش پیمانہ ما

حدیث سوز و ساز مادر از است جہاں دیباچہ افسانہ ما

معانی ...... : گردش پیمانہ ما: ہمارے پیالے کا دور۔ حدیث سوز و ساز ما: ہماری تپش اور مستی کا بیان۔ دیباچہ افسانہ ما: ہماری سرگزشت کا ابتدائیہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمین ہمارے میخانے کی چوکھٹ کی مٹی ہے آسمان ہمارے پیالے کا ایک دور (گردش) ہے۔ ہماری تپش اور مستی کا بیان لمبا (طویل) ہے۔ یہ جہان تو ہمارے افسانے کی محض تمہید ہے۔ (مراد ہے کائنات آدمی کی محتاج ہے آدمی اس کا محتاج نہیں کائنات میں جو کچھ ہے وہ آدمی کیلئے ہی ہے آدمی کی زندگی اس کائنات تک محدود نہیں یہ تو کسی آنے والی زندگی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ کائنات خودی کی پہلی منزل ہے۔ اس بات کو اقبال نے یوں بھی کہا ہے۔

خودی کی ہے یہ منزل اولیں
مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں

۱۳۵ سکندر رفت و شمشیر و علم رفت خراج شہر و گنج کان ویم رفت

امم را از شہاں پایندہ تر داں نمی بینی کہ ایراں ماند و جم رفت ؟

معانی ...... : رفت: وہ گیا۔ علم: جھنڈا، نشان۔ خراج شہر: سلطنت کا شہر۔ گنج کان ویم: کان اور سمندر کا خزانہ۔ امم: امت کی جمع، قومیں۔ نمی بینی: کیا تو نہیں دیکھتا۔ ماند: رہ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : سکندر چلا گیا اور تلوار اور علم بھی اس کے ساتھ گئے۔ (یعنی شان و شوکت بھی چلی گئی)۔ سلطنت کا خراج اور زمین اور سمندر کا خزانہ گیا۔ قوموں کو بادشاہوں سے زیادہ پائندہ سمجھ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایران رہ گیا اور جمشید رخصت (ختم) ہو گیا۔ (قوموں کی زندگی افراد کی زندگی سے بہت زیادہ دیرپا ہوتی ہے دیکھو جمشید کا کہیں پتہ نہیں لیکن ملک ایران بدستور دنیا میں موجود ہے)۔

۱۳۶ ربودی دل زچاک سینہ من بغارت بردہ گنجینہ من ،

متاع آرزویم باکہ دادی ؟ چہ کردی باغم دیرینہ من ؟

معانی ...... : ربودی: تو نے اچک لیا، کھینچ لیا۔ زچاک سینہ من: میرے سینے کے چاک۔ بغارت: لوٹ میں، یلغار میں۔ بردہ: تو لے گیا۔ گنجینہ من: میرا خزانہ۔ متاع آرزویم: میری آرزو کی پونجی۔ باکہ: کس کو۔ کسے۔ دادی: تو نے دی۔ کردی: تو نے کیا۔ میرے پرانے غم کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے سینے کو چاک کر کے تو نے اندر سے دل لوٹ لیا تو نے میرا خزانہ لوٹ لیا میری آرزو کی پونجی تو نے کسے دے دی؟ میرے دیرینہ (پرانے) غم کے ساتھ تو نے کیا کیا؟ عاشق کی نگاہ میں "غم دیرینہ" سب سے زیادہ قیمتی شے ہے یعنی

عاشق کبھی بھی غم عشق سے آزاد نہیں ہوسکتا۔

۱۳۷ زپیش من جہان رنگ و بورفت   زمین و آسمان و چار سو رفت
تو رفتی اے دل از ہنگامہ او ؟   ویا از خلوت آباد تو او رفت ؟

معانی ...... : زپیش من: میرے سامنے سے۔ جہان رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا عالم، رفت: گئی، او جھل ہوگئی۔ چار سو: چاروں طرف، چار سمتیں۔ تو رفتی: تو گیا، تو نکل گیا۔ ویا: یا، یا پھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے سامنے سے یہ جہان رنگ و بو او جھل ہوگیا (باقی نہیں)۔ (میرے لئے اس جہان کی رونق ختم ہوگئی)۔ زمین و آسمان اور چار سو گم ہوگئے۔ اے دل۔ تو اس جہان کے ہنگامے سے چلا آیا ہے۔ یا وہ تیری خلوت سے نکل گیا ہے۔ کائنات کی رونق غم جاناں کی بدولت ہے۔ کائنات کی رونق محبوب یا اس کے عشق کے دم سے وابستہ ہے اگر عاشق کے دل سے اس کا تصور مٹ جائے تو ساری کائنات بیکار ہے۔ غم گیا، رونق حیات گئی۔ دل گیا، ساری کائنات گئی۔

۱۳۸ مرا از پردہ ساز آگہی نیست   ولے دانم نوائے زندگی چیست
سر و دم آنچناں درشاخساراں   گل از مرغ چمن پرسد کہ ایں کسیت ؟

معانی ...... : از پردہ ساز: ساز کے سر سے۔ سرودم: میں نے گایا۔ آنچناں: اس طرح، ایسے۔ درشاخساراں: شاخساروں میں۔ پرسد: پوچھتا ہے۔ کیست: کون ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے پردہ ساز اسرار کائنات سے واقفیت نہیں ہے لیکن میں جانتا ہوں زندگی کا نغمہ کیا ہے؟ (زندگی کی حقیقت اور اسرار و رموز کو جانتا ہوں) میں نے پیڑوں کے جھنڈ میں ایسا گیت گایا (کہ) پھول مرغ چمن (باغ کے پرندے) سے پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے؟ (مراد ہے میری شاعری کا انداز دوسروں کی شاعری سے مختلف ہے میں نے ولولہ اور زندگی کی شاعری کی ہے)۔

۱۳۹ نوا مستانہ در محفل زدم من   شرار زندگی برگل زدم من
دل از نور خرد کردم ضیا گیر   خرد رابر عیار دل زدم من

معانی ...... : مستانہ: مستوں، متوالوں کی طرح۔ زدم من: میں نے چھیڑا، الاپا، گایا۔ شرار زندگی: زندگی کی جنگاری۔ زدم من: میں نے پھونکی۔ ازنور خرد: عقل کے نور سے، خرد کی روشنی سے۔ کردم: میں نے کیا۔ ضیاء گیر: روشن، روشنی اخذ کرنے والا۔ بر عیار دل زدم من: میں نے دل کی کسوٹی پر رکھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے محفل میں مستانہ وار نغمہ چھیڑا مٹی (کے پتلوں) میں زندگی کی چنگاری پھونکی (مراد ایسی شاعری تخلیق کی ہے جس سے مردہ قوم کی زندگی میں شرارہ پیدا ہوا)۔ میں نے عقل کے نور سے دل کو روشن کیا اور پھر عقل کو دل کی کسوٹی پر رکھا۔

۱۴۰ عجم از نغمہ ہائے من جواں شد   زسودایم متاع او گراں شد
ہجوے بودرہ گم کردہ دردشت   ز آواز درایم کارواں شد

معانی ...... : عجم: غیر عرب ممالک۔ ازنغمہ ہائے من: میرے نغموں سے۔ زسودایم: میرے جنوں، دیوانگی سے۔ متاع او: اس کا مال۔ گراں: مہنگا، قیمتی، اہم۔ ہجوے: ایک بھیڑ۔ رہ گم کردہ: راستہ بھولا ہوا، راہ سے بھٹکا ہوا۔ زآواز درایم: میرے جرس کی آواز سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عجم میرے نغموں سے جوان ہو گیا ہے (اس میں زندگی کی نئی روح دوڑ گئی ہے) میرے جنوں سے اس کے مال کا مول اونچا ہو گیا (اس کی متاع قیمتی بن گئی ہے) بیابان میں راہ بھولا ہوا ایک (مسلمانوں کا) ہجوم تھا (جو) میرے جرس کی آواز سے قافلہ بن گیا (جس کی منزل مقصود ایک ہو گئی)۔

۱۴۱ عجم از نغمہ ام آتش بجان است ۔ صدائے من درائے کاروان است
حدی را تیز تر خوانم چو عرفی ۔ کہ رہ خوابیدہ و محمل گراں است

معانی ...... : از نغمہ ام: میرے نغمے سے۔ آتش بجاں: بے قرار، پرجوش، سوز دل رکھنے والا، حدی: اونٹوں کی رفتار تیز کرنے کیلئے عرب ساربانوں کا گانا اور آوازیں نکالنا۔ خوانم: پڑھتا ہوں۔ عرفی: عرفی شیرازی مغل عہد کا مشہور جوانا مرگ شاعر جس کے اس شعر کا اقبال نے اس قطعے میں حوالہ دیا ہے۔ حدی را تیز تری خواں چو محمل را گراں بینی نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی۔ خوابیدہ: سویا ہوا۔ بہت لمبا اور اکتا دینے والا راستہ۔ محمل: کجاوہ، اونٹ کا ہودہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے نغمے نے عجم کی روح میں آگ بھڑکا رکھی ہے (میرے کلام کی بدولت عام بیداری پیدا ہو گئی ہے)۔ میری آواز قافلے کی گھنٹی بن گئی ہے۔ میں عرفی کی طرح حدی کی لے کو اور تیز گاتا ہوں۔ کہ راستہ لمبا (اور سنسان) ہے اور کجاوہ بھاری (گراں) ہے۔ (چونکہ مری قوم خواب غفلت میں گرفتار ہے اسلئے میں پوری قوت کے ساتھ اسے بیداری کا پیام دے رہا ہوں۔

۱۴۲ زجان بے قرار آتش کشادم ۔ دلے در سینہ مشرق نہادم
گل او شعلہ زار از نالہ من ۔ چو برق اندر نہاد او فتادم

معانی ...... : آتش کشادم: میں نے آگ لگا دی۔ نہادم: میں نے رکھا۔ شعلہ زار: وہ جگہ جہاں آگ ہی آگ ہو۔ اندر نہاد او: اس کی سرشت میں۔ فتادم: میں گرا۔ میں نازل ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے (اپنی) بے قرار روح سے آگ لگا دی (آگ کا منہ کھول دیا ہے، میں نے مشرق کے سینے میں نیا دل رکھ دیا ہے۔ اس کا قالب میری آہ گرم سے شعلہ زار بن گیا۔ میری شاعری کی وجہ سے اس کی مٹی شعلہ زار بن چکی ہے۔ میں اس کے ضمیر پر بجلی کی طرح لپکا (گرا) ہوں (میں نے اپنے پیغام و کلام سے اس کی فطرت بدل دی ہے۔ نوٹ: میری شاعری نے اہل مشرق کو بیدار کر دیا ہے۔ ان کے سینوں میں ترقی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔

۱۴۳ مرا مثل نسیم آوارہ کردند ۔ دلم مانند گل صد پارہ کردند
نگاہم را کہ پیدا ہم نہ بیند ۔ شہید لذت نظارہ کردند

معانی ...... : پیدا: ظاہر، آشکارا، ہم: بھی۔ نہ بیند: نہیں دیکھتی ہے۔ شہید لذت نظارہ: نظارے کی لذت کا مارا ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (خدا نے) مجھے ہوا کی طرح سرگرداں (آزاد) رکھا ہے۔ (میں عشق میں وارفتہ ہوں) میرا دل پھول کی طرح سو ٹکڑے کیا (مجھے کسی پہلو چین نہیں) میری نگاہ کو جو (عالم) ظاہر بھی نہیں دیکھ سکتی (حقیقت کے) دیدار کا جاں دادہ بنایا (نظارہ کے لطف سے سرفراز کیا گیا) فطرت نے میرے دل میں محبت کا جذبہ ودیعت کر دیا ہے۔

۱۴۴ خرد کر پاس راز رینہ سازد ۔ کمالش سنگ را آئینہ سازد
نوائے شاعر جادو نگارے ۔ زنیش زندگی نوشینہ سازد

معانی ...... : کرپاس: کرباس، ٹاٹ، روئی سے بنا ہوا کپڑا۔ زرینہ: زربفت، کمخواب۔ سازد: بناتی ہے۔ جادو نگارے: جس کے کلام میں جادو کا سا اثر ہو، زنیش زندگی: زندگی کی تلخی سے۔ نوشینہ: شیریں، شہد، تریاق۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل ٹاٹ کو کمخواب بنا دیتی ہے۔ اس کا ہنر پتھر کو آئینہ بنا دیتا ہے۔ کسی جادو نگار شاعر کا نغمہ (گیت) زندگی کی تلخی (زہر) سے شہد بناتا ہے۔

۱۴۵ زشاخ آرزو برخوردہ ام من — بہ راز زندگی پے بردہ ام من
بترس از باغباں اے ناوک انداز — کہ پیغام بہار آوردہ ام من

معانی ...... : برخوردہ ام من: میں ملا ہوا ہوں، پیوست ہوں، جڑا ہوا ہوں۔ بے بردہ ام من: آگاہ ہوں میں۔ بترس: تو ڈر، خوف کر۔ ناوک انداز: تیر انداز، تیر چلانے والا۔ پھینکنے والا۔ آوردہ ام من: میں لایا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں آرزو کی شاخ سے پیوست ہوں میں زندگی کے بھید سے خوب واقف ہوں اے تیر چلانے والے! باغبان سے ڈر کہ میں بہار کا پیغام لایا ہوں۔ (اے ملت کے مخالفو اور دشمنو اب ان کو گمراہ کرنا تمہارے لئے آسان نہیں ہوگا) میں نے اپنی قوم کو عشق آشنا کر دیا ہے۔

۱۴۶ خیالم کو گل از فردوس چنید — چو مضمون غریبے آفرینَد
دلم در سینہ می لرزد چو برگے — کہ بر وے قطرہ شبنم نشیند

معانی ...... : کو: کہ جو۔ چنید: چنتا ہے۔ مضمون غریبے: کوئی انوکھا مضمون۔ آفریند: پیدا کرتا ہے، گھڑتا ہے۔ می لرزد: لرزتا ہے، کانپ جاتا ہے۔ برگے: کوئی پتی، پنکھڑی۔ بروے: اس پر۔ نشیند: پڑ جائے، پڑی ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا تخیل جو جنت سے پھول چنتا ہے جب کوئی انوکھی بات پیدا کرتا ہے (کوئی منفرد مضمون پیدا کرتا ہے) میرا دل سینے میں (اس) پنکھڑی کی طرح لرزنے لگتا ہے جس پر اوس کی بوند پڑی ہو۔

۱۴۷ عجم بحریست ناپیدا کنارے — کہ در وے گوہر الماس رنگ است
ولیکن من نہ رانم کشتی خویش — بدریائے کہ موجش بے نہنگ است

معانی ...... : عجم: غیر عرب ممالک، ایران۔ بحریست: ایک سمندر ہے۔ ناپیدا کنارے: جس کا کنارہ نہ دکھائی دے، بیکراں۔ دروے: اس میں۔ گوہر الماس رنگ: ہیرے ایسی چمک دمک والا موتی۔ من نرانم: میں نہیں چلاتا، میں نہیں کھیتا۔ کشتی خویش: اپنی کشتی۔ بدریائے: اس سمندر میں، ایسے سمندر میں۔ موجش: اس کی لہر، اس کی موج۔ بے نہنگ: مگرمچھ سے خالی۔

ترجمہ و تشریح ...... : عجم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں کہ جس میں ہیرے ایسے موتی ہیں مگر میں اپنی کشتی نہیں کھیتا (ڈالتا) ایسے سمندر میں کہ جس کی موج بے نہنگ ہے۔ نوٹ: عجم میں فلسفہ تو ہے لیکن جہاد فی سبیل اللہ کی تعلیم و تلقین نہیں ہے۔ اقبال کا فلسفہ زندگی یہ ہے۔ ع اگر خواہی حیات، اندر خطر زی۔

۱۴۸ مگو کار جہاں نا استوار است — ہر آن ما ابد را پردہ دار است
بگیر امروز را محکم کہ فردا — ہنوز اندر ضمیر روزگار است

معانی ...... : مگو: مت کہہ۔ کار جہاں: کائنات کا نظام۔ نا استوار: ناپائیدار، کمزور، غیر مستقل۔ ہر آن ما: ہمارا ہر لمحہ۔ ابد:

ہمیشگی جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ را: کا۔ پردہ دار: راز دار، دربان۔ بگیر: پکڑ۔ امروز: آج، حال۔ فردا: مستقبل، آنے والا کل۔ ہنوز: ابھی۔ ضمیر روزگار: زمانے کا باطن۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ مت کہہ کہ کائنات کا نظام ناپائیدار ہے ہمارا ہر پل (لمحہ) ابد کا راز دار ہے (ہر لمحے کے اندر ابد پوشیدہ ہے) آج کو مضبوط پکڑ کہ کل ابھی زمانے کے باطن میں ہے۔ (زمانے کے ضمیر میں مستور ہے) یعنی کل آج پر منحصر ہے۔ اقبال نے اس رباعی میں امام رازی کا نظریہ زمان پیش کیا ہے ان کی رائے میں درحقیقت حاضر یا حال ہی موجود ہے اگر حال موجود نہ ہو تو نہ ماضی کا تحقق ہو سکتا ہے نہ مستقبل کا کیونکہ ماضی دراصل وہ ہے جو کبھی حال تھا اور مستقبل وہ ہے جو کبھی حال ہو جائے گا۔ پس جسے زمانہ کہتے ہیں وہ دراصل حال ہی ہے اگر حال نہ ہو تو ماضی اور مستقبل دونوں کا تصور نہیں ہو سکتا۔

149 رمیدی از خداوندان افرنگ — ولے بر گور و گنبد سجدہ پاشی

بہ لالائی چناں عادت گرفتی — ز سنگ راہ مولائے تراشی

معانی ...... : رمیدی: تو بھاگا۔ از خداوندان افرنگ: فرنگی آقاؤں سے۔ ولے: لیکن۔ گنبد: قبہ مراد مقبرہ۔ سجدہ پاشی: تو سجدے بکھیرتا ہے، تو ماتھا ٹیکتا پھرتا ہے۔ بہ لالائی: غلامی میں، غلامی کی۔ ہندوستان کے ہندوؤں کو لالہ کہتے ہیں یہ لالے بت پرست ہیں۔ عادت گرفتی: تو نے عادت ڈال لی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو فرنگی آقاؤں سے بھاگتا ہے لیکن مزاروں اور مقبروں پر سجدے کرتا پھرتا ہے تجھے غلامی کی ایسی لت پڑی (کہ) تو راستے کے پتھر سے (اپنا) مولا (خدا) تراشتا ہے۔ یعنی ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تو نے یہ عادت اختیار کر لی ہے کہ ہر راستے کے پتھر کو تو اپنا آقا بنا لیتا ہے۔ (یہ خدا تک پہنچنے میں رکاوٹ ہے) غلامی کی عادت کی وجہ سے تو نے انگریز کی غلامی سے نفرت کی ہے لیکن خود نئے نئے آقا تراش رہا ہے۔ اس رباعی میں مسلمانوں کی غیر اسلامی ذہنیت پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

150 قبائے زندگانی چاک تا کے ؟ — چو موراں آشیاں در خاک تا کے ؟

بہ پرواز آ و شاہینی بیاموز — تلاش دانہ در خاشاک تا کے ؟

معانی ...... : موراں: مور کی جمع، چیونٹیاں۔ بہ پرواز آ: اڑ، پرواز کی طرف آ، شاہینی بیاموز: شاہینی سیکھ۔ تلاش دانہ: رزق کی تلاش۔ خاشاک: کوڑا کرکٹ، گھاس پھوس۔

ترجمہ و تشریح ...... : کب تک زندگی کا لباس تار تار رکھے گا؟ چیونٹیوں کی طرح خاک (مٹی) میں گھر کب تک بنائے گا؟ پرواز (اڑان) کی امنگ پیدا کر اور شاہینی سیکھ کب تک خس و خاشاک میں رزق تلاش کرتا رہے گا؟ (کب تک رذیل و ذلیل زندگی بسر کرتا رہے گا چیونٹی کی طرح زمین کے اندر کب تک گھر بناتا رہے گا؟ چیونٹی کے بجائے شاہین کی زندگی بسر کر)۔

151 میاں لالہ و گل آشیاں گیر — ز مرغ نغمہ خواں درس فغاں گیر

اگر از ناتوانی گشتہ پیر — نصیبے از شباب ایں جہاں گیر

معانی ...... : میان لالہ وگل: لالہ وگل کے درمیان۔ گل: گلاب کا پھول۔ آشیاں گیر: گھر کر، آشیانہ بنا۔ زمرغ نغمہ خواں: گانے والے پرندے سے، چہچہاتے پرندے سے۔ درس فغاں گیر: فغاں کا سبق لے۔ گشتہ: تو ہو چکا ہے۔ نصیبے: حصہ، بہرہ۔ از شباب ایں جہاں: اس دنیا کی جوانی سے۔ گیر: لے، حاصل کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : لالہ و گل کے درمیان اپنا آشیانہ بنا (زندگی کو خوش حالی سے ہمکنار کر) چہچہاتے پرندے سے آہ و فغاں کا درس لے (سیکھ) اگر تو ناتوانی سے بوڑھا ہو چکا ہے تو اس دنیا کے شباب سے بہرہ یاب ہو (قوت حاصل کر) یعنی جدو جہد کر، تو دنیا کو دیکھ یہ لاکھوں برس سے موجود ہے لیکن ابھی تک بوڑھی نہیں ہوئی۔ تو اس سے سبق لے اور اپنے اندر طاقت (شباب) پیدا کر۔

۱۵۲ بجان من کہ جاں نقش تن انگیخت ہو اے جلوہ ایں گل رادورو کرد
ہزاراں شیوہ دارد جان بیتاب بدن گردد چو بایک شیوہ خوکرد

معانی ...... : بجان من: میری جان کی قسم۔ نقش تن انگیخت: اس نے بدن کا نقش ابھارا۔ ہوائے جلوہ: اظہار کی ہوس۔ دورو: گل دورو، ایک قسم کا پھول جو اندر سے سرخ اور باہر سے زرد ہوتا ہے۔ کرد: اس نے کیا۔ شیوہ: حالت، وضع، طرز، زیست، انداز۔ دارد: وہ رکھتا ہے۔ گردد: وہ ہو جاتا ہے۔ بایک شیوہ خوکرد: وہ ایک ہی انداز کا عادی ہو گیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اپنی جان کی قسم کہ جان نے بدن کا نقش ابھارا روح ہی نے تن کو پیدا کیا ہے۔ جلوہ گری کی ہوس نے اس پھول کو دورو بنا دیا۔ بیتاب روح کی ہزاروں حالتیں ہیں۔ مگر جب اس نے ایک حالت اختیار کی تو بدن بن گئی۔ (جسم مادی (تن) بھی روح (جان) ہی کی ایک بدلی ہوئی صورت ہے۔

۱۵۳ بگوشم آمد از خاک مزارے کہ در زیر زمیں ہم می تواں زیست
نفس دارد ولیکن جاں ندارد کسے کو بر مراد دیگراں زیست

معانی ...... : بگوشم: میرے کان میں۔ آمد: آئی۔ از خاک مزارے: ایک قبر سے۔ می تواں زیست: زندہ رہا جا سکتا ہے، کسے: وہ شخص۔ کو: جو۔ بر مراد دیگراں: دوسروں کی مرضی پر۔ زیست: وہ جیا، زندہ رہا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک قبر سے میرے کان میں یہ آواز آئی۔ زمین کے نیچے بھی زیست کی جا سکتی ہے (زندہ رہا جا سکتا ہے) سانس (تو) چلتی ہے لیکن روح نہیں رکھتا وہ شخص جس نے دوسروں کی مرضی پر زندگی بسر کی۔ (غلامی موت سے بھی بدتر ہے)۔

۱۵۴ مشو نو میدا زیں مشت غبارے پریشاں جلوہ نا پایدارے
چو فطرت می تراشد پیکرے را تمامش می کند در روزگارے

معانی ...... : مشو: نہ ہو۔ نومید: ناامید، مایوس۔ زمشت غبارے: اس مٹھی بھر مٹی یعنی آدمی سے۔ پریشاں جلوہ: ذرا دیر کی نمود والا، کسی ایک صورت پہ نہ ٹکنے والا، متغیر۔ چو: جب۔ فطرت: قدرت۔ می تراشد: تراشتی ہے۔ پیکرے: کوئی پیکر، پتلا، جسم۔ را: کو۔ تمامش می کند: اسے مکمل کرتی ہے۔ در روزگارے: ایک زمانے میں، زمانوں بعد، صدیوں میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس مشت خاک (آدمی) سے مایوس نہ ہو پراگندہ صورت، سخت ناپائیدار کہ اس کا جلوہ ناپائیدار پریشاں ہے کیونکہ جب فطرت کوئی پیکر تراشتی ہے (تو) اسے (نہ جانے کتنے) زمانوں میں مکمل کرتی ہے۔ (ارتقاء کیلئے ایک طویل مدت (صدیوں پر محیط زمانہ) درکار ہوتی ہے۔

۱۵۵ جہان رنگ و بو فہمیدنی ہست دریں وادی بسے گل چیدنی ہست
ولے چشم ازدرون خود نہ بندی کہ در جان تو چیزے دیدنی ہست

معانی ...... : فہمیدنی: سمجھنے کے لائق۔ ہست: ہے۔ دریں وادی: اس وادی میں۔ بسے: بہت سے، اکثر۔ چیدنی۔ چنے

جانے کے قابل۔ ولے: لیکن۔ از درون خود: اپنے باطن کی طرف سے۔ نہ بندی: تم نے موندنا، مت بند کرنا۔ دیدنی: دیکھنے والا، لائق مشاہدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ جہان رنگ و بو سمجھنے کے لائق ہے اس وادی میں بہت سارے پھول چننے کے قابل ہیں لیکن تم اپنے باطن سے آنکھ بند نہ کرنا کہ تمہاری روح میں ایک دیکھنے والی چیز ہے۔ (یہ قابل دید چیز دل یا روح بھی ہو سکتی ہے)۔

۱۵۶ تو می گوئی کہ من ہستم، خدا نیست — جہاں آب و گل را انتہا نیست
ہنوز ایں راز برمن ناکشود است — کہ چشم آنچہ بیند ہست مانیست

معانی ...... : تو میگوئی: تو کہتا ہے۔ من ہستم: میں موجود ہوں۔ جہان آب وگل: مٹی اور پانی کی دنیا، کائنات، ناکشود است: ان کھلا ہے، نہیں کھلا، آنچہ: جو کچھ، بیند: دیکھتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہتا ہے کہ میں ہوں، خدا نہیں ہے کائنات کی (کوئی) انتہا نہیں ہے (یہ کبھی ختم نہیں ہو گی) مگر مجھ پر یہ راز اب تک نہیں کھلا کہ میری آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے وہ موجود (بھی) ہے یا نہیں۔ (ہر مشہود دیکھنے والے کا مرہون منت ہے کائنات کا وجود محض اعتباری ہے)۔

۱۵۷ بساطم خالی از مرغ کباب است — نہ درجامم مے آئینہ تاب است
غزال من خورد برگ گیا ہے — ولے خون دل او مشکناب است

معانی ...... : بساطم: میرا دستر خوان۔ مرغ کباب: بھونا ہوا مرغ، مرغ مسلم۔ درجامم: میرے جام میں۔ مے آئینہ تاب: شیشے کو چمکانے والی شراب۔ غزال من: میرا ہرن۔ خورد: کھاتا ہے۔ برگ: گیا ہے، گھاس کی پتی۔ مشک ناب: خالص مشک۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دستر خوان مرغ مسلم سے خالی ہے نہ میرے پیالے میں شیشہ جگمگانے والی (قیمتی) شراب ہے میرا ہرن گھاس کی پتیاں کھاتا ہے لیکن اس کا خون دل مشک ناب ہے۔ (اصل چیز خوراک کی ظاہری لذت نہیں بلکہ باطنی خوراک کی لذت ہے جو امیری میں نہیں فقیری میں حاصل ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسمانی طاقت بھی مرغن غذاؤں پر موصوف نہیں ہے۔

جسے نان جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر
(اقبال)

۱۵۸ رگ مسلم ز سوز من تپید است — ز چشمش اشک بیتابم چکید است
ہنوز از محشر جانم نداند — جہاں را بانگاہ من ندید است

معانی ...... : رگ: نس۔ تپید است: تڑپتی ہے۔ چکید است: ٹپکا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے سوز نے مسلمان کی نس نس میں آگ بھر دی ہے (جو میں نے اسے شاعری کے ذریعہ دیا ہے) اس کی آنکھوں سے میرے ہی بے تاب آنسو ٹپک رہے ہیں (مسلمان مجھے قوم کا شاعر سمجھتا ہے) لیکن ابھی تک میری روح میں برپا قیامت سے وہ انجان ہے اس نے دنیا کو میری آنکھ سے نہیں دیکھا۔ (مجھے ضرور پڑھا ہے لیکن جو کچھ میں اسے دینا چاہتا ہوں وہ اس نے

مجھ سے نہیں لیا! اگر مسلمان اس کائنات کو اقبال کی نگاہ سے دیکھے تو اس کے دل میں بھی محشر برپا ہوسکتا ہے)۔

۱۵۹ بحرف اندر نگیری لا مکاں را — درون خودنگر، ایں نکتہ پید است
بہ تن جاں آنچناں دارد نشیمن — کہ نتواں گفت اینجا نیست آنجا ست

معانی ......: بحرف اندر: حرف کے اندر، لفظوں میں، گفتگو میں۔ نگیری: تو نہیں پکڑ سکتا، تو نہیں سمو سکتا۔ لامکاں: مادے اور زمانے سے ماورا مقام، عالم جبروت، عالم صفات۔ نگر: دیکھ۔ بہ تن: تن میں، جسم کے اندر۔ آنچناں: اس طرح۔ نتواں گفت: نہیں کہا جا سکتا۔

ترجمہ و تشریح ......: تو لامکاں کو لفظوں میں نہیں سمو سکتا اپنے اندر جھانک (جہاں) یہ بھید ظاہر ہے (خودشناسی سے لامکاں شناسی ممکن ہے عقل و علم سے نہیں) روح بدن میں اس طرح سمائی ہوئی ہے کہ (یہ) نہیں کہا جا سکتا وہاں ہے، یہاں نہیں (روح میں لامکانیت کی شان پائی جاتی ہے)۔

۱۶۰ بہر دِل عشق رنگ تازہ برکرد — گہے باسنگ گہ با شیشہ سرکرد
ترا از خورد بود و چشم تر داد — مرا با خویشتن نزدیک تر کرد

معانی ......: برکرد: نکالا، روشن کیا۔ گہے: کبھی، سرکرد: اس نے بسر کی۔ ربود: چھینا، اچک لیا۔ داد: اس نے دی۔ مرا: مجھے۔ با خویشتن: اپنے آپ سے۔

ترجمہ و تشریح ......: ہر دل میں عشق نئے رنگ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی پتھر کبھی شیشے کے ساتھ بسر کی (موافقت کرتا ہے) تجھے اس نے خود سے جدا کیا اور رلایا (اپنا آپ بھلا دیا اور رونا سکھایا) مجھے اپنے آپ سے اور قریب کیا۔ نوٹ: عشق کی تجلیات یکساں نہیں بلکہ گوناگوں ہیں اور ہر شخص کے دل میں ان کی بدولت مختلف قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۱ ہنوز از بند آب و گل نہ رستی — تو گوئی رومی و افغانیم من
من اول آدم بے رنگ و بویم — ازاں پس ہندی و تورانیم من

معانی ......: از بند آب و گل: مٹی اور پانی کی قید سے۔ نرستی: تو نہیں چھوٹا۔ تو گوئی: تو کہتا ہے۔ آدم بے رنگ و بویم: بے رنگ و بو آدمی ہوں، صرف آدمی ہوں۔ بغیر رنگ و بو وہ آدمی جو کسی خاص نسل اور وطن میں محدود نہ ہو۔ ازاں پس: اس کے بعد۔

ترجمہ و تشریح ......: تو ابھی مٹی اور پانی کی قید سے نہیں چھوٹا تو کہتا ہے میں "رومی" اور "افغانی" ہوں میں پہلے صرف اور صرف آدمی ہوں اس کے بعد ہندی اور تورانی ہوں۔ نوٹ: آدمی کی عزت تو اس کی آدمیت پر موقوف ہے نہ کہ اس کی ذات یا نسل یا زبان یا قوم پر۔

۱۶۲ مرا ذوق سخن خوں در جگر کرد — غبار راہ رامشت شرر کرد
بگفتار محبت لب کشودم — بیاں ایں راز را پوشیدہ تر کرد

معانی ......: ذوق سخن: سخن کی مستی۔ شعر۔ خوں در جگر: جگر میں خون رکھنے والا، عشق سے بھرا ہوا دل رکھنے والا، عاشق۔ کرد: اس نے کیا۔ کردن: کرنا۔ بگفتار محبت: محبت کے بیان میں۔ لب کشودم: میں نے لب کھولے۔ زبان کھولی۔

ترجمہ و تشریح ......: سخن (شاعری) کی مستی (ذوق) نے میرے دل میں لہو دوڑا دیا ہے (جگر کو خون کر دیا) راستے کی دھول کو چنگاریوں کا جھکڑ بنا دیا (جسم خاکی میں سوز اور تڑپ پیدا کر دی ہے)۔ میں نے محبت پر گفتگو کرنے کیلئے لب کھولے اظہار و بیان

نے اس راز کو اور پوشیدہ کر دیا (جذبہ عشق و محبت کو الفاظ کی قید میں نہیں لایا جا سکتا راز محبت لفظوں سے ادا نہیں ہو سکتا)۔

۱۶۳ گریز آخرز عقل ذو فنوں کرد — دل خود کام را از عشق خوں کرد

ز اقبال فلک پیما چہ پرسی — حکیم نکتہ دان ما جنوں کرد

معانی ...... : زعقل ذوفنوں: بہت سے فن جاننے والی عقل۔ کرد: اس نے کیا۔ دل خود کام: خودغرض دل۔ زاقبال فلک پیما: آسمانوں کی سیر کرنے والے اقبال کے بارے میں، آسمان ناپنے والے اقبال کا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ حکیم نکتہ دان ما: ہمارا عقلمند فلسفی۔ جنوں کرد: اس نے پاگل پن کیا، وہ دیوانہ ہو گیا۔ ع کیا جنوں کر گیا شعور سے وہ (میر)۔

ترجمہ و تشریح ...... : آخر عیار (چالاک) عقل سے پیچھا چھڑایا دل کو عشق سے لہو کیا (خون کیا) آسمان کی سیر کرنے والے اقبال کا کیا پوچھتا ہے ہمارا سیانا فلسفی (عقل چھوڑ کر) مجنوں ہو گیا۔ (عقل کی بجائے عشق کا راستہ اختیار کر)۔ یہ حکیم نکتہ داں خدا، رومی یا کوئی اور صاحب عشق ہو سکتا ہے جس نے اقبال میں یہ تبدیلی پیدا کی۔ انہوں نے مذہب عشق اختیار کیا۔ اقبال لکھتے ہیں۔

ہے فلسفہ میرے آب و گل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
انجام خرد دے بے حضوری
ہے فلسفہ زندگی سے دوری

حصہ دوم

افکار

(اس حصہ میں ۵۱ مختلف نظمیں ہیں۔ ان میں کوئی ترتیب یا منطقی ربط نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت جو خیال بھی دل میں آیا اُسے نظم کا روپ دے دیا۔ لیکن ان سب نظموں میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہر نظم سے شاعر نے کوئی نہ کوئی نکتہ ضرور پیدا کیا ہے۔

بعض آسان اور بعض مشکل ہیں۔ مثلاً ''ہلال عید'' اور ''کرمکِ شب تاب'' نسبتاً آسان ہیں اور ''نوائے وقت'' اور ''تسخیر فطرت'' دشوار ہیں۔ پیام مشرق کی نظموں کے حسب ذیل عنوانات قائم کئے جا سکتے ہیں:۔

بہاریہ نظمیں...... تمثیلی نظمیں...... فلسفیانہ نظمیں...... طنزیہ نظمیں...... سبق آموز نظمیں......

بعض نظمیں ''بانگ درا'' کی نظموں سے ملتی جلتی ہیں مثلاً سرور انجم، شبنم، طیارہ اور قطرۂ آب۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ''بانگ درا'' کی نظموں اور اس کتاب کی ان نظموں کا زمانہ تصنیف ایک ہی ہے۔ یعنی از ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۲ء...... ان نظموں کا اگر ''ضربِ کلیم'' کی نظموں سے موازنہ کیا جائے تو اقبال کا ذہنی ارتقاء صاف طور سے دیکھا جا سکتا ہے۔ جوں جوں ان کی فکر بلند ہوتی گئی مناظر قدرت کے بجائے زندگی اور کائنات کے اہم مسائل ان کی فکر کا موضوع بنتے گئے۔

افکار

گل نخستیں

ہنوز ہم نفسے در چمن نمی بینم ۔۔۔ بہار میرسد و من گل نخستینم
بہ آبجو نگرم، خویش را نظارہ کنم ۔۔۔ بایں بہانہ مگر روے دیگرے بینم

بہار کا پہلا پھول: (اپنے متعلق کہا ہے)

...... یہ ایک آسان نظم ہے۔ شاعر نے پھول کو ایک صاحبِ شعور ہستی قرار دیا ہے۔ اس صفت کو انگریزی میں Personification کہتے ہیں۔

معانی ...... : ہنوز: ابھی، تا حال۔ ہم نفسے: کوئی ہمدم۔ نمی بینم: میں نہیں دیکھتا، میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ می رسد: پہنچ رہی ہے، آ رہی ہے۔ گل نخستینم: میں پہلا پھول ہوں۔ بہ آبجو: ندی میں۔ نگرم: دیکھتا ہوں۔ خویش: اپنا آپ، خود۔ را: کا، کو۔ نظارہ کنم: نظارہ کرتا ہوں، دیکھتا ہوں۔ بایں بہانہ: اس بہانے سے، اسی بہانے۔ مگر: شاید۔ روے دیگرے: کسی اور کا چہرہ، کسی دوسرے کی شکل۔ بینم: دیکھوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس باغ میں ابھی اپنا کوئی ساتھی نہیں دیکھتا بہار آ رہی ہے اور میں پہلا پھول ہوں، ندی میں جھانکتا ہوں، اپنا ہی نظارہ کرتا ہوں، شاید اسی بہانے کسی اور کی صورت دیکھ لوں۔

بخامہ کہ خط زندگی رقم زدہ است ۔۔۔ نوشتہ اند پیامے بہ برگ رنگینم
دلم بہ دوش و نگاہم بہ عبرت امروز ۔۔۔ شہید جلوہ فردا و تازہ آئینم

معانی ......: بخامہ: اس قلم سے۔ کہ: جو۔ خط زندگی: زندگی کا نقش، زندگی کا فرمان۔ رقم زدہ است: لکھا گیا ہے۔ نوشتہ اند: انہوں نے (کارکنانِ قضا و قدر) نے لکھا ہے۔ پیامے: ایک پیغام۔ بہ برگ رنگینم: میری رنگین پنکھڑی پر۔ دلم: میرا دل۔ بہ دوش: ماضی میں۔ نگاہم: میری نگاہ۔ بہ عبرت امروز: آج سے عبرت لینے میں۔ شہید جلوہ فردا: مستقبل کا جلوہ دیکھنے والا، مستقبل کا عاشق۔ تازہ آئینم: میں نئی روش اور انداز والا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ......: جس سے زندگی کا فرمان رقم ہوا ہے (قدرت نے) اسی قلم سے میری رنگین پنکھڑیوں پر ایک پیغام تحریر کیا ہے میرا دل ماضی میں اور میری نظر آج سے عبرت لینے میں مصروف ہے۔ آنے والے دورِ اسلام پر مرتا ہوں اور نیا آئین تصورات پیش کرتا ہوں۔ (شاید کوئی بہتر دور آئے)۔

زتیرہ خاک دمیدم، قبائے گل بستم
وگرنہ اختر واماندہ زپروینم

معانی ...... تیرہ خاک: اندھیری مٹی، سیاہ دمیدم: میں پھوٹا، میں اگا۔قبائے گل بستم: میں نے پھول کی قبا اوڑھی۔بستم: میں نے باندھی۔اختر واماندہ زپروینم: ثریا سے بچھڑا ہوا ایک ستارہ ہوں۔پروین، ثریا: ستاروں کا جھرمٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... میں تاریک مٹی سے پھوٹا (پیدا ہوا) اور پھول کا لبادہ اوڑھ لیا۔وگرنہ میں تو ثریا کا ایک ستارہ ہوں جو پیچھے رہ گیا ہے۔نوٹ: آخری شعر میں اقبال اپنے مسلک کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گل بہار ہو یا اختر فلک دونوں کی ہی ہستی کے مظاہر ہیں۔یعنی وہی ذات واحد (حق تعالیٰ) کائنات کی ہر شے میں جلوہ گر ہے۔

تارے میں وہ قمر میں وہ جلوہ گر بحر میں وہ
چشم نظارہ میں نہ تو سرمہ امتیاز دے

دعا

اے کہ از خمخانہ فطرت بجام ریختی — زآتش صہبائے من بگداز مینائے مرا
عشق را سرمایہ ساز از گرمی فریاد من — شعلہ بیباک گرداں خاک سینائے مرا

......یہ ایک بلند پایہ فلسفیانہ نظم ہے۔جس میں شاعر مادیات اور دنیاوی لوازمات سے بالاتر ہو کے مقصد ہستی کے حصول کے لئے دعا کرتا ہے......

معانی ...... : اے کہ: اے تو کہ۔از خمخانہ فطرت: فطرت کے میخانے سے۔ریختی: تو نے انڈیلا۔زآتش صہبائے من: میری شراب کی آگ سے۔بگداز: تو پگھلا دے۔مینائے مرا: میرا شیشہ، میری صراحی کو۔ساز: تو بنا دے۔شعلہ بے باک: بے ترس شعلہ، زبردست لپٹ۔گرداں: تو کر دے۔خاک سینائے مرا: میری وادی سینا کی مٹی کو۔حضرت موسیٰ نے صحرائے سینا میں جلوہ نور دیکھا تھا۔

ترجمہ و تشریح ......: اے کہ (وہ ذات) تو نے فطرت کے میخانے سے میرا پیالہ بھرا۔میری شراب کی آگ سے میرا شیشہ پگھلا دے۔مراد ہے میرے اندر وہ گداز پیدا کر دے کہ تیرے سوا ہر شے کو بھول جاؤں۔میری فریاد کی گرمی کو عشق کا سرمایہ بنا۔میری سینائے وجود کی مٹی کو بھڑکتا شعلہ بنا دے تا کہ میں اس سے اپنے نفس اور غیر اللہ کے خس و خاشاک کو جلا دوں۔

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا؟ کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

چوں بمیرم از غبار من چراغ لالہ ساز
تازہ کن داغ مرا، سوزاں بصحرائے مرا

معانی ...... : چوں: جب۔بمیرم: میں مروں۔از غبار من: میری مٹی سے۔چراغ لالہ: گل لالہ کا چراغ، چراغ ایسا گل لالہ۔تازہ کن: تازہ کر، دوبارہ ظاہر کر۔داغ مرا: میرے داغ کو، میرا داغ۔سوزاں: جلتا ہوا۔بصحرائے مرا: میرے صحرا میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب مروں تو میری خاک سے گل لالہ کا چراغ بنا۔میرا داغ پھر سے تازہ کر، میرے صحرا میں جلتا ہوا۔

(مراد یہ ہے میرے عشق کی تاثیر کو میری زندگی کے بعد قائم رکھنا تا کہ لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں)۔

ہلال عید

نتواں زچشم شوق رمید اے ہلال عید — از صد نگہ براہ تو دامے نہادہ اند
برخود نظر کشاز تہی دامنی مرنج — در سینہ تو ماہ تمامے نہادہ اند

معانی ...... : نتواں زچشم شوق رمید: چاہت بھری آنکھ سے بھاگا نہیں جا سکتا۔ از صد نگہ: سینکڑوں نگاہوں سے، سینکڑوں نظروں کا۔ براہ تو: تیرے راستے میں۔ دامے: بڑا جال۔ نہادہ اند: انہوں نے ڈالا ہوا ہے۔ برخود نظر کشا: خود پر آنکھ کھول، خود کو دیکھ۔ تہی دامنی: دامن خالی ہونا۔ مرنج: تو مت کڑھ، تو غم نہ کر۔ درسینہ تو: تیرے سینے میں۔ ماہ تمامے: ایک پورا چاند۔ نہادہ اند: خدا نے رکھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے ہلال عید! تو ہماری چشم شوق سے بھاگ نہیں سکتا۔ ہم نے تیرے راستے میں سینکڑوں نگاہوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ خود پر آنکھ کھول، اپنے خالی دامن پر افسوس نہ کر۔ پہلے دن کا چاند بڑا باریک ہوتا ہے رفتہ رفتہ وہ پورا چاند بن جاتا ہے۔ تیرے سینے کے اندر پورا چاند رکھ دیا گیا ہے۔ نوٹ: کارکنان قضا و قدر نے ہر انسان میں ماہ تمام یعنی مرد کامل بننے کی استعداد مخفی کر دی ہے۔ جس نے اپنے اندر کو تلاش کیا وہ چودھویں کے چاند کی طرح مرد کامل بن گیا۔

تسخیر فطرت

(۱) میلاد آدم

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد — حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد
فطرت آشفت کہ از خاک جہان مجبور — خود گرے، خود شکنے، خود نگرے پیدا شد

میلاد آدم (آدم کی پیدائش کا حسن)

نوٹ: اس نظم میں اقبال نے انسان کی پیدائش کا مقصد واضح کیا ہے......

معانی ...... : خونیں جگرے: جگر لہو کرنے والا ایک شخص، لہولہو دل رکھنے والا، عاشق۔ صاحب نظرے: نظر رکھنے والا ایک شخص، حقیقت شناس، حسن حقیقی کو دیکھنے کی صلاحیت اور سکت رکھنے والا عاشق۔ فطرت آشفت: فطرت گھبرائی۔ خودگرے: اپنی تعمیر و تشکیل آپ کرنے والا، خود کو بنانے والا۔ خود شکنے: خود کو مسمار کرنے والا، ایک خود شکن۔ خودنگرے: خود کو دیکھنے والا، خود شناس۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق نے نعرہ لگایا کہ ایک خوش جگر پیدا ہو گیا۔ حسن لرز اٹھا کہ ایک صاحب نظر آ گیا ہے۔ فطرت گھبرائی کہ جبر کی ماری دنیا کی خاک سے خود کو بنانے خود کو توڑنے خود کو جاننے والا پیدا ہو گیا۔ خود کو بنانے والا مظہر صفات الٰہیہ پیدا کر کے نائب خدا اور خلیفۃ الارض ہونے کے اعتبار سے اور خود کو توڑنے والا اپنے اندر کے بت خانہ نفس کو توڑنے کے لحاظ سے اور خود کو دیکھنے والا اپنی معرفت حاصل کرنے کے پس منظر میں۔ نوٹ: اس نظم میں اقبال نے انسان کی پیدائش کا مقصد واضح کیا ہے۔

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے — پہنچا اس جا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا

خبرے رفت زگردوں بہ شبستان ازل　　حذر اے پردگیاں پردہ درے پیداشد
آرزو بیخبر از خویش بآغوش حیات　　چشم وا کردد و جہان دگرے پیداشد

معانی ...... : خبرے رفت: خبر گئی۔ زگردوں: آسمان سے۔ بہ شبستان ازل: ازل کی خلوت گاہ میں۔ خوابگاہ، گوشہ خلوت۔ ازل: ہر اول کا اول، ماضی کی طرف وجود کی ہمیشگی، زمانے سے پہلے کی حالت۔ حذر: ہوشیار، خبردار۔ پردگیاں: پردگی کی جمع، چھپے ہوئے، پردے میں رہنے والے۔ پردہ درے: پردہ اٹھا دینے والا۔ آرزو: تمنا، کسی ایک ہی حالت پر اکتفانہ کرنے کا تقاضا۔ چشم وا کرد: اس نے آنکھ کھولی، وہ بیدار ہوئی، ہوش میں آئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : آسمان سے ازل کی خلوت گاہ میں خبر پہنچی۔ اے پردہ نشینو! ہوشیار ہو جاؤ پردہ اٹھانے والا (چاک کر دینے) آ گیا ہے۔ آرزو زندگی کے آغوش میں اپنی سدھ بدھ بھولی ہوئی تھی اس نے آنکھ کھولی اور ایک اور ہی عالم پیدا ہو گیا (وجود میں آ گیا)۔

زندگی گفت کہ در خاک تپیدم ہمہ عمر
تا ازیں گنبد دیرنہ درے پیداشد

معانی ...... : زندگی گفت: زندگی نے کہا، بولی۔ تپیدم: میں تڑپی۔ ہمہ عمر: ساری عمر۔ تا: تب، تب کہیں جا کر۔ ازیں گنبد دیرینہ: اس پرانے گنبد سے۔ درے: ایک دروازہ۔ پیداشد: وہ پیدا ہوا، ظاہر ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی نے کہا کہ میں تمام عمر خاک میں تڑپتی رہی تب کہیں جا کر اس پرانے گنبد سے ایک دروازہ نکلا (راستہ پیدا ہوا)۔ نوٹ: زندگی مختلف شکلوں میں پہلے بھی تھی لیکن آدم نے اسے شعوری طور پر ظہور کیا۔ زندگی کو پہلی بار اپنا شعور ملا۔

(۲) انکار ابلیس

نوری ناداں نیم، سجدہ بآدم برم !　　او بہ نہاد است خاک، من بہ نژاد آذرم !
می تپد از سوزمن، خون رگ کائنات　　من بہ دو صرصرم، من بہ غوتندرم

معانی ...... : نوری ناداں: ناسمجھ فرشتہ۔ نوری: نور کا بنا ہوا۔ نیم: نہیں ہوں۔ سجدہ بادم برم: آدم کو سجدہ کروں۔ او: وہ۔ بہ: میں، کے اعتبار سے۔ نہاد: خلقت، خمیر۔ نژاد: اصل، جوہر۔ آذرم: میں آگ ہوں۔ می تپد: گرم ہوتا ہے، رواں ہوتا ہے۔ از سوز من: میری حرارت سے۔ من بہ دو صرصرم: آندھی کی تیز رفتار کے پیچھے میں ہوں۔ دویدن: من بہ غوتندرم: بجلی کی کڑک میں میں ہوں، بادلوں کی گرج کے پیچھے میں ہوں۔ تندر: رعد، بجلی کی کڑک، بادل کی گرج۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نادان فرشتہ نہیں کہ آدم کو سجدہ کروں وہ اصلاً خاک ہے اور میں آگ سے ہوں۔ میری حرارت سے کائنات کی رگوں میں لہو جوش مارتا ہے۔ آندھی کے تند جھکڑوں کے پیچھے میں ہوں، بجلی کی کڑک بادلوں کی گرج کے پیچھے میں ہوں۔ (مراد ہے اگر میں آدم کو نہ بہکاتا تو آدم سوائے اللہ اللہ پکارنے کے اور کیا کرتا۔ یہ سارے ہنگامے جن سے کائنات میں رونق ہے آدم کو عطا کردہ مرے افکار و جذبات کی وجہ سے ہی ہے۔ اس شعر میں "سوز" سے سوزش عشق مراد نہیں ہے بلکہ ابلیسی فطرت جو سراپا آتش ہے۔

رابطہ سالمات، ضابطہ امہات　　سوزم و سازے دہم، آتش مینا گرم
ساختہ خویش را، در شکنم ریز ریز　　تاز غبار کہن، پیکر نو آورم

معانی ...... : رابطہ سالمات: ذرات مادی کی ہم آہنگی، ایٹموں کے بیچ باہمی تال میل۔ ضابطہ امہات: عناصر میں کارفرما قانون۔

امہات: چار عناصر۔ سوزم: جلاتا ہوں۔ سوختن: جلانا۔ و: مگر۔ سازے دھم: بناتا ہوں، سنوارتا ہوں۔ ایجاد کرنا، کام سنوارنا۔ آتش مینا گرم: میں شیشہ ڈھالنے والی آگ ہوں۔ مینا: شراب کی صراحی۔ ساختہ خویش را: اپنے بنائے ہوئے کو۔ خویش: اپنا۔ در شکنم ریز ریز: ریزہ ریزہ توڑ دیتا ہوں، توڑ کے ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں۔ آورم: بناؤں، پیدا کروں۔

ترجمہ و تشریح ...... : سالمات کے درمیان تال میل (مجھ سے ہے) عناصر میں کارفرما قانون (میری بدولت ہے) جلاتا ہوں اور بناتا ہوں۔ میں آگ ہوں شیشہ ڈھالنے والی اپنے ہی بنائے ہوئے کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں تاکہ پرانی مٹی سے نیا پیکر تراشوں۔ (کائنات میں جتنا بھی حسن، دلکشی، ہنگامہ اور لذت ہے وہ میری وجہ سے ہے)۔

از زو من موجہ چرخ سکوں ناپذیر　　نقش گر روزگار، تاب و تب جوہرم
پیکر انجم زتو، گردش انجم زمن　　جاں بجہاں اندرم، زندگی مضمرم

معانی ...... : از زو من: میرے دریا کی۔ چرخ سکوں ناپذیر: سکون قبول نہ کرنے والا آسمان، حرکت میں رہنے والا آسمان۔ نقش گر روزگار: زمانے کو صورت دینے والا، زمانے کے خطوط متعین کرنے والا۔ دنیا۔ جاں بجہاں اندرم: میں دنیا کے اندر جان ہوں، میں کائنات میں روح۔ زندگی مضمرم: چھپی ہوئی زندگی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : کہیں ٹھہراؤ نہ پکڑنے والا آسمان میرے دریا کی ایک لہر یا موج ہے۔ میں زمانے کے نقوش بناتا ہوں، میں اسکے جوہر کو تاب و تب عطا کرتا ہوں۔ ستاروں کا پیکر تجھ (اللہ) سے، ستاروں کی گردش مجھ سے ہے۔ میں کائنات کے اندر جان بن کر سمایا ہوا ہوں، میں ہر شے میں چھپی ہوئی زندگی ہوں۔

تو بہ بدن جاں دہی، شور بجاں من دہم　　تو بہ سکوں رہ زنی، من بہ تپش رہبرم
من زتنک مایگاں گدیہ نہ کردم سجود　　قاہر بے دوزخم، داور بے محشرم

معانی ...... : تو بہ سکوں رہ زنی: تو سکون کی طرف بھٹکاتا ہے، تو جمود کی طرف کھینچ کر بے راہ کرتا ہے۔ من بہ تپش رہبرم: میں تڑپ اور حرارت کی طرف رہنمائی کرتا ہوں، میں سوز و تپش کی راہ بتاتا ہوں۔ تنک مایگاں: تنک مایہ کی جمع، کم مایہ، نادار، مفلس، جن کے پاس نہ مال ہو نہ طاقت نہ علم۔ گدیہ نکردم سجود: میں نے سجدوں کی گدائی نہیں کی۔ داور بے محشرم: میں بلا محشر کے منصف ہوں، میں وہ عادل ہوں جسے قیامت کی حاجت نہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو بدن کو جان دیتا ہے، میں جان میں شور (ہلچل پیدا کرتا ہوں۔ تو سکون کی طرف بے راہ کرتا ہے، میں تڑپ اور حرارت دے کر اس کی راہبری کرتا ہوں (راہ بتاتا ہوں۔ میں ان کم ظرفوں (فرشتوں) سے سجدوں کی گدائی نہیں کرتا میں قاہر ہوں مگر بغیر دوزخ کے میں داور (منصف) ہوں مگر بغیر محشر کے (ابلیس نے اللہ تعالیٰ پر طنز کی ہے)۔

آدم خاکی نہاد، دوں نظر و کم سواد
زاد در آغوش تو پیر شود در برم

معانی ...... : آدم خاکی نہاد: مٹی سے پیدا ہونے والا آدمی۔ دوں نظر: کم نظر، گھٹیا عقل رکھنے والا، پست مقاصد رکھنے والا۔ کم سواد: جاہل، نالائق۔ زاد: وہ پیدا ہوا۔ در آغوش تو: تیرے آغوش میں۔ پیر شود: وہ بوڑھا ہوتا ہے۔ در برم: میری گود میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : خاک زاد آدم، کم نظر اور جاہل ہے (اس میں پہچان کی عقل نہیں ہے)۔ تیرے آغوش میں پیدا ہوا (مگر) بوڑھا میری گود میں ہوتا ہے (مراد ہے ساری عمر میرے اشارے پر چلتا ہے)۔

(۳) اغوائے آدم

زندگی سوز و ساز، بہ زسکون دوام — فاختہ شاہیں شود، از تپش زیرِ دام
ہیچ نیایدز توغیر سجود نیاز — خیز چوسروبلند، اے بعمل نرم گام

اغوائے آدم (بہشت سے)

معانی ...... : زندگی سوزوساز: دکھ سکھ کی زندگی۔ازتپش زیردام: جال میں پھڑ کنے سے۔نیایدزتو: تجھ سے نہیں ہوتا، تجھ سے صادر نہیں ہوتا۔غیر سجود نیاز: بندگی کے سجدوں کے علاوہ۔

ترجمہ و تشریح ......: دکھ سکھ سے بھری ہوئی رواں دواں زندگی ہمیشہ کے سکوں (ٹھہراؤ) سے بہتر ہے۔ جال میں تڑپنے پھڑ کنے سے فاختہ بھی جدو جہد کی حرارت کی وجہ سے شاہین بن جاتی ہے۔ یہاں جنت میں سوائے نیاز مندانہ سجدوں کے تجھ سے اور کچھ بن نہیں پڑتا۔اے سست عمل سر و بلند کی طرح اٹھ کھڑا ہو (اور عمل اختیار کر)۔

کوثر و تسنیم برد، از تو نشاط عمل — گیر زمینائے تاک، بادہ آئینہ فام
زشت و نکو زادہ وہم خداوند تست — لذت کردار گیر، گام بنہ، جوے کام

معانی ...... : کوثر: جنت کا ایک حوض۔تسنیم: جنت کی ایک نہر۔برد: وہ لے گئی، اس نے چھین لی۔گیر: تو حاصل کر۔زمینائے تاک:
انگور کی صراحی سے۔بادہ آئینہ فام: آئینے کی طرح شفاف شراب۔زشت: شر۔نکو: خیر۔زادہ وہم خداوند تست: تیرے خداوند کے وہم کی پیداوار ہے۔خدا۔لذت کردار: عمل کی لذت۔گام بنہ: تو قدم رکھ، گام: قدم۔بنہ: تو رکھ۔جوے کام: تو مراد پالے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کوثر و تسنیم نے تجھ سے سرگرم عمل ہونے کا لطف ختم کر دیا ہے۔اٹھ اور انگور کی صراحی سے آئینے کی طرح شفاف شراب حاصل کر۔نیکی اور بدی تیرے خداوند کے وہم کی پیداوار ہے۔عمل کے مزے لوٹ، قدم بڑھا، اپنی مراد پالے (کامیابی تلاش کر)۔

خیز کہ بنمایمت مملکت تازہ — چشم جہاں بیں کشا، بہر تماشا خرام
قطرہ بے مایہ، گوہر تابندہ شو — از سر گردوں بیفت، گیر بدریا مقام

معانی ...... : بنمایمت: میں تجھے دکھاؤں۔چشم جہاں بین: دنیا دیکھنے والی آنکھ۔چشم: آنکھ۔کشا: کھول۔بھر تماشا: سیر کیلئے۔خرام: تو ٹہل۔قطرہ بے مایہ: تو بے حقیقت قطرہ ہے۔شو: تو ہو جا۔از سر گردوں: آسمان پر سے۔بیفت: تو اتر۔گیر: تو پکڑ۔بدریا: سمندر میں۔مقام: ٹھکانا، گھر، منزل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ کہ میں تجھے ایک نئی سلطنت دکھاؤں دنیا کو دیکھنے والی آنکھ کھول اور اس کے نظاروں میں سیر کر۔تو (ابھی) ایک بے قیمت قطرہ ہے، چمکدار موتی بن جا۔آسمان (بہشت) پر سے اتر، سمندر میں ٹھکانا پکڑ (مقام اختیار کر)۔قطرہ دریا میں گر کر موتی بن جاتا ہے)۔

تیغ درخشندہ، جان جہانے گسل — جوہر خود رانما، آے بروں از نیام
بازوے شاہیں کشا، خون تدرواں بریز — مرگ بود بازرا، زیستن اندر کنام

معانی ......: تیغ درخشندہ:تو چمکتی ہوئی تلوار ہے۔جان جہانے:دنیا کی جان۔گسل:تو توڑ۔جوہر خود۔اپنا جوہر۔نما:تو،دکھا،آ ے: تو آ،تو نکل۔تدرواں:تدرو کی جمع،چکور۔بریز:تو گرا،تو بہا۔بود:ہوتی ہے۔زیستن:زندگی کرنا،جینا۔کنام:گھونسلہ،آشیانہ۔

ترجمہ و تشریح ......: تو چمکتی ہوئی تلوار ہے دنیا کا جی دھلا دے۔اپنا جوہر دکھا نیام سے باہر نکل آ۔شاہین کی طرح بازو کھول چکوروں کا لہو بہادے۔گھونسلے میں بیٹھ رہنا باز کے لئے موت ہے۔(زندگی نہیں ہے)۔

تو نہ شناسی ہنوز شوق بمیرد ز وصل
چیست حیات دوام ؟ سوختن ناتمام

معانی ......: ہنوز:ابھی،ابھی تک۔بمیرد:مرجاتا ہے۔چیست:کیا ہے۔حیات دوام:ہمیشہ کی زندگی۔سوختن ناتمام۔

ترجمہ و تشریح ......: تو ابھی نہیں جانتا وصال سے شوق مردہ ہو جاتا ہے ہمیشہ کی زندگی کیا ہے؟(ہجر کی آگ میں) جلتے بلکہ سلگتے رہنا۔(وصل کی بجائے ہجر میں لذت ہے)۔نوٹ:یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ابلیس کا کام تو بہکانا اور ورغلانا ہے پھر اس نے آدم پر اس صداقت کو کیوں ظاہر کیا؟اس کا جواب یہ ہے کہ راست گوئی کے بغیر ابلیس اپنے مقصد(اغواء) میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے آدم کو بہکانے کیلئے فلسفیانہ قسم کا سچ بول دیا۔

(۴) آدم از بہشت بیروں آمدہ می گوید

چہ خوش است زندگی راہمہ سوز و ساز کردن — دل کوہ و دشت و صحرا بہ دمے گداز کردن
زقفس درے کشادن بہ فضائے گلستانے — رہ آسماں نوردن، بہ ستارہ راز کردن

آدم جنت سے نکل کر کہتا ہے:

معانی ......: سوز:سوختن کے معنے میں،حرارت،شوق،رنج،محبت،حمیت،ذہنی اضطراب،فراق کی کیفیت۔ساز:ساختن کے معنی میں،ملاپ،ہم آہنگی،موافقت،مطابقت،راحت،وصال کی کیفیت۔کردن:کرنا۔سوز و ساز کے معنی ہیں کسی شدید جذبہ مثلاً رنج یا محبت سے متاثر یا مغلوب ہو جانا۔اصطلاحی معنے میں عاشقانہ زندگی۔اقبال نے بھی یہی مفہوم سامنے رکھا ہے۔قفس:پنجرا،قید خانہ۔درے کوئی دروازہ:ایک دروازہ۔بہ فضائے گلستانے:گلستان کی فضا میں۔رہ آسماں نوردن:آسمان کی طرف سفر کرنا،آسمان کا راستہ طے کرنا،راز کردن:راز و نیاز کرنا،دل کی بات محبوب سے کہنا۔

ترجمہ و تشریح ......: ساری زندگی کو سوز و ساز بنا لینا کتنا اچھا ہے(کیا خوب ہے)۔پہاڑ اور میدان اور جنگل کا دل ایک لمحہ میں پگھلا دینا(نرم کر دینا) کتنا اچھا ہے۔گلستان کے بہار بھرے پھیلاؤ کی طرف قفس کا دروازہ کھولنا(قید سے رہائی حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنا کتنا اچھا ہے)۔آسمان کا راستہ طے کرنا ستاروں سے راز و نیاز کی باتیں کرنا(کیا خوب ہے)۔

بگداز ہائے پنہاں، بہ نیاز ہائے پیدا — نظرے ادا شناسے بحریم ناز کردن
گہے جز یکی ندیدن بہ ہجوم لالہ زارے — گہے خارنیش زن راز گل امتیاز کردن

معانی ......: بگداز ہائے پنہاں:چھپی ہوئی رقتوں ملائمت آرزو کے ساتھ۔بہ نیاز ہائے پیدا:ظاہرا طاعتوں کے ساتھ۔نظرے:ایک نگاہ۔اداشناسے:محبوب کی ادا پہچاننے والا۔بحریم ناز:کبریائی کی بارگاہ میں۔یکی:وحدت،یکتائی۔ندیدن:نہ دیکھنا۔دیدن:دیکھنا۔

خار نیشتن زن: ڈنک مارنے والا کانٹا، چبھنے والا کانٹا۔ امتیاز کردن: فرق کرنا، تمیز کرنا۔

ترجمه و تشریح ...... : چھپے ہوئے گداز کے ساتھ، کھلی ہوئی بندگی کے ساتھ بے نیازی کی بارگاہ میں ایک اداشناس نگاہ کرنا کبھی باغ کے رنگارنگ ہجوم میں سوائے وحدت کے اور کچھ نہ دیکھنا۔ کبھی چبھنے والے کانٹے کو (نرم) پھول سے الگ جاننا (امتیاز کرنا)۔

ہمہ سوز ناتمامم، ہمہ درد آرزویم ‏ ‏ ‏ ‏ بگماں وہم یقیں را کہ شہید جستجویم

معانی ...... : ہمہ: سب کا سب۔ سوز ناتمام: ادھوری جلن ہوں۔ درد آرزویم: آرزو کی کسک ہوں۔ بگماں: گمان کو۔ دہم: میں دیتا ہوں۔ شہید جستجویم: میں کھوج کا مارا ہوا ہوں۔

ترجمه و تشریح ...... : میں سارے کا سارا (سرتاپا) ناتمام ہوں، درد آرزو ہوں۔ میں یقین دے کر گمان لیتا ہوں کیونکہ میں جستجو پر جان دیتا ہوں۔ (یہاں ''یقین'' سے انسانی ذہنیت کی وہ ابتدائی حالت مراد ہے جب اس میں تحقیق (جستجو) کا مادہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ نئی چیزوں کی دریافت، نئی ایجادات کا شوق رکھتا ہوں۔ نوٹ: اس نکتہ کو اقبال نے ''پیام مشرق'' کی ایک رباعی کے پہلے شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

ہمائے علم تا افتد بدامت
یقین کمکن گرفتار شکے باش

یعنی جو شخص علم حاصل کرنے کا خواہشمند ہو اسے لازم ہے کہ یقین کے بجائے شک کا طریق اختیار کرے۔ اقبال کا نظریہ یہ ہے کہ علم شک سے پیدا ہوتا ہے اور عمل یقین سے۔

(۵) صبح قیامت (آدم در حضور باری)

اے کہ ز خورشید تو کوکب جاں مستنیر ‏ ‏ ‏ ‏ از دلم افروختی شمع جہان ضریر
ریخت ہنر ہائے من بحر بیک نائے آب ‏ ‏ ‏ ‏ تیشہ من آورد از جگر خارہ شیر

قیامت کی صبح: (آدم اللہ تعالٰی کے حضور میں)

معانی ...... : اے کہ: اے تو کہ، اے باری تعالٰی تو وہ ہے کہ۔ ز خورشید تو: تیرے سورج سے۔ کوکب جاں: روح کا ستارہ۔ مستنیر: روشن، نور طلب کرنے والا، روشنی اخذ کرنے والا۔ افروختی: تو نے روشن کیا۔ شمع جہاں ضریر: اندھیری دنیا کا چراغ۔ ریخت: اس نے ڈالا، انڈیلا۔ ہنر ہائے من: میرے کمالات۔ بحر: دریا۔ بیک نائے آب: ایک نہر میں۔ آورد: لاتا ہے۔ از جگر خارہ: پتھر کے جگر سے۔

ترجمه و تشریح ...... : اے باری تعالٰی تیرے سورج سے ہماری روح کا ستارہ منور ہے۔ میرے دل سے تو نے گھپ اندھیری دنیا کا چراغ روشن کیا۔ میرے ہنر نے دریا کو ایک نہر میں ڈال دیا۔ میرا تیشہ پتھر کے جگر سے دودھ نکال لایا (پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالی)۔

زہرہ گرفتار من، ماہ پرستار من ‏ ‏ ‏ ‏ عقل کلاں کار من بہر جہاں دارو گیر
من بہ زمیں در شدم، من بفلک برشدم ‏ ‏ ‏ ‏ بستہ جادوئے من ذرہ و مہر منیر

معانی ...... : زہرہ: نظام شمسی کا دوسرا ستارہ، وینس، حسن، قدیم بابل کی ایک خوبصورت عورت جس پر ہاروت اور ماروت دو فرشتے عاشق ہو گئے تھے اللہ نے اسے ستارہ بنا کر تیسرے آسمان پر اٹھا لیا۔ پرستار من: میرا غلام۔ عقل کلاں کار من: بڑے کام انجام دینے والی

میری عقل۔ کلاں: بڑا، بزرگ۔ کار: کام۔ دارو گیر: معرکہ، پکڑ دھکڑ، ہنگامہ۔ درشدم: میں داخل ہوا۔ برشدم: میں اوپر چڑھا۔ بستہ جادوئے من: میرے جادو کا باندھا ہوا۔ مہرِ منیر: چمکتا ہوا سورج۔

ترجمہ و تشریح ...... زہرہ میرا گرفتار، چاند میرا پرستار ہے۔ بڑے بڑے معرکے مارنے والی میری عقل کائنات کی فاتح ہے۔ میں زمین کی تہہ میں اترا، میں آسمان کے اوپر چڑھا۔ ذرے سے لے کر چمکتے ہوئے سورج تک سبھی میرے جادو میں گرفتار ہیں۔

گرچہ فسونش مرا بردز راہ صواب — از غلطم در گزر عذر گناہم پذیر
رام نگر دد جہاں تانہ فسونش خوریم — جز بکمند نیاز، ناز نہ گردد اسیر

معانی ...... : فسونش: اس کا جادو۔ برد: وہ لے گیا، اس نے بھٹکا دیا۔ زراہ صواب: سیدھے راستے سے۔ غلطم: میری غلطی۔ درگذر: تو معاف کردے۔ پذیر: تو قبول فرما۔ رام نگردد: رام نہیں ہوتا۔ تا: جب تک۔

ترجمہ و تشریح ...... : گو کہ اس (شیطان) کے جادو نے مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دیا تو میری خطا بخش دے میرا عذر گناہ قبول کرلے جب تک اس کا فریب نہ کھایا جائے یہ دنیا رام نہیں ہوتی عاجزی کے پھندے کے بغیر حسن مغرور قابو میں نہیں آتا۔ (ناز کو صرف کمند نیاز ہی سے اسیر کیا جاسکتا ہے)۔

تاشود از آہ گرم ایں بت سنگیں گداز — بستن زنار او بود مرا ناگزیر
عقل بدام آورد فطرت چالاک را — اہرمن شعلہ زاد سجدہ کند خاک را

معانی ...... : شود: ہوجائے، ہوتا ہے۔ بت سنگیں: پتھر کا بنا ہوا بت۔ سنگیں: گداز: نرم، ملائم۔ بستن زنار او: اس کا جنیوڈالنا یا باندھنا۔ عقل بدام آورد: عقل دام میں لاتی ہے۔ اہرمن شعلہ زاد: آگ کی لپٹ سے پیدا ہونے والا شیطان۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیونکہ یہ پتھریلا بت آہ گرم سے پگھل جاتا ہے (لہٰذا) میرے لئے اس کی زنار گلے میں ڈالنا ضروری تھا۔ میری عقل ابلیس کی فطرت چالاک کو اپنے دام میں لے آئی ہے۔ (پھر) ناری شیطان نے خاک کو سجدہ کیا۔ آخری شعر میں اقبال نے اس نظم کا بیان کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی نعمت عطا فرمائی ہے اور یہ وہ جوہر گراں مایہ ہے کہ اس کی بدولت انسان نے فطرت چالاک (کائنات) کو مسخر کرلیا یعنی آج ابلیس آدم کے سامنے سربسجود ہے۔

بوئے گل

حورے بکنج گلشن جنت تپید و گفت — مارا کسے ز آنسوے گردوں خبر نداد
ناید بفہم من سحر و شام و روز و شب — عقلم ربود ایں کہ بگویند مرد و زاد

پھول کی خوشبو:

معانی ...... : حورے: ایک حور۔ بکنج گلشن جنت: جنت کے چمن کے ایک گوشے میں۔ تپید: وہ تڑپی، بے تاب۔ گفت: اس نے کہا، وہ بولی۔ ما: ہم۔ را: کو۔ کسے: کوئی، کسی۔ ز آنسوے گردون: آسمان کے اس طرف کی۔ خبر نداد: اس نے خبر نہیں دی۔ ناید: نہیں آتا۔ بفہم من: میری سمجھ میں۔ عقلم: میری عقل۔ ربود: اس نے اچک لیا۔ ایں کہ: جو۔ بگویند: لوگ کہتے ہیں۔ مرد: وہ مرگیا۔ زاد: وہ پیدا ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنت کے پھولوں بھرے چمن کے ایک گوشے میں ایک حور تڑپ تڑپ کر کہتی تھی۔ ہمیں کسی نے آسمان

کے اس طرح کی خبر نہیں دی (یعنی دنیا کی خبر نہ دی کہ کیا ہے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ صبح شام اور دن رات کیا ہے؟ یہ سن سن کے میری تو عقل گم ہوگئی کہ فلاں مر گیا اور فلاں پیدا ہوا۔ (میں سنتی ہوں کہ دنیا ایسی جگہ ہے جہاں صبح و شام بھی ہوتی ہے اور رات دن بھی ہوتا ہے۔ میں یہ تبدیلی اوقات کو سمجھ نہیں سکتی اور نہ یہ بات میری سمجھ میں آتی ہے کہ وہاں لوگ پیدا ہوتے ہیں پھر مر جاتے ہیں۔ جنت میں تو نہ کوئی پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے یہاں نہ کبھی دن ہوتا ہے نہ رات ہوتی ہے۔ لہذا میں خود دنیا میں ہوں تو معلوم ہو کہ یہ دن رات کیا ہے؟ اور مرنا جینا کسے کہتے ہیں۔

گردید موج نکہت و از شاخ گل دمید | یا ایں چنیں بعالم فردا و دی نہاد
وا کرد چشم و غنچہ شد و خندہ زدے | گل گشت و برگ برگ شد، و بر زمیں فتاد

معانی ...... : گردید: وہ ہوگئی۔ از شاخ گل دمید: گلاب کی ٹہنی سے پھوٹی۔ ایں چنیں: اس طرح، یوں، اس ڈھب سے۔ بعالم فرداودی: بدلتی ہوئی دنیا میں۔ نہاد: اس نے رکھا۔ وا کرد چشم: اس نے آنکھ کھولی۔ خندہ زد: وہ ہنسی، کھلکھلائی۔ گل گشت: وہ پھول بن گئی۔ برگ برگ شد: وہ پتی پتی ہوگئی۔ بر زمین فتاد: زمین پر گر گئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : پھر وہ خوشبو کی لہر میں ڈھل (تبدیل ہو) گئی اور گلاب کی ایک ٹہنی سے ظاہر ہوئی (شاخ گل سے پھوٹی) یوں اس نے ہر آن بدلی ہوئی دنیا میں قدم رکھا اس نے آنکھ کھولی اور کلی بن گئی اور دم بھر کو مسکرائی پھول بنی اور پتی پتی ہوئی او رخاک پر بکھر گئی۔

زاں نازنیں کہ بند ز پایش کشادہ اند

آہے است یادگار کہ بو نام دادہ اند

معانی ...... : زاں نازنیں: اس نازنین سے، اس نازنین کی۔ بند: بیڑی، بندھن۔ ز پایش: اس کے پاؤں سے۔ کشادہ اند: انہوں (قدرت) نے کھولا ہے۔ آہے: ایک آہ۔ یادگار: نشانی۔ نام دادہ اند: انہوں نے نام دیا ہے، نام رکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نازنین (حور) سے کہ جس کے پاؤں کی بیڑی کھول دی گئی (قید ہستی سے آزاد ہوئی) ایک آہ یادگار (بن کر) رہ گئی جسے خوشبو کا نام دیا گیا ہے۔ (بوقت رخصت اس نے ایک آہ اپنے سینے سے کھینچی، یہ اس کی آہ ہے جس کو ہم لوگ خوشبو کہتے ہیں۔ نوٹ: جس طرح پھول کی اصل پاکیزہ خوشبو ہے جس کی کوئی شکل نہیں ہے اسی طرح آدمی کا پاکیزہ جوہر اس کی روح ہے جسم نہیں۔ شاعر کی نگاہ میں خوشبو ایک لطیف آسمانی جوہر ہے جو مادہ سے پاک ہے۔ یہ ایک دلکش تخیلی نظم ہے جس میں شاعر نے یہ بتایا ہے کہ پھول میں خوشبو کہاں سے آئی۔

نوائے وقت

خورشید بہ دامانم، انجم بہ گریبانم | درمن نگری ہیچم، در خود نگری جانم
در شہر و بیابانم درکاخ و شبستانم | من دردم و درمانم، من عیش فراوانم

زمانے کا گیت: (وقت کہتا ہے)

معانی ...... : خورشید بدامانم: میں دامن میں سورج چھپائے ہوئے ہوں، سورج میرے دامن میں ہے۔ انجم بگریبانم: میں گریبان

میں ستارے لئے ہوئے ہوں، میرے گریبان میں ستارے ہیں۔ در من نگری: تو مجھے دیکھے۔ ہیچم: میں ناچیز، بے حقیقت، کچھ نہیں ہوں۔ در خودنگری: تو خود کو دیکھے، تو خود کو دیکھے گا۔ در کاخ میں وشبستانم: محل اور شبستان ہوں۔ من عیش فراوانم: میں عیش ہی ہوں، عیش فراواں ہوں۔ فراواں: زیادہ، بہت، بکثرت۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے دامن میں سورج، میرے گریبان میں ستارے ہیں اگر تو مجھے دیکھے تو میں کچھ بھی نہیں (یعنی نظر نہیں آتا) اگر تو اپنے آپ میں جھانکے (اگر تو اپنے من میں ڈوب کر معلوم کرنا چاہے) تو میں تیری جان ہوں۔ شہر اور بیابان میں ہوں، میں حجرے اور ایوان میں ہوں۔ میں دکھ ہوں اور سکھ کا دارو، میں سکھ کا انبار ہوں۔

من تیغ جہاں سوزم، من چشمہ حیوانم

معانی ...... : من تیغ جہاں سوزم: میں دنیا پھونکنے والی تلوار ہوں۔ من چشمہ حیوانم: میں زندگی کا سوتا ہوں، آب حیات ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں دنیا پھونکنے والی تلوار ہوں، میں زندگی کا سوتا (آب حیات کا چشمہ بھی) یعنی یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے اگر میں نہ ہوتا تو کہیں زندگی نہ ہوتی، کوئی شے میری دسترس اور گرفت سے باہر نہیں، میں ساری کائنات پر حکمران ہوں۔

چنگیزی و تیموری، مشتے زغبارمن　　ہنگامہ افرنگی، یک جستہ شرارمن
انسان و جہان او، از نقش و نگار من　　خون جگر مرداں، سامان بہارمن

معانی ...... : چنگیزی: چنگیز خان کی صفات، چنگیز کی یلغار۔ تیموری: تیمور کی صفات، تیمور کے ہنگامے۔ مشتے: ایک مٹھی۔ زغبار من: میرے غبار سے، میری گرد کی۔ یک جستہ شرارمن: میری ایک چھوٹی ہوئی چنگاری۔ جہان او: اس کی دنیا۔ ازنقش ونگارمن: میرے نقش و نگار سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : چنگیز کی آندھی اور تیمور کا جھکڑ میرے اڑائے ہوئے غبار کی ایک مٹھی ہے۔ فرنگیوں کا ہنگامہ میری ہی آگ سے نکلی ہوئی ایک چنگاری ہے۔ انسان اور اس کا عالم میرے بنائے ہوئے بیل بوٹے۔ جواں مردوں کا خون جگر میری ہی بہار کا سامان ہے۔

من آتش سوز انم، من روضہ رضوانم

معانی ...... : من آتش سوازنم: میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوں، میں جلانے والی آگ ہوں۔ من روضہ رضوانم: میں رضوان کا باغ ہوں، میں جنت ہوں۔ روضہ: باغ۔ رضوان: جنت کا داروغہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں جلادینے والی آگ ہوں، میں رضوان کا باغ (بہشت ہوں)۔

آسودہ و سیارم، ایں طرفہ تماشابیں　　در بادہ امروزم، کیفیت فردابیں
پنہاں بہ ضمیر من، صد عالم رعنابیں　　صد کوکب غلطاں بیں، صد گنبد خضرابیں

معانی ...... : آسودہ: ٹھہرا ہوا، رکا ہوا، ساکن۔ سیارم: میں گردش کرنے والا ہوں۔ طرفہ: نیا، انوکھا، عجیب۔ بیں: تو دیکھ۔ بادہ امروزم: میری آج کی شراب۔ کیفیت فردا: آنے والے کل کا نشہ۔ کیفیت: نشہ، کیف، سرور، مستی۔ بہ ضمیر من: میرے باطن میں، میرے دل میں۔ صد: سو، سینکڑوں۔ عالم رعنا: خوشنما دنیا۔ کوکب غلطاں: چمکتا ہوا ستارہ۔ گنبد خضرا: سبز گنبد،

ترجمہ و تشریح ...... : میں ساکن بھی ہوں اور گردش میں بھی، یہ انوکھا (طرفہ) تماشا دیکھ۔ میں صفات متضاد کا حامل ہوں۔ میری آج کی شراب میں آنے والے کل کی مستی دیکھ۔ میرے ضمیر کے اندر چھپے ہوئے سینکڑوں خوشنما عالم دیکھ۔ سینکڑوں چمکتے ہوئے

ستارے، سینکڑوں آسمان (گردش میں ہیں)۔(خدا کی خدائی کا اظہار میری ہی وساطت سے ہوتا ہے)۔

من کسوت انسانم، پیراہن یزدانم

معانی ...... من کسوت انسانم: میں انسان کا لباس ہوں۔ پیراہن یزدانم: یزداں کا کرتہ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں انسان کی پوشاک ہوں، میں خدا کا لباس ہوں۔(یعنی خدا کی خدائی کا اظہار میری ہی وساطت سے ہوتا ہے۔انسان زمان ومکان کی قید میں رہ کر روحانی ترقی کرتا ہے)۔

تقدیر فسون من، تدبیر فسون تو تو عاشق لیلائے، من دشت جنون تو
چوں روح رواں پاکم، از چند و چگون تو تو راز درون من، من راز درون تو

معانی ...... فسوں من: میرا جادو۔روح رواں: آزاد روح، روح حیات، رواں دواں روح۔ پاکم: میں پاک ہوں۔از چند و چگون تو: تیرے کتنے اور کیسے سے۔تو: تیرے۔راز درون من: میرے باطن کا بھید۔درون باطن: ضمیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : تقدیر میرا جادو ہے، تدبیر تیرا ٹوٹکا (طریقہ) ہے جسے تو تقدیر کہتا ہے وہ میرے ہی ایک مخصوص فعل کا دوسرا نام ہے)۔تو لیلیٰ کا عاشق ہے، میں تیرے جنوں کا صحرا ہوں۔ میں زندہ اور آزاد روح کی طرح تیرے کیسے اور کتنے کے بکھیڑوں سے پاک ہوں۔(میں تیری روح کی طرح تیرے وضع کردہ مقولات منطق کی حد سے بالاتر ہوں۔یعنی عقل انسان، زمان حقیقی کا ادراک نہیں کرسکتی۔تو میرے باطن (اندر) کا راز ہے میں تیرے اندر کا بھید ہوں۔(زمان کی حقیقت سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو اپنی حقیقت (خودی) سے آگاہ ہو۔جو اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔لہٰذا خدا، خودی اور زمانہ تینوں ایک ہی حقیقت کے تین مختلف پہلو ہیں)۔

از جان تو پیدایم، درجان تو پنہانم

معانی ...... : ازجان تو: تیری جان (روح) سے۔پیدایم: میں ظاہر ہوں۔درجان تو: تیری جان میں۔پنہانم: میں چھپا ہوا ہوں۔ پنہاں: چھپا ہوا، پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تیری جان سے ظاہر ہوں اور تیری روح میں پوشیدہ ہوں۔(پس اگر تو میری حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اپنی معرفت حاصل کر)۔

من رہرو و تو منزل، من مزرع و تو حاصل تو ساز صد آہنگے، تو گرمی ایں محفل
آوارہ آب و گل ! دریاب مقام دل گنجیدہ بہ جامی بیں، ایں قلزم بی ساحل

معانی ...... : مزرع: کھیتی۔حاصل: فصل۔ساز صد آہنگے: سوصداؤں والا ساز۔گرمی ایں محفل: اس محفل کی رونق۔آوارہ آب وگل: پانی اور مٹی میں سرگرداں۔آوارہ: سرگرداں، دریاب: تو بوجھ، تو سمجھ، تو پالے۔گنجیدہ: سمایا ہوا۔بہ جامے: ایک پیالے میں۔ایں: یہ۔قلزم بے ساحل: بے کنار سمندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے انسان! حقیقت حال یہ ہے کہ میں مسافر ہوں اور تو منزل، میں کھیتی ہوں اور تو فصل تو بے شمار نغموں سے بھرا ہوا ساز ہے۔اس محفل کی رنگا رنگی اور رونق تیرے ہی دم سے ہے۔اے مٹی اور پانی کے بیچ بھٹکنے والے! دل کا ٹھکانا (مقام) پہچان ایک پیالے میں سمایا ہوا یہ بے کنار سمندر دیکھ۔(یعنی تو جو کچھ کرتا ہے یہ دراصل میری ہی تخلیقی فاعلیت ہے جو تیرے واسطہ سے ظاہر ہوتی ہے۔میں اسلئے ہر قسم کی فاعلیت میں مصروف ہوں کہ تو مرتبہ کمال کو پہنچ سکے۔گرمی محفل بن جائے یعنی تسخیر کائنات میں مشغول ہو جائے۔

از موج بلند تو سر برزده طوفانم

معانی ...... : ازموج بلندتو: تیری اونچی لہر سے۔ سر برزدہ: آشکار، سر نکالے ہوئے۔ طوفانم: طوفان ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تیری ہی اونچی لہر سے برپا ہونے والا طوفان ہوں۔ (تیرا دل اس قدر وسیع ہے کہ یہ ساری کائنات (قلزم بے ساحل) اس میں سما سکتی ہے۔ یاد رکھ میرا وجود (طوفان) تیری ہی جدوجہد (موج بلند) سے ظاہر ہو سکتا ہے یعنی اگر تو اپنی خودی کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچائے گا تو میرا وجود تجھ پر آشکار نہیں ہو سکے گا)۔

فصل بہار

خیز کہ در کوہ و دشت، خیمہ زد ابر بہار
مست ترنم ہزار   طوطی و دراج و سار
برطرف جوئبار   کشت گل و لالہ زار
چشم تماشا بیار
خیز کہ درکوہ و دشت، خیمہ زدابر بہار

بہار کا موسم:

معانی ...... : خیز: اٹھ۔ خاستن، خیمہ زد: اس نے خیمہ لگایا۔ مست ترنم: گانے میں مگن۔ ہزار: بلبل۔ دراج: تیتر۔ سار: مینا۔ مرغ سیاہ رنگ برطرف جوئبار: نہر کے کنارے پر۔ کشت گل، پھلواری۔ لالہ زار: گل لالہ کا کھیت، بیار: تو لا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ کہ بہار کی گھٹا نے پہاڑوں اور جنگلوں میں خیمہ لگا دیا ہے یعنی بہار آ گئی ہے۔ نغموں میں مگن بلبل طوطی اور تیتر اور مینا ہیں۔ نہر (ندی) کے کنارے گلاب اور گل لالہ کی بھرمار ہے۔ دیکھنے والی آنکھ لا (پیدا کر) اٹھ کہ بہار کی گھٹا نے پربت پربت جنگل جنگل خیمہ تانا ہے۔

خیز کہ در باغ و راغ، قافلہ گل رسید
باد بہاراں وزید   مرغ نوا آفرید
لالہ گریباں درید   حسن گل تازہ چید
عشق غم نو خرید
خیز کہ درباغ و راغ، قافلہ گل رسید

معانی ...... : وزید: چلی۔ نوا آفرید: نغمہ ایجاد کیا، نغمہ پیدا کیا۔ گریبان درید: اس نے گریبان پھاڑا۔ چید: اس نے توڑا، چنا۔ خرید: اس نے مول لیا۔ باغ و راغ: چمن اور بن۔ جنگل، سبزہ زار، وادی۔ قافلہ گل رسید: پھولوں کا قافلہ پہنچ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھولوں کا قافلہ آ گیا ہے۔ بہار کی ہوا چلی پرندوں نے نغمے گائے۔ لالے نے گریبان پھاڑ ڈالا حسن نے تازہ پھول چنا (توڑا) عشق نے نیا غم مول لیا۔ اٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھولوں کا قافلہ آ پہنچا۔

بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش
خون چمن گرم جوش ای کہ نشینی خموش
در شکن آئین ہوش بادہ معنی بنوش
نغمہ سرا، گل بپوش
بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش

معانی ...... : بلبلگان در صفیر: بلبلیں چہکار میں مگن۔ صلصلگاں در خروش: فاختائیں، شور مچانے میں مشغول، فاختائیں شور مچاتے ہوئے۔ گرم جوش: گرمایا ہوا۔ اے کہ: اے تو کہ۔ نشینی: تو بیٹھا ہے۔ در شکن: تو توڑ دے۔ آئین ہوش: ہوش کا چلن۔ بادہ معنی: حقیقت کی شراب۔ بنوش: پی۔ نغمہ سرا: نغمہ سرائی کر۔ گل بپوش: پھولوں میں ملبوس ہو جا۔ پھولوں میں چھپ جا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بلبلیں چہکار میں مگن ہیں فاختائیں کوکو میں مست ہیں۔ چمن اپنے ہی لہو کی ترنگ میں ہے تو یوں گم صم بیٹھا ہے عقل و ہوش کی بندش توڑ ڈال حقیقت کی شراب پی تانیں اڑا، خود کو پھولوں میں ڈھانپ لے (لطف اندوز ہو) بلبلیں، نغمہ ریز ہیں، فاختائیں محوِ ترنم ہیں۔

حجرہ نشینی گذار، گوشہ صحرا گزیں
برلب جوئے نشیں آب رواں را ببیں
نرگس ناز آفریں لخت دل فرودیں
بوسہ زنش بر جبیں
حجرہ نشینی گذار، گوشہ صحرا گزیں

معانی ...... : حجرہ نشینی: تنہائی، علیحدگی، سب کو چھوڑ کر کسی جگہ میں جا بیٹھنا۔ گذار: چھوڑ۔ گوشہ صحرا گزیں: جنگل کا کونا پکڑ۔ برلب جوے: کسی ندی کے کنارے پر۔ نشیں: بیٹھ۔ آب رواں: بہتا پانی، چلتا ہوا پانی۔ را: کو۔ ببیں: دیکھ۔ لخت دل فرودیں: بہار کے دل کا ٹکڑا۔ فرودیں، فروردیں۔ پارسیوں کے سال کا پہلا مہینہ مجازاً بہار۔ بوسہ زنش: اسے چوم۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنی کال کوٹھری سے باہر نکل، جنگل کا کونا پکڑ ندی کے کنارے بیٹھ چلتے ہوئے پانی کو دیکھ نازوں کی بنی نرگس جو بہار کے دل کا ٹکڑا ہے اس کا ماتھا چوم۔ حجرہ نشینی چھوڑ، صحرا کا گوشہ اختیار کر۔

دیدۂ معنی کشا، اے زعیاں بے خبر
لالہ کمر در کمر نیمہ آتش بہ بہ
می چکدش برجگر شبنم اشک سحر
در شفق انجم نگر
دیدۂ معنی کشا، اے زعیاں بے خبر

معانی ...... : دیدہ معنی: دل کی آنکھ۔ دیدہ: کشا: کھول۔ کمر در کمر: متصل، آپس میں ملے ہوئے، قریب قریب۔ نیمہ آتش: آگ کی صدری۔ بہ بر: بر میں۔ میچکدش: اس پر ٹپک رہی ہے۔ نگر: دیکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کی آنکھ کھول، اے ظاہر سے انجان (بے خبر) قطار اندر قطار لالے کے پھول شعلوں کی صدری بر

میں ڈالے ان کے جگر پر ٹپکتی ہوئی صبح کے آنسو ایسی شبنم دیکھ (جیسے) شفق بیچ ستارے دل کی آنکھ کھول، اے ظاہر سے انجان۔

خاک چمن وا نمود، راز دل کائنات

بود و نبود صفات — جلوہ گریہائے ذات

آنچہ تو دانی حیات — آنچہ تو خوانی ممات

ہیچ ندارد ثبات

خاک چمن وا نمود، راز دل کائنات

معانی ...... : وانمود: اس نے ظاہر کیا۔ بود و نبود صفات: صفات کا ظہور اور اخفاء۔ جلوہ گریہائے ذات: ذات باری تعالیٰ کی تجلیات۔ آنچہ: جو کچھ، جسے۔ تو دانی: تو سمجھتا ہے۔ تو خوانی: تو سمجھتا ہے، تو کہتا ہے۔ ممات: موت۔ ہیچ: کوئی۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ ثبات: قیام، قرار۔

ترجمہ و تشریح ...... : چمن کی مٹی نے فاش کر دیا کائنات کے دل کا راز، صفات کی آنکھ مچولی ذات کی جلوہ پاشیاں جسے تو زندگی جانتا ہے جسے تو موت سمجھ رہا ہے کسی کو بھی ثبات نہیں چمن کی مٹی نے فاش کر دیا کائنات کے دل کا راز۔

حیات جاوید :

گماں مبر کہ بپایاں رسید کار مغاں — ہزار بادہ ناخوردہ در رگ تاک است

چمن خوش است ولیکن چو غنچہ نتواں زیست — قبائے زندگیش از دم صبا چاک است

ہمیشہ کی زندگی (ابدی زندگی)

معانی ...... : گماں مبر: تو یہ گمان مت کر۔ بپایاں رسید: انجام کو پہنچ گیا۔ کار مغاں: شراب بنانے والوں کا کام۔ بادہ ناخوردہ: ان چکھی شراب۔ رگ تاک: انگور کی بیل۔ چمن خوش است: چمن اچھا ہے۔ نتواں زیست: نہیں جیا سکتا۔ قبائے زندگیش: اس کی زندگی کی قبا۔ دم صبا: صبا کا جھونکا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو یہ گمان مت کر کہ مے سازی کا کام ختم ہو گیا (ابھی تو) کتنی ہی ان چکھی شرابیں انگور کی رگوں میں پوشیدہ ہیں۔ مراد ہے خالق کائنات کے کام سے فارغ ہو کر نہیں بیٹھ گیا ابھی اور بہت کچھ تخلیق کرنا باقی ہے۔ چمن اچھا ہے لیکن کلی کی طرح کیا جینا اس کی زندگی کی قبا صبا کے ایک جھونکے میں چاک ہو جاتی ہے۔ (تو مضبوط بن تا کہ مخالفتوں کے تند و تیز طوفان میں بکھر نہ سکے)۔

اگر ز رمز حیات آگہی، مجوے و مگیر — دلے کہ از خلش خار آرزو پاک است

بخود خزیدہ و محکم چو کوہساراں زی — چو خس مزی کہ ہوا تیز و شعلہ بیباک است

معانی ...... : ز رمز حیات: زندگی کے بھید سے۔ آگہی: تو واقف ہے، آگاہ ہے۔ مجوے: مت ڈھونڈ۔ مگیر: مت قبول کر۔ دلے: وہ دل۔ از خلش خار آرزو: آرزو کے کانٹے کی کھٹک یا چبھن سے۔ پاک: خالی۔ بخود: اپنے آپ میں۔ خزیدہ: سمٹا ہوا، چھپا ہوا۔ محکم: مضبوط، اٹل۔ چو: جیسے، طرح۔ کوہساراں: کوہسار کی جمع، پہاڑ۔ زی: زندگی کر، جی۔ مزی: مت جی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو ہستی کے بھید سے باخبر ہے تو مت کھوج اور نہ قبول کر ایسا دل جو آرزو کے کانٹے کی کھٹک سے خالی ہے۔ پہاڑوں کی طرح زیست کر اپنے آپ میں اکٹھا اور اٹل سوکھی ہوئی گھاس ایسی زندگی مت گزار کیونکہ ہوا تیز ہے اور شعلے بھڑک رہے

ہیں۔(مراد ہے زندگی طوفانوں سے بھری ہوئی ہے اس میں ثابت قدم رہنے کیلئے مضبوط حوصلہ، بلند ہمت اور خود کو قائم رکھنے کیلئے ہر طرح کی کوشش کرنے والا بننا پڑے گا) اقبال نے اس نظم میں ابدی زندگی حاصل کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ اپنے دل کی آرزو یعنی کسی نصب العین کو حاصل کرنے کی آرزو سے آباد کرو، اسرار خودی میں فرماتے ہیں۔

زندگی در جستجو پوشیدہ است　　　اصل اور در آرزو پوشیدہ است

افکار انجم :

شنیدم کوکبے با کوکبے گفت　　　کہ در بحریم و پیدا ساحلے نیست
سفر اندر سرشت ما نہادند　　　ولے ایں کارواں را منزلے نیست

ستاروں کے خیالات:

معانی ...... : شنیدم: میں نے سنا۔کوکبے: ایک ستارہ۔با: سے، کے ساتھ۔گفت: وہ کہتا تھا، بولا۔در بحریم: ہم سمندر میں ہیں۔پیدا: ظاہر۔ساحلے: کوئی کنارہ۔سرشت ما: ہماری خلقت۔نہادند: انہوں نے رکھا۔ولے: لیکن۔منزلے: کوئی منزل۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے ایک ستارے کو دوسرے سے یہ کہتے سنا کہ ہم ایسے سمندر میں ہیں جس کا کنارہ اوجھل ہے خدا نے ہماری سرشت میں مسافرت رکھی لیکن اس قافلے کی کوئی منزل نہیں ہے۔

اگر انجم ہمانستے کہ بود است　　　ازیں دیرینہ تابیہا، چہ سود است
گرفتار کمند روزگاریم　　　خوشا آنکس کہ محروم وجود است

معانی ...... : ہمانستے: ویسے ہی ہیں۔بود است: وہ رہا ہے۔ازیں دیرینہ تابی ہا: اس سدا کے چمکتے رہنے سے۔گرفتار کمند روزگاریم: ہم زمانے کے پھندے میں جکڑے ہوئے ہیں۔خوشا: اچھا، خوش نصیب۔آں کس: وہ شخص۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر ستارے جیسے تھے ویسے ہی ہیں تو اس سدا کی چمک دمک کا کیا حاصل ہے ہم زمانے کی کمند میں جکڑے ہوئے ہیں اچھا ہے وہ جو وجود سے محروم ہے۔

کس ایں بار گراں را برنتابد　　　زبود ما نبود جاوداں بہ
فضائے نیلگونم خوش نیاید　　　زاوجش پستی آں خاکداں بہ

معانی ...... : کس: کوئی۔بار گراں: بھاری بوجھ۔را: کو۔برنتابد: نہیں سہارتا، برداشت نہیں کرتا۔زبود ما: ہمارے وجود سے۔نبود جاوداں: ہمیشہ کا عدم۔بہ: اچھا۔فضائے نیلگونم: مجھے یہ آسمانی فضا۔خوش نیاید: پسند نہیں، راس نہیں آتی، اچھی نہیں لگتی۔زاوجش: اس کی بلندی سے۔پستی آں خاکداں: اس دنیا کی پستی۔خاکداں: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ، دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ بوجھ کوئی نہیں ڈھو سکتا ہمارے ہونے سے ہمیشہ کا نہ ہونا اچھا ہے۔مجھے یہ آسمانی فضا خوش نہیں آتی اس کی بلندی سے اس دنیا کی پستی اچھی ہے۔

خنک انساں کہ جانش بیقرار است　　　سوار راہوار روزگار است
قبائے زندگی برقامتش ر است　　　کہ اونو آفرین و تازہ کار است

معانی ......: خنک: اچھا، کیا خوب، کیا کہنے۔ سوار راہوار روزگار: زمانے کے گھوڑے پر سوار۔ با قامتش: اس کے بدن پر۔ راست: پوری، سیدھی، درست۔ نو آفریں: نت نئی چیزیں پیدا کرنے والا۔ تازہ کار: نئے نئے کام کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : انسان کے کیا کہنے کہ جس کی جان کو کہیں قرار نہیں ہے وہ زمانے کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہے زندگی کی قبا اس کے بدن پر موزوں ہے۔ کیونکہ وہ نت نئی چیزیں گھڑنے والا اور تازہ کار (نئی دریافتیں کرتا) ہے۔ اس نظم میں اقبال نے ستاروں کی زبان سے حضرت انسان کی عظمت اور اس کے اشرف المخلوقات ہونے کو واضح کیا ہے کہ اس میں تخلیق کی قوت پائی جاتی ہے اور اس وصف میں کوئی مخلوق اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔

زندگی

شبے زارنالید ابر بہار   کہ ایں زندگی گریہ پیہم است
درخشید برق سبک سیر و گفت   خطا کردہ، خندہ یکدم است

زندگی:

معانی ......: شبے: ایک رات۔ زار نالید: وہ رو رو کے پکارہ۔ درخشید: چمکی۔ برق سبک سیر: تیز رفتار بجلی۔ خندہ یکدم: ایک پل کی ہنسی۔

ترجمہ و تشریح ......: ایک رات بہار کی گھٹا رو رو کے پکاری (شاعر نے بارش کو گریہ ابر سے تعبیر کیا ہے) کہ یہ زندگی لگاتار رونا ہے (یہاں دکھ ہی دکھ ہیں) تیز رفتار بجلی چمکی اور بولی (شاعر نے بجلی کی چمک کو خندہ سے تعبیر کیا ہے) تو نے غلط سمجھا یہ تو پل بھر کی ہنسی ہے (عارضی ہے)۔

ندانم بہ گلشن کہ برد ایں خبر   سخنہا میان گل و شبنم است

معانی ......: ندانم: میں نہیں جانتا۔ بہ: میں، کی طرف۔ کہ: کون۔ برد: لے گیا۔ سخنا: سخن کی جمع، باتیں، بحث مباحثہ۔ میان گل و شبنم: پھول اور شبنم کے درمیان۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہیں جانتا یہ خبر باغ میں کون لے گیا پھول اور شبنم کے بیچ گفتگو چھڑی ہوئی ہے (پھول کہتا ہے زندگی ہنسی ہے شبنم کہتی ہے نہیں یہ رونا ہے)۔ نوٹ: اقبال نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ زندگی کی ماہیت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ہر شخص زندگی کو اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اکبر الہ آبادی اس بات کو یوں ادا کرتے ہیں۔

دنیا میں جسے جو پیش آیا اکبر   بس اس کے مطابق اس کی حالت بھی ہوئی

محاورہ علم و عشق

...... (علم)

نگاہم راز دار ہفت و چار است   گرفتار کمندم روزگار است
جہاں بینم نہ ایں سو باز کردند   مرا با آنسوئے گردوں چہ کار است

علم و عشق کا مکالمہ

...... (علم)

معانی ...... : نگاہم: میری نگاہ۔ راز دار ہفت و چار: ساتوں آسمان اور چاروں عناصر کے بھید جاننے والا، زمین اور آسمان دونوں کے اسرار سے واقف۔ گرفتار کمندم: میرے پھندے میں گرفتار۔ روزگار: زمانہ۔ جہاں بینم: میری آنکھ۔ بہ ایں سو: اس رخ پر، اس طرف۔ باز کردند: انہوں نے کھولی۔ مرا: مجھے۔ با: کے ساتھ، سے۔ آنسوے گردوں: آسمان کی اس طرف۔

ترجمه و تشریح ...... : علم میری نگاہ ساتوں ولایتوں (ساری کائنات) اور چاروں عناصر (آگ، پانی، مٹی، ہوا) یعنی زمین اور آسمان دونوں کی راز دار ہے۔ زمانہ میرے پھندے میں پھنسا ہوا ہے (میں اس کے نشیب و فراز سے بھی آگاہ ہوں)۔ خداوند نے میری آنکھیں اس رخ پہ کھولیں مجھے آسمان کے ادھر سے کیا کام ہے۔ (میں آسمان کے نیچے جو جہان ہے اس سے باخبر ہوں)۔

چکد صد نغمہ از سازے کہ دارم
بہ بازار افگنم رازے کہ دارم

معانی ...... : چکد: ٹپکتا ہے۔ سازے: وہ ساز۔ دارم: میں رکھتا ہوں۔ بہ: میں، بیچ۔ افگنم: میں ڈال دیتا ہوں۔ رازے: وہ راز۔

ترجمه و تشریح ...... : میرے ساز سے سینکڑوں نغمے پھوٹتے ہیں۔ میں اپنا ہر راز بازار میں پھینک آتا ہوں (عام کر دیتا ہوں)۔ (میرے یہاں تو ہر بات الم نشرح ہے ہر نئی تحقیق اخباروں اور رسالوں میں شائع ہو جاتی ہے)۔

عشق

زافسون تو دریا شعلہ زار است — ہوا آتش گزار و زہر دار است
چو با من یار بودی، نور بودی — بریدی از من و نور تو نار است

عشق

معانی ...... : زافسوں تو: تیرے جادو سے۔ شعلہ زار: وہ جگہ جہاں آگ ہی آگ ہو۔ آتش گداز: آگ چھوڑنے والی۔ چو: جب۔ با من: میرے ساتھ۔ بریدی: تو جدا ہوا۔ از من: مجھ سے۔

ترجمه و تشریح ...... : تیرے شعبدے سے دریا شعلہ زار ہے (دریا کے پانی میں شعلہ پیدا ہو جاتا ہے)۔ ہوا آگ چھوڑتی ہے اور زہریلی ہے۔ (اشارہ ہے ان بحری جہازوں اور بم کے گولوں کی طرف جن کی بدولت پانی سے شعلے بلند ہوئے اور ہوا زہریلی ہوگئی)۔ تو جب میرا دوست تھا تو نور تھا۔ مجھ سے الگ ہوا تو اب تیرا نور بھی نار بن گیا ہے۔ (تیرا وجود مفید ہونے کے بجائے مضر ہو گیا۔ تباہ کن آلات حرب علم ہی کے بدولت عالم وجود میں آئے۔

بخلوت خانہ لاہوت زادی
ولیکن در نخ شیطاں فتادی

معانی ...... : بہ خلوت خانہ لاہوت: لاہوت کے خلوت خانے میں۔ لاہوت: مرتبہ، ذات، ذات الٰہی کا عالم۔ زادی: تو پیدا ہوا۔

درنخ شیطان: شیطان کی رسی میں۔فتادی: تو پھنس گیا۔

ترجمہ و تشریح ......: تو نے خلوت خانہ لاہوت میں جنم لیا (جس کا تو آج منکر ہے) لیکن تو شیطان کے پھندے میں پھنس گیا۔

بیا ازیں خاکداں را گلستاں ساز جہان پیر را دیگر جواں ساز
بیا یک ذرہ از درد دلم گیر تہ گردوں بہشت جاوداں ساز

معانی ......: خاکداں: دنیا، مٹی اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ۔را: کو۔گلستاں: باغ، پھلواری۔ساز: بنا۔دیگر: پھر، دوبارہ۔از درددلم: میرے دل کے درد سے۔گیر: تو حاصل کر۔تہ گردوں: آسمان تلے۔تہ: نیچے، تلے۔بہشت جاوداں: دائمی جنت۔

ترجمہ و تشریح ......: آ اس خاکداں دنیا کو گلزار بنا دے۔بوڑھی دنیا کو پھر سے جوان کر دے۔آ میرے درددل سے ایک ذرہ لے آسمان تلے ہمیشہ کی جنت بنا دے۔

زروز آفرینش ہمدم استیم
ہماں یک نغمہ رازیرو بم استیم

معانی ......: زروز آفرینش: پیدائش کے دن سے۔ہماں: اسی۔را: کا۔زیرو بم: اتار چڑھاؤ۔استیم: ہم ہیں۔

ترجمہ و تشریح ......: اے علم! اس حقیقت کو فراموش مت کر کہ ہم ازل کے دن سے دونوں ساتھی ہیں۔ہم ایک ہی نغمے کا اتار چڑھاؤ ہیں۔علم بے عشق اور عشق بے علم دونوں غیر مفید ہیں۔اس تصور کا مرشد رومی کا یہ شعر ہے۔

علم را برتن زنی مارے بود علم را بردل زنی یارے بو

سرودانجم :

ہستی ما نظام ما مستی ما خرام ما
گردش بے مقام ما زندگی دوام ما
دور فلک بکام ما، مے نگریم ومی رویم

ستاروں کا گیت:

معانی ......: خرام ما: ہماری نرم چال۔ناز سے چلنا۔گردش بے مقام ما: ہماری بلا ٹھہراؤ گردش، ہماری مسلسل گردش۔زندگی دوام ما: دائمی زندگی۔دور فلک: آسمان کی گردش۔بکام ما: ہماری مراد پر، ہماری آرزو کے موافق۔می نگریم: ہم دیکھتے رہتے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں۔میرویم: ہم چل رہے ہیں، ہم چلتے جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ......: ہماری ہستی، ہمارا نظام (ہماری ہستی، نظام کی پابندی پر موقوف ہے)۔ہماری مستی، ہماری چال (رفتار)۔(حرکت ہی ہماری مستی ہے) ہماری بلا ٹھہراؤ گردش ہماری دائمی زندگی۔آسمان کی گردش ہماری آرزو سے سازگار، ہم دیکھتے ہیں اور چلتے رہتے ہیں۔(چلے جا رہے ہیں)۔(مسلسل گردش ہی ہماری زندگی ہے۔سکون ہمارے حق میں پیام موت ہے چونکہ ہم نظام (شمسی) کی پابندی کرتے ہیں اس لئے ہماری زندگی کامیاب ہے)۔

جلوہ گہ شہود را | بتکدہ نمود را
رزم نبود و بود را | کشمکش وجود را

عالم دیر وزود را، می نگریم و می رویم

معانی ...... : جلوہ گہ شہود:شہود کی جلوہ گاہ۔شہود: حاضر ہونا، دیکھنا، مشاہدہ کرنا، ہر شے میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا۔ بتکدۂ نمود:ظہور کا بت خانہ۔رزم نبود و ہود: ہونے اور نہ ہونے کا معرکہ۔رزم: معرکہ، لڑائی، جنگ۔نبود: نہ ہونا، عدم، فنا۔ بود: وجود، ہونا، ہستی۔کشمکش وجود: وجود کی کھینچا تانی۔عالم دیر وزود: حال اور آئندہ کا عالم۔

ترجمہ و تشریح ...... : شہود کی جلوہ گاہ (دنیا) کو نمود کے بتکدے (دنیا) کو ہستی اور نیستی کے معرکے کو وجود کی کشمکش کو حال اور آئندہ کے عالم کو ہم دیکھتے ہیں اور چلے جا رہے ہیں۔(اس کائنات میں ہر لحظہ نئے نئے مظاہر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں۔مخلوقات پیدا ہوتی رہتی ہیں اور فنا کے گھاٹ اترتی رہتی ہیں)۔

گرم کار زار ہا | خامی پختہ کار ہا
تاج و سریر و دار ہا | خواری شہریار ہا

بازی روزگار ہا، می نگریم و می رویم

معانی ...... : گرمی کارزار ہا: جنگوں کا ہنگامہ۔خامی پختہ کار ہا: پختہ کاروں کا بودا پن۔کچا پن، نا تجربہ کاری۔ پختہ کار: تجربہ کار، ہوشیار۔سریر: تخت۔دار ہا: سولیاں۔خواری شہریار ہا: بادشاہوں کی ذلت۔بازی روزگار ہا: زمانوں کے کھیل۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنگوں کا گھمسان۔پختہ کاروں عقلمندوں کی خامیاں۔تاج اور تخت اور سولیاں۔بادشاہوں کا ذلیل و خوار ہونا۔زمانے کی چالیں ہم دیکھ رہے ہیں اور چلتے جا رہے ہیں۔

خواجہ زسروری گزشت | بندہ زچاکری گزشت
زاری و قیصری گزشت | دور سکندری گزشت

شیوۂ بت گری گذشت، می نگریم و می رویم

معانی ...... : خواجہ: سردار، آقا، مالک۔سروری: سرداری، بزرگی، بادشاہی۔گذشت: وہ گزار۔بندہ: غلام، نوکر۔چاکری: غلامی، خدمت۔زاری: زار کی حکومت۔زار: روس کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔قیصری: قیصر کی سلطنت، بادشاہت۔قیصر: شاہان روم کا لقب۔دور سکندری: سکندر کا زمانہ۔دور: زمانہ، عروج۔سکندر: یونان کا مشہور بادشاہ۔شیوہ بت گری: بت بنانے کا چلن، ڈھنگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : آقا، آقا نہ رہا (جو کل بادشاہ تھا آج اس کی بادشاہی نہ رہی) غلام (بندہ) غلامی سے نکل گیا۔راز کی حکومت اور قیصر کی سلطنت ختم ہوگئی۔سکندر کا زمانہ لد گیا۔بت گری کی روش ختم ہوگئی۔ہم دیکھ رہے ہیں اور چلتے جا رہے ہیں۔

خاک خموش و در خروش | ست نہاد و سخت کوش
گاہ بہ بزم ناؤ نوش | گاہ جنازہ بہ دوش

میر جہان و سفتہ گوش! می نگریم و می رویم

معانی ...... : ست نہاد: فطرتاً کمزور، پیدائشی ڈھیلا ڈھالا۔و: مگر۔سخت کوش: بہت کوشش کرنے والا، محنتی۔گاہ: کبھی۔بہ بزم ناؤ نوش: راگ رنگ کی محفل میں۔ناؤ نوش: عیش و عشرت، راگ رنگ، شراب و نغمہ۔بدوش: کاندھے پر۔میر جہان: دنیا کا سردار۔سفتہ گوش:

چھدے ہوئے کان والا، غلام۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساکت مٹی مگر پر خروش (یعنی اگر چہ آدمی مٹی کا بنا ہوا ہے لیکن شور و شر میں لگا رہتا ہے) یہ فطرت کا ست لیکن سخت کوش بھی ہے۔ (بڑی محنت کرنے والا ہے)۔ کبھی وہ راگ رنگ کی محفل میں (شراب نوشی کر رہا ہے، لطف اٹھا رہا ہے) کبھی کاندھے پر دھرا ایک جنازہ لئے ہوئے ہے (یعنی غم زدہ زندگی گزار رہا ہے)۔ کبھی یہ دنیا کا سردار ہے اور کبھی غلام ہے، ہم دیکھ رہے ہیں اور چلتے رہتے ہیں۔

عقل تو درکشاد و بند تو بہ طلسم چون و چند
زار و زبون و درد مند مثل غزالہ در کمند
مابہ نشیمن بلند، می نگریم و می رویم

معانی ...... : بہ طلسم چون و چند: کیسے اور کتنے کے طلسم میں۔ کشاد و بند: کھلنا اور بند ھنا، کھولنا اور باندھنا۔ مثل غزالہ: ہرنی کی طرح۔ بہ نشیمن بلند: اونچے نشیمن سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کیسے اور کتنے کے طلسم میں (کھویا ہوا) ہے۔ تیری عقل الجھاؤ سلجھاؤ میں (مگن) ہے۔ پھندے میں آئی ہوئی ہرنی کی طرح (تیری عقل کمند ہے یعنی تقدیر و حالات کے سامنے مجبور ہے) بے بس اور لاچار اور دکھی اور تکلیف میں ہے۔ ہم اونچے نشیمن میں سے دیکھتے رہتے ہیں اور گزرتے جاتے ہیں۔

اصل ظلام و نور چیست ؟ پردہ چرا ؟ ظہور چیست ؟
فطرت ناصبور چیست ؟ چشم و دل و شعور چیست ؟
ایں ہمہ نزد و دور چیست ؟ می نگریم و می رویم

معانی ...... : چرا: کیوں، کس لئے۔ ظہور: ظاہر ہونا، نمائش، اظہار۔ چیست: کیا ہے۔ اصل ظلام و نور: تاریکی اور روشنی کی حقیقت۔ فطرت ناصبور: بے صبری فطرت۔ فطرت، بے کل، مضطرب۔

ترجمہ و تشریح ...... : چھپاؤ کس لئے؟ ظہور کیا ہے۔ تاریکی اور نور کی اصلیت کیا ہے۔ آنکھ اور دل اور شعور کیا ہے۔ بے کل فطرت کیا ہے۔ یہ سب نزدیک اور دور کیا ہے (انسان چونکہ صاحب عقل و شعور ہے اس لئے اس قسم کے سوالات میں الجھا رہتا ہے لیکن ہم ان مسائل سے بالکل بے تعلق ہیں) ہم دیکھتے رہتے ہیں اور چلتے جاتے ہیں۔

سال تو پیش ما دمے بیش تو نزد ما کمے
ساختہ بہ شبنمے اے بکنار تو دمے
ما بتلاش عالمے، می نگریم و می رویم

معانی ...... : بیش تو: تیرا زیادہ۔ نزد ما: ہمارے نزدیک۔ کمے: کم۔ پیش ما: ہمارے سامنے، آگے۔ دمے: ایک دم۔ بکنار تو: تیرے بر (پہلو) میں۔ یمے: ایک سمندر۔ ساختہ بہ شبنمے: تو نے شبنم پر قناعت کر رکھی ہے۔ بہ تلاش عالمے: کسی نئے عالم کی تلاش میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرا زیادہ ہمارے نزدیک کم (ہے) تیرا سال ہمارے آگے ایک پل ہے اے کہ تیرے پہلو میں ایک سمندر ہے (یعنی تیرے جسم خاکی کے اندر خالق کائنات نے بہت سی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ تو نے فقط شبنم پر کفایت (قناعت) کر لی ہے۔ (مراد ہے کہ تو تو خود سمندر صفات ہے یہ دنیا تو تیرے لئے قطرہ شبنم ہے لیکن تو قطرہ شبنم پر قانع نظر آتا ہے)۔ ہم ایک نئی دنیا کی کھوج میں

ہیں۔ دیکھتے رہتے ہیں اور چلتے جاتے ہیں۔ نوٹ: تجھ میں خدا نے یہ استعداد ودیعت کی ہے کہ اگر تو اپنی خودی کی تربیت کر کے اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دے تو تیرے اندر صفات ایزدی کا عکس پیدا ہو سکتا ہے یعنی تو اس کائنات پر حکمران ہو سکتا ہے۔

فقیر مومن چیست؟ تسخیر جہات۔
بندہ از تاثیر او، مولے صفات

نسیم صبح

زروے بحر و سر کوہساری آیم — ولیک می نشناسم کہ از کجا خیزم
دہم بہ غمزدہ طائر پیام فصل بہار — تہ نشیمن اوسیم یاسمن ریزم

صبح کی نرم ولطیف ہوا

معانی ...... : زروے بحر: سمندر کی سطح سے۔ میں آیم: میں آتی ہوں۔ ولیک: لیکن۔ می نشناسم: میں نہیں جانتی۔ از کجا: کہاں سے۔ خیزم: میں اٹھتی ہوں۔ دھم: میں دیتی ہوں۔ بہ: کو۔ غمزدہ: غم کا مارا ہوا، دکھی، غمگین۔ تہ نشیمن او: اس کے گھونسلے کے نیچے۔ سیم: چاندی۔ یاسمن: چاندی۔ ریزم: میں بکھیرتی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سمندر کے سینے اور پہاڑوں کی چوٹی پر سے آتی ہوں لیکن میں نہیں جانتی کہ میں کہاں سے اٹھتی ہوں (میں اپنی اصل سے آگاہ نہیں ہوں) میں اداس پرندے کو بہار کی رت کا پیغام دیتی ہوں۔ اس کے آشیانے کے نیچے چنبیلی کی چاندی بکھیر دیتی ہوں۔

بہ سبزہ غلطم وبر شاخ لالہ می پیچم — کہ رنگ و بوز مسامات اوبر انگیزم
خمیدہ تانشود شاخ اوز گردش من — بہ برگ لالہ و گل نرم نرمک آویزم

معانی ...... : بہ: پر۔ غلطم: میں لوٹتی ہوں۔ می پیچم: میں لپٹتی ہوں۔ کہ: تا کہ۔ ز مسامات او: اس کے مسامات سے۔ مسامات: مسام کی جمع۔ برانگیزم: میں ابھاروں۔ خمیدہ: خم کھایا ہوا، جھکا ہوا۔ تا: کہیں۔ نشود: نہ ہو جائے۔ بہ برگ لالہ و گل: لالہ اور گلاب کی پنکھڑی پر۔ نرم نرمک: آہستہ آہستہ۔ آویزم: میں جھولتی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سبزے کے ساتھ الجھتی ہوں اور گل لالہ کی شاخ پر لپٹتی ہوں تا کہ اس کے مسامات میں سے رنگ اور خوشبو نکالوں کہیں میرے ہلکوروں سے اس کی شاخ میں خم نہ آئے۔ میں لالہ و گل کی پنکھڑیوں کو نرمی سے چھوتی ہوں۔

چو شاعرے از غم عشق در خروش آید
نفس نفس بہ نواہائے او در آمیزم!

معانی ...... : چو: جب۔ شاعرے: کوئی شاعر۔ زغم عشق: عشق کے غم سے۔ درخروش آید: فریاد کرتا ہے۔ بہ نواہائے او: اس کے نغموں میں۔ در آمیزم: میں مل جاتی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : غم عشق سے جب کوئی شاعر نالہ و فریاد بلند کرتا ہے میں اس کے نغموں میں سانس بن کے سما جاتی ہوں (تا کہ ان میں دلکشی کا رنگ پیدا ہو جائے)۔

پند باز با بچہ خویش

تو دانی کہ بازاں زیک جو ہراند   دل شیر دارند و مشت پراند
نکو شیوہ و پختہ تدبیر باش   جسور و غیور و کلاں گیر باش

باز کی نصیحت اپنے بچے کو:

معانی ...... : تو دانی: تو جانتا ہے۔ بازاں: باز کی جمع۔ زیک جوہراند: ایک جوہر سے ہیں، ایک اصل سے ہیں۔ دارند: وہ رکھتے ہیں۔ و: مگر۔ مشت پراند: مٹھی بھر پر ہیں۔ نکو شیوہ: نیک چلن۔ پختہ تدبیر: تدبیر میں پکا۔ باش: تو رہ، بن جا۔ جسور: دلیر، بے باک، دلاور۔ غیور: غیرت دار۔ کلاں گیر: بڑوں کو پکڑنے والا، بڑا شکار کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو جانتا ہے کہ سارے باز ایک ہی جوہر سے ہیں ایک ہی جوہر ذاتی رکھتے ہیں۔ مشت پر ہیں مگر شیر کا دل رکھتے ہیں۔ نیک اطوار اور پختہ تدبیر کرنے والا بن۔ دلاور اور غیرت دار اور بڑے شکار پر جھپٹنے والا بن۔

میامیز باکبک و تورنگ و سار   مگر یاں کہ داری ہوائے شکار
چہ قومے فرو مایہ ترسناک !   کند پاک منقار خود را بخاک !

معانی ...... : میامیز: تو مت گھل مل، تو میل جول نہ رکھ۔ با: کے ساتھ۔ کبک: چکور، تیتر۔ تورنگ: جنگلی مرغ۔ سار: مینا۔ داری: تو رکھے، تو رکھتا ہو۔ ہوائے شکار: شکار کی خواہش۔ چہ: کیا، کیسی۔ قومے: قوم۔ فرومایہ: کمزور، مفلس، حقیر۔ ترسناک: خوفزدہ۔ کند: وہ کرتی ہے۔ منقار خود: اپنی چونچ۔ بخاک: مٹی کے ساتھ، مٹی سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیتر اور چکور اور مینا کے ساتھ میل جول نہ رکھ۔ سوائے اس کے کہ تو انکے شکار کی خواہش رکھتا ہو کیا تھڑ دلی فقتی قوم ہے (پرندوں سی) یہ کیسی کم مایہ اور کمینہ قوم ہے۔ جو اپنی منقار (چونچوں) کو مٹی سے پاک کرتی ہے۔

شد آں باشہ نخچیر نخچیر خویش   کہ گیرد ز صید خود آئین و کیش
بسا شکرہ افتادہ برروے خاک   شد از صحبت دانہ چیناں ہلاک

معانی ...... : شد: وہ ہوا، وہ ہو گیا۔ باشہ: سفید رنگ کا باز، بازوں کی قسم سے ایک چھوٹا شکاری پرندہ۔ نخچیر نخچیر خویش: اپنے شکار کا شکار۔ گیرد: حاصل کرتا ہے۔ زصید خود: اپنے شکار سے۔ آئین: قاعدہ، قانون۔ کیش: مذہب، مسلک۔ بسا: بہت، کتنے ہی۔ شکرہ: ایک پرندوں کا شکار کرنے والا پرندہ۔ افتادہ: گر پڑا، گر کے۔ از صحبت دانہ چیناں: دانہ چننے والوں کی صحبت سے۔ دانہ چیناں: دانہ چیں کی جمع۔ دانہ چننے والے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ باشہ آپ اپنے شکار کا شکار ہو گیا جو اپنے صید کے رنگ ڈھنگ اپنا لیتا ہے کتنے ہی شکرے زمین پر گر گئے دانہ چگنے والوں (چڑیوں) کی صحبت سے ہلاک ہو گئے۔

نگہ دار خود را و خورسند زی   دلیر و درشت و تنومند زی
تن نرم و نازک بہ تیہو گزار   رگ سخت چوں شاخ آہو بیار

معانی ...... : نگہ دار: تو نظر رکھ، تو حفاظت کر۔ نگرانی کرنا، نظر رکھنا۔ خورسند: خوش، ہشاش بشاش۔ زی: تو زندہ رہ۔ درشت: سخت،

کھردرا، تند۔ تنومند: شہزور، قوی الجثہ۔ بہ: کیلئے۔ تیہو: ممولہ، بٹیر۔ گذار: تو چھوڑ دے۔ شاخ آہو: ہرن کے سینگ۔ بیار: تو لا، تو پیدا کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : خود پر نگاہ رکھ اور خوش خوش زندہ رہ۔ دلیری اور درشتی اور شہزوری سے زندگی بسر کر۔ نرم و نازک بدن ممولے (بیڑ) کیلئے چھوڑ دے۔ ہرن کے سینگ کی طرح مضبوط اعصاب پیدا کر۔

نصیب جہاں آنچہ از خرمی است ‎ ‎ ‎ ‎ زسنگینی و محنت و پردمی است
چہ خوش گفت فرزند خود را عقاب ‎ ‎ ‎ ‎ کہ یک قطرہ خوں بہتر از لعل ناب

معانی ...... : نصیب جہاں: دنیا کا مقدر مقسوم۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ ز: از، میں سے۔ خرمی: خوشی، شادمانی۔ ز، از: کی وجہ سے۔ سنگینی: محکمی، مضبوطی۔ محنت: مشقت، سختی، آزمائش۔ پردمی: دم خم، شہزوری، توانائی، نہ جھکنا۔ چہ: کیا۔ خوش: اچھا، خوب۔ گفت: اس نے کہا۔ فرزند خود را: اپنے بیٹے سے۔ لعل ناب: اچھوتا خالص یاقوت۔ لعل: یاقوت۔

ترجمہ و تشریح ...... : شادمانی کی قبیل سے جو کچھ کہ دنیا کا مقدر ہے محکمی اور محنت اور پردمی کی وجہ سے ہے، عقاب نے اپنے بیٹے سے کیا خوب کہا کہ ایک بوند لہو اچھوتے خالص یاقوت (لعل) سے بہتر ہے۔

مجو انجمن مثل آہو ومیش ‎ ‎ ‎ ‎ بخلوت گرا چوں نیاگان خویش
چنیں یاد دارم زبازان پیر ‎ ‎ ‎ ‎ نشیمن بشاخ درختے مگیر

معانی ...... : مجو: تو مت ڈھونڈ۔ مثل آہو ومیش: ہرن اور بھیڑ کی طرح۔ بخلوت: خلوت کی طرف۔ گرا: تو رغبت رکھ۔ چوں نیاگان خویش: اپنے بزرگوں کی طرح۔ چنیں: ایسا، اس لئے۔ یاد دارم: میں یاد رکھتا ہوں۔ زبازان پیر: پرانے بازوں سے۔ بشاخ درختے: کسی پیڑ کی شاخ پر۔ مگیر: تو مت بنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہرن اور بھیڑ کی طرح بزم (آرام کی زندگی) تلاش نہ کر۔ اپنے بزرگوں (اسلاف) کے مانند تنہائی کی طرف میلان رکھ۔ اسی لئے میں اپنے بزرگوں کی یہ نصیحت یاد رکھتا ہوں کہ کسی درخت کی شاخ پر بسیرا نہ کر۔

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ
(اقبال)

کنامے نگیریم درباغ و کشت ‎ ‎ ‎ ‎ کہ داریم درکوہ و صحرا بہشت
زروے زمیں دانہ چیدن خطاست ‎ ‎ ‎ ‎ کہ پہنائے گردوں خدا داد ماست

معانی ...... : کنامے: کوئی آشیانہ۔ نگیریم: ہم نہیں بناتے۔ کشت: کھیتی، کھیت۔ کہ: کیونکہ۔ داریم: ہم رکھتے ہیں۔ در: میں۔ کوہ: پہاڑ۔ صحرا: بیابان۔ زروے زمین: زمین کی سطح سے، زمین پر سے۔ دانہ چیدن: دانہ چگنا۔ پہنائے گردوں: آسمان کی وسعت۔ خداداد ما است: ہمیں خدا کی دی ہوئی ہے، ہمارے لئے خداداد ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم باغوں اور کھیتوں میں آشیانہ نہیں بناتے کیونکہ ہماری جنت پہاڑوں اور بیابانوں میں ہے۔ (ع تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں)۔ اقبال۔ زمین پر سے دانہ چگنا غلط ہے۔ کیونکہ خدا نے ہمیں آسمان کی وسعت عطا کر رکھی ہے۔ (ہم اپنا رزق فضا کی بلندیوں میں تلاش کرتے ہیں)۔ تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا۔ ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں۔ (اقبال)

نجیبے کہ پا بر زمیں سودہ است ‎ ‎ ‎ ‎ زمرغ سرا سفلہ تر بودہ است

پے شاہبازاں بساط است سنگ ۔۔۔ کہ بر سنگ رفتن کند تیز چنگ

معانی ......: نجیبے:وہ اصیل۔نجیب:اصیل۔سودہ است:اس نے رگڑا ہے۔زمرغ سرا:پالتو مرغ سے۔سفلہ تر:زیادہ کم ذات۔بودہ است:وہ ہوگیا ہے۔پے شاہبازاں:شاہبازوں کیلئے۔بساط:فرش،بچھونا۔کہ:کیونکہ۔رفتن:چلنا۔کند:کرتا ہے۔تیز چنگ:تیز پنجوں والا۔

ترجمہ و تشریح ......: وہ اصیل ہے جو مٹی پر پاؤں رکھتا ہے(زمین پر رہنے میں آرام پاتا ہے)وہ پالتو مرغ سے بھی زیادہ نیچ (کمینہ)ہوگیا ہے۔پتھر شاہبازوں کیلئے غالیچہ ہے کہ پتھر پر چلنا پنجوں کو تیز کرتا ہے۔

تواز زرد چشماں صحراستی ۔۔۔ بگوہر چو سیمرغ والا ستی
جوانے اصیلے کہ در روز جنگ ۔۔۔ برد مردمک را زچشم پلنگ

معانی ......: تواز زرد چشمان صحراستی:تو بیابان کے زرد چشموں میں سے ہے۔بگوہر:نسب میں۔سیمرغ:سیمرغ،پرندوں کا بادشاہ،ایک خیالی پرندہ،عنقا۔والاستی:تو بزرگ،بلند ہے۔جوائے اصیلے:ایسا اصیل جوان۔اصیل:جس کا حسب نسب صحیح ہو،عالی نسب۔درروز جنگ:جنگ کے دن میں۔برد:وہ لے جاتا ہے۔مردمک:آنکھ کی پتلی۔چشم پلنگ:چیتے کی آنکھ۔

ترجمہ و تشریح ......: تو صحرا کے زرد چشموں(صحرا کے شکاری پرندوں)میں سے ہے تو سیمرغ کی طرح عالی نسب ہے ایسا اصیل جوان جو جنگ کے دن چیتے کی آنکھ سے پتلی نکال لیتا ہے۔

بہ پرواز تو سطوت نوریاں ۔۔۔ بہ رگہائے تو خون کافوریاں
تہ چرخ گردندہ کوز پشت ۔۔۔ بخور آنچہ گیری زنرم و درشت

معانی ......: بہ پرواز تو:تیری اڑان میں۔سطوت نوریاں:فرشتوں کی شان۔خون کافوریاں:کافوریوں کا لہو۔کافوریاں:کافوری کی جمع،باز کی قسم کا ایک سفید رنگ کمیاب شکاری پرندہ۔تہ چرخ گردندہ کوز پشت:گھومنے والے کبڑے آسمان کے نیچے۔آنچہ:جو کچھ کہ۔وہ سب کچھ جو۔گیری:تو حاصل کرے،تو شکار کرے۔

ترجمہ و تشریح ......: تیری اڑان میں فرشتوں کی سی شان و شوکت ہے۔تیری رگوں میں کافوریوں کا لہو ہے۔اس گھومتے ہوئے کبڑے آسمان کے تلے(نیچے)نرم ہو یا درشت اپنا ہی شکار کیا ہوا کھا۔

زدست کسے طعمہ خود مگیر
نکو باش و پند نکویاں پذیر

معانی ......: زدست کسے:کسی کے ہاتھ سے۔طعمہ خود:اپنا نوالہ۔طعمہ:مگیر:تو نہ لے۔تو نہ پکڑ۔نکو:نیک،اچھا۔باش:تو بن،تو رہ۔پند نکویاں:اچھوں کی نصیحت۔پذیر:قبول کر۔

ترجمہ و تشریح ......: اپنا نوالہ کسی کے ہاتھ سے نہ لے نیک بن اور اچھوں کی نصیحت سن(قبول کر)۔نوٹ:باز اور شاہین یہ دونوں اقبال کے محبوب پرندے ہیں ان پرندوں میں اقبال کے مردمومن کی بعض صفات پائی جاتی ہیں۔چنانچہ اپنے ایک خط میں جو انہوں نے پروفیسر ظفر احمد صدیقی کو لکھا تھا۔باایں الفاظ اس بات کی وضاحت فرمائی تھی کہ''شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے۔اس جانور میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔(1) خوددار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔(2) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا۔(3) بلند پرواز ہے۔(4) خلوت پسند ہے دی تیز نگاہ ہے۔

کرم کتابی

شنیدم شبے در کتب خانہ من　　بہ پروانہ می گفت کرم کتابی
بہ اوراق سینا نشیمن گرفتم　　بسے دیدم از نسخہ فاریابی

کتاب کا کیڑا۔ (کتابی کیڑا) دیمک :

معانی ...... شنیدم: میں نے سنا۔ شبے: ایک رات۔ شب: رات۔ در کتب خانہ من: میرے کتب خانے میں۔ بہ: سے۔ میگفت: وہ کہہ رہا تھا، کہتا تھا۔ کرم کتابی: کتاب کا کیڑا، دیمک۔ بہ اوراق سینا: بوعلی سینا کے اوراق میں۔ سینا: ابوعلی ابن عبداللہ ابن سینا، نامور مسلمان فلسفی۔ نشیمن گرفتم: میں نے گھر بنایا۔ بسے: بہت۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ نسخہ فاریابی کی کتاب۔ نسخہ: کتاب، مسودہ۔ فاریابی: ظہیر فاریابی مشہور فارسی شاعر یا ابونصر محمد الفارابی معروف مسلمان فلسفی اس کی شہرت کا دارومدار زیادہ تر اس شعر پر ہے۔ دیوان ظہیر فاریابی۔ در کعبہ بدزد اگر یابی۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے ایک رات اپنے کتب خانے میں سنا دیمک نے پروانے سے یہ کہا کہ میں نے بوعلی سینا کی کتابوں میں گھونسلہ بنایا۔ فاریابی کی بہتیری کتابیں دیکھ ڈالیں (میں نے فلسفہ وادب کی ساری کتابیں چٹ کر لیں)۔

نفہمیدہ ام حکمت زندگی را　　ہماں تیرہ روزم زبے آفتابی
نکو گفت پروانہ نیم سوزے　　کہ ایں نکتہ را در کتابے نیابی

معانی ...... : نفہمیدہ ام: میں نے نہیں سمجھا، انجان، میں نہیں سمجھا ہوں۔ حکمت زندگی: زندگی کی حکمت۔ ہماں: وہی، ویسا ہی۔ تیرہ روزم: میں بدنصیب ہوں۔ تیرہ: تاریک، اندھیرا۔ روز: دن، بے آفتابی: سورج کا نہ ہونا۔ نکو: اچھا، خوب۔ گفت: اس نے کہا۔ پروانہ نیم سوزے: ایک ادھ جلا پتنگا۔ ایں نکتہ را: اس بھید کو۔ در کتابے: کسی کتاب میں۔ نیابی: تو نہیں پائے گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں زندگی کی حکمت سے اب تک انجان ہوں سورج کے نہ ہونے سے میرے دن اس طرح تاریک ہیں۔ مراد ہے میں زندگی کی اس حقیقت کو نہیں پاسکا جو تو نے پالی ہے۔ ایک ادھ جلے پتنگے نے خوب کہا کہ تو اس بھید کو کسی کتاب میں نہیں پائے گا۔

تپش می کند زندہ تر زندگی را
تپش می دہ بال و پر زندگی را

معانی ...... : تپش: حرارت، تڑپ، بے قراری۔ میکند: وہ کرتی ہے۔ زندہ تر: اور زندہ، زیادہ زندہ۔ زندہ: جیتا، جاندار۔ تر: اور بھی، زیادہ۔ میدہد: وہ دیتی ہے۔ بال و پر: پنکھ اور پر، اڑان۔

ترجمہ و تشریح ...... : تپش زندگی کو زندہ تر کرتی ہے۔ تپش زندگی کو بال و پر دیتی ہے۔ نوٹ: اس راز سے واقف ہونا چاہتا ہے تو عشق اختیار کر کیونکہ زندگی پرواز کا نام ہے اور یہ طاقت صرف عشق سے پیدا ہو سکتی ہے۔

کبر و ناز

یخ، جوئے کوہ راز رہ کبر و ناز گفت　　ما را زموبہ تو شود تلخ روزگار

گستاخ می سرائی و بیباک میروی   ہر سال شوخ دیدہ و آوارہ تر زپار

معانی ...... : جوے کوہ: پہاڑی ندی، پہاڑی نالہ۔ زرہ کبرو ناز: غرور اور گھمنڈ کی راہ سے۔ مارا: ہمارے لئے، ہمیں۔ زموبیہ تو: تیری چیخ پکار سے۔ شود: ہوتا ہے۔ تلخ: کڑوا۔ روزگار: زمانہ، رات دن۔ گستاخ بمعنی گستاخانہ: بے شرمی اور بے ادبی سے۔ می سرائی: تو گاتی ہے۔ بے باک: بے جھجک، میروی: تو چلتی ہے۔ شوخ دیدہ: بے حیا، ڈھیٹ۔ پار: پچھلا سال، گزشتہ برس۔

ترجمہ و تشریح ...... : برف نے غرور اور تکبر کے ساتھ پہاڑی ندی سے کہا تیری چیخ پکار نے ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے تو بے شرمی سے الاپتی رہتی ہے اور بے خوف ہو کر چلی جا رہی ہے۔ ہر سال پہلے سے بڑھ کر بے حیا اور آوارہ (بنتی جا رہی ہے)۔

شایان دودمان کہستانیاں نہ   خود را مگوئے دخترک ابر کوہسار
گردندہ فتندہ غلطندہ بخاک !   راہ دگر بگیرو برد سوئے مرغزار

معانی ...... : شایان دودمان کہستانیاں نہ: تو کوہستانیوں کے خاندان کے لائق نہیں ہے۔ مگوے: تو مت کہ۔ دخترک ابر کوہسار: پہاڑوں کے بادل کی بیٹی۔ دخترک: چھوٹی بیٹی، گردندہ: چکراتے ہوئے۔ فتندہ: گرتے پڑتے۔ غلطندہ: لوٹتے ہوئے۔ بخاک: مٹی میں۔ راہ دگر: دوسرا راستہ۔ بگیر: تو پکڑ۔ برو: تو جا۔ سوے مرغزار: سبزہ زار کی طرف۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کوہستانیوں کے قبیلے کے قابل نہیں ہے۔ تو خود کو ابر کوہسار کی بیٹی مت کہہ۔ ندی کا وجود اس پانی کی وجہ سے جو بادلوں سے بارش کی صورت میں برستا ہے اس لئے اسے بادل کی بیٹی کہا ہے۔ تو خاک پر گرتی، گھومتی اور لوٹ پوٹ ہوتی ہے۔ دوسرا راستہ اختیار اور کسی سبزہ زار کی جانب چل۔

گفت آبجو چنیں سخن دل شکن مگوئے   برخویشتن منازو نہال منی مکار
من می روم کہ در خورایں دودماں نیم   تو خویش راز مہر درخشاں نگاہ دار

معانی ...... : برخویشتن: خود پر، اپنے اوپر۔ مناز: گھمنڈ نہ کر، تکبر نہ کر۔ نہال منی: غرور کا پودا (درخت) مکار: تو مت بو۔ من میروم: جا رہی ہوں، جاتی ہوں۔ کہ: کیونکہ۔ در خورایں دودماں: اس خاندان کے لائق۔ نیم: میں نہیں ہوں۔ خویش را: خود کو۔ ز مہر درخشاں: چمکتے ہوئے سورج سے۔ نگاہ دار: تو نگہداری کر۔ حفاظت کر، دیکھ بھال کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ندی بولی ایسی دل توڑنے والی بات نہ کہہ خود پر گھمنڈ نہ کر اور غرور کا پودا مت کاشت کر (تکبر نہ کر) میں تو جا رہی ہوں کیونکہ میں اس گھرانے کے لائق نہیں تو اپنے آپ کو چمکتے ہوئے سورج سے بچانا۔ (ندی نے یخ کو اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ آفتاب کی شعاعوں سے پگھلنے سے پہلے میں بھی وہی تھی جو اس وقت تو ہے اور کچھ دنوں کے بعد تو بھی وہی ہو جائے گا جو آج میں ہوں)۔

لالہ

آں شعلہ ام کہ صبح ازل در کنار عشق   پیش از نمود بلبل و پروانہ می تپید
افزوں ترم زمہرد بہر ذرہ تن زنم   گردوں شر از خویش زتاب من آفرید

لالے کا پھول:

معانی ...... : صبح ازل: ازل کی صبح۔ ازل: وہ آن جس سے پہلے زمانہ نہ ہو، مجازاً آفرینش۔ در کنار عشق: عشق کے آغوش میں۔

پیش: پہلے، قبل۔ از: سے۔ نمود بلبل و پروانہ: بلبل اور پروانے کا ظاہر ہونا۔ می تپید: وہ تڑپ رہا تھا، روشن تھا۔ افروں ترم: میں (اس سے) بڑھ کر ہوں۔ مہر: سورج۔ بہر ذرہ: ہر ذرے میں۔ تن زنم: چھپا ہوں۔ گردوں: آسمان شرار خویش: اپنی چنگاری۔ تاب من: میری چمک، روشنی، گرمی۔ آفید: اس نے پیدا کی۔

ترجمہ و تشریح ......: میں وہ شعلہ ہوں جو ازل کی صبح عشق کے آغوش میں بلبل اور پروانے کے ظہور سے پہلے تڑپ رہا تھا میں سورج سے بڑھا ہوا ہوں اور ہر ذرے میں سمایا ہوا ہوں۔ آسمان نے اپنی چنگاری میری آگ سے پیدا کی ہے۔

در سینہ چمن چو نفس کردم آشیاں — یک شاخ نازک از تہ خاکم چونم کشید
سوزم ربود و گفت یکے در برم بایست — لیکن دل ستم زدہ من نیارمید

معانی ...... : کرم آشیاں: میں نے گھر بنایا۔ از تہ خاکم: مجھے مٹی کے نیچے سے۔ کشید: اس نے کھینچا۔ ربود: وہ لے اڑی۔ یکے: اک ذرا، ایک بار، ذرا۔ در برم: میرے آغوش میں۔ بایست: تو ٹھہر۔ نیارمید: اسے کل نہ پڑی، وہ نہیں ٹھہرا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے چمن کے سینے میں سانس کا آشیانہ بنایا ایک نازک شاخ نے مجھے مٹی کے نیچے سے نمی کی طرح اپنے اندر جذب کر لیا۔ اس نے میرا سوز لوٹ لیا اور بولی اک ذرا میرے پہلو میں رہو۔ لیکن میرے ستم زدہ دل کو کل نہ پڑی (قرار نہ کیا)۔

در تنگنائے شاخ بسے پیچ و تاب خورد — تا جوہرم بہ جلوہ گہ رنگ و بورسید
شبنم براہ من گہر آبدار ریخت — خندید صبح و باد صبا گرد من وزید

معانی ...... : در تنگنائے شاخ: شاخ کی تنگی میں۔ بسے: بہت۔ پیچ وتاب۔ خورد: وہ بل کھایا، وہ بے قرار ہوا۔ تا: یہاں تک کہ۔ بہ جلوہ گہ رنگ و بو: رنگ و بو کی جلوہ گاہ میں، چمن میں۔ رسید: وہ پہنچ گیا۔ براہ من: میرے راستے میں۔ گہر آبدار: چمکدار موتی۔ ریخت: اس نے گرایا، بکھیرا۔ خندید: وہ ہنسی۔ وزید: وہ ہوا چلی۔

ترجمہ و تشریح ...... : شاخ کی تنگنائے میں اس نے بہت پیچ وتاب کھایا یہاں تک کہ میرا جوہر رنگ و بو کی جلوہ گاہ تک آ پہنچا۔ شبنم نے میرے راستے میں آبدار موتی بکھیر دیئے۔ صبح ہنسی اور باد صبا میرے گرد چلنے لگی۔

بلبل زگل شنید کہ سوزم ربودہ اند — نالید و گفت جامہ ہستی گراں خرید !
وا کردہ سینہ منت خورشید می کشم — آیا بود کہ بازبرانگیزد آتشم

معانی ...... : شنید: اس نے سنا۔ ربودہ اند: انہوں نے چھین لیا۔ نالید: وہ روئی۔ گراں: مہنگا۔ خرید: اس نے خریدا۔ واکردہ: کھولے ہوئے۔ منت خورشید: خورشید کا احسان۔ میکشم: اٹھا رہا ہوں، کھینچتا ہوں۔ آیا بود: کاش، کاشکے۔ باز: پھر سے، دوبارہ۔ برانگیزد: وہ بھڑکا دے۔ آتشم: میری آگ۔

ترجمہ و تشریح ......: بلبل نے پھول سے سنا کہ میرا سوز مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔ (تو) وہ بہت روئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ تو نے ہستی کا لباس بہت مہنگا خریدا ہے۔ سینہ چاک کئے ہوئے میں سورج کا احسان اٹھا رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ میری آگ کو پھر سے بھڑکا دے۔ نوٹ: اس نظم کا بنیادی تصور یہ ہے کہ سوز عشق باعث تخلیق کائنات ہے۔ اگر سوز عشق کار فرما نہ ہوتا تو یہ کائنات ہی پیدا نہ ہوتی۔

حکمت و شعر

بو علی اندر غبار ناقہ گم — دست رومی پردہ محمل گرفت

ایں فرو تررفت وتا گوہر رسید　　　آں بہ گر دابے چوخس منزل گرفت

فلسفہ اور شعر

معانی ...... : بوعلی: بوعلی سینا مشہور مسلمان فلسفی۔ اندر غبار ناقہ: اونٹنی کے غبار میں۔ دست رومی: رومی کا ہاتھ۔ رومی: مولانا جلال الدین رومی۔ محمل: محمل کا پردہ۔ محمل: اونٹ کا ہودہ، محبوب کا کجاوہ۔ گرفت: اس نے پکڑا۔ فروتر رفت: اور نیچے گیا۔ تا گوہر: موتی تک۔ تا: تک۔ گوہر: موتی۔ رسید: وہ پہنچا۔ بگردابے: گرداب میں۔ ایک بھنور کے بیچ۔ چو: جوں، جیسے۔ خس: سوکھی ہوئی گھاس، خاشاک۔ منزل گرفت: وہ رک گیا۔

ترجمہ و تشریح ......: بوعلی ناقے کے اڑائے ہوئے غبار میں گم (ہو کے رہ گیا ہے) رومیؒ کے ہاتھ میں محمل کا پردہ آ گیا۔ یہ اور گہرائی میں گیا اور وہ موتی تک جا پہنچا۔ (بوعلی نے) تنکے کی مانند گرداب ہی کو منزل بنالیا۔ (حقیقت کی رسائی کیلئے عشق اور عقل دونوں نے کوشش کی، عشق پا گیا عقل محروم رہ گئی۔

حق اگر سوزے ندارد حکمت است
شعر میگردد چوسوز از دل گرفت

معانی ...... : حق: حقیقت، چلتے چلتے ٹھہر گیا، قائم ہو گیا۔ ندارد: وہ نہیں رکھتا۔ حکمت: فلسفہ۔ میگردد: ہو جاتا ہے۔ چو: جب۔ از دل گرفت: اس نے دل سے حاصل کیا۔

ترجمہ و تشریح ......: حقیقت اگر سوز سے خالی ہے تو فلسفہ ہے اگر وہ دل سے سوز حاصل کر لے تو شعر بن جاتا ہے۔ حق بے سوز: فلسفہ۔ حق باسوز: شعر۔

کرمک شب تاب

یک ذرہ بے مایہ متاع نفس اندوخت　　　شوق ایں قدرش سوخت کہ پروانگی آموخت
پہنائے شب افروخت

معانی ...... : ذرہ بے مایہ: ناچیز ذرہ۔ متاع نفس: نفس کی دولت۔ اندوخت: اس نے فراہم کر لی۔ ایں قدرش: اسے، اس قدر۔ سوخت: اس نے جلایا۔ پروانگی: پروانہ پن۔ آموخت: اس نے سیکھی۔ پہنائے شب: رات کا پھیلاؤ۔ افروخت: اس نے روشن کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : رات کو چمکنے والا کیڑا یعنی جگنو۔ ایک ناچیز ذرے نے متاع نفس اکٹھی کی یعنی زندہ ہو گیا۔ شوق نے اسے اس قدر جلایا کہ وہ پروانگی سیکھ گیا (یعنی پروانوں کی طرح روشنی کا طالب ہو گیا) اس نے رات کی وسعت کو روشن کیا۔

وا ماندہ شعاعے کہ گرہ خورد و شرر شد　　　از سوز حیات است کہ کارش ہمہ زرشد
دار اے نظر شد

معانی ...... : واماندہ: پیچھے رہا ہوا، تھک کر پیچھے رہ جانے والا۔ شعاعے: ایک کرن، سورج کی کرن۔ گرخورد: اس میں گرہ پڑ گئی۔ خورد: اس نے کھائی۔ کارش ہمہ زرشد: نہایت عمدگی اور سلیقے سے اس کا کام بن گیا۔ دارائے نظر: نظر والا، صاحب نظر۔

ترجمہ و تشریح ......: پیچھے رہ جانے والی ایک کرن نے اپنے آپ کو گرہ لگائی اور شرر (چنگاری) بن گئی۔ یہ سوز حیات کا فیضان

ہے کہ اس کا زریں کام بن گیا وہ صاحب نظر ہو گئی۔

پروانہ بے تاب کہ ہر سو تگ و پو کرد　　　بر شمع چناں سوخت کہ خود راہمہ او کرد
ترک من و تو کرد

معانی ...... تگ وپو کرد: اس نے بھاگ دوڑ کی۔

ترجمہ و تشریح ...... یہ ایک بے تاب پروانہ ہے جس نے ہر طرف دوڑ دھوپ کی۔ شمع پر ایسا قربان ہوا کہ اپنے تئیں نپٹ شمع بنالیا۔ اپنے آپ کو شمع پر اس طرح جلایا کہ خود شمع بن گیا۔ میں اور تو (کی تفریق) ترک کردی (من و تو کا فرق مٹادیا)۔

یا اختر کے ماہ مبینے بکمینے　　　نزدیک تر آمد بتماشائے زمینے
از چرخ برینے

معانی ...... اختر کے: ایک چھوٹا سا ستارہ۔ ماہ مبینے: پورا چاند۔ ماہ مبین: پورا چاند۔ چرخ برینے: کوئی اونچا آسمان۔

ترجمہ و تشریح ...... یا یہ کوئی چھوٹا سا ستارہ ہے جس کی گھات میں روشن چاند لگا ہوا ہے جو زمین کا نظارہ کرنے خوب نیچے اتر آیا اونچے آسمان سے۔

یا ماہ تنک ضو کہ بیک جلوہ تمام است　　　ماہے کہ برومنت خورشید حرام است
آزاد مقام است !

معانی ...... ماہ تنک ضو: تھوڑی سی چمک والا چاند، ذرا دیر کو روشن ہونے والا چاند۔ بیک جلوہ: ایک جلوے میں۔ تمام: ختم۔ ماہے: ایسا چاند، وہ چاند۔ برو: اس پر۔ منت خورشید: سورج کا احسان۔

ترجمہ و تشریح ...... : یا پل بھر کو مدھم مدھم چمکنے والا چاند جو ایک ہی جلوے میں تمام ہے (کمال کو پہنچ گیا) یہ ایسا چاند ہے کہ اس پر سورج کا احسان حرام ہے (احسان اٹھانے کی ضرورت نہیں) جو مقام سے آزاد ہے (جدھر چاہتا ہے اڑتا پھرتا ہے)۔

اے کرمک شب تاب سراپائے تو نور است　　　پرواز تو یک سلسلہ غیب و حضور است
آئین ظہور است

معانی ...... : سلسلہ غیب و حضور: غیب اور حضور کا سلسلہ۔ آئین ظہور: ظہور کا آئین۔ آئین: اصول، بنیادی ڈھانچہ۔ ظہور: اظہار، ظاہر ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے رات کو روشن کرنے والے جگنو! تو سراپا نور ہے۔ تیری پرواز غیب اور حضور کا ایک سلسلہ ہے (اڑتے وقت کبھی تیری روشنی غائب ہوجاتی ہے اور کبھی ظاہر ہوجاتی ہے)۔ ظہور کا آئین ہے (یعنی تیری زندگی کا یہی طریقہ ہے)۔

در تیرہ شباں مشعل مرغان شب استی　　　آں سوز چہ سوز است کہ در تاب و تب استی
گرم طلب استی

معانی ...... در تیرہ شباں: اندھیری راتوں میں۔ تیرہ: اندھیری۔ شباں: مشعل مرغان شب: رات کے پرندوں کی مشعل۔ استی: تو ہے۔ تاب وتب: سوز و گداز، چمک اور حرارت۔ گرم طلب: طلب میں مصروف۔

ترجمہ و تشریح ...... : اندھیری راتوں میں تو شب کے پرندوں کی مشعل ہے وہ سوز کیا ہے جس نے تجھے چمکا اور گرما رکھا ہے (تو پیچ و تاب میں رہتا ہے)۔ جس سے تو طلب میں سرگرم ہے۔

مائیم کہ مانند تو از خاک دمیدیم ‌ دیدیم تپیدیم، ندیدیم تپیدیم

جائے نرسیدیم!

معانی ...... : مائیم: ہم ہیں۔ مانندتو: تیری طرح۔ از: سے۔ دمیدیم: ہم پھوٹے۔ دیدیم: ہم نے دیکھا۔ تپیدیم: ہم تڑپے۔ جائے: ایک جگہ، کسی جگہ۔ نرسیدیم: ہم نہ پہنچے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم ہیں کہ تیری ہی طرح مٹی سے پھوٹے (پیدا ہوئے) ہم نے کسی کا جلوہ دیکھ لیا تو تڑپے نہ دیکھا تو بھی تڑپے ہم کہیں نہ پہنچے۔

گویم سخن پختہ و پرورده و تہ دار ‌ از منزل گم گشتہ مگو، پائے بره دار

ایں جلوه نگہ دار

معانی ...... : گویم: میں کہتا ہوں۔ سخن پختہ و پرورده وتہ دار: پکی، آزمائی ہوئی اور اچھی طرح سوچی سمجھی ہوئی اور گہری بات۔ از منزل گم گشتہ مگو: کھوئی ہوئی منزل کی بات مت کر۔ پائے برہ دار: تو چلتا رہ۔ نگہ دار: نظر میں رکھ، حفاظت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (جگنو نے کہا) ایک پختہ، آزمودہ اور گہری بات کہتا ہوں کھوئی ہوئی منزل کا رونا مت رو راستے میں پاؤں گاڑے رکھ (اپنا سفر جاری رکھ) اس نور کی حفاظت کر (اگر یہ روشنی ضائع ہوگئی تو تیری زندگی ختم ہو جائے گی)۔

حقیقت

عقاب دوربیں جوئینہ را گفت ‌ نگاہم آنچہ می بیند سراب است

جوابش داد آں مرغ حق اندیش ‌ تو می بینی و من دانم کہ آب است

معانی ...... : عقاب دوربیں: دور کی چیزیں دیکھ لینے والا عقاب۔ جوئینہ: مرغ آبی، دھوبن، سمندری پرندہ۔ نگاہم: میری نظر۔ آنچہ: جو کچھ۔ می بیند: دیکھ رہی ہے، دیکھتی ہے۔ دیدن: دیکھنا۔ جوابش داد: اسے جواب دیا۔ دینا۔ مرغ حق اندیش: حق سوچنے والا پرندہ، حقیقت پر دھیان رکھنے والی چڑیا۔ تو می بینی: تو دیکھ رہا ہے۔ من دانم: میں جانتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : دور تک دیکھنے والا عقاب مرغ آبی سے بولا میری نظر جو کچھ دیکھتی ہے وہ سراب ہے اس حق اندیش پرندے نے اسے جواب دیا تو صرف دیکھتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ پانی ہے۔

صدائے ماہی آمد از تہ بحر

کہ چیزے ہست و ہم در پیچ و تاب است!

معانی ...... : صدائے ماہی: مچھلی کی آواز۔ آمد: آئی۔ چیزے: ایک چیز، کوئی شے۔ ہست: ہے۔ ہم: بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : دریا کی تہ سے مچھلی کی آواز آئی کہ ایک چیز ہے اور وہ بھی پیچ و تاب میں ہے (مراد یہ ہے کہ کسی شے کی حقیقت آدمی کو اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک وہ خود وہ شے نہ بن جائے۔ حق کی معرفت کیلئے حق بننا ضروری ہے یعنی جس نے خود کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا)۔

حدی (نغمہ ساربان حجاز)

ناقہ سیار من ۔ آہوے تاتار من
درہم و دینار من اندک و بسیار من
دولت بیدار من
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : ناقہ سیار من: میری تیز رفتار اونٹنی۔ آہوے تاتار من: میرا تاتاری ہرن۔ درہم ودینار من: میرا درہم ودینار۔ درہم: درم، چاندی کا ایک سکہ۔ دینار: سونے کا ایک سکہ، اشرفی۔ اندک وبسیار من: میرا تھوڑا اور بہت یعنی میرا سب کچھ۔ دولت بیدار من: میری جاگی ہوئی قسمت، میری نفع بخش دولت۔ تیز ترک: کچھ اور تیز۔ گام زن: تو چل۔ قدم بڑھا۔ منزل ما: ہماری منزل۔ دور نیست: دور نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : حدی وہ نغمہ ہے جو حجازی ساربان اپنی ناقہ (اونٹنی) کو سناتا ہے تاکہ وہ تیزی کے ساتھ مسافت طے کر سکے چونکہ ناقہ جفاکش، سخت کوش، متحمل مزاج اور خدمت گزار ہوتی ہے۔ اقبال انہی خوبیوں کو اپنی قوم کے افراد میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے ناقہ کے پردہ میں انہوں نے قوم سے یہ خطاب کیا ہے کہ ؎ تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست۔ میری اونٹنی میری تاتاری ہرنی (تاتار کی ہرنی کی طرح حسین اور تیز رفتار) میرا چاندی سونا میری کل پونجی (دولت) میری جاگتی ہوئی قسمت (دولت) یعنی میرے معاش اور روزی کا ذریعہ۔ ذرا اور تیز قدم اٹھا، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

دلکش و زیباستی شاہد رعناستی
روکش حور استی غیرت لیلاستی
دختر صحرا ستی
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : دلکش وزیباستی: تو دلکش اور خوبصورت ہے۔ شاہد رعناستی: تو حسین محبوب ہے۔ روکش حوارستی: تو حور کی حریف ہے۔ روکش: حریف، مدمقابل، ہمسر۔ حورا: حور، سیاہ چشم اور سفید رنگ عورت، وہ عورت جس کی پتلی نہایت سیاہ ہو اور رنگ نہایت سفید ہو۔ غیرت لیلاستی: تو لیلیٰ کو شرماتی ہے۔ غیرت: رشک شرم۔ دختر صحراستی: تو صحرا کی بیٹی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو دل کش اور زیبا ہے (حسین ہے) تو حسین محبوب ہے۔ تو حور کی ہمسر ہے (حوروں کیلئے باعث رشک ہے) تو لیلیٰ کو شرماتی ہے، تو صحرا کی بیٹی ہے، ذرا اور تیز قدم اٹھا ہماری منزل دور نہیں ہے۔

در تپش آفتاب غوطہ زنی در سراب
ہم بہ شب ماہتاب تند روی چوں شہاب
چشم تو نادیدہ خواب
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : تپش آفتاب: دھوپ کی تپش۔ گرمی۔ غوطہ زنی: تو غوطہ لگاتی ہے۔ ہم بہ شب ماہتاب: چاندنی رات میں بھی۔ تند:

تیز۔ روی: تو چلتی ہے۔ چوں: جیسے، مانند۔ شہاب: ٹوٹتا ستارہ، کسی ستارے سے ٹوٹ کر تیزی سے گرنے والا ٹکڑا۔ نادیدہ: (اس نے) نہیں دیکھا۔ خواب: نیند، سپنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تپتی ہوئی دھوپ میں تو سراب میں غوطہ لگاتی ہے (یعنی صحرا کو طے کرتی ہے) ایسے ہی چاندنی رات میں تو شباب کی طرح سن سے گزر جاتی ہے تیری آنکھ نے نیند نہیں دیکھی ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

لکہ ابر رواں   کشتی بے بادباں
مثل خضر راہ داں   بر تو سبک ہر گراں

لخت دل ساربان

تیز ترک گام زن منزل مادور نیست

معانی ...... : لکہ ابر رواں: چلتے ہوئے بادل کا ٹکڑا۔ لکہ: ٹکڑا اور لکہ اونٹ کی ایک مخصوص چال، اونٹوں کی ایک قسم، لکہ بمعنی دھبا یا داغ۔ ابر: بادل۔ کشتی بے بادباں: بغیر بادبان کی کشتی: راہ داں: راستہ جاننے والی، راستے سے واقف۔ سبک: ہلکا، آسان۔ گراں: بھاری، بوجھل، مشکل۔ لخت دل ساربان: ساربان کے دل کا ٹکڑا۔ لخت: ٹکڑا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو اڑتے ہوئے بادل کا ٹکڑا ہے تو بلا بادبان کی کشتی ہے خضر کی طرح راستہ جاننے والی ہے ہر بوجھل تجھ پر ہلکا ساربان کے دل کا ٹکڑا ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

سوز تو اندر زمام   ساز تو اندر خرام
بے خورش و تشنہ کام   پا بہ سفر صبح و شام

خستہ شوی از مقام

تیز ترک گام زن منزل مادور نیست

معانی ...... : سوز تو: تیرا سوز۔ سوز: تپش، تڑپ۔ زمام: نکیل، مہار، باگ: ساز تو: تیرا ساز۔ ساز: سامان سفر، خرام: ناز و انداز والی چال۔ بے خورش: کھائے بغیر، کھانے کے بغیر۔ تشنہ کام: پیاسی، بہت پیاسی۔ پا بہ سفر: سفر میں مصروف۔ خستہ شوی: تو تھک جاتی ہے۔ از: مقام: پڑاؤ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری تڑپ نکیل میں (ہے) تیری مستی خرام میں (تجھ میں سوز و ساز دونوں کیفیتیں (حالتیں) پائی جاتی ہیں)۔ بنا کھائے پیئے دن رات سفر اور سفر تو ستانے سے تھک جاتی ہے (تجھے سفر سے راحت ملتی ہے اگر تو کسی جگہ مقیم ہو جائے تو یہ قیام تیرے لئے تکلیف کا موجب ہو جاتا ہے)۔ ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں۔

شام تو اندر یمن   صبح تو اندر قرن
ریگ درشت وطن   پائے ترا یاسمن

اے چو غزل ختن

تیز ترک گام زن منزل مادور نیست

معانی ...... : شام تو: تیری شام۔ اندر یمن: یمن میں۔ صبح تو: تیری صبح۔ قرن: یمن میں ایک گاؤں، حضرت اویس قرنی (شمع رسالت کا ایک پروانہ) کا وطن۔ ریگ درشت وطن: وطن کی کھردری ریت۔ پائے تو: تیرے پاؤں کیلئے۔ یاسمن: چنبلی۔ غزال ختن:

ختن کا ہرن۔غزال: ہرن، ختن: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن اور مشک مشہور ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری شام یمن میں، تیری صبح قرن میں، (محبوب کے) وطن کی کھر دری ریت، تیرے پاؤں کیلئے چنبیلی ہے، اے ختن کے ہرن ایسی (تیری چال ختن کے ہرن جیسی ہے) ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

مہ ز سفر پاکشید — در پس تل آرمید
صبح زمشرق دمید — جامہ شب بر درید

باد بیاباں وزید
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : مہ: ماہ، چاند۔ز سفر پاکشید: اس نے سفر سے پاؤں کھینچ لیا، سفر ترک کر دیا۔در پس تل: ٹلے کے عقب میں، ٹیلے کے پیچھے۔آرمید: وہ ساکن ہو گیا۔دمید: طلوع ہوئی۔جامہ شب: رات کا لباس۔جامہ: لباس۔بر درید: اس نے پھاڑا، وہ پھٹ گیا۔پھٹنا۔باد بیابان وزید: صحرا کی ہوا چلی۔

ترجمہ و تشریح ...... : چاند نے سفر سے پاؤں کھینچ لیا (سفر ختم ہوا) وہ ٹیلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔مشرق سے صبح طلوع ہوئی رات کا لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، صحرا کی ہوا چلی، ایک ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

نغمہ من دلکشاے — زیر و بمش جانفزا اے
قافلہ ہارا درا اے — فتنہ ربا، فتنہ زا اے

اے بہ حرم چہرہ سا اے
تیز ترگ گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : نغمہ من: میرا گیت، نغمہ۔دلکشاے: دل کھولنے والا، خوشی پیدا کرنے والا۔زیر و بمش: اس کا اتار چڑھاؤ۔زیر: نیچا، دھیما سر۔بم: بلند او نچا سر۔جانفزا اے: جان بڑھانے والا، جی خوش کرنے والا، قافلہ ہارا: قافلوں کیلئے۔درا: جرس، گھنٹی جس کی آواز پر کارواں کوچ کرتا ہے۔فتنہ ربا: فتنے کھینچنے والا، فتنوں کا مرکز۔ربا بمعنی ربائندہ: کھینچنے والا۔فتنہ زا: فتنہ پیدا کرنے والا۔زا: بمعنی زائندہ، پیدا کرنے والا۔اے بہ حرم چہرہ سا اے: اے حرم کی زمین سے منہ رگڑنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا گیت دل کھلانے والا ہے۔اس کا اتار چڑھاؤ جان میں جان ڈالنے والا ہے یہ قافلوں کی گھنٹی ہے ہنگاموں کو اپنی طرف کھینچنے والا، ہلچل پیدا کرنے والا اے حرم کی خاک پر منہ رگڑنے والی، (اے ناقہ! تو خوش قسمت ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہی ہے جس میں حرم کعبہ واقع ہے)۔ایک ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

قطرہ آب

مرا معنی تازہ مدعا ست — اگر گفتہ را باز گویم روا ست
یکے قطرہ باراں زابرے چکید — خجل شد چو پہنائے دریا بدید

پانی کی بوند:

معانی ...... : مرا: میرا، مجھے۔ معنی تازہ: ایک تازہ معنی، نئے معنی۔ مدعا: مراد، مقصد، مطلب۔ گفتہ: کہا ہوا۔ باز: پھر، دوبارہ۔ گویم: میں کہوں۔ روا: جائز، ٹھیک۔ یکے: ایک۔ قطرہ باراں: بارش کا قطرہ۔ چکید: وہ ٹپکا۔ چکیدن: خجل: شرمندہ۔ شد: وہ ہو گیا۔ چو: جب، جونہی۔ پہنائے دریا: دریا کی وسعت۔ بدید: اس نے دیکھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے ایک نئے معنی سے مطلب ہے (میرا مدعا نئے معنی پیدا کرتا ہے) اگر کہے ہوئے کو دہراؤں تو بھی جائز ہے (یہ اس لئے کہا ہے کہ شاعر نے بوستان سعدی کی ایک کہانی کو دہرایا ہے)۔ بارش کا ایک قطرہ بادل سے ٹپکا دریا کی وسعت کو دیکھ کر وہ شرما گیا۔

که جائے که دریاست من کیستم ۔۔۔ گراو هست حقا که من نیستم "
ولیکن ز دریا برآمد خروش ۔۔۔ زشرم تنک مایگی روپوش

معانی ...... : من کیستم: میں کیا ہوں۔ حقا: حق ہے کہ، خدا کی قسم۔ من نیستم: میں نہیں ہوں۔ برآمد: باہر آیا، نکلا۔ خروش: صدا، آواز۔ روپوش: تو منہ مت ڈھانپ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (کہنے لگا) کہ جہاں دریا ہو وہاں میں کیا ہوں؟ (میری کیا ہستی ہے؟) اگر وہ ہے تو خدا کی قسم میں نہیں ہوں (سعدی) لیکن دریا سے شور اٹھا (آواز آئی) بے سروسامانی کی شرم سے منہ مت چھپا (شرمسار نہ ہو)۔

تماشائے شام و سحر دیده ۔۔۔ چمن دیده، دشت و در دیده
به برگ گیا هے، بدوش سحاب ۔۔۔ در خشیدی از پر تو آفتاب

معانی ...... : دیدہ: تو نے دیکھا ہے، تو نے دیکھ رکھا ہے۔ دشت و در: جنگل اور گھاٹی۔ بہ برگ گیا ہے: گھاس کی پتی پر۔ بدوش سحاب: بادل کے دوش پر۔ درخشیدی: تو چمکا۔ از پرتو آفتاب: سورج کی کرن سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے شام و سحر کا تماشا دیکھا ہے۔ باغ دیکھا ہے جنگل اور گھاٹی دیکھ رکھے ہیں گھاس کی پتی پر بادل کے دوش پر تو سورج کی کرن سے جگمگایا (چمکا) ہے۔

گهے همدم تشنه کامان راغ ۔۔۔ گهے محرم سینه چاکان باغ
گهے خفته در تاک و طاقت گراز ۔۔۔ گهے خفته در خاک و بے سوز و ساز

معانی ...... : گہے: کبھی۔ ہمدم تشنہ کامان راغ: صحرا کے پیاسوں کا راغ: صحرا، بیابان۔ محرم سینہ چاکان باغ: چمن کے سینہ چاکوں کا محرم۔ محرم: راز دار، جس سے کوئی پردہ نہ ہو۔ خفتہ: سویا ہوا۔ تاک: انگور، انگور کی بیل۔ بے سوز و ساز: سوز و ساز سے خالی، محروم۔

ترجمہ و تشریح ...... : کبھی تو صحرا میں پیاس کے ماروں (پودوں) کا ساتھی بنا۔ کبھی چمن کے سینہ چاکوں (پرندوں) کا راز دار بنا۔ کبھی تو انگور کی بیل میں سویا ہوا اور دم خم توڑ دینے والا بنا (انگور سے جو شراب بنتی ہے وہ عقل کو زائل کرتی ہے) کبھی تو مٹی میں سویا ہوا ہوتا ہے اور سوز و ساز سے خالی ہوتا ہے۔

زموج سبک سیر من زاده ۔۔۔ زمن زاده درمن افتاده
بیاسائے در خلوت سینه ام ۔۔۔ چو جوهر درخش اندر آئینه ام

معانی .... زموج سبک سیر من: میری تیز رفتار لہر سے۔ زادہ، زادہ ای: تو پیدا ہوا ہے۔ افتادہ ای: تو گر پڑا ہے۔ بیاسا ے: تو آرام کر۔ درخلوت سینہ ام: میرے سینے کی خلوت میں۔ جوہر: آئینے کی لپک۔ درخش: تو چمک۔ اندر آئینہ ام: میرے آئینے میں۔

ترجمہ و تشریح .... تو میری تیز رفتار موج سے پیدا ہوا، مجھ سے جنم لیا اور مجھی میں آن گرا، میری چھاتی کی خلوت میں آرام کر، میرے آئینے میں جوہر کی طرح چمک۔

گہر شود آغوش قلزم بزی
فروزاں تر از ماہ و انجم بزی

معانی .... : گہر: موتی ،شو: تو ہو جا۔ درآغوش قلزم: دریا کے آغوش میں۔ بزی: تو جی۔ فروزاں تر: زیادہ روشن۔ از ماہ وانجم: چاند اور ستاروں سے۔

ترجمہ و تشریح .... : موتی بن کر دریا کے آغوش میں رہ چاند اور ستاروں سے زیادہ چمکتے ہوئے زندگی گزار۔

محاورہ مابین خدا و انسان

خدا

جہاں رازیک آب و گل آفریدم   تو ایران و تاتا روزنگ آفریدی
من از خاک پولاد ناب آفریدم   تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی

خدا اور انسان کے درمیان مکالمہ

خدا

معانی .... : یک آب وگل آفریدم: میں نے ایک خمیر سے خلق کیا، میں نے ایک ہی مٹی اور پانی سے پیدا کیا۔ آفریدی: تو نے بنایا۔ پولادناب: خالص فولاد۔ تفنگ: بندوق، توپ۔

ترجمہ و تشریح .... : میں نے دنیا کو ایک ہی مٹی اور پانی سے بنایا تھا (تمام انسانوں کو یکساں پیدا کیا سب کی اصل ایک ہی ہے) تو نے ایران، تاتار اور حبش (مختلف ممالک) بنا لئے۔ (رنگ و نسل کا امتیاز دیا) میں نے مٹی سے خالص لوہا پیدا کیا تھا تو نے اس سے تلوار اور تیر اور بندوق گھڑ لی (مختلف قسم کے ہتھیار بنا لئے)

تبر آفریدی نہال چمن را
قفس ساختی طائر نغمہ زن را

معانی .... : تبر: کلہاڑی۔ نہال چمن: باغ کا پودا۔ را: کے لئے۔ قفس: پنجرہ۔ ساختی: تو نے بنایا۔ طائر نغمہ زن: چہچہاتا پرندہ، گانے والا پرندہ۔

ترجمہ و تشریح .... : تو نے چمن کے پودے کیلئے کلہاڑی بنائی تو نے چہچہاتے پرندے کیلئے پنجرا بنایا۔ (مراد ہے میں نے آسائش اور امن، اتفاق اور بھائی چارہ کے سامان پیدا کئے تو نے فساد، جنگ اور تقسیم کے سامان پیدا کر لئے دنیا میں خرابی تیری وجہ سے ہے)

انسان

تو شب آفریدی چراغ آفریدم
سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم

انسان

معانی ...... سفال: مٹی، ایاغ: پیالہ۔ راغ: پہاڑ کا دامن، جنگل، سبزہ زار۔ خیابان: کیاری، روش، باغیچہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے رات بنائی میں نے (اس کو روشن رکھنے کیلئے) چراغ پیدا کیا۔ تو نے مٹی پیدا کی میں نے (اس سے) پیالہ بنا لیا۔ تو نے صحرا اور پہاڑ اور جنگل تخلیق کیے میں نے (ان میں) کیاری اور پھلواری اور باغ بنائے۔

من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

معانی ...... من آنم: میں وہ ہوں۔ سازم: بناتا ہوں۔ نوشینہ: میٹھا اور خوشگوار مشروب، شہد، تریاق۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں وہ ہوں کہ پتھر سے آئینہ بناتا ہوں میں وہ ہوں کہ زہر سے تریاق نکالتا ہوں۔ (مراد یہ ہے کہ میں مانتا ہوں کہ مجھ میں کچھ عیب ہیں لیکن میری کچھ باتیں اچھی بھی تو ہیں میں نہ ہوتا تو کائنات بے رونق رہتی)۔

ساقی نامہ (در نشاط باغ کشمیر نوشتہ شد)

خوشا روز گارے، خوشا نو بہارے
نجوم پرن رست از مرغزارے
زمیں از بہاراں چوبال تدروے
زفوارہ الماس بار آبشارے

ساقی نامہ (نشاط باغ کشمیر میں لکھا گیا)

معانی ...... : خوشا: بہت خوش، کیا اچھا، بہت خوب۔ روزگارے: وقت، زمانہ، سماں۔ نو بہارے: نئی بہار، تازہ بہار۔ نجوم پرن: عقد ثریا کے ستارے۔ نجوم: نجم کی جمع، ستارے۔ پرن: پروین، عقد ثریا، چھ ستاروں کا گچھا۔ رست: اگا۔ رستن: اگنا۔ از: سے۔ مرغزارے: سبزہ زار۔ از بہاراں: بہار کی رت سے۔ چوبال تدروے: چکور کے پر کی طرح۔ الماس بار: ہیرے برسانے والا۔ الماس: ہیرا۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا سماں ہے کیسی نئی بہار ہے۔ سبزہ زار سے ستاروں کا گچھا اگا (پروین کے خوشے نکل آئے ہیں) بہار کی رت سے زمین چکور کے پنکھ کی طرح (رنگین) ہے آبشار فواروں کے ذریعے سے ہیرے برسا رہی ہے۔

نہ پیچد نگہ جز کہ در لالہ و گل
نہ غلطد ہوا جز کہ بر سبزہ زارے
لب جو خود آرائی غنچہ دیدی ؟
چہ زیبا نگارے، چہ آئینہ دارے

معانی ...... : نہ پیچد: نہیں لپٹتی۔ جز کہ: مگر یہ کہ، سوائے اس کے کہ۔ نہ غلطد: نہیں لوٹتی۔ غلطیدن: لوٹنا۔ خود آرائی غنچہ: غنچے کا اپنے آپ کو بنانا سنوارنا، کلی کا بناؤ سنگھار۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ چہ: کیا، کیسی۔ زیبا: خوبصورت، بھلا، آراستہ۔ نگارے: محبوب، معشوق، حسین۔ آئینہ دارے: شیشہ دکھانے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نظر نہیں لپٹتی مگر لالہ وگل کے بیچ (جدھر نگاہ اٹھتی ہے لالہ وگل نظر آتے ہیں)۔ ہوا نہیں لوٹتی مگر سبزہ زار پر (ہوا جس طرف جاتی ہے سامنے سبزہ زار پھیلا ہوا ہے) تو نے ندی کے کنارے کلی کو بناؤ سنگھار کرتے دیکھا کیا حسین محبوب کیسی شیشہ دکھانے والی (کیا خوبصورت محبوب ہے اور اس کے سامنے کیسا آئینہ ہے)۔

چہ شیریں نو اے، چہ دلکش صد اے　　　　که می آید از خلوت شاخسارے
بہ تن جاں، بہ جاں آرزو زندہ گردد　　　　ز آو ائے سارے، زبانگ ہزارے

معانی ...... : شیریں نوائے: میٹھی آواز، مدھر لے۔ کہ: جو۔ می آید: آرہی ہے۔ خلوت شاخسارے: پیڑوں کے جھنڈ کا چھپاؤ۔ خلوت: تنہائی، زندہ گردد: زندہ ہو جاتی ہے۔ آوائے سارے: مینا کی چہکار۔ آوا: آواز۔ سار: مینا۔ بانگ ہزارے: بلبل کی آواز۔ بانگ: آواز۔ ہزار: بلبل کی ایک قسم۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیسی مدھر لے ہے کیسی دل کھینچنے والی آواز ہے۔ جو درختوں کی شاخوں کی تنہائی میں سے آرہی ہے (پرندوں کی آوازیں آرہی ہیں)۔ بدن میں روح، روح میں آرزو زندہ ہو جاتی ہے مینا کی آواز سے بلبل کی چہکار سے۔

نوا ہائے مرغ بلند آشیانے　　　　در آمیخت با نغمہ جویبارے
تو گوئی کہ یزداں بہشت بریں را　　　　نہاد است در دامن کوہسارے

معانی ...... : نواہاے مرغ بلند آشیانے: اونچائی پر بسیرا کرنے والے پرندے کی آوازیں۔ در آمیخت: گھل مل گئی۔ بانغمہ جوئبارے: نہر کے نغمے کے ساتھ۔ تو گوئی: تو کہے۔ یزداں: خدا۔ بہشت بریں: جنت کا اعلیٰ طبقہ۔ را: کو۔ نہاد است: اس نے رکھ دی ہے۔ در دامن کوہسارے: پہاڑوں کے دامن میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : بلندی پر بسیرا کرنے والے پرندوں کی آوازیں نہر کے نغمے سے گھل مل گئی ہیں تو کہے گا کہ خدا نے بہشت بریں کو پہاڑوں کے دامن میں لا اتارا ہے۔

کہ تا رحمتش آدمی زادگاں را　　　　رہا سازد از محنت انتظارے
چہ خواہم دریں گلستاں گر نہ خواہم　　　　شرابے، کتابے، ربابے، نگارے

معانی ...... : کہ تا: تا کہ۔ رحمتش: اس کی رحمت۔ آدمی زادگاں: آدمی زادہ کی جمع، آدمی کے بچے۔ رہا سازد: وہ آزاد کرے۔ از محنت انتظارے: انتظار کے عذاب سے۔ چہ: کیا۔ خواہم: میں چاہوں، مانگوں۔ دریں گلستاں: اس باغ میں۔ ربابے: رباب، بربط، سارنگی کی قسم کا ایک ساز۔ نگارے: حسین، محبوب، معشوق۔

ترجمہ و تشریح ...... : تا کہ اس کی رحمت آدم کی اولاد کو (جنت کے) انتظار کے عذاب سے چھٹکارا عطا کر دے۔ اس گلستان میں اگر میں نہ چاہوں تو اور کیا چاہوں۔ شراب ہو، کتاب ہو، رباب ہو، حسین محبوب ہو۔ (کتاب سے مراد عشقیہ شاعری یعنی غزل اور رباب سے مراد موسیقی ہے)۔

سرت گردم اے ساقی ماہ سیما　　　　بیاز ازنیاگان ما یادگارے
بہ ساغر فرو ریز آبے کہ جاں را　　　　فروزد چو نورے، بسوزد چونارے

معانی ...... : سرت گردم: میں تجھ پر صدقے جاؤں، میں تجھ پر قربان، میں تیرے نثار۔ ساقی ماہ سیما: چاند ایسی پیشانی والے ساقی۔ بیار: لا، لے آ۔ از: کی۔ نیاگان ما: ہمارے آباؤ اجداد۔ یادگارے: کوئی نشانی۔ بہ: میں۔ ساغر: شراب کا پیالہ، پیالہ۔ فروریز: انڈیل دے۔

ڈال دے۔ آبے: وہ پانی، ایسی شراب۔ فروزد: چمکائے، جگمگادے، روشن کردے۔ چو: جیسے، چوں۔ بسوزد: جلادے، پھونک ڈالے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے چاند ایسی پیشانی والے ساقی میں تیرے قربان جاؤں، ہمارے بزرگوں کی کوئی نشانی لے آ، پیالے میں وہ شراب انڈیل جو روح کو نور کی طرح روشن کردے آگ کی طرح جلا ڈالے۔

شقایق بردیاں زخاک نژندم — بہشتے فروچیں بمشت غبارے
نہ بینی کہ از کاشغر تابہ کاشاں — ہماں یک نوا بارد از ہر دیارے

معانی ...... : شقایق: لالے کے پھول، پھول۔ بردیاں: اگادے، کھلادے۔ خاک نژندم: میری بنجر زمین، میری بانجھ مٹی۔ بہشتے: ایک جنت۔ فروچیں: تو سجادے۔ بمشت غبارے: میری مشت خاک سے۔ نہ بینی: کیا تو نہیں دیکھتا، تو نہیں دیکھ رہا۔ کاشغر: ترکستان کا ایک شہر۔ تابہ: تک۔ کاشاں: ایران کا ایک شہر۔ ہماں: وہی۔ بالد: اٹھ رہی ہے، بلند ہو رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری بانجھ مٹی سے لالے کے پھول اگادے میری مشت خاک میں سے ایک جنت چن دے کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ کاشغر سے کاشان تک ہر خطے سے وہی ایک آواز بلند ہو رہی ہے۔

زچشم امم ریخت آں اشک نابے — کہ تاثیر او گل دماند زخارے
کشیری کہ بابندگی خو گرفتہ — بتے می تراشد زسنگ مزارے

معانی ...... : چشم امم: قوموں کی آنکھ۔ ریخت: گرا۔ اشک نابے: شفاف آنسو۔ تاثراو: اس کی تاثیر: دماند: اگاتی ہے، نکالتی ہے۔ کشیری: کشمیری، کشمیر کا باشندہ۔ با: ساتھ۔ بندگی: غلامی۔ خوگرفتہ: عادی۔ می تراشد: تراشتا ہے، تراش رہا ہے۔ زسنگ مزارے: مزار کے پتھر سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : قوموں کی آنکھ سے وہ اشک ناب گرا جس کی تاثیر کانٹے (میں) سے پھول اگاتی ہے کشمیری جسے غلامی کی لت پڑ چکی ہے قبر کے پتھر سے بت تراش رہا ہے (اس نے ہر سنگ مزار کو اپنا معبود بنا رکھا ہے)۔

ضمیرش تہی از خیال بلندے — خودی ناشناسے، زخود شرمسارے
بریشم قبا خواجہ از محبت او — نصیب تنش جامہ تار تارے

معانی ...... : ضمیرش: اس کا ضمیر۔ تہی: خالی۔ خیال بلندے: کوئی بلند خیال۔ خودی ناشناسے: خودی سے انجان۔ ناواقف، بریشم قبا: ریشمی قبا چغہ پہننے والا، ریشم کا کرتہ پہنے ہوئے۔ خواجہ: مالک، آقا، حاکم۔ نصیب تنش: اس کے بدن کا نصیب۔ جامہ تار تارے: تار تار ٹکڑے ٹکڑے لباس۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا ضمیر بلند خیال سے خالی ہے وہ خودی سے انجان ہے، خود سے شرمسار ہے، اس کی محنت سے حاکم ریشمی قبا پہنتا ہے اس کے تن کا نصیب ایک تار تار لباس ہے۔

نہ در دیدہ او فروغ نگاہے — نہ در سینہ او دل بیقرارے
ازاں مے فشاں قطرہ برکشیری — کہ خاکسترش آفریند شرارے

معانی ...... : فروغ نگاہے: نگاہ کی روشنی۔ دلے بے قرارے: ایک بے چین دل۔ فشاں: تو چھڑک۔ قطرہ: ایک بوند۔ خاکسترش: اس کی راکھ۔ آفریند: پیدا کرے۔ شرارے: چنگاری۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ اس کی آنکھ میں نگاہ کی روشنی ہے نہ اس کے سینے میں ایک بے قرار دل ہے (اے ساقی) کشمیری پر اس

شراب کی ایک بوند چھڑک کہ اس کی راکھ کوئی چنگاری (شرر) پیدا کرے۔(اے خدا باشندگان کشمیر کے دلوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کردے تا کہ وہ بھی اس دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرسکیں)۔

شاہین و ماہی

ماہی بچۂ شوخ بہ شاہیں بچۂ گفت — ایں سلسلہ موج کہ بینی ہمہ دریاست
دارائے نہنگانِ خروشندہ تراز میغ — در سینہ او دیدہ و نادیدہ بلا ہاست

شاہین اور مچھلی

معانی ...... ماہی بچہ شوخ: ایک چلبلا مچھلی کا بچہ۔ماہی: مچھلی۔بہ شاہیں بچہ: ایک شاہین کے بچے سے۔سلسلہ موج: لہروں کی لڑی۔کہ: جو۔بینی: تو دیکھتا ہے، تو دیکھ رہا ہے۔ہمہ: تمام، سارا۔دارائے نہنگان خروشندہ تراز میغ: کالی گھٹا سے بڑھ کر گرجنے والے مگرمچھ رکھنے والا۔دیدہ: دیکھی ہوئی۔نادیدہ: ان دیکھی۔بلا ھا: بلائیں، بلا کی جمع۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک شوخ ماہی بچہ شاہین کے بچے سے بولا لہروں کا یہ سلسلہ جو تو دیکھ رہا ہے سارا سمندر ہے کالی گھٹا سے بڑھ کر گرجتے ہوئے مگرمچھ رکھنے والا اس کے سینے میں کئی دیکھی اور کئی ان دیکھی بلائیں ہیں۔

باسیل گراں سنگ و زمیں گیر و سبک خیز — باگوہر تابندہ و بالولوے لالاست
بیروں نتواں رفت ز سیل ہمہ گیرش — بالائے سر ماست، تہ پاست، ہمہ جاست

معانی ...... : سیل گیراں سنگ: بڑا بھاری سیلاب۔سیل۔زمین گیر: زمین پر چھا جانے والا، زمین کو ڈھانپ لینے والا۔سبک خیز: تیز رفتار، تیزی سے اٹھنے والا۔لولوے: لالا: چمکیلا، موتی۔بیروں نتواں رفت: باہر نہیں جایا جاسکتا۔ز سیل ہمہ گیرش: اس کے سب کو لپیٹ میں لئے ہوئے بہاؤ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے اندر ایسے سیلاب اٹھتے ہیں جو بھاری بھرکم پتھر ساتھ لاتے ہیں۔تابندہ موتی اور روشن مروارید (گوہر) سے بھرا ہوا ہے اس کے ہمہ گیر بہاؤ سے باہر نہیں نکلا جاسکتا یہ ہمارے سروں پر ہے، پیرون تلے ہے، (غرض) ہر جگہ ہے۔

ہر لحظہ جوان است و روان است و دوان است — از گردش ایام نہ افزوں شد و نے کاست
ماہی بچہ را سوز سخن چہرہ برا فروخت — شاہیں بچہ خندید و ز ساحل بہ ہوا خاست

معانی ...... : جواں: پردم، تازہ۔رواں: چلتا ہوا، بہتا ہوا، جاری۔دوان: دوڑتا ہوا، بھاگتا ہوا، اچھلتا کودتا ہوا۔افزوں: زیادہ، بڑھا ہوا۔شد: ہوا۔نے: نہ۔کاشت: گھٹا۔را: کا۔سوز سخن: بات کی گرمی، گفتگو کا جوش۔برافروخت: اس نے دہکا دیا۔خندید: ہنسا، اس نے ٹھٹھا لگایا۔خاست: وہ بلند ہوگیا۔

ترجمہ و تشریح ......: یہ سدا جوان ہے اور ہر دم رواں دواں زمانے کی گردش سے نہ بڑا اور نہ گھٹا گفتگو کی گرمی سے مچھلی کے بچہ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔شاہین بچہ مسکرایا اور ساحل سے ہوا میں اڑ گیا۔

زد بانگ کہ شاہینم و کارم بہ زمیں چیست — صحرا ست کہ دریا ست تہ بال و پر ماست!
بگذر ز سر آب و بہ پہنائے ہوا ساز — ایں نکتہ نہ بیند مگر آں دیدہ کہ بیناست

معانی ...... : زد بانگ :اس نے آواز لگائی، پکارا۔ شاہینم :میں شاہین ہوں۔ کارم :میرا کام۔ بہ :سے۔ چیست :کیا ہے۔ تہ بال وپر ماست :ہمارے پروں کے نیچے ہے۔ بگذر زسرآب :پانی سے نکل آ، پانی کو چھوڑ دے۔ پہنائے ہوا :فضا کی وسعت۔ ساز :موافقت کر، نہ بیند :نہیں دیکھتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اور پکارا کہ میں شاہین ہوں مجھے زمین سے کیا لینا ہمارے پروں کے نیچے ہے صحرا ہو کہ سمندر پانی سے گذر جا اور فضا کی وسعت سے موافقت پیدا کر اس بھید کو نہیں دیکھتی مگر نظر رکھنے والی آنکھ۔ (اس نکتہ کو وہی آنکھ دیکھ سکتی ہے جو بینا ہو)۔ دنیا میں پھنسے ہوئے لوگ یہ بات نہیں سمجھ سکتے۔

کرمک شب تاب

شنیدم کرم شب تاب می گفت　　　نہ آں مورم کہ کس نالد زنیشم
تواں بے منت بیگانگاں سوخت　　　نہ پنداری کہ من پروانہ کیشم

جگنو

معانی ...... : شنیدم :میں نے سنا۔ کرمک شب تاب :رات کو روشن کرنے والا کیڑا، جگنو۔ مورم :چیونٹی ہوں۔ کس :کوئی۔ نالد : روئے، فریاد کرے۔ زنیشم :میرے ڈنک سے۔ تواں بے منت بیگانگاں سوخت :غیروں کا احسان لئے بغیر جلا جا سکتا ہے۔ نہ پنداری :تو یہ مت سمجھنا۔ من پروانہ کیشم :میں پروانے کی روش رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے جگنو کو یہ کہتے ہوئے سنا میں وہ چیونٹی نہیں ہوں کہ کوئی میرے ڈنگ (کانٹے) سے فریاد کرے۔ دوسروں کا احسان اٹھائے بغیر بھی جلا جا سکتا ہے۔ مت سمجھ کہ میں پروانے کی مانند ہوں (پروانے کا مذہب رکھتا ہوں)۔

اگر شب تیرہ تراز چشم آہوست
خود افروزم چراغ راہ خویشم

معانی ...... : تیرہ تر :زیادہ اندھیری۔ چشم آہو :ہرن کی آنکھ۔ خود افروزم :میں اپنے آپ کو روشن کرنے والا ہوں اپنے آپ روشن ہوں۔ چراغ راہ۔ خویشم :میں اپنے راستے کا چراغ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر رات ہرن کی آنکھ سے بھی زیادہ کالی (سیاہ) ہو تو میں اپنے راستہ کا چراغ خود جلاتا ہوں (کسی سے روشنی کی بھیک نہیں مانگتا) جگنو اپنا راستہ خود منور کرتا ہے کسی غیر کا دست نگر نہیں ہوتا۔ اقبال اسی بات کی جا بجا تلقین کرتا ہے۔

تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا　　　کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

اقبال یہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص اپنے اندر خود افروزی کی صفت پیدا کرے۔

تنہائی

بہ بحر رفتم و گفتم بہ موج بیتابے　　　ہمیشہ در طلب استی چہ مشکلے داری ؟
ہزار لولوے لالاست در گریبانت　　　درون سینہ چومن گوہر دلے داری ؟

تپید واز لب ساحل رمید و ہیچ نگفت

معانی ...... بہ: کی طرف۔ رفتم: میں گیا۔ بہ: سے۔ موج بے تابے: ایک بے تاب موج۔ در: میں، پیچ۔ طلب: جستجو، دھن۔ استی: تو ہے۔ چہ: کیا۔ مشکلے: الجھن، افتاد، بپتا۔ داری: تو رکھتی ہے۔ ہزار: ہزاروں۔ لولوے لالا: چمکدار موتی۔ در گریبانت: تیرے گریبان میں۔ درون سینہ: سینے کے اندر، چھاتی بیچ۔ چومن: میری طرح۔ گوہر دلے: کوئی دل کا موتی۔ تپید: وہ تڑپی۔ ازلب ساحل: کنارے پر سے۔ رمید: وہ گھبرا کے لوٹ گئی۔ گریز کرنا، ڈر کے بھاگنا۔ ہیچ: کچھ۔ نگفت: وہ نہ بولی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سمندر کی طرف گیا اور ایک بے کل (بیقرار) لہر سے پوچھا تو ہمیشہ کی جستجو میں رہتی ہے تجھ پر کیا افتاد (مشکل) آ پڑی ہے۔ تیرے گریبان میں ہزاروں چمکدار موتی ہیں (مگر) تو میری طرح سینے میں کوئی دل کا گوہر (بھی) رکھتی ہے؟ وہ تڑپ کے ساحل سے لوٹ گئی اور کچھ نہ بولی (کچھ نہ کہا)

بکوہ رفتم و پرسیدم ایں چہ بیدردی است ۔۔۔ رسد بگوش تو آہ و فغان غم زدہ ؟
اگر بہ سنگ تو لعلے زقطرہ خون است ۔۔۔ یکے در آسخن بامن ستم زدہ
بخود خزید و نفس در کشید و ہیچ نگفت

معانی ...... پرسیدم: میں نے پوچھا۔ بیدردی: سنگدلی۔ رسد: پہنچتی ہے۔ بگوش تو: تیرے کان میں، تیرے کانوں تک۔ آہ وفغان غمزدہ: کسی غم کے مارے کی آہ وفریاد، لعلے: کوئی لعل۔ لعل: یاقوت۔ یکے: ذرا، ایک بار۔ در آسخن: کلام کر، بات کر۔ بامن ستم زدہ: مجھ دکھیارے کے ساتھ۔ بخود خزید: خود میں سمٹ گیا۔ دبک گیا۔ نفس درکشید: ساکت چپ ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں پہاڑ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا یہ کیسی بے دردی ہے۔ کسی دکھیارے کی فریاد اور آہ بھی تیرے کانوں تک پہنچتی ہے؟ اگر تیرے پتھروں میں لہو کی بوند سے بنا ہوا لعل ہے (یعنی میری طرح کا دل تیرے اندر بھی ہے) تو ذرا مجھ ستم کے مارے سے کلام کر وہ اپنے آپ میں سمٹ (چھپ) گیا اور دم سادھ (دم روک) لیا اور کچھ نہ کہا۔

رہ دراز بریدم زماہ پرسیدم ۔۔۔ سفر نصیب! نصیب تو منزلے راست کہ نیست؟
جہاں زپر تو سیمائے تو سمن زارے ۔۔۔ فروغ داغ تو از جلوہ دلے است کہ نیست ؟
سوئے ستارہ رقیبانہ دید و ہیچ نگفت

معانی ...... : بریدم: میں نے کاٹا، میں نے طے کیا۔ سفر نصیب: جس کی قسمت میں سفر لکھا ہو، زپر تو سیمائے تو: تیری پیشانی کی چمک سے۔ سمن زادے: چنبیلی کا باغ۔ سمن: چنبیلی۔ زار: کسی چیز کے کثرت سے پائے جانے کی جگہ۔ فروغ داغ تو: تیرے داغ کی چمک، روشنی، از جلوہ دلے: دل کے نور سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک لمبا راستہ طے کر کے میں نے چاند سے پوچھا اے سفر نصیب! تیری قسمت میں کوئی منزل ہے کہ نہیں تیری پیشانی کے نور سے دنیا سمن زار (سمن کے پھولوں کی کیاری) کیا تیرے داغ کے اندر جلوہ دل کی چمک بھی ہے کہ نہیں؟ اس نے ستارے کی طرف رقابت سے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔

شدم بحضرت یزداں گزشتم ازمہ و مہر ۔۔۔ کہ درجہان تو یک ذرہ آشنایم نیست
جہاں تہی زدل دشت خاک من ہمہ دل ۔۔۔ چمن خوش است ولے درخور نو ایم نیست
تبسمے بہ لب اور سید و ہیچ نگفت

معانی ...... : شدم: میں گیا، پہنچا۔ بحضرت یزداں: خدا کی جناب میں، خدا کے حضور۔ گزشتم: میں گزرا، میں نے چھوڑ دیا۔ آشنایم:

میرا آشنا۔ دوست۔ تہی: خالی۔ مشک خاک من: میری مشک خاک، میرا وجود۔ ہمہ: سب کا سب، تمام، نزا۔ خوش: اچھا، سرسبز و شاداب۔ و لے: لیکن۔ درخورنوایم: میری نوا کے لائق۔ تبسمے: ایک تبسم سا، ایک ہلکی سی مسکراہٹ۔ بہ لب او: اس کے لب پر۔ رسید: پہنچی، آئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : چاند اور سورج سے گزر کے میں خدا کے حضور میں پہنچا اور عرض کی کہ تیری کائنات میں ایک ذرہ بھی میرا آشنا نہیں ہے دنیا دل سے خالی ہے اور میری مشت خاک دل ہی دل ہے چمن (دنیا) خوب ہے لیکن میرا انوا کے لائق نہیں اس کے ہونٹوں پر ایک تبسم سا آیا اور کچھ نہ کہا (بولا) (اگرچہ حضرت یزداں نے میری معروضات کے جواب میں کچھ ارشاد نہیں فرمایا لیکن اس کے تبسم نے میری معروضات کی تصدیق کردی)۔ (اشارہ اس طرف ہے کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور انسان کا غم خوار نہیں۔ خالق کائنات نے انسان کے علاوہ اور کسی مخلوق کے سینہ میں جذبہ عشق ودیعت ہی نہیں کیا۔

شبنم

گفتند فرود آے زاوج مہ و پرویز
برخود زن و بابحر پرآشوب بیامیز
باموج در آویز
نقش دگر انگیز
تابندہ گہر خیز

معانی ...... : گفتند: انہوں نے کہا۔ فرود آے: نیچے اتر، اتر آ۔ اوج مہ و پرویز: چاند اور ثریا کی بلندی۔ پروین، ثریا: پرویز ایک برج فلکی کا نام ہے جو مچھلی کی شکل کا ہے۔ برخود زن: کٹھنائیوں کا مقابلہ کر، اپنی طرف پلٹ۔ برخود زدن: مراد استحکام خودی، اپنے آپ کو مٹانا، مشکلات کا مقابلہ کرنا، مصیبتیں جھیلنا اور ہمت نہ ہارنا، اپنے آپ کی طرف لوٹنا۔ بحر پرآشوب: ٹھاٹھیں مارتا سمندر، خطرات سے بھرا ہوا پرشور سمندر۔ بیامیز: تو مل جا، گھل مل جا۔ با: کے ساتھ، سے۔ در آویز: تو لڑ۔ نقش دگر: دوسرا نقش۔ انگیز: تو ابھار۔ تابندہ: چمکتا ہوا۔ خیز: تو اٹھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : انہوں (کارکنان قضا و قدر) نے کہا ماہ و پروین کی بلندی سے اتر آ۔ مشکلات کو پار کر (اپنی خودی کو مستحکم کر) اور ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے مل جا موجود سے الجھ ایک اور نقش ابھار (نئی صورت اختیار کر) چمکتا ہوا موتی بن کے نکل (ابھر)۔

من عیش ہم آغوشی دریانہ خریدم
آں بادہ کہ از خویش رباید نچشیدم
از خود نہ رمیدم
ز آفاق بریدم
بر لالہ چکیدم

معانی ...... : نہ خریدیم: میں نے مول نہیں لیا۔ بادہ: شراب۔ کہ: جو۔ خویش: اپنا آپ، خود۔ رباید: اچک لے جائے۔ کوئی چیز لے اڑنا، اچک لے جانا۔ نچشیدم: میں نے نہیں چکھا۔ نہ رمیدم: میں نہیں بھاگا۔ آفاق: ساری دنیا، باہر کی کائنات، افق کی جمع۔ بریدم: میں الگ ہو گیا، کٹ گیا۔ چکیدم: میں ٹپکی۔ چکیدن: ٹپکنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے دریا سے ہم آغوشی کا لطف قبول نہ کیا وہ شراب جو اپنی سدھ بدھ بھلا دے نہیں چکھی (جو مجھے اپنی خودی سے غافل کر دے)۔ میں اپنے آپ سے دور نہیں ہوئی بھاگی آفاق (دنیا) سے کٹ گئی اور گل لالہ پر ٹپک پڑی۔

گل گفت کہ ہنگامہ مرغان سحر چسیت ؟
ایں انجمن آراستہ بالائے شجر چسیت ؟
ایں زیر و زبر چسیت ؟
پایان نظر چسیت ؟
خار گل تر چسیت ؟

معانی ......: ہنگامہ مرغان سحر: صبح کے پرندوں کا شور۔ مرغان: مرغ کی جمع، پرندے۔ سحر: صبح۔ آراستہ: سجی ہوئی۔ بالائے شجر: پیڑ کے اوپر۔ زیروزبر: الٹ پلٹ، نیچے اور اوپر۔ پایان نظر: نظر کا انجام۔ خارگل تر: گلاب کے کھلے ہوئے پھول کا کانٹا، تازہ پھول کا کانٹا۔ چیست: کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : پھول کہنے لگا کہ صبح کے پرندوں کا یہ ہنگامہ (شور) کیا ہے؟ درختوں کے اوپر سجی ہوئی یہ انجمن کیسی ہے یہ اونچ نیچ کیا ہے نظر کی انتہا کیا ہے شاداب پھول کے پہلو میں یہ کانٹا کیا ہے۔

تو کیستی و من کیم ایں صحبت ما چسیت ؟
برشاخ من ایں طائرک نغمہ سرا چسیت ؟
مقصود نوا چسیت ؟
مطلوب صبا چسیت ؟
ایں کہنہ سرا چسیت ؟

معانی ...... : تو کیستی: تو کون ہے۔ من کیم: میں کون ہوں۔ ایں: یہ۔ صحبت ما: ہماری صحبت۔ طائرک نغمہ سرا: گاتا ہوا ننھا پرندہ۔ مقصود نوا: نغمے کا مقصود۔ مطلوب صبا: صبا کا مطلوب۔ مطلوب: جس کی طلب کی جائے۔ کہنہ سرا: پرانا گھر، ٹھکانا، بسیرا، دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کون ہے اور میں کون ہوں یہ ہمارا مل بیٹھنا کیا ہے؟ میری ٹہنی پر یہ چہچہاتا ہوا پرندہ کیا ہے؟ اس کی صدا کا مقصود کیا ہے؟ صبا کا مطلوب کیا (کون) ہے؟ یہ پرانی سرا یعنی دنیا کیا ہے؟

گفتم کہ چمن رزم حیات ہمہ جائی است
بزمے است کہ شیرازہ او ذوق جدائی است
دم ؟ گرم نوائی است
جاں ؟ چہرہ کشائی است
ایں راز خدائی است

معانی ...... : گفتم: میں نے کہا۔ رزم حیات ہمہ جائی: عالم گیر زندگی کی پیکار، ہر کہیں برپا زندگی کا معرکہ۔ بزمے: ایک محفل۔ انجمن۔ شیرازہ او: اس کا شیرازہ۔ اکٹھ، بندش۔ گرم نوائی: آہ و فریاد۔ چہرہ کشائی: رونمائی، منہ دکھائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں (شبنم) نے کہا کہ یہ چمن ہر جگہ موجود حیات کی کشمکش (کا میدان) ہے یہ ایسی محفل ہے جسے ٹوٹنے

کی لذت نے جوڑ رکھا ہے (جس کا شیرازہ جدائی کے ذوق کی وجہ سے بندھا ہوا ہے)۔ دم (زندگی) کیا ہے؟ آہ و فریاد کا نام ہے۔ (نالہ و فریاد، سوز و ساز اور تب و تاب کا نام ہے)۔ (جب تک دم ہے تب تک غم ہے)۔ جان کیا ہے؟ منہ دکھائی (خالق کائنات کی جلوہ گری یا ظہور کا نام ہے) یہ خدائی بھید ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے خود کہا کہ روح میرا امر ہے جسے میں نے جسم آدم میں پھونکا ہے)۔ اقبال نے اس کو بجا طور پر "راز خدائی" سے تعبیر کیا ہے۔

طلسم بود و عدم جس کا نام ہے آدم　　خدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پر سخن
(ضرب کلیم)

من از فلک افتادہ تو از خاک دمیدی
از ذوق نمود است دمیدی کہ چکیدی
در شاخ تپیدی
صد پردہ دریدی
برخویش رسیدی!

معانی ...... : افتادہ: گری ہوئی۔ دمیدی: تو پھوٹا۔ از: سے، کی وجہ سے۔ ذوق نمود: نمود کا ذوق۔ اظہار۔ چکیدی: تو ٹپکا۔ تپیدی: تو تڑپا۔ دریدی: تونے پھاڑا۔ برخویش رسیدی: خود تک پہنچا۔ اپنے آپ تک پہنچنا، اپنی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں آسمان سے گری تو مٹی سے پھوٹا (اگا) اگنا ہو کہ ٹپکنا دکھلاوے کی دھن ہی سے ہے (ذوق نمود کے کرشمے ہیں) تو شاخ میں تڑپا تو نے سو پردے چاک کئے اور خود تک پہنچ گیا (اپنے آپ میں آ گیا)۔

نم در رگ ایام زاشک سحر ماست
ایں زیر و زبر چیست؟ فریب نظر ماست
انجم بہ بر ماست
لخت جگر ماست
نور بصر ماست

معانی ...... : نم: طراوت۔ زاشک سحر ما: ہمارے صبح کے آنسو سے۔ بہ بر ما: ہماری آغوش میں۔ بہ: میں۔ لخت جگر ما: ہمارے جگر کا ٹکڑا۔ نور بصر ما: ہماری آنکھ کا نور۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے صبحدم کے آنسوؤں سے زمانے کی رگوں میں طراوت ہے یہ اونچ نیچ کیا ہے ہماری نظر کا دھوکا ہے ستارہ بھی ہم میں سے ہے ہمارے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ ہماری آنکھوں کی روشنی ہے۔

در پیرہن شاہد گل سوزن خار است
خار است، ولیکن زندیمان نگار است
از عشق نزار است
در پہلوئے یار است
ایں ہم ز بہار است

معانی ...... درپیرہن شاہد گل: محبوب ایسے پھول کی قمیص میں ۔سوزن خار: کانٹے کی سوئی ۔ندیمان نگار: محبوب کے مصاحبین۔ ندیمان: ندیم کی جمع، مصاحب، ساتھی، نگار: محبوب معشوق ۔ نزار: سوکھا، دبلا، کمزور۔ در: میں ۔ یار: محبوب ۔ ایں: یہ۔ ہم: بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : محبوبہ گل کے لباس میں کانٹے کی سوئی ہے کانٹا ہے مگر محبوب کے مصاحبوں میں سے ہے عشق سے (نحیف و) نزار ہے۔ یار کے پہلو میں ہے یہ بھی بہار ہی سے ہے۔

برخیزو دل از صحبت دیرینہ بہ پرداز
بالالہ خورشید جہاں تاب نظر باز
با اہل نظر ساز
چوں من بفلک تاز
داری سرپرواز ؟

معانی ...... : برخیز: اٹھ۔ صحبت دیرینہ: پرانی صحبت۔ بہ پرداز: خالی کردے۔ نظر باز: آنکھ لڑا۔ با اہل نظر: نظر والوں کے ساتھ۔ ساز: موافقت کر، ساتھ۔ پکڑ۔ بنا کے رکھنا، چوں من: میری طرح۔ بفلک: آسمان پر، آسمان کی طرف۔ تاز: دوڑ، ہجوم کر، داری: تو رکھتا ہے۔ سر پرواز: اڑان کی خواہش، اڑان کی سکت۔ سر: خواہش۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ اور دل کو پرانی صحبت سے حالی کرلے دنیا کو چمکانے والے لالہ خورشید سے آنکھیں لڑا نظر والوں کا ساتھ پکڑ میری طرح آسمان پہ اڑ جا یاں تو پھر ہے اڑان کا خیال ۔(اب تو اپنے دل سے پوچھ کر مجھے بتا کہ تیرے اندر پرواز (روحانی ترقی) کی آرزو پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو یہ تیری بدبختی ہے)۔

عشق

فکرم چو بہ جستجو قدم زد در دیر شد ودر حرم زد
دردشت طلب بے دویدم دامن چوں گرد باد چیدم

معانی ......: فکرم: میرا فکر۔ چو: جب۔ قدم زد: قدم رکھا۔ دیر: مندر، بت خانہ۔ شد: گیا، پہنچا۔ درحرم زد: کعبے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بسے: بہت، دریدم: میں دوڑا۔ چوں: جیسے، جوں۔ گردباد: بگولا۔ چیدم: میں نے سمیٹا۔

ترجمہ و تشریح ......: میرا فکر جب (حقیقت کی) تلاش میں نکلا مندر (بت خانہ) میں پہنچا اور کعبے کا دروازہ کھٹکھٹایا میں اسی دھن میں جنگل جنگل دوڑا بگولے کی طرح اپنے دامن کو سمیٹا (کچھ حاصل نہ کیا)۔

پویاں بے خضر سوئے منزل بردوش خیال بستہ محمل
جویاے مے وشکستہ جامے چوں صبح بباد چیدہ دامے

ترجمہ و تشریح ......: کسی خضر کے بغیر میں منزل کی طرف دوڑا۔ خیال کے دوش پر کجاوہ کسے ہوئے (تخیل کے دوش پر محمل باندھا)۔ میں شراب کا متلاشی تھا مگر میرے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جام تھا۔ صبح کی طرح میں نے ہوا کیلئے جال بچھایا۔

ترجمہ و تشریح ......: کسی خضر کے بغیر میں منزل کی طرف دوڑا۔ خیال کے دوش پر کجاوہ کسے ہوئے (تخیل کے دوش پر محمل باندھا)۔ میں شراب کا متلاشی تھا مگر میرے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جام تھا۔ صبح کی طرح میں نے ہوا کیلئے جال بچھایا۔

معانی ...... : پویاں: رواں دواں، چلتے ہوئے، بھٹکتے ہوئے۔ بے خضر: خضر کے بغیر۔ خضر: حضرت خضر علیہ السلام۔ کنایہ: رہبر، راستہ دکھانے والا۔ بردوش خیال: خیال کے کاندھے پر۔ بستہ: باندھے ہوئے۔ محمل: کجاوہ، جویائے مے: شراب ڈھونڈنے والا۔ شکستہ جامے: ٹوٹے ہوئے پیالے والا۔ چوں: طرح، جیسے۔ بباد چیدہ دامے: ہوا میں جال پھیلائے ہوئے۔

پیچیدہ بخود چو موج دریا　　آوارہ چو گرد باد صحرا
عشق تو دلم ربود ناگاہ　　از کار گرہ کشود ناگاہ

معانی ...... : پیچیدہ بخود: خود میں الجھا ہوا، خود سے لپٹا ہوا۔ پیوست: اپنے آپ میں بل کھایا ہوا۔ چو: جوں، جیسے۔ گرد باد صحرا: صحرا کا بگولا۔ دلم: میرا دل۔ ربود: لے اڑا، اچک لیا گیا۔ ناگاہ: اچانک، یکا یک۔ از: کی۔ کار: کام۔ گرہ: پیچ، مشکل، رکاوٹ۔ کشود: کھولدی۔

ترجمہ و تشریح ...... : موج دریا کی مانند میں اپنے اندر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ صحرا کے بگولے کی طرح آوارہ پھرتا رہا۔ اچانک تیرے عشق نے میرا دل لوٹ لیا اور میری مشکل کا عقدہ ایک دم حل ہو گیا۔

آگاہ زہستی و عدم ساخت　　بتخانہ عقل را حرم ساخت
چوں برق بخرمنم گزر کرد　　از لذت سوختن خبر کرد

معانی ...... : ساخت: اس نے کر دیا۔ آگاہ ساختن: آگاہ کرنا۔ حرم ساخت: کعبہ بنا دیا۔ بخرمنم: میرے خرمن میں۔ خرمن: غلے کا انبار، کھلیان۔ گزر کرد: گزرا، گزر گیا۔ لذت سوختن: جلنے کی لذت۔ خبر کرد: اس نے خبر کی، واقف کر دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس (عشق) نے وجود اور عدم سے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس نے عقل کے بتخانے کو کعبہ بنا دیا۔ وہ بجلی کی طرح میرے کھلیان میں گزر گیا۔ اس نے مجھے جلنے کی لذت سے آشنا کر دیا۔

سرمست شدم زپا فتادم　　چوں عکس زخود جدا فتادم
خاکم بفراز عرش بردی　　زاں راز کہ بادلم سپردی

معانی ...... : سرمست: مست، مدہوش، بے خود، شدم: میں ہو گیا۔ از پا فتادم: میں گر پڑا۔ چوں: مانند، جیسے۔ عکس: پرچھائیں، سایہ۔ فتادم: میں گرا۔ بفراز عرش: عرش کی بلندی پر۔ بردی: تو لے گیا۔ زاں راز: اس بھید سے۔ کہ: جو۔ بادلم: میرے دل کو۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تو بے خود ہو کر گر پڑا۔ سائے کی طرح اپنے آپ سے جدا ہو گیا۔ تو میری خاک کو عرش کی بلندی پر لے گیا اس راز کی وجہ سے جو تو نے میرے دل کے سپرد کیا۔

واصل بکنار کشتیم شد　　طوفان جمال زشتیم شد
جز عشق حکایتے ندارم　　پروائے ملامتے ندارم

معانی ...... : واصل بکنار: ساحل تک پہنچنے والا، کنارے سے آلگنے والا۔ کشتیم: میری کشتی، ناؤ۔ شد: ہو گئی۔ طوفان جمال: حسن کا طوفان۔ زشتیم: میری بدی۔ جز: سوائے، علاوہ۔ حکایتے: کوئی حکایت۔ ندارم: میں نہیں رکھتا ہوں۔ پروائے ملامتے: کسی ملامت کی پروا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تب میری ناؤ کنارے سے آلگی (میں نے منزل مقصود کو پا لیا) اور میری بدصورتی طوفان جمال بن گئی۔ میں عشق کے سوا کوئی حکایت نہیں رکھتا۔ مجھے کسی کی ملامت کی پروا نہیں ہے۔

از جلوہ علم بے نیازم
سوزیم گریم تپم گرازم

معانی ...... : ازجلوۂ علم: علم کے جلوے سے۔ علم: جاننا، یہاں مراد بے عقل کی مدد سے شے کی حقیقت تک پہنچنا۔ بے نیازم: بے پروا ہوں، میں کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ مستغنی، آزاد، لاتعلق۔ سوزم: میں جلتا ہوں۔ گریم: میں روتا ہوں۔ گریستن: رونا۔ تپم: تڑپتا ہوں۔ گدازم: پگھلتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں علم کی چمک دمک سے بے نیاز ہوں بس مجھے ہر دم جلنا رونا تڑپنا اور پگھلنا ہے۔ (یہ جلنا ہی میری ابدی زندگی کا ذریعہ ہے)۔

اگرخواہی حیات اندر خطر زی

غزالے باغزالے درد دل گفت — ازیں پس در حرم گیرم کنامے
بصرا صید بنداں در کمین اند — بکام آہواں صبحے، نہ شامے

اگر زندگی چاہتا ہے تو خطرات میں بسر کر

معانی ...... : غزالے: ایک ہرن۔ با: سے۔ گفت: اس نے کہا۔ ازیں پس: اس کے بعد۔ گیرم: میں کرلوں گا، بنالوں گا۔ کنامے: کوئی ٹھکانا، بسیرا۔ کنام: جانوروں کی آرامگاہ، بصحرا: صحرا میں۔ صید بنداں: صید بند کی جمع، شکاری۔ کمین: گھات۔ بکام آہواں: ہرنوں کی مراد کے مطابق، ہرنوں کو سازگار۔ صبحے: کوئی صبح۔ شامے: کوئی شام۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک ہرن نے دوسرے سے اپنے دل کا درد کہا اس کے بعد میں حرم میں بسیرا کرلوں گا (کیونکہ وہاں کوئی کسی کو قتل نہیں کرسکتا) صحرا میں شکاریوں نے گھات لگا رکھی ہے ہرنوں کو نہ کوئی صبح سازگار ہے نہ کوئی شام۔

اماں از فتنہ صیاد خواہم
دلے زاندیشہ ہا آزاد خواہم

معانی ...... : اماں: امن، پناہ، سکون۔ ازفتنہ صیاد: شکاری کے فتنے سے۔ از: سے۔ فتنہ: آزمائش، عذاب، صیاد: شکاری۔ خواہم: میں چاہتا ہوں۔ دلے: ایک دل۔ زاندیشہ ہا: اندیشوں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں صیاد (شکاری) کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اندیشوں سے آزاد ایک دل چاہتا ہوں۔

رفیقش گفت اے یار خردمند — اگر خواہی حیات اندر خطر زی
دمادم خویشتن رابر فساں زن — زتیغ پاک گوہر تیز ترزی

معانی ...... : رفیقش: اس کا ساتھی۔ یار خردمند: عقلمند دوست۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ خطر: خطرہ۔ زی: تو جی، تو زندگی بسر کر۔ برفساں زن: سان پر چڑھا۔ تیغ پاک گوہر: خالص فولاد سے بنی ہوئی تلوار، عمدہ جوہر رکھنے والی تلوار۔ تیز تر: زیادہ تیز دھار رکھنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے ساتھی نے کہا اے دانا دوست اگر تجھے زندگی کی چاہ ہے تو خطرات میں جی (اگر زندگی چاہتا ہے تو خطرات میں بسر کر)۔ خود کو پل پل سان پر رگڑ۔ اصیل تلوار سے زیادہ تیز ہو کر زندہ رہ۔

خطر تاب و تواں را امتحان است
عیار ممکنات جسم و جان است

معانی ......: تاب وتواں: ہمت اور سکت۔را: کا، کے لئے۔عیار ممکنات جسم وجاں: جسم اور روح کے امکانات کی کسوٹی۔عیار: کسوٹی۔
ترجمہ و تشریح ......: خطر ہمت اور سکت (حوصلے) کا امتحان ہے جسم اور روح کے امکانات کی کسوٹی (معیار) ہے۔ (خطرات ہی سے انسان کی ذہنی اور بدنی قوتوں کا پتہ چلتا ہے)۔

جہانِ عمل

ہست ایں میکدہ و دعوت عام است اینجا — قسمت بادہ باندازہ جام است اینجا
حرف آں راز کہ بیگانہ صوت است ہنوز — از لب جام چکید است و کلام است اینجا

عمل کی دنیا

معانی ......: ہست: ہے۔دعوت عام: عام بلاوا، کھلی دعوت۔اینجا: یہاں، اس جگہ۔قسمت بادہ: شراب کی تقسیم۔باندازۂ جام: پیالے کی گنجائش کے مطابق۔حرف آں راز: اس راز کی بات۔بیگانہ صوت: آواز سے انجان، آواز سے بے نیاز۔ہنوز: اب تک، ابھی۔ لب جام: جام کے لب، پیالے کا کنارہ۔چکید است: وہ ٹپکا ہے۔
ترجمہ و تشریح ......: یہ شراب خانہ ہے اور یہاں سب کو کھلی دعوت ہے یہاں پیالے کی استعداد دیکھ کر شراب بانٹی جاتی ہے (ہر شخص اپنے ظرف (حوصلہ) کے مطابق شراب (کامیابی) حاصل کرسکتا ہے۔ پہلے زمانے میں مےنوشوں کو ان کے ظرف کے مطابق شراب دی جاتی تھی۔غالب نے کیا خوب کہا ہے: ع دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر)۔اس راز کی بات جو ابھی آواز سے انجان ہے۔یہاں لب جام سے ٹپکی ہے اور کلام بن گئی ہے (سب پر ظاہر ہوگیا ہے)۔نوٹ: یہ دنیا عمل (جدوجہد) کی دنیا ہے یہاں اسی کو سروری حاصل ہوسکتی ہے جو اس کیلئے کوشش کرے۔

نشہ از حال بگیرند و گزشتند ز قال — نکتۂ فلسفہ دردِ تہ جام است اینجا
مادریں رہ نفس دھر براندا ختہ ایم — آفتاب سحر او لب بام است اینجا

معانی ......: حال: کیفیت، جذب، عقل وحواس کے بغیر معرفت۔بگیرند: حاصل کرتے ہیں۔گذشتند: وہ لوگ گزر گئے، انہوں نے ترک کردیا۔قال: بات چیت، نری گفتگو۔نکتہ فلسفہ: فلسفے کی باریکی، فلسفے کی نازک خیالی۔دردتہ جام: جام کی تہ میں پڑی ہوئی تلچھٹ۔ دریں رہ: اس راستے میں۔نفس دہر براندا ختہ ایم: ہم نے زمانے کی سانس اکھاڑ دی ہے، ہم نے زمانے کو بیدم کردیا ہے، ہم نے زمانے کو عاجز اور مغلوب کرلیا ہے۔نفس: آفتاب سحر او: اس کی صبح کا سورج۔
ترجمہ و تشریح ......: (یہاں) لوگ حال سے مستی حاصل کرتے ہیں اور زبانی جمع خرچ چھوڑ دیتے ہیں۔فلسفے کی باریک باتیں یہاں تاچھٹ (کی طرح) ہیں۔ہم نے اس راہ میں زمانے کی ہوا اکھاڑ دی ہے (زمانے کو تھکا دیا ہے)۔اس کی صبح کا سورج یہاں ڈوبنے کو ہے۔

اے کہ تو پاس غلط کردہ خود می داری — آنچہ پیش تو سکون است خرم است اینجا
ما کہ اندر طلب از خانہ بروں تاختہ ایم — علم راجاں بد میدیم و عمل ساختہ ایم

معانی ......: پاس غلط کردہ خود میداری: تو اپنی غلطی پر اڑا ہوا ہے، تو اپنی خطا کی طرفداری کرتا ہے۔آنچہ: جو کچھ، وہ چیز جو۔پیش تو:

تیرے نزدیک۔سکون:ٹھہراؤ۔خرام: چال،رفتار،حرکت۔ ما: ہم۔کہ: جو۔بروں تاختہ ایم: باہر نکل آئے ہیں۔را: میں، کیلئے۔بدمیدیم: ہم نے پھونکی۔ساختہ ایم: ہم نے بنادیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: اے تو کہ اپنی خطا پر اڑا ہوا ہے جسے تو سکون سمجھتا ہے وہی یہاں حرکت ہے ع دمام رواں ہے یم زندگی۔ہم کہ حقیقت کی کھوج میں اپنا گھر چھوڑ آئے ہیں۔(انسان دنیا میں آنے سے پہلے جنت میں سکون کی زندگی بسر کر رہا تھا لیکن جدوجہد (طلب) کا جذبہ اسے باہر نکال لایا۔ہم نے علم میں روح پھونک کر اسے عمل بنادیا ہے۔

زندگی

پرسیدم از بلند نگاہے حیات چیست ؟   گفتا مے کہ تلخ تر او نکو تر است

گفتم کہ کرمک است و زگل سر بروں زند   گفتا کہ شعلہ زاد مثال سمندر است

معانی ......: پرسیدم: میں نے پوچھا۔بلند نگاہے: ایک بلند ہمت، عالی دماغ۔چیست: کیا ہے۔گفتا: وہ بولا۔مے: ایک شراب، ایسی شراب، وہ شراب۔تلخ تر او: اس کا زیادہ کڑوا حصہ۔نکوتر: زیادہ اچھا۔گفتم: میں نے کہا۔کرمک: کیڑا۔گل: مٹی۔سر بروں زند: سر باہر نکالتی ہے، ظاہر ہوتی ہے۔شعلہ زاد: آگ سے پیدا ہونے والا۔مثال سمندر: سمندر کی طرح۔سمندر: ایک کیڑا جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: زندگی میں نے ایک بلند نگاہ (عارف) سے پوچھا زندگی کیا ہے؟ وہ بولا: وہ شراب کہ جتنی کڑوی ہو اتنی اچھی ہے۔میں نے کہا کہ (یہ ایک) کیڑا ہے جو مٹی سے سر نکالتا ہے اس نے کہا کہ (نہیں بلکہ) سمندر کی طرح شعلہ سے پیدا ہوئی ہے۔

گفتم کہ شد بفطرت خامش نہادہ اند   گفتا کہ خیر او نشناسی ہمیں شر است

گفتم کہ شوق سیر نبردش بہ منزلے   گفتا کہ منزلش بہ ہمیں شوق مضمر است

معانی ......: بفطرت خامش: اس کی ناقص فطرت میں۔نہادہ اند: انہوں نے رکھا ہے۔خیر او: اس کی خوبی۔بھلائی۔نشناسی: تو نہیں پہچانتا، تو نہیں جانتا۔ہمیں: یہی۔شوق سیر: چکراتے پھرنے کا شوق۔نبردش: اسے نہیں لے گیا، اسے نہیں پہنچایا۔بمنزلے: کسی منزل تک۔منزلش: اس کی منزل۔بہ ہمیں شوق: اسی شوق میں۔مضمر: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔

ترجمہ و تشریح ......: میں نے کہا کہ اس کی خاموش فطرت میں شر رکھا گیا ہے اس نے کہا کہ تو اس کا خیر نہیں دیکھتا یہی شر ہے۔(زندگی سراسر خیر ہے لیکن جب ہم اس حقیقت سے روگردانی کرتے ہیں تو ہمارا یہ فعل شر بن جاتا ہے یعنی جسے ہم شر کہتے ہیں وہ ہماری جہالت کا دوسرا نام ہے۔میں نے کہا کہ چکراتے پھرنے کا شوق اسے کہیں نکلنے نہیں دیتا اس نے کہا کہ اسی شوق میں اس کی منزل چھپی ہوئی ہے۔(شوق ہی اس کی منزل ہے)۔بالفاظ دیگر زندگی مسلسل پرواز کا نام ہے اگر وہ منزل تک پہنچ جائے تو ساکن ہو جائے گی اور سکون، موت کا دوسرا نام ہے۔

گفتم کہ خاکی است و بخاکش ہمی دہند
گفتا چو دانہ خاک شگافد گل تر است

معانی ......: خاکی: مٹی کی پیدائش، مٹی سے بنی ہوئی۔بخاکش: اسے مٹی میں۔ہمی دہند: دے دیتے ہیں، دیا جاتا ہے۔چو: جب شگافد: چیرتا ہے، توڑتا ہے، چیرے، توڑے۔گل تر: تازہ اور کھلا ہوا پھول، اوس میں بھیگا ہوا پھول۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے کہا کہ یہ مٹی سے ہے اور اسے مٹی ہی میں داب دیا جاتا ہے اس نے کہا کہ دانہ مٹی سے تازہ پھول بن کر نکلتا ہے۔ (یعنی انسان مر کر فنا نہیں ہو جاتا بلکہ مرنے کے بعد نئی زندگی حاصل کر لیتا ہے)۔

حکمت فرنگ

شنیدم کہ در پارس مرد گزیں ادا فہم، رمز آشنا، نکتہ بیں
لبے سختی از جانکنی دید و مرد بر آشفت و جاں شکوہ لبریز برد

مغرب کی دانائی

معانی ...... : شنیدم: میں نے سنا۔ پارس: فارس، ایران۔ مرد گزیں: برگزیدہ شخص۔ ادا فہم: اشارہ سمجھنے والا، رمز آشنا: بھید جاننے والا۔ نکتہ بیں: کسی بات کے چھپے ہوئے معنی پر نظر رکھنے والا، باریکیوں پر نگاہ رکھنے والا۔ بر آشفت: وہ جھنجلایا، خفا ہوا۔ شکوہ لبریز: شکایت سے بھری ہوئی۔ برد: وہ لے گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے سنا کہ فارس میں ایک برگزیدہ آدمی ادا فہم رمز آشنا نکتہ بیں تھا۔ اس نے مرنے سے پہلے جان کی بہت سختی دیکھی۔ (اس لئے) وہ ناراضگی اور شکوہ سے لبریز جان لے کر یہاں سے رخصت ہوا۔

بنالش درآمد بہ یزدان پاک کہ دارم دلے از اجل چاک چاک
کمالے ندارد بایں یک فنی نداند فن تازہ جاں کنی

معانی ...... : بنالش: فریاد کے ساتھ، شکایت لیکر، فریادی بن کر۔ درآمد: وہ داخل ہوا، وہ آیا۔ دارم: میں رکھتا ہوں۔ دلے: ایک دل۔ اجل: موت، موت کا فرشتہ۔ بایں یک فنی: اس ایک ہی فن رکھنے کے باوجود۔ نداند: نہیں جانتا۔ فن تازہ جاں کنی: جان نکالنے کا نیا ہنر۔

ترجمہ و تشریح ...... : موت کے بعد یہ فریاد لیکر وہ خدائے پاک کی جناب میں دعویٰ دائر کیا کہ فرشتہ اجل کی سختی سے میرا دل پاش پاش ہو گیا ہے۔ وہ فرشتہ ایک یک فنی کے باوجود کوئی مہارت نہیں رکھتا جان نکالنے کا نیا ہنر نہیں جانتا۔

برد جان و ناپختہ درکار مرگ جہاں نوشدوا وہماں کہنہ برگ
فرنگ آفریند ہنرہا شگرف برانگیزد از قطرہ بحر ژرف

معانی ...... : برد جاں: وہ جان نکالتا ہے۔ کہنہ برگ: پرانے ساز و سامان والا، دقیانوسی۔ آفریند: وہ پیدا کرتا ہے۔ اشگرف: عجیب۔ برانگیزد: وہ نکالتا ہے۔ بحر ژرف۔ گہرا سمندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ روح قبض کرتا ہے مگر (اب تک) اس کام میں کچا ہے دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی مگر وہ ویسا ہی لکیر کا فقیر رہا۔ یورپ عجیب عجیب ہنر ایجاد کر رہا ہے ایک قطرے میں سے اتھاہ سمندر کھینچ لیتا ہے۔

کشد گرد اندیشہ پرکار مرگ ہمہ حکمت او پرستار مرگ
رود چوں نہنگ آبدوزش بہ یم زطیارہ اوہوا خوردہ بم

معانی ...... : کشد: وہ کھینچتا ہے۔ گرد اندیشہ: فکر کے گرد۔ پرکار مرگ: موت کی پرکار۔ ہمہ: ساری، تمام، کل۔ حکمت او: اس کا فلسفہ، دانش۔ پرستار مرگ: موت کا بندہ، موت کا پجاری۔ رود: چلتی ہے۔ چوں: جیسے، جوں۔ نہنگ: مگر مچھ۔ آبدوزش: اس کی آبدوز۔ یم:

سمندر۔ زطیارہ او: اس کے طیارے سے۔ خوردہ بم: اس نے دھول کھلائی۔ طمانچے کھانا۔ بم: طمانچہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ فکر و خیال کے گرد موت کی پرکار گھماتا ہے۔ اس کا سارا فلسفہ موت کا خدمتگار ہے اس کی آبدوز سمندر کے اندر مگرمچھ کی طرح چلتی ہے اس کے ہوائی جہاز ہوا کے طمانچے کھاتے ہیں (فضا میں اڑتے ہیں)۔

نہ بینی کہ چشم جہاں بین ہور ۔۔۔ همی گرد داز غاز او روز کور
تفنگش بکشتن چناں تیز دست ۔۔۔ کہ افرشتہ مرگ رادم گسست

معانی ...... : نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ چشم جہاں بین ہور: دنیا بھر کو دیکھنے والی، سورج کی آنکھ۔ ہور: سورج۔ ھمی گردد: ہو جاتی ہے۔ از غاز او: اس کی گیس سے۔ روز کور: جسے دن میں نہ سجھائی دے، اندھی۔ تفنگش: اس کی بندوق۔ بکشتن: ہلاک کرنے میں۔ چناں: ایسی، اس قدر۔ تیز دست: چابکدست، تیزی سے ہاتھ چلانے والا، چالاک۔ افرشتہ مرگ: موت کا فرشتہ۔ را: کا۔ دم گست: سانس ٹوٹ گیا، اکھڑ گیا، رک گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا تو نہیں دیکھتا کہ سورج کی دنیا بھر کو دیکھنے والی آنکھ اس کی گیس سے اندھی ہو جاتی ہے اس کی بندوق جان لینے میں ایسی تیزی دکھانے والی ہے کہ موت کے فرشتے کا دم ٹوٹ گیا (فرشتہ موت بھی دم بخود رہ جاتا ہے)۔

فرست ایں کہن ابلہ رادر فرنگ
کہ گیرد فن کشتن بیدرنگ

معانی ...... : فرست: تو بھیج۔ ایں: اس۔ کہن: پرانا۔ ابلہ: نادان، بے وقوف۔ را: کو۔ فرنگ: مغرب، یورپ۔ کہ: تاکہ۔ گیرد: یہ حاصل کرے۔ فن کشتن بے درنگ: بلا تاخیر جھٹ پٹ مارنے کا فن۔ بلا توقف، جھٹ پٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس بوڑھے بیوقوف (عزازیل) کو یورپ بھیج دے تاکہ یہ جھٹ پٹ مارنے کا فن سیکھ جائے۔ نوٹ: اس طنزیہ نظم میں اقبال نے واضح کیا ہے کہ اقوام مغرب نے انسان کو ہلاک کرنے کیلئے بہت سے نئے آلات ایجاد کئے ہیں۔

حور و شاعر (درجواب نظم گوئٹے موسوم "بہ حور و شاعر")

...... حور

نہ بہ بادہ میل داری نہ بہ من نظر کشائی ۔۔۔ عجب ایں کہ تو ندانی رہ و رسم آشنائی

حور اور شاعر (گوئٹے کی نظم "حور و شاعر" کے جواب میں)

...... حور

معانی ...... : بہ: کے ساتھ، سے۔ بادہ: شراب۔ میل داری: تو رغبت رکھتا ہے۔ نظر کشائی: تو دیکھتا ہے۔ عجب: حیرت، عجیب۔ تو ندانی: تو نہیں جانتا۔ رہ و رسم آشنائی۔ آشنائی کا چلن۔ طریق۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ تو شراب سے میل رکھتا ہے نہ میری طرف آنکھ اٹھا کے دیکھتا ہے حیرت تو یہ ہے کہ تو دوستی کے طور طریق بھی نہیں جانتا ہے۔

ہمہ ساز جستجوے، ہمہ سوز آرزوے نفسے کہ می گرازی، غزلے کہ می سرائی
بنوائے آفریدی چہ جہان دلکشائے کہ ارم بچشم آید چو طلسم سیمیائی !

معانی ...... : نفسے کہ میگدازی: تو جو آہ بھرتا ہے۔ارم: جنت۔طلسم سیمیائی: خیالی چیزوں کو مجسم کر دینے والا عمل۔جادو: وہ شے جس کی کوئی اصلیت نہ ہو یعنی محض دھوکہ یا فریب نظر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساری کی ساری ایک تلاش کی لپک سب کی سب ایک آرزو کی لپک ہے تو جو نفس گداز کرتا ہے وہ ہمہ سوز آرزو ہے۔ ہر آہ جو تو بھرتا ہے ہر غزل جو تو الاپتا ہے تو نے ایک نغمے سے کیا دلکش عالم ایجاد کر دیا کہ جنت (بھی) مجھے نظر بندی کا عمل دکھائی دیتی ہے۔ (طلسمی شے نظر آتی ہے)

شاعر

دل رہرواں فریبی بہ کلام نیش دارے مگر ایں کہ لذت اونر سد بہ نوک خارے
چہ کنم کہ فطرت من بہ مقام درنسازد دل ناصبور دارم چو صبا بہ لالہ زارے

معانی ...... : دل رہرواں: مسافروں کا دل۔فریبی: تو للچاتی ہے۔بہ کلام نیش دارے: چبھ جانے والی گفتگو سے، چبھتے ہوئے جملے۔نرسد: نہیں پہنچتا۔بہ: تک۔نوک خارے: کسی کانٹے کی نوک۔چہ: کیا۔کنم: کروں۔بہ: سے، ساتھ۔مقام: ٹھکانا، پڑاؤ۔درنسازد: موافقت نہیں کرتی، میل نہیں رکھتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو (دل میں) کھب جانے والی (دل نشین) باتوں سے مسافروں کا دل بھرماتی ہے مگر یہ ہے کہ ان کی لذت کانٹے کی خلش تک نہیں پہنچتی میں کیا کروں کہ میری فطرت مجھے کسی ایک مقام پر ٹکنے نہیں دیتی چمن میں صبا کی طرح میں ایک بے چین دل رکھتا ہوں۔

چو نظر قرار گیرد بہ نگار خوبروے تپدآں زماں دل من پے خوبتر نگارے
زشرر ستارہ جویم، زستارہ آفتابے سر منزلے ندارم کہ بمیرم از قرارے

معانی ...... : چو: جب، جوئی۔قرار گیرد: قرار پکڑتی ہے، ٹھہرتی ہے۔بہ: پر۔نگار خوب روئے: کوئی خوبصورت معشوق۔تپد: تڑپتا ہے۔آں زماں: اس گھڑی، اس وقت۔پے خوبتر نگارے: کسی اور زیادہ حسین محبوب کے لئے۔جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔سر منزلے: کسی منزل کا خیال۔ندارم: میں نہیں رکھتا ہوں۔کہ: کیونکہ۔بمیرم: میں مر جاؤں گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب میری نظر کسی حسین محبوب پر ٹھہرتی ہے اس گھڑی میرا دل کسی اس سے بڑھ کر حسین کیلئے تڑپنے لگتا ہے۔شرر سے ستارے کی جستجو کو نکلتا ہوں اور ستارے سے آفتاب کی تلاش میں۔ میں کہیں رکنے کا خیال نہیں رکھتا کیونکہ ایک جگہ ٹھہرنا میرے لئے موت ہے۔

چو زبادہ بہارے، قدحے کشیدہ خیزم غزلے دگر سرائم بہ ہوائے نو بہارے
طلبم نہایت آں کہ نہایتے ندارد بہ نگاہ ناشکیبے بہ دل امید وارے

معانی ...... : قدحے کشیدہ: ایک پیالہ، کاسہ، پی کر، پیے ہوئے۔خیزم: میں اٹھتا ہوں۔غزلے: ایک غزل۔دگر: دوسری۔سرائم: میں گاتا ہوں۔بہ ہوائے نو بہارے: کسی نئی بہار کی آرزو میں۔طلبم: میں ڈھونڈتا ہوں۔نہایت آں: اس کی انتہاء۔کہ: جو۔نہایتے: کوئی

حد۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ بہ: کے ساتھ، سے۔ نگاہ ناشکیبے: بے قرار نظر۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب ایک بہار کی شراب کا پیالہ پی کر اٹھتا ہوں تو نئی بہار کی آرزو میں ایک نئی غزل گانے لگتا ہوں۔ میں اس کی انتہا چاہتا ہوں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

ترے عشق کی انتہاء چاہتا ہوں　　میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

ایک بے قرار نگاہ کے ساتھ ایک امید رکھنے والے دل کے ساتھ۔

دل عاشقاں بمیرد بہ بہشت جاودانے
نہ نوائے دردمندے، نہ غمے، نہ غمگسارے!

معانی ...... : بمیرد: مرجاتا ہے۔ بہشت جاودانے: ایسی سدا رہنے والی جنت۔ نوائے دردمندے: کسی دکھی کی آواز۔ غمے: کوئی غم۔ غمگسارے: کوئی غم کھانے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسی بہشت جاوداں میں عاشقوں کا دل مرجاتا ہے نہ کوئی دردمند صدا، نہ کوئی غم نہ کوئی غمگسار۔ نوٹ: اقبال کا فلسفہ یہ ہے کہ حیات تسلسل "سوختن ناتمام" پر موقوف ہے۔ بہشت میں "سوختن" کا نام ونشان نہیں ہے بلکہ خلش آرزو اور انتظار بھی ناپید ہے۔ وہاں تو دائمی سرور اور سکون ہے جبکہ عاشق کی زندگی سراسر تپش اور سراپا خلش ہے۔ وہ بہشت میں کس طرح خوش رہ سکتا ہے جہاں نہ تو نوائے دردمند سنائی دیتی ہے نہ کہیں عشق و محبت کا ہنگامہ برپا ہے اور نہ کسی غمگسار کا کوئی نشان نظر آتا ہے۔

زندگی و عمل (در جواب نظم ہائنا موسوم بہ "سوالات")

ساحل افتادہ گفت، گرچہ بسے زیستم　　ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من چیستم
موج زخود رفتہ تیز خرامید و گفت　　ہستم اگر میروم، گر نروم نیستم!

زندگی اور عمل (جرمنی کے مشہور اسرائیلی شاعر ہائنا کی ایک نظم "سوالات" کے جواب میں)

معانی ...... : ساحل افتادہ: ویران ساحل۔ بسے: بہت۔ زیستم: میں جیا۔ ہیچ: کچھ۔ من کیستم: میں کیا ہوں، میں کون ہوں۔ موج زخود رفتہ: اپنے آپ سے باہر ایک موج، ایک بے خود لہر۔ تیز خرامید: تیزی سے چلی۔ ہستم: میں موجود ہوں۔ میروم: میں چلتی ہوں۔ نروم: نہ چلوں۔ نیستم: میں نہیں ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک سنسان ساحل کہنے لگا اگر چہ میں بڑی دیر زندہ رہا ہوں مگر افسوس مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا کہ میں کون ہوں کیا ہوں؟ ایک متوالی لہر تیزی سے بڑھی اور بولی اگر چلتی رہوں تو میں ہوں اگر نہ چلوں تو میں نہیں ہوں (یعنی زندگی حرکت اور جدوجہد کا نام ہے)۔

الملک للہ

طارق چو برکنارہ اندلس سفینہ سوخت　　گفتند کار تو بہ نگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم؟　　ترک سبب زروے شریعت کجا رواست

ملک اللہ کا ہے

معانی ...... : طارق: طارق بن زیاد۔ چو: جب۔ بر کنارۂ اندلس: اندلس کے ساحل پر۔ سپین جسے طارق ابن زیاد نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں فتح کیا تھا، سات سو برس تک مسلمان اس پر حاکم رہے۔ سفینہ: کشتی، جہاز۔ سوخت: اس نے جلایا۔ گفتند: انہوں نے کہا۔ کارتو: تیرا کام۔ بہ: میں۔ نگاہ خرد: عقل کی نظر۔ خطا: غلطی، بھول۔ دوریم: ہم دور ہیں۔ از سواد وطن: وطن کی سرحد سے۔ باز: واپس۔ چوں: کیسے، کیونکر۔ رسیم: ہم پہنچیں گے۔ ترک سبب: ذریعے کو چھوڑنا۔ زروے شریعت: شریعت کی رو سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : طارق نے جب اندلس کے کنارے پر (اپنی) کشتی جلائی (تو اس کے) ساتھیوں نے کہا عقل کی نگاہ میں تیرا (یہ) کام غلط ہے ہم وطن سے دور ہیں واپس کیسے پہنچیں گے، ذریعے کو چھوڑ دینا شریعت کی رو سے کہاں جائز ہے۔

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

معانی ...... : خندید: وہ ہنسا۔ خندیدن: ہنسنا۔ دست خویش: اپنا ہاتھ۔ بہ: پر۔ شمشیر: تلوار۔ برد: لے گیا۔ ملک ما: ہمارا ملک: ملک خدائے ما: ہمارے خدا کا ملک۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ ہنسا اور اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھا اور بولا (کہا) ہر ملک ہمارا ملک ہے (ساری دنیا ہمارا وطن ہے) کیونکہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

جوئے آب

(علامہ اقبال نے حاشیہ میں خود تصریح فرما دی ہے) یہ گوئٹے کی مشہور نظم موسوم بہ "نغمۂ محمدؐ" کا ایک آزاد ترجمہ ہے۔ یہ نظم رموز و کنایات سے معمور ہے۔ گوئٹے آنحضرتؐ کی پیغمبرانہ شان سے اور اس کامیابی سے جو آپؐ کو اپنے مقصد میں حاصل ہوئی، بہت متاثر تھا......

بنگر کہ جوئے آب چہ مستانہ می رود　　مانند کہکشاں بگریبان مرغزار
در خواب ناز بود بہ گہوارہ سحاب　　واکرد چشم شوق بآغوش کہسار

ندی (پانی کی نہر)

معانی ...... : بنگر: تو دیکھ۔ جوئے آب: ندی، نہر، کنایہ ہے اسلام سے، زندگی سے۔ چہ: کیا، کیسی۔ مستانہ: مست کی طرح، مستی میں، مستی کنایہ ہے ولولہ اور جوش سے جس کا اظہار آنحضرتؐ اور آپؐ کے غلاموں کے طرز عمل سے واضح ہے۔ میرود: جا رہی ہے۔ بگریبان مرغزار: سبزہ زار کے گریبان میں، سبزہ زار کی چھاتی پر، کنایہ ہے کائنات سے۔ خواب ناز: بے فکری کی نیند، میٹھی نیند۔ بود: تھی۔ بہ گہوارہ سحاب: بادل کے پنگھوڑے میں۔ واکرد: اس نے کھولی۔ یہ گہوارہ سحاب یعنی ذات محمدیؐ دنیا میں ظاہر ہونے سے قبل انائے مطلق کی آغوش میں محو خواب تھی۔ چشم شوق: آرزو بھری آنکھ، کنایہ ہے آپؐ کی شان رحمۃ للعالمین سے۔ چشم: آنکھ۔ باغوش کہسار: پہاڑوں کی گود میں، کنایہ ہے کائنات سے حضورؐ باعث رحمت ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : دیکھ کہ ندی کیسی مستانہ چلی جا رہی ہے جیسے سبزہ زار کی چھاتی پر کہکشاں بادلوں کے پنگھوڑے میں میٹھی

نیند سوئی ہوئی تھی اس نے کہسار کے آغوش میں اپنی چشم شوق کھولی۔ نوٹ: علامہ اقبال نے حاشیہ میں خود تصریح فرمائی ہے یہ گوئٹے کی مشہور نظم موسوم بہ "نغمہ محمدؐ" کا ایک آزاد ترجمہ ہے یہ نظم رموز و کنایات سے معمور ہے۔ گوئٹے آنحضرتؐ کی پیغمبرانہ شان سے اور اس کامیابی سے جو آپؐ کو اپنے مقصد میں حاصل ہوئی بہت متاثر تھا۔

از سنگریزہ نغمہ کشاید خرام او — سیمائے اوچو آئینہ بے رنگ و بے غبار

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود — در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

معانی ...... : سنگریزہ کنایہ ہے عاجز اور بے کس افراد سے جیسے غلام۔ نغمہ کشاید: نغمے جاری کرتا ہے۔ یعنی اسلام نے غلاموں کو بلند کیا۔ خرام او: اس کی چال، رفتار۔ سیمائے او: اس کی پیشانی۔ کنایہ ہے اسلامی تعلیمات کی پاکیزگی سے۔ چو: جیسے، جوں۔ بے رنگ: بلا رنگ، اجلا۔ بے غبار: گرد و غبار سے پاک، صاف شفاف۔ زی: جانب، طرف۔ بحر بیکرانہ: بے کنار سمندر۔ کنایہ ہے ذات حق تعالیٰ سے۔ در خود یگانہ: (i) ساری کائنات میں کوئی ہستی حضورؐ کی مثل نہیں ہے۔ (ii) ساری کائنات میں کوئی مذہب دین اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضورؐ خود بھی یگانہ (بے مثل) ہیں اور آپ کا دین بھی یگانہ ہے۔ از ہمہ بیگانہ: حضورؐ علائق دنیوی سے بیگانہ رہے اور دین اسلام بھی تمام ادیان عالم سے بے تعلق ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا بہاؤ سنگریزوں سے نغمے نکالتا ہے اس کی پیشانی آئینہ کی طرح بے رنگ اور بے غبار ہے بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جارہی ہے اپنے آپ میں ایک اور باقی سب سے بیگانہ چلی جارہی ہے۔

در راہ او بہار پریخانہ آفرید — نرگس دمید و لالہ دمید و سمن دمید

گل عشوہ داد و گفت یکے پیش ما بایست — خندید غنچہ و سر دامان او کشید

معانی ...... : در راہ او: اس کے راستے میں۔ آفرید: اس نے بنایا۔ نرگس، لالہ، یاسمن کنایہ ہے آفات سرگانہ (عورت، دولت اور حکومت سے) جن کیلئے انسان خدا اور رسولؐ سے بے وفائی کرتا ہے۔ دمید: اگا۔ سمن: چنبیلی۔ عشوہ داد: اس نے پرچایا، ناز و انداز دکھا کر لبھایا۔ گفت: بولا۔ یکے: ذرا، کچھ دیر کو۔ پیش ما: ہمارے سامنے۔ بایست: تو ٹھہر، کھڑی ہو جا۔ خندید: وہ ہنسا۔ خندید ن غنچہ کنایہ ہے: فراوانی دولت اور اس کی کشش۔ سر دامان او: اس کے دامن کا کنارہ۔ کشید: اس نے کھینچا۔ سر دامان او کشید: یعنی حضورؐ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے راستے میں بہار نے پری خانہ بنا دیا نرگس پھوٹی اور لالہ اگا اور چنبیلی کے پھول کھلے۔ گلاب نے ناز و انداز سے کہا: ہمارے پاس ٹھہر۔ کلی مسکرائی اور اس نے اس کے دامن کا کنارہ کھینچا۔

نا آشنائے جلوہ فروشان سبز پوش — صحرا برید و سینہ کوہ و کمر درید

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود — در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

معانی ...... : نا آشنائے جلوہ کنایہ ہے اس بات سے کہ حضورؐ نے زخارف دنیوی کی طرف مطلق توجہ نہیں فرمائی۔ نا آشنائے جلوہ فروشاں سبز پوش: سبز پوش جلوہ فروشوں سے انجان۔ برید: اس نے طے کیا۔ سینہ کوہ کمر: کوہ و کمر کا سینہ۔ درید: اس نے پھاڑا۔ صحرا برید و سینہ کوہ درید کنایہ ہے اسلام کی ترقی اور کامیابی سے یا دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مگر وہ ان سبز پوش جلوہ فروشوں سے الگ رہی۔ وہ صحرا میں سے گزری اور کوہ و کمر کی چھاتی پھاڑ دی بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جارہی ہے اپنے آپ میں ایک اور باقی سب سے بیگانہ چلی جارہی ہے (اپنے اندر یگانہ اور باقی سب سے بیگانہ۔

صد جوئے دشت و مرغ و کہستان و باغ و راغ　　گفتند "اے بسیط زمیں باتو سازگار

ماراکہ راہ ازتنک آبی نہ بردہ ایم　　از دستبر دریگ بیاباں نگاہ دار"

معانی ...... : صد جوئے دشت کنایہ ہے ان نیک بندوں سے جنہوں نے آپ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر لوگوں کو توحید اور مساوات کا سبق دیا۔ جوئے دشت: بیابان کی ندی۔ مرغ: ایک قسم کی گھاس جس میں پھول بھی آتے ہیں۔ کہستان: پہاڑی علاقہ، سلسلہ کوہ۔ راغ: سبزہ زار، دامن کوہ، پہاڑ کے نیچے کا ہرا ابھرا میدان۔ گفتند: وہ بولے، انہوں نے کہا۔ اے: اے تو کہ۔ بسیط زمین: زمین کی وسعت، وسیع وعریض زمین۔ باتو: تیرے ساتھ۔ سازگار: موافق۔ ما: ہم۔ را: کو۔ تنک آبی: پایابی، پانی کم ہونا۔ نہ بردہ ایم: ہم نے نہیں پائی۔ دستبر دریگ بیاباں: بیاباں کی ریت کی دستبرد۔ نگاہدار: تو حفاظت کر، تو نگاہ رکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : صحرا اور ہریاول اور پہاڑ اور باغ اور سر سبز وادی کی ان گنت ندیاں بولیں "اے تو کہ تیرے لئے زمین کی وسعتیں سازگار ہیں۔ ہم جو کم پانی کے سبب راستہ نہیں پا سکیں۔ ہمیں ریگستان کی ریت کی تباہی سے بچا۔

واکردہ سینہ رابہ ہوا ہائے شرق و غرب　　دربر گرفتہ ہمسفران زبون و زار

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود　　با صد ہزار گوہر یک دانہ میرود

معانی ...... : واکردہ: کھولے ہوئے۔ بہ: کے لئے۔ ہواہائے شوق وغرب: مشرق اور مغرب کی ہوائیں۔ دربر گرفتہ: آغوش میں لئے۔ یعنی اسلام نے ساری دنیا کے کمزوروں کو اپنے دامن میں پناہ دی۔ ہمسفران زبون وزار: گرے پڑے، عاجز ولاچار ہمسفر۔ گوہر یکدانہ: بے مثال موتی، وہ موتی جو اپنی طرح کا ایک ہی ہو۔ صد ہزار گوہر کنایہ ہے ان پاکیزہ نفوس سے جنہوں نے اسلام کی تعلیمات کو مرتبہ کمال تک پہنچایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے مشرق ومغرب کی ہواؤں کیلئے اپنا سینہ کشادہ کئے ہوئے گرے پڑے ہمسفروں کو آغوش میں لئے ہوئے بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جا رہی ہے ہزاروں بے مثال موتی لئے ہوئے رواں دواں ہے۔

دریائے پرخروش! زبندوشکن گزشت　　از تنگنائے وادی و کوہ و دمن گزشت

یکساں چو سیل کردہ نشیب و فراز را　　از کاخ شاہو بارہ و کشت و چمن گزشت

معانی ...... : دریاے پرخروش: پرشور دریا، ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا۔ دریائے پرخروش کنایہ ہے اسلام کی شان وشوکت سے۔ بند: پشتہ، روک۔ شکن: خم، اونچ نیچ۔ گذشت: وہ گزر گیا۔ تنگنائے وادی: وادی کی تنگ جگہ۔ تنگنائے کوہ ودمن کنایہ ہے مادی مشکلات سے۔ دمن: دامن، ٹیلا۔ یکساں: ایک سا، ہموار۔ چو: جوں، مانند۔ سیل: پانی کی رو، طغیانی، سیلاب۔ کردہ: کرکے، کئے ہوئے۔ نشیب وفراز کنایہ ہے ان امتیازات سے جو دیگر مذاہب نے وضع کئے مثلاً برہمن، شودر۔ کاخ شاہ: بادشاہ کا محل۔ کاخ: محل۔ بارہ: قلعہ، فصیل، حصار۔ کشت: کھیتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (گویا) یہ ٹھاٹھیں مارتا دریا بندشوں اور رکاوٹوں سے گزر گیا۔ وہ گھاٹی اور پہاڑ اور ٹیلوں کے تنگ راستوں سے نکل گیا۔ اس نے سیلاب کی طرح بلندی اور پستی کو ایک سا (برابر) کر دیا۔ یہ شاہوں کے محل اور قلعے اور کھیتی اور چمن پر سے (باسانی) گزر گیا۔

بیتاب و تند و تیز و جگر سوز و بیقرار　　درہر زماں بتازہ رسید از کہن گزشت

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود　　در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

معانی ...... : بیتاب وتند وتیز یعنی اسلام نے مسلمانوں کے اندر بڑا جوش وخروش پیدا کر دیا۔ جگر سوز: جگر جلانے والا۔ بتازہ: نئے

تک، نئے پر۔ رسید: وہ پہنچا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بے چین اور بپھرا ہوا، جگر سوز اور بے قرار ہر گھڑی نئے رنگ اختیار کرتا اور پرانا رنگ چھوڑتا بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جا رہی ہے اپنے آپ میں ایک اور باقی سب سے بیگانہ چلی جا رہی ہے۔

نامہ عالمگیر (بیکے از فرزندانش کہ دعاے مرگ پدر میکرد)

ندانی کہ یزدان دیرینہ بود ۔ بسے دید و سنجید و بست و کشود
زما سینہ چاکان ایں تیرہ خاک شنید است صد نالہ درد ناک

عالمگیر کا خط (اپنے ایک بیٹے کی طرف جو باپ کے مرنے کی دعا کیا کرتا تھا)

معانی ...... : ندانی: تو نہیں جانتا۔ یزدان دیرینہ بود: خدائے ازلی، ہمیشہ سے موجود خدا۔ بسے: بہت، بہتیرے۔ دید: اس نے دیکھا۔ سنجید: اسنے پرکھا، تولا۔ بست: اس نے باندھا۔ اس نے کھولا۔ سینہ چاکان ایں تیرہ خاک: اس تاریک مٹی کے سینہ چاک۔ شنید است: اس نے سنا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا تو نہیں جانتا کہ خدائے قدیم نے بہتوں کو دیکھا اور آزمایا اور باندھا اور کھولا اس اندھیاری مٹی (دنیا) کے ہم سینہ چاکوں (مصیبت زدگان) سے اس نے سینکڑوں دردناک نالے سن رکھے ہیں۔

بے ہمچو شبیرؓ درخون نشست نہ یک نالہ از سینہ او گسست
نہ از گریہ پیر کنعاں تپید ۔ نہ از درد ایوب آہے کشید

معانی ...... : بسے: کئی، بہتیرے۔ ہمچو: چوں، طرح۔ شبیر: امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ درخوں نشست: وہ خون میں لوٹا۔ گست: نکلا۔ چھوٹا۔ گریہ پیر کنعاں: حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا۔ کنعاں: فلسطین جو حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کا وطن ہے۔ تپید: وہ تڑپا۔ آہے کشید: اس نے کوئی آہ کھینچی۔

ترجمہ و تشریح ...... : کئی شبیرؓ کی طرح خون میں نہا گئے مگر اس کے سینے سے ایک آہ نہ نکلی نہ وہ یعقوب کے رونے سے بے قرار ہوا نہ ایوب کے درد سے آہ کھینچی (بھری)۔

مپندار آں کہنہ نخچیر گیر بدام دعاے تو گردد اسیر

معانی ...... : مپندار: یہ مت سمجھ، یہ خیال مت کر۔ آں: وہ۔ کہنہ: پرانا، قدیم۔ بدام دعاے تو: تیری دعا کے جال میں۔ گردد: ہو جائے گا۔ اسیر: قیدی۔

ترجمہ و تشریح ......: یہ مت سمجھو کہ وہ پرانا شکاری تیری دعا کے جال میں آ پھنسے گا۔

بہشت

کجا ایں روزگارے شیشہ بازے بہشت ایں گنبد گرداں ندارد
ندیدہ درد زنداں یوسف او زلیخایش دل نالاں ندارد

جنت

معانی ...... : کجا: کہاں۔ایں: یہ۔روزگارے شیشہ بازے: بڑا ہی شعبدہ باز زمانہ۔گنبد گرداں: آسمان، گردش کرتا ہوا گنبد۔ گرداں: ندارد: وہ نہیں رکھتی۔ندیدہ: نہیں دیکھا۔درد زنداں: قید خانے کی تکلیف۔زلیخایش: اس کی زلیخا۔زلیخا: عزیز مصر کی بیوی سے تشبیہ جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوگئی تھیں۔دل نالاں: نالہ کرتا ہوا دل، روتا ہوا دل۔

ترجمه و تشریح ...... : یہ دن رات یہ شعبہ باز دن رات کہاں جنت یہ گھومتا ہوا گنبد نہیں رکھتی اس کے یوسف نے قید کی تکلیف نہیں دیکھی اس کی زلیخا روتا ہوا دل نہیں رکھتی۔

خلیل او حریف آتشے نیست — کلیمش یک شرر درجان ندارد

بہ صرصر در نفتد زورق او — خطر از لطمہ طوفان ندارد

معانی ...... : خلیل او: اس کا خلیل۔خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے۔حریف آتشے: آگ کا حریف۔کلیمش: اس کا کلیم۔کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے۔بہ: میں۔صرصر: ہوا کا جھکڑ، آندھی۔در نیفتد: نہیں گھرتی۔زورق او: اس کی کشتی۔لطمہ طوفان: طوفان کا تھپیڑا۔

ترجمه و تشریح ...... : اس کا خلیل آگ کا حریف نہیں (مقابلہ نہیں کرتا) اس کا کلیم روح میں ایک بھی چنگاری نہیں رکھتا۔اس کی کشتی جھکڑ میں نہیں پھنستی۔اسے طوفان کے تھپیڑے کا کوئی ڈر نہیں۔

یقیں را در کمیں بوک و مگر نیست — وصال اندیشہ ہجراں ندارد

کجا آں لذت عقل غلط سیر — اگر منزل رہ پیچاں ندارد

معانی ...... : را: کیلئے، کی۔کمیں: گھات۔بوک و مگر: تردد، شک، وسوسہ، ٹال مٹول۔وصال: دوست کا دوست سے ملنا۔اندیشہ ہجراں: جدائی کا دھڑکا۔اندیشہ: دھڑکا، خوف، لذت عقل غلط سیر: ٹامک ٹوئیے مارنے والی عقل کا مزا۔رہ پیچاں: الجھا ہوا راستہ۔ندارد: نہ رکھے، نہ رکھتی ہو۔

ترجمه و تشریح ...... : وہاں یقین کی گھات میں کوئی تردد (شک) نہیں ہے۔وصال جدائی کے دھڑکے سے خالی ہے ادھر ادھر بھٹکنے والی عقل کے وہ مزے کہاں اگر منزل کا راستہ الجھا ہوا نہ ہو۔

مزی اندر جہانے کور ذوقے — کہ یزداں دارد و شیطاں ندارد

معانی ...... : مزی: تو زیست مت کر، زندگی بسر کر۔جہانے کور ذوقے: بے ذوق دنیا۔یزداں: نیکی کا خدا، خدا۔دارد: رکھے، رکھتا ہے۔ندارد: نہ رکھے، نہیں رکھتا۔

ترجمه و تشریح ...... : ایسی بے ذوق دنیا میں زندگی بسر نہ کر کہ جہاں خدا تو ہے مگر شیطان نہیں۔(ایسی بے مزہ دنیا میں نہیں رہنا چاہئے جہاں یزداں تو ہو لیکن شیطان نہ ہو، ہر طرف نیکی ہو لیکن بدی کے ارتکاب کا امکان نہ ہو)۔

کشمیر

رخت بہ کاشمر کشا کوہ و تل و دمن نگر — سبزہ جہاں جہاں ببیں، لالہ چمن چمن نگر

باد بہار موج موج، مرغ بہار فوج فوج صلصل و ساز زوج زوج، برسر ناروں نگر

معانی ...... : رخت: اسباب، سامان (سفر کا)۔ بہ: میں۔ کاشمر: کشمیر۔ کشا: تو کھول۔ رخت کشادن: کسی جگہ قیام کرنا۔ تل: ٹیلا۔ دمن: دامن کا مخفف، دامن کوہ یا وادی کے معنی میں بھی لیا جا سکتا ہے یا دمن (دمنہ کی جمع) بمعنی گھر کے آثار، نشانات۔ نگر: تو دیکھ۔ جہاں جہاں: جہاں بمعنی دنیا کی تکرار کثرت کے اظہار کیلئے ہے۔ ببیں: تو دیکھ۔ چمن چمن: یہاں بھی تکرار سے کثرت کا اظہار ہوتا ہے۔ باد بہار: بہار کی ہوا۔ موج موج: لہر لہر، لہر پر لہر لیتی ہوئی۔ مرغ بہار: بہار کا پرندہ۔ مرغ: پرندہ۔ فوج فوج: دل کے دل۔ صلصل: فاختہ۔ سار: مینا۔ زوج زوج: جوڑی جوڑی۔ برسر ناروں: انار کے در، ت پر۔ بر: اوپر۔ پر۔ چوٹی۔ ناروں: انار کا درخت۔

ترجمہ و تشریح ...... : کشمیر کا سفر اختیار کر پہاڑ اور ٹیلے اور وادیاں دیکھ۔ ہر طرف اگا ہوا سبزہ اور ہر چمن میں کھلا ہوا لالہ کے پھول دیکھ۔ موج موج بسنت کی ہوا فوج فوج بہار کے پرندے دیکھ۔ انار کے درخت پر فاختہ اور مینا کے جوڑے جھنڈ کے جھنڈ دیکھ۔

تا نہ فتد بہ زینتش چشم سپہر فتنہ باز بستہ بچہرہ زمیں برقع نسترن نگر
لالہ زخاک بردمید، موج بآبجو تپید خاک شرر شرر ببیں، آب شکن شکن نگر

معانی ...... : تا: تاکہ۔ نہ فتد: نہ پڑے۔ بہ: پر۔ زینتش: اس کا بناؤ سنگھار۔ چشم سپہر فتنہ باز: فتنہ باز آسمان کی آنکھ۔ بستہ: بندھا ہوا۔ بچہرہ زمیں: زمین کے چہرے پر۔ برقع نسترن: سیوتی کا نقاب۔ بردمید: اگا، پھوٹا۔ بآبجو: ندی میں۔ تپید: تڑپی۔ شرر شرر: شرر بمعنی چنگاری کی تکرار کثرت ظاہر کرنے کیلئے۔ شکن شکن: سلوٹ پر سلوٹ، شکن کی تکرار کثرت ظاہر کرنے کیلئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاکہ اس کی سج دھج پر فتنہ باز آسمان کی نظر نہ پڑے (اسے نظر نہ لگ جائے) دیکھ زمین نے اپنا چہرہ نسترن کے برقعے میں چھپا لیا ہے۔ لالہ زمین سے پھوٹا، موج ندی میں تڑپی مٹی کو شرر شرر دیکھ پانی کو شکن شکن دیکھ۔

زخمہ بہ تار ساز زن، بادہ بہ ساتگیں بریز قافلہ بہار را انجمن انجمن نگر
دختر کے برہمنے، لالہ رخے، سمن برے چشم بروے اوکشا باز بخویشتن نگر

معانی ...... : زخمہ: مضراب۔ بہ: پر۔ تار ساز: ساز کا تار۔ زن: مار۔ زدن: مارنا۔ بادہ: شراب۔ بہ: میں۔ ساتگیں: وہ بڑا پیالہ جو شراب نوشی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بریز: انڈیل۔ انجمن انجمن: ہر طرف سبھا سجائے ہوئے۔ دختر کے برہمنے: کامنی سی برہمن زادی۔ دختر: بیٹی، بچی، دوشیزہ۔ ک: یہاں کاف کا استعمال دختر برہمن کی دلکشی، معصومیت اور اس سے ایک بے تکلفی لئے ہوئے پیار اور لگاؤ کو ظاہر کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔ برہمن: ہندوؤں کی سب سے اعلیٰ ذات جو خاص طور پر کشمیر میں کثرت سے آباد ہیں اور اپنے حسن صورت کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ باز: پھر۔ بخویشتن: اپنے آپ کو، خود پر۔

ترجمہ و تشریح ...... : مضراب سے تار ساز چھیڑ پیالے میں شراب انڈیل بہار کے قافلے کو انجمن انجمن دیکھ لالہ رخ اور سیمیں بدن برہمن بچی کی صورت پر نگاہ کر پھر اپنے آپ کو دیکھ (اپنے اندر نگاہ ڈال)۔ یعنی تیرے اندر باہر کے جہان سے بھی خوبصورت جہان ہے اس کی سیر کر۔ نوٹ: دختر برہمن کا صرف دو لفظوں میں سراپا بیان کر دیا ہے۔ رخسار گل لالہ کی طرح سرخ اور جسم چنبیلی کی طرح سفید اور خوشبودار ہے۔

عشق

عقلے کہ جہاں سوزد، یک جلوہ بیباکش از عشق بیاموزد، آئین جہانتابی
عشق است کہ درجانت ہر کیفیت انگیزد از تاب و تب رومی تا حیرت فارابی

معانی ...... : عقلے: یہ عقل، یہ زبردست عقل۔ سوزد: پھونک دیتی ہے، جلا ڈالے۔ یہ جلوہ بے باکش: اس کا بے باک جلوہ۔ بیا موزد: سیکھتی ہے۔ آئین جہاں تابی: دنیا کو روشن کرنے کا طریقہ۔ جانت: تیری جان۔ انگیزد: ابھارتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ رومی: مولانائے روم مرشد رومی۔ فارابی: حکیم ابوالنصر فارابی، فلاسفر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل جس کا ایک جلوہ بے باک دنیا کو جلا دیتا ہے۔ اس نے جہان کو روشن کرنے کا طریقہ عشق سے سیکھا ہے۔ (یہ) عشق ہی ہے جو تیری روح میں ہر کیفیت پیدا کرتا ہے رومی کے جوش اور تڑپ سے لیکر فارابی کی حیرت تک۔ (رومی مسلک عشق کے علمبردار ہیں اور عشق کا ثمرہ تب و تاب ہے۔ فارابی مذہب عقل کا نمائندہ ہے اور عقل کا نتیجہ حیرت و استعجاب ہے)۔

ایں حرف نشاط آور، می گویم و می رقصم — از عشق دل آساید، با ایں ہمہ بیتابی
ہر معنی پیچیدہ در حرف نمی گنجد — یک لحظہ بہ دل درشو، شاید کہ تو دریابی

معانی ...... : حرف نشاط آور: خوشی لانے والا حرف۔ می گویم: گاتا رہتا ہوں، گاتا ہوں۔ می رقصم: ناچتا ہوں، ناچ رہا ہوں۔ آساید: چین پاتا ہے، راحت پاتا ہے۔ باایں ہمہ بے تابی: اس تمام بے تابی کے باوجود۔ معنی پیچیدہ: مشکل مفہوم، الجھی ہوئی حقیقت۔ نمی گنجد: نہیں سماتا۔ لحظہ: پل۔ بدل: دل میں۔ درشو: تو داخل ہو جا۔ تو دریابی: تو پا جائے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس نشاط آور حرف کا ورد کرتا ہوں اور ناچتا ہوں اس تمام بے تابی کے باوجود دل عشق ہی سے چین (سکون) پاتا ہے حرف میں ہر پیچیدہ معنی نہیں سماتا۔ اک پل کیلئے اپنے دل کے اندر نظر ڈال شاید کہ تو اسے پا جائے۔ ع اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی۔ (اقبال)

بندگی

دوش در میکدہ تر سابچہ بادہ فروش — گفت از من سخنے دار چو آویزہ بگوش
مشرب بادہ گساران کہن ایں بود است — کہ تو از میکدہ خیزی ہمہ مستی ہمہ ہوش

بندگی (اللہ کی غلامی۔ مقام عبودیت)

معانی ...... : دوش: کل، گزرا ہوا کل۔ تر سابچہ بادہ فروش: شراب بیچنے والا النصرانی زادہ۔ تر سابچہ: فارسی کی عرفانی شعری روایت میں تر سابچہ اس شیخ کامل کو کہتے ہیں جس کے ذریعے پوشیدہ حقائق بطریق جذب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مشرب بادہ گساران کہن: پرانے شراب پینے والوں کا طریق۔ ایں: یہ۔ بود است۔ رہا ہے۔ خیزی: تو اٹھے۔ ہمہ: سب کا سب۔

ترجمہ و تشریح ...... : کل میخانے میں ایک شراب فروش عیسائی بچے نے مجھ سے کہا یہ بات کان میں آویزے کی طرح رکھ لے (آویزہ بنا لے یعنی ایک بات بتاتا ہوں اسے اپنے پلے باندھ لے۔ پرانے بادہ گساروں (مے نوشوں) کا مشرب یہ رہا ہے کہ تو میکدہ سے نکلے تو ہمہ مستی اور ہمہ ہوش ہو۔

من نگویم کہ فرو بندلب از نکتہ شوق — ادب از دست مدہ، بادہ باندازہ نوش
گرد راہیم و لے ذوق طلب جوہر ماست — بندگی باہم جبروت خدائی مفروش

معانی ...... : من نگویم: میں نہیں کہتا۔ فرو بند: تو بند کر لے۔ از دست مدہ: ہاتھ سے نہ دے، مت گنوا۔ باندازہ: حساب سے، ظرف

کے مطابق، حواس میں رہتے ہوئے۔ بنوش: نوش کر، پی۔ نوشیدن: پینا۔ جبروت خدائی: خدائی عظمت وقدرت۔ مفروش: مت بیچ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہیں کہتا کہ شوق کے بھید سے لب بند رکھ (سی لے) مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دے شراب ظرف کے مطابق پی، ہم راستے کی دھول ہیں مگر ہمارا جوہر ذوق طلب ہے، ساری خدائی قدرت اور عظمت کے بدلے بھی بندگی نہ دے۔ (بندگی بمعنی عبدیت، انسانیت کی معراج ہے جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہیں۔ چنانچہ اقبال خود کہتے ہیں۔ متاع بے بہا ہے درد وسوز آرزو مندی۔ مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی۔

غلامی

آدم از بے بصری بندگی آدم کرد گوہرے داشت ولے نذر قباد و جم کرد
یعنی از خوئے غلامی زسگاں خوار تر است من ندیدم کہ سگے پیش سگے سرخم کرد

معانی ...... : نذر قباد و جم کرد: قباد اور جمشید کی نذر۔ نذر: تحفہ، بھینٹ، چڑھاوا۔ قباد: مشہور ایرانی بادشاہ، مجازاً بڑا بادشاہ۔ جم: جمشید کا مخفف جو ایران کا مشہور بادشاہ گزرا ہے، مجازاً: بڑا بادشاہ۔ خوئے غلامی: غلامی کی لت۔

ترجمہ و تشریح ...... : آدمی نے اندھے پن سے آدمی کی غلامی کی ایک موتی رکھتا تھا مگر (وہ بھی) بادشاہوں (کیقباد اور جمشید) کی نذر کر دیا یعنی غلامی کی لت سے کتوں سے (بھی) بڑھ کر خوار ہے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی کتے نے کسی کتے کے آگے سر جھکایا ہو۔

چیستان شمشیر

آں سخت کوش چیست کہ گیرد زسنگ آب محتاج خضر مثل سکندر نمی شود
مثل نگاہ دیدہ نمناک پاک رو در جوئے آب و دامن او تر نمی شود

تلوار کی پہیلی

معانی ...... : سخت کوش: بہت کوشش کرنے والی، جان لڑا دینے والی۔ چیست: کیا ہے۔ گیرد: نکالتی ہے۔ مثل سکندر: سکندر کی طرح۔ مثل: طرح، سکندر اعظم جس کے بارے یہ داستان مشہور ہے کہ وہ خضر کی رہنمائی میں آب حیات کے چشمے تک پہنچا تھا مگر اسے پی نہ سکا۔ نمی شود: نہیں ہوتی۔ مثل نگاہ دیدہ نم ناک: نمناک آنکھ کی نگاہ، کی طرح۔ پاک رو: صاف شفاف چہرے والی، اجلے منہ والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ سخت کوش چیز کیا ہے جو پتھر سے پانی نکالتی ہے سکندر کی طرح خضر کی محتاج نہیں ہوا کرتی آنسو بھری آنکھ کی نگاہ کی طرح اجلی صورت والی پانی میں ہے مگر اس کا دامن تر نہیں ہوتا۔

مضمون او بہ مصرح برجستہ تمام منت پذیر مصرع دیگر نمی شود

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا مضمون ایک ہی چست مصرے میں مکمل ہو جاتا ہے دوسرے مصرعے کا احسان ہی نہیں لیتا۔

جمہوریت

متاع معنی بیگانہ ازدوں فطرتاں جوئی ؟ زموراں شوخی طبع سلیمانے نمی آید
گریز از طرز جمہوری، غلام پختہ کارے شو کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

معانی ...... : متاعِ معنی بیگانہ: اچھوتے معنی کی دولت۔ سرمایہ، دولت۔ معنی بیگانہ: ایسا بلند مضمون جو پہلے کسی کو نہ سوجھا ہو، جو لفظ سے بیگانہ ہو۔ دوں فطرتاں: فطرت کے نیچے، پیدائشی ادنی لوگ۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ موراں: مور کی جمع، چیونٹیاں۔ شوخی طبع سلیمانے: حضرت سلیمان کی طبیعت کی براتی۔ گریز: تو کنارہ کر، بچ، بھاگ۔ غلام پختہ کارے: کسی پختہ تجربہ کار کا غلام۔ شو: تو ہو جا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو ان سوجھے معنی کی دولت نچ فطرتوں (اہل مغرب) میں ڈھونڈتا ہے (یاد رکھ) چیونٹیوں میں سلیمان کی طبیعت کی شوخی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جمہوریت سے بھاگ، کسی پختہ کار مرد کا غلام ہو جا (دامن پکڑ) کہ دو سو گدھوں کے بھیجے سے ایک انسان کی فکر نہیں پیدا ہوتی۔ نوٹ: اقبال مغربی جمہوریت کے قائل نہیں۔ انہوں نے بانگ درا سے لیکر ارمغان حجاز تک ہر کتاب میں اس طرز حکومت کی مذمت کی ہے۔

بہ مبلغ اسلام در فرنگستان

زمانہ باز برا فروخت آتش نمرود — کہ آشکار شود جوہر مسلمانی
بیا کہ پردہ زداغ جگر براندازیم — کہ آفتاب جہانگیر شدر عریانی

یورپ میں اسلام کی تبلیغ کرنے والے سے

معانی ...... : باز: پھر، دوبارہ۔ برافروخت: اس نے بھڑکائی۔ آتش نمرود: کنایہ ہے ان جدید تحریکات سے جو اس وقت اسلام سے برسرپیکار ہیں مثلاً اشراکیت، نیشنلزم وغیرہ۔ براندازیم: ہم اٹھادیں۔ داغ جگر: کنایہ ہے عشق رسول سے جو مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی قوت محرکہ ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمانے نے پھر سے نمرود کی آگ جلائی ہے تا کہ مسلمانی کا جوہر ظاہر ہو، آ کہ جگر کے داغ پر سے پردہ اٹھادیں۔ کیونکہ سورج دنیا میں محض اس لئے محیط ہے کہ وہ پردے میں نہیں ہے۔ (اس کی روشنی سارے عالم پر پھیلی ہوئی ہے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم تعلیمات اسلامی کو عام کریں)۔

ہزار نکتہ زدی پیش دلبران فرنگ — گداختی صنماں را بہ علم برہانی
خبر ز شہر سلیمیٰ بدہ حجازی را — شرار شوق فشاں در ضمیر تورانی

معانی ...... : نکتہ زدی: تو نے نکتے بیان کئے۔ پیش دلبران فرنگ: فرنگی دلبروں کے سامنے۔ گداختی: تو نے پگھلادیا۔ گداختی صناں را کنایہ ہے غیر مسلموں کو مغلوب کر دیا۔ علم برہانی: دلیل سے حاصل ہونے والا علم، استدلالی علم، منطق۔ برہان: دلیل۔ زشہر سلیمی: سلیمی کا شہر۔ سلیمی: عرب کی ایک روایتی معشوقہ۔ کنایہ ہے اسلام کے حقائق و معارف سے۔ بدہ: تو دے۔ حجازی: حجاز کا باشندہ، عرب۔ شرار شوق: شوق کی چنگاری۔ فشاں: تو چھڑکا بکھیر۔ ضمیر تورانی: تورانی کا دل۔ تورانی: ترکستان کا رہنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے فرنگی محبوبوں کے سامنے ہزاروں نکتے بیان کئے بتوں کو اپنی دلیلوں سے موم کر دیا حجازی کو سلیمی کے شہر کی خبر دے تورانی کے دل میں شوق کا شرر ڈالے۔

رہ عراق و خراساں زن اے مقام شناس — بہ بزم انجمیاں تازہ کن غزل خوانی
بسے گزشت کہ در انتظار زخمہ و ریست — چہ نغمہ ہا کہ نہ خوں شد بہ ساز افغانی

معانی ...... : رہ عراق وخراسان زن: عراق اورخراسان کا سر چھیڑ،عراق اور خراسان کی راہ چل ۔رہ، راہ: فن موسیقی کی اصلاح میں، سر، نغمہ، لے۔عراق: ایک راگ کا نام۔و: اور۔خراساں: ایک راگ کا نام۔مقام شناس: سر کی پہچان رکھنے والا، کنایہ ہے مبلغ اسلام سے۔بہ بزم اعجمیاں: عجمیوں کی محفل میں، گونگوں کی مجلس میں۔بسے گذشت: بہت زمانہ ہوگیا۔در انتظار زخمہ وریست: کسی زخمہ ور کے انتظار میں ہے۔زخمہ ور: سازندہ، مضراب لگانے والا، ساز چھیڑنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے موقع ومحل کو پہچاننے والے، عراق اور خراسان کی راہ اختیار کر (عراق اور خراسان کے راگ الاپ) یعنی عراق اور خراسان کے مسلمانوں کو بیدار کر۔عجمیوں کی محفل میں غزلخوانی کو تازہ کر یعنی عجمیوں کو اسلام کے حقائق سے آگاہ کرو۔ایک زمانہ ہوگیا کہ وہ کسی زخمہ ور کے انتظار میں ہے کتنے ہی نغمے تھے جو افغانی ساز میں لہو ہوگئے۔

حدیث عشق بہ اہل ہوس چہ میگوئی　　　　بچشم مور مکش سرمہ سلیمانی !

معانی ...... : حدیث عشق: عشق کی بات کنایہ ہے تعلیمات اسلام سے۔حدیث: بات، بیان، ذکر۔بہ: میں، کے بیچ، سے۔اہل ہوس: ہوس والے کنایہ ہے اقوام مغرب سے۔اہل: لوگ، والے۔میگوئی: تو کہہ رہا ہے، تو بیان کر رہا ہے۔بچشم مور: چیونٹی کی آنکھ میں۔مکش: مت کھینچ، مت لگا، مل ڈال۔سرمہ سلیمانی: وہ سرمہ جسے لگانے سے تمام چھپی ہوئی چیزیں نظر آنے لگیں۔کنایہ ہے حقائق ومعارف اسلام۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو اہل ہوس (فرنگیوں) میں عشق کی بات کیا بیان کر رہا ہے چیونٹی کی آنکھ میں سلیمانی سرمہ مت ڈال۔

غنی کشمیری

غنی آں سخنگوے بلبل صفیر　　　　نوا سنج کشمیر مینو نظیر
چو اندر سرا بود، دربستہ داشت　　　　چو رفت از سرا تختہ راوا گزاشت

معانی ...... : غنی: گیارہویں صدی ہجری کے مشہور فارسی شاعر مرزا محمد طاہر غنی کشمیری۔سخنگوے بلبل صفیر: بلبل ایسی آواز والا شاعر۔صفیر: پرندوں کی آواز۔نوا سنج کشمیر مینو نظیر: جنت ایسے کشمیر کا تانیں اڑانے والا۔بستہ: بند۔داشت: رکھتا تھا۔تختہ: کواڑ۔را: کو۔وا: کھلا۔گذاشت: چھوڑ دیتا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : غنی وہ بلبل کی آواز والا شاعر جنت نظیر کشمیر کا مغنی تھا جب وہ گھر کے اندر رہتا تو دروازہ بند رکھتا جب گھر سے باہر نکلتا تو دروازہ کھلا چھوڑ جاتا۔

یکے گفتش اے شاعر دل رسے　　　　عجب دار داز کار تو ہر کسے
بپاسخ چہ خوش گفت مرد فقیر　　　　فقیر و باقلیم معنی امیر

معانی ...... : یکے: کسی، ایک شخص۔گفتش: اس سے کہا۔شاعر دل رسے: دل تک پہنچ رکھنے والا شاعر، دل کو چھو لینے والا شاعر، وہ شاعر جس کے شعر دل میں اتر جائیں۔عجب دارد: حیرت کرتا ہے، تعجب کرتا ہے۔بپاسخ: جواب۔

ترجمہ و تشریح ...... : کسی نے اس سے کہا اے دل کو چھو لینے والے شاعر ہر شخص تیرے اس کام سے حیران ہے جواب میں اس مرد فقیر نے کیا خوب کہا وہ جو ظاہر میں فقیر لیکن حقائق کی سلطنت کا سردار تھا۔

زمن آنچہ دیدند یاراں رواست　　　　دریں خانہ جز من متاعے کجاست

غنی تانشیند بہ کاشانہ اش متاعے گرانے ست درخانہ اش

معانی ...... : زمن: میرے سلسلے میں، میرے حوالے سے۔ کاشانہ: چھوٹا سا گھر، جھونپڑا۔ متاعے گرانے: ایک بڑی بھاری دولت۔ درخانہ اش: اس کے گھر میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : یاروں نے میرے سلسلے میں جو کچھ دیکھا ٹھیک ہے اس گھر میں میرے علاوہ کوئی دولت کہاں ہے غنی جب تک اپنی کٹیا میں بیٹھا ہوتا ہے ایک بھاری دولت اس کے گھر میں ہوتی ہے۔

چو آں محفل افروز درخانہ نیست تہی تر ازیں، ہیچ کاشانہ نیست

معانی ......: محفل افروز: محفل کو روشن کرنے والا۔ تہی: خالی، تر: بڑھ کر، زیادہ۔ ازیں: اس سے۔ ہیچ: کوئی، کوئی بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب وہ محفل گرم کرنے والا گھر میں نہیں ہوتا تو اس سے بڑھ کر خالی کوئی گھر نہیں ہے (مکان بالکل خالی رہ جاتا ہے)۔

خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشا ایدہ اللہ (جولائی ۱۹۲۲ء)

امتے بود کہ ما از اثر حکمت او واقف از سر نہانخانہ تقدیر شدیم

مصطفیٰ کمال پاشا سے خطاب (خدا اس کی تائید کرے)

معانی ...... : امتے: ایک عظیم المرتبت امی۔ امی: وہ شخص جس نے کسی استاد سے تعلیم نہ حاصل کی ہو، مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وہ شخص جس کا باپ اس کے بچپن میں فوت ہو گیا ہو اور اسے ماں نے پالا پوسا ہو۔ ام القریٰ: یعنی مکہ معظمہ کا رہنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اگر کسی شخص کیلئے استعمال ہو تو ان پڑھ، ناخواندہ کے معنی لئے جائیں گے۔ بود: تھا، ہوا۔ اثر حکمت او: اس کی حکمت کا اثر۔ سر نہاخانہ تقدیر: تقدیر کے چھپے ہوئے عالم کا راز۔ شدیم: ہم ہوئے۔ شدن: ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک امی تھا کہ ہم نے اس کی حکمت و دانائی کے فیض سے ہم تقدیر کے نہاں خانے کے راز سے باخبر ہوئے۔

اصل ما یک شرر باختہ رنگے بودست نظرے کرد کہ خورشید جہانگیر شدیم
نکتہ عشق فروشست ز دل پیر حرم درجہاں خوار باندازہ تقصیر شدیم

معانی ...... : اصل ما: ہماری اصل۔ شرر باختہ رنگے: اڑے اڑے، مٹے مٹے رنگ والی چنگاری، بجھی ہوئی چنگاری۔ بوداست: رہی ہے، واقع ہوئی ہے۔ بودن: ہونا، رہنا۔ نظرے: ایک نظر۔ کرد: اس نے کی۔ نکتہ عشق: عشق کا راز۔ فروشست: دھوڈالا، مٹا دیا۔ پیر حرم: حرم کا شیخ، مکے کا گورنر، شریف مکہ۔ خوار: ذلیل، بے وقعت، دربدر۔ باندازہ تقصیر: گناہ کے حساب سے، خطا کی مناسبت سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری اصل ایک بجھی ہوئی چنگاری تھی (ایسا شرر جس کا رنگ اڑ چکا ہو) آپؐ نے ایک ہی ہم پر نظر ڈالی تو ہم دنیا پر چھایا ہوا سورج بن گئے۔ حرم کے بڑے نے دل سے عشق کا نقش دھوڈالا ہم دنیا میں گناہ کے بقدر ذلیل و خوار ہوئے۔

باد صحر است کہ با فطرت مادر سازد از نفسہائے صبا غنچہ و گلگیر شدیم
آہ آں غلغلہ کر گنبد افلاک گزشت نالہ گردید چو پا بندبم وزیر شدیم

معانی ...... : درسازد: موافقت رکھتی ہے، سازگار ہے، راس آتی ہے۔ درساختن: موافقت کرنا، راس آنا۔ نفسہاے صبا: صبا کے جھونکے۔ غنچہ دلگیر: پژمردہ کلی، بم وزیر: مراد تمدن کی رسومات۔

ترجمہ و تشریح ...... : صحرا کی ہوا ہے جو ہماری فطرت کو راس آتی ہے (ہم صحرا چھوڑ کر باغوں میں آ بسے تو) صبا کے جھونکوں سے ہم پژمردہ کلی بن گئے آہ وہ آہ ہو جو آسمانوں سے بھی اوپر نکل جاتی تھی جب ہم اتار چڑھاؤ کے پابند ہوئے تو وہ فریاد بن کے رہ گئی۔

اے بسا صید کہ بے دام بفتراک زدیم در بغل تیر و کماں، کشتہ نخچیر شدیم
"ہر کجا راہ دہد اسپ براں تازکہ ما بارہا مات دریں عرصہ تدبیر شدیم"

معانی ...... : گردید: ہوگیا، بن گیا۔ اے بسا: کتنے ہی، کس قدر۔ اے: یہاں استفہام، فخر اور ماضی کے کسی بڑے خوشگوار واقعے کو یاد کرنے کا مفہوم دیتا ہے، بفتراگ: فتراک میں۔ فتراک: زین کے ساتھ لگے ہوئے وہ چمڑے کے تسمے جن سے شکار باندھنے کا کام لیا جاتا ہے، شکار بند۔ زدیم: ہم نے باندھا۔ کشتہ نخچیر: شکار کا شکار، جو اپنے ہی شکار کے پھندے میں آ گیا ہو، شکار کا مقتول۔ راہ دہد: راستہ دیتا ہے۔ راستہ دے۔ تاز: دوڑا۔ عرصہ: میدان۔

ترجمہ و تشریح ...... : کتنے ہی شکار تھے جنہیں ہم نے جال کے بغیر ہی شکار کیا تھا اور اب بغل میں تیر کمان ڈال کر ہم اپنے ہی شکار کے پھندے میں آ گئے جدھر راہ ملے گھوڑا اسی پر دوڑا کہ ہم تدبیر کے ہاتھوں اس میدان میں ہم بار ہا بھٹکے ہیں۔ (وسائل کے نہ ہونے کی پروا نہ کر)۔ (نظیری نیشاپوری)۔

طیارہ

سر شاخ گل طائرے یک سحر ہمی گفت باطائران دگر
"ندا دند بال آدمی زادہ را زمیں گیر کردند ایں سادہ را"

معانی ...... : سرشاخ گل: گلاب کی ٹہنی پر۔ طائرے: ایک پرندہ۔ ہمی گفت: کہہ رہا تھا۔ ندادند: انہوں نے نہیں دیا، خدا نے نہیں بخشا۔ بال: پنکھ، پر و بال، پر۔ آدمی زادہ: ابن آدم، آدمی کا بچہ۔ زادہ: جنا۔ زادن: جننا۔ زمیں گیر: جو زمین سے نہ اٹھ سکے، جس نے زمین پکڑ لی ہو۔ سادہ: بے وقوف، نادان، احمق۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک صبح گلاب کی ٹہنی پر کوئی پرندہ دوسرے پرندوں سے کہہ رہا تھا آدمی بچے کو پنکھ نہیں دیئے گئے اس سادہ منش کو زمین ہی سے چمٹا رکھا گیا۔

بدو گفتم "اے مرغک یاوہ سنج اگر حرف حق باتو گویم مرنج
ز طیارہ مابال و پرساختیم اے آسماں رہگزر ساختیم

معانی ...... : بدو: اس سے۔ گفتم: میں نے کہا۔ مرغک یاوہ سنج: بڑبولے ننھے پنچھی۔ مرنج: خفا مت ہو، ناراض نہ ہو۔ ز: سے۔ طیارہ: ہوائی جہاز۔ ما: ہم۔ بال: پرندوں کے بازو جن کے زور سے وہ اڑتے ہیں۔ ساختیم: ہم نے بنایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اس سے کہا "اے بڑبولے ننھے پنچھی اگر میں تجھ سے حق (سچی) بات کہہ دوں تو ناراض مت ہونا ہم نے طیارے کو اپنے بال و پر بنا لیا ہے۔ آسمان کی طرف اپنا راستہ نکالا ہے۔

چہ طیارہ آں مرغ گردوں سپر پر اوز بال ملک تیز تر

بہ پرواز شاہیں، بہ نیرو عقاب بچشمش ز لاہور تا فاریاب

معانی ...... : مرغ گردوں سپر: آسمان کو اپنی آڑ بنانے والا پرندہ، آسمان سے بھی اونچا اڑنے والا پرندہ۔ بال ملک: فرشتے کا پر۔ تیز تر: بڑھ کر تیز، زیادہ تیزی سے حرکت کرنے والا۔ بہ: میں۔ پرواز۔ اڑان۔ نیرو: طاقت، قوت، زور۔ بچشمش: اس کی نظر میں۔ فاریاب: خراساں کا ایک شہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیسا طیارہ! وہ آسمان کو آڑ کرنے والا پرندہ اس کے پر فرشتے کے پنکھ سے بھی زیادہ تیز ہیں وہ اڑان میں شاہین اور زور میں عقاب ہے۔ لاہور سے فاریاب تک اس کی نظر میں (فاریاب تک کا فاصلہ اس کی نظروں میں رہتا ہے)۔

بگردوں خروشندہ و تند جوش میان نشیمن چو ماہی خموش
خرد زآب و گل جبرئیل آفرید زمیں را بگردوں دلیل آفرید "

معانی ...... : بگردوں: آسمان میں۔ خروشندہ: شور کرنے والا، تند جوش: سخت جوش و خروش والا۔ میان نشیمن: نشیمن میں۔ نشیمن: گھر، گھونسلا، آرامگاہ، ہوائی اڈا۔ چو: جوں، مانند۔ ماہی: مچھلی۔ خموش: خاموش، ساکت۔ خرد: عقل۔ ز: سے۔ آفرید: اس نے بنایا۔ را: کو، کے لئے۔ بگردوں: آسمان کیلئے۔ دلیل: رہنما۔

ترجمہ و تشریح ...... : آسمان میں جوش و خروش سے چلتا ہے۔ (اپنے) ٹھکانے پر مچھلی کی طرح خاموش ہوتا ہے۔ عقل نے مٹی اور پانی سے جبرئیل گھڑا (تخلیق کی) زمین کیلئے آسمان کا راستہ دکھانے والا بنایا۔

چو آں مرغ زیرک کلامم شنید مرا یک نظر آشنایانہ دید
پرش را بمنقار خارید و گفت کہ "من آنچہ گوئی ندارم شگفت

معانی ...... : چو: جب۔ آں: اس۔ مرغ زیرک: دانا پرندہ۔ دانش مند، سوجھ بوجھ والا۔ کلامم: میری گفتگو۔ شنید: اس نے سنا۔ مرا: مجھے۔ آشنایانہ: آشنا کی طرح، دوست کی طرح۔ دید: اس نے دیکھا۔ پرش: اس کا، اپنا پر۔ را: کو۔ بمنقار: چونچ سے۔ خارید: اس نے کھجایا۔ آنچہ: جو کچھ۔ گوئی: تو کہتا ہے۔ ندارم: میں نہیں رکھتا۔ شگفت: حیرت، تعجب۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب اس دانا پرندے نے میری بات سنی تو مجھ پر ایک دوستانہ نظر ڈالی۔ اپنے پروں کو چونچ سے کھجایا اور کہا کہ تو جو کچھ کہتا ہے مجھے اس پر حیرت نہیں ہے (ناراض نہیں)

مگر اے نگاہ تر برچون و چند اسیر طلسم تو پست و بلند
تو کار زمیں رانکو ساختی ؟ کہ با آسماں نیز پرداختی "؟

معانی ...... : اے: اے تو کہ۔ چون و چند: کیفیت اور کمیت، حالت اور مقدار، کیسا اور کتنا۔ اسیر طلسم تو: تیرے طلسم کا قیدی۔ پست و بلند: اونچا اور نیچا، زمین اور آسمان، اونچ نیچ۔ کار زمین: زمین کا کام۔ نکو: اچھا، بہتر۔ ساختی: تو نے بنا لیا۔ با: کو، ساتھ۔ نیز: بھی۔ پرداختی: تو مشغول ہوگیا، تو متوجہ ہوگیا، تو نے رخ کر لیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مگر اے تو کہ کیسے اور کتنے پر تیری نگاہ ہے (ہر) پست و بلند تیرے طلسم میں اسیر ہیں۔ کیا تو نے زمین کا کام سدھار لیا؟ کہ آسمان کی طرف بھی اڑنا شروع کر دیا؟ (پہلے انسان کی طرح زمین پر رہنا تو سیکھ)۔ نوٹ: اقبال نے اہل یورپ پر طنز کیا ہے کہ یہ قومیں یوں تو دن رات ترقی کر رہی ہیں لیکن اپنی معاشرت کی اصطلاح نہیں کر سکیں۔

عشق

آں حرف دل فروز کہ راز است و راز نیست　　من فاش گویمت کہ شنید ؟ از کجا شنید ؟
دز دید ز آسمان و بہ گل گفت شبنمش　　بلبل زگل شنید و زبلبل صبا شنید

معانی ...... : آں:وہ۔حرف دلفروز:دل کو روشن کرنے والا حرف۔کہ:جو۔من فاش گویمت:میں تجھ سے صاف کہتا ہوں، میں تجھ پر کھولتا ہوں۔کہ:کون، کس نے۔شنید:سنا۔از:سے۔کجا:کہاں، کدھر۔بہ:سے۔دز دید:اس نے چرایا۔گفت:کہا۔شبنمش:اس کی شبنم۔صبا:ہوا، باغ کی ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ دل چمکانے والا حرف جو راز ہے اور نہیں بھی میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ اسے کس نے سنا؟ اور کہاں سے سنا؟ شبنم نے اس حرف کو آسمان سے چرایا اور پھول کو بتایا، بلبل نے پھول سے سنا اور بلبل سے صبا نے (پھر صبا نے اسے عام کر دیا)۔
نوٹ:''شبنم'' اقبال کی شاعری میں فیضان سماوی کی مظہر ہے کیونکہ وہ ''اوپر'' سے آتی ہے۔(بوساطت شبنم آسمان سے آئی ہے)۔

تہذیب

انساں کہ رخ زغازہ تہذیب برفروخت　　خاک سیاہ خویش چو آئینہ وانمود
پوشید پنجہ راتہ دستانہ حریر　　افسونی قلم شد و تیغ از کمر کشود

معانی ...... : برفروخت:دمکالیا، چمکایا۔خاک سیاہ خویش:اپنی سیاہ مٹی، اپنی بدباطنی۔وانمود:ظاہر کر دیں، فاش کر دیا۔پوشید:اس نے چھپایا۔افسوئی قلم:قلم کے ذریعے پر چانے والا، لفظوں کا جال بچھانے والا، مسحور۔

ترجمہ و تشریح ......:انسان جس نے تہذیب کے غازے سے (اپنا) چہرہ چمکا رکھا ہے اپنی خباثت کو اجلا کر کے ظاہر کیا (اپنی سیاہ خاک کو آئینہ بنا رکھا ہے) جس نے اپنا ہاتھ ریشمی دستانے میں چھپا رکھا ہے قلم سے (مسحور) پر جانے والا بن گیا اور تلوار کمر سے کھول دی۔

ایں بو الہوس صنم کدہ صلح عام ساخت　　رقصید گرد او بنوا ہائے چنگ و عود
دیدم چو جنگ پردہ ناموس او درید　　جز ''یسفک الدما خصیم مبیں'' نبود!

معانی ...... : بوالہوس:گھٹیا خواہشات سے بھرا ہوا۔پر ہوس:نفس کا بندہ، بلہوس۔بل:بہت، زیادہ۔ہوس:لالچ، حرص، ساخت: اس نے بنایا۔رقصید:وہ ناچا۔بنواہائے چنگ وعود:چنگ وعود کی آوازوں پر۔جنگ:یہاں اشارہ ہے جنگ عظیم اول کی طرف۔پردہ ناموس او:اس کے مکر کا پردہ۔بردرید:اس نے چاک کیا۔یسفک الدماء:خون کرے، کرائے گا۔یہ ٹکڑا سورہ بقرہ کی تیسویں آیت سے ماخوذ ہے جس کا متعلقہ حصہ یہ ہے قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفك الدماء۔(فرشتے) بولے کیا تو رکھے گا اس (زمین) میں جو شخص فساد کرے اور خون؟ خصیم مبین:برملا جھگڑالو، کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا۔دیکھیں سورہ نحل آیت ۲ خلق الانسان من نطفتہ فاذا ھو خصیم مبین (بنایا آدمی کو ایک بوند سے پھر جب ہی ہو گیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا)۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس بوالہوس نے صلح عام کا بت خانہ بنایا چنگ اور بربط کی دھنوں پر اسکے گرد ناچا جب جنگ عظیم نے اسکی مکاری کا پردہ چاک کر دیا تو میں نے دیکھا وہ صرف خون بہانے والا اور کھلم کھلا جھگڑالو ہی نکلا۔نوٹ:یہ نظم اقبال نے جنگ عظیم اول کی تباہ کاریوں سے متاثر ہو کر لکھی تھی۔اقوام یورپ زبان سے دنیا کو تہذیب اور شائستگی کا درس دیتی ہیں لیکن خود ان کا عمل درندوں سے بدتر ہے۔

حصہ سوم

مئے باقی

(بچی ہوئی شراب یا وہ شراب جس کا نشہ نہ اُترے)

غزلیات

اصنافِ شاعری میں غزل سب سے زیادہ دلکش اور مقبول صنف ہے۔ کیونکہ شاعر اپنے وارداتِ قلبی اور جذباتِ عاشقی کے اظہار کا ذریعہ اسی کو بناتا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعرانہ عظمت کا دارومدار اگرچہ ان کی غیرفانی نظموں پر ہے لیکن غزل میں بھی ان کا مرتبہ کوئی کم نہیں ہے۔ حالانکہ انہوں نے غزل کو اپنی شاعری کا موضوع نہیں بنایا۔ ان کی غزل بھی ان کے مخصوص فلسفیانہ افکار یعنی پیغام کی بھی حامل ہے۔ ان کی غزلوں کی زبان کی سلاست، ترنم ریز اور معنوی لطافت وجد انگیز ہے۔ "پیام مشرق" کی غزلوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اقبال نے حافظؔ شیرازی اور نظیری کا اثر سب سے زیادہ قبول کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ عدیم النظیر ہیں۔

تغزل کے اعتبار سے نظیریؔ کا جواب نہیں ہے۔ فارسی شاعری میں نظیریؔ کو رئیس المتغزلین کا لقب حاصل ہے، خود علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

بملک جم نہ دہم مصرع نظیریؔ را
کسے کہ کشتہ نشد از قبیلۂ مانیست

لطف سخن اور غدوبت بیان کے لحاظ سے کوئی شاعر حافظؔ کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

ذیل میں حافظؔ اور اقبال کے چند مصرعے درج کئے جاتے ہیں جن کے تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ اقبالؔ' حافظؔ سے بہت متاثر تھے۔

حافظؔ کہتے ہیں: در خراباتِ مغاں نورِ خدا می بینم

اقبالؔ کہتے ہیں: در خراباتِ مغاں گردشِ جامے دارم

حافظؔ کہتے ہیں: بملا زمانِ سلطاں کہ رساند ایں دعارا

اقبالؔ کہتے ہیں: بملا زمانِ سلطاں خبرے دہم زرازے

حافظؔ کہتے ہیں: نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اقبالؔ کہتے ہیں: اگر چہ سر نتراشد قلندری داند

حافظؔ اور اقبالؔ میں دوسری مماثلت یہ ہے کہ دونوں نے فقیہہ شہر کو ہدف ملامت بنایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقہ کے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

مئے باقی سے مراد ہے وہ شراب جس کا سرور کبھی زائل نہ ہو۔ اقبالؔ نے اپنی غزلوں کو مئے باقی سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ انہوں نے ان غزلوں میں وہ بلند حقائق و معارف بیان کئے ہیں جو اپنے اندر بقائے دوام کی صفت رکھتے ہیں۔ غزل کو شراب سے اس لئے تعبیر کیا کہ غزل میں بھی شراب کی سی مستی ہوتی ہے اور پڑھنے والے کو وہی سرور حاصل ہوتا ہے جو مے نوش کو شراب پینے سے حاصل ہوتا ہے۔

مئے باقی

غزل نمبر ۱

بہار تا بہ گلستاں کشید بزم سرود   نوائے بلبل شوریدہ چشم غنچہ کشود
گماں مبر کہ سرشتند در ازل گل ما   کہ ماہنوز خیالیم در ضمیر وجود

معانی ...... : کشید: کھینچ لے گئی، اس نے پھیلا دیا۔ بزم سرود: سازونغمہ کی محفل۔ شعر۔ نوائے بلبل شوریدہ: مستانی بلبل کا نغمہ۔ نوا: شوریدہ: دیوانہ، مست، عاشق۔ گماں مبر: وہم نہ کر، اس خیال میں نہ رہ۔ سرشتند: انہوں نے گوندھی، کارکنان قضاء وقدر نے گوندھی۔ ازل: زمانہ جس کی ماضی کی طرف کوئی حد نہ ہو، تخلیق کائنات کی گھڑی۔ گل ما: ہمارا خمیر۔ خیالیم: ہم خیال ہیں۔ ضمیر وجود: وجود کا قلب۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب بہار نے سازونغمہ کی محفل کو چمن میں سجایا تو مستانی بلبل کی آواز نے کلی کی آنکھ کھول دی (پھول کھلنے لگے) یہ گمان مت کر کہ ازل میں ہمارا خمیر گوندھ دیا گیا تھا کہ ہم ابھی وجود کے دل میں خیال (کی طرح) ہیں (یعنی ہماری تکمیل باقی ہے)۔

بہ علم غرہ مشو کارے مے کشی دگر است   فقیہ شہر گریبان و آستیں آلود
بہار برگ پراگندہ رابہم بربست   نگاہ ماست کہ برلالہ رنگ و آب افزود

معانی ...... : غرہ: مغرور، گھمنڈ، اترانے والا۔ مشو: مت ہو۔ کار میکشی: میکشی کا کام۔ میکشی: شراب خواری، بادہ نوشی۔ دگر: اور، دوسرا۔ فقیہ شہر: شہر کا مفتی، قاضی۔ فقیہ: آلود: آلودہ، اس نے لتھیڑ لیا۔ برگ پراگندہ: بکھرے ہوئے پتے۔ بربست: باندھا، سمیٹا، یک جا کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : علم پر مغرور نہ ہو، میکشی کا معاملہ اور ہے مفتی شہر (تک) نے گریبان اور آستین لتھیڑ لی بہار نے صرف بکھرے ہوئے پتوں کو اکٹھا کیا یہ ہماری نظر ہے جس نے گل لالہ پر آب ورنگ بڑھایا (اضافہ کیا)۔ (اقبال کا نظریہ یہ ہے کہ "حسن" باہر نہیں ہے بلکہ دیکھنے والے کے اندر ہے)۔

نظر بخویش فروبستہ رانشاں ایں است   دگر سخن نہ سراید زغائب و موجود
شبے بہ میکدہ خوش گفت پیر زندہ دلے   بہ ہر زمانہ خلیل است و آتش نمرود

معانی ...... : فروبستہ: باندھے ہوئے، جمائے ہوئے۔ را: کا۔ سخن نسراید: بات نہیں کرتا، یہاں مراد ہے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ پیر زندہ دلے: زندہ دل رکھنے والا بزرگ، روشن ضمیر شیخ، حقائق جاننے والا مرشد۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے آپ پر نظر رکھنے والے کی پہچان یہ ہے کہ پھر وہ غائب اور موجود کی کوئی بات نہیں کرتا (اس کے لئے غائب وموجود میں فرق نہیں رہ جاتا)۔ ایک رات میخانے میں ایک روشن ضمیر بزرگ نے کیا خوب کہا ہر زمانے میں خلیل ہے اور نمرود کی آگ۔ (ہر زمانہ میں ان کے جانشین پیدا ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے)۔ (حضرت ابراہیم خلیل اللہ، خدا پرستوں کے نمائندہ ہیں

اور نمرود دشمنان دین کا نمائندہ ہے)۔اسی خیال کو اقبال نے یوں ادا کیا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

چہ نقشہا کہ نہ بستم بکار گاہ حیات — چہ رفتنی کہ نہ رفت و چہ بودنی کہ نبود
بہ دیریاں سخن نرم گو کہ عشق غیور — بنائے بتکدہ افگند در دل محمود !

معانی ...... : چہ: کیا،کون سے۔نقشہا: نقش کی جمع ،صورتیں،روپ۔نہ بستم: میں نے نہیں باندھے۔صورت بنانا۔بکارگاہ حیات: زندگی کے کارخانے میں۔رفتنی: جانے کے لائق،مٹ جانے کا سزاوار۔رفت: گیا،مٹ گیا' مٹ جانا۔بودنی: ہونی،ہونے کے لائق۔ نبود: نہ ہوا،نہ رہا۔دیریاں: بتخانے والے،بت پرست۔افگند: اس نے ڈال دی۔دلِ محمود: محمود غزنوی کا دل۔محمود: مشہور مسلمان بادشاہ محمود غزنوی جو سومنات گرا کر بت شکن کہلایا،اپنے غلام ایاز کے ساتھ اس کی محبت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے زندگی کی کارگاہ میں کیا کیا نقش نہیں بنائے کون سی گزرنی تھی جو نہ گزری اور کیا ہونی تھی جو نہ ہوئی (وہ کون سی شے ہے جو مٹنی تھی اور نہ مٹی،وہ کون سی چیز ہے جو ہونی تھی اور نہ ہوئی) بت خانے والوں کے ساتھ نرمی سے بات کر کیونکہ عشق وہ آن والا ہے جس نے محمود غزنوی (جیسے بت شکن) کے دل میں بھی بت کدہ کی بنیاد ڈال دی (اسے ایاز کی محبت میں مبتلا کر سکتا ہے)۔

بخاک ہند نوائے حیات بے اثر است
کہ مردہ زندہ نگردد ز نغمہ داؤد

معانی ...... : بخاک ہند: ہندوستان کی مٹی پر،ہندوستان کی زمین پر۔نوائے حیات: زندگی کا ترانہ۔کہ: کیونکہ۔نگردد: نہیں ہوتا۔نغمہ داؤد: حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ جو فولاد کو پگھلا دیتا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہندوستان کی مٹی پر زندگی کا گیت بے اثر ہے کیونکہ داؤد کے نغمے سے بھی مردہ جی نہیں اٹھتا (مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا)۔نوٹ: ہندوستان کے باشندے چونکہ مردہ ہیں اس لئے میرا کلام جو دراصل حیات کا پیغام ہے ان کے دلوں میں کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتا۔یہ روحانی طور پر مردہ ہیں۔ان کو تو حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ بھی زندہ نہیں کر سکتا۔اسی بات کو اقبال نے یوں بھی کہا ہے۔

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے — جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

غزل نمبر۲

حلقہ بستند سرتربت من نوحہ گراں — دلبراں، زہرہ وشاں، گلبدناں، سیم براں
در چمن قافلہ لالہ و گل رخت کشود — از کجا آمدہ اند ایں ہمہ خونیں جگراں ؟

معانی ...... : حلقہ بستند: انہوں نے حلقہ باندھا،گھیرا ڈالا۔رخت کشود: رخت سفر کھولا،ڈیرا کیا،مقیم ہوا۔آمدہ اند: آئے ہیں۔خونیں جگراں: خونیں جگر کی جمع،لہولہو جگر والے،عاشق۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری قبر پر ماتم کرنے والوں نے حلقہ باندھا دلبروں،زہرہ جمالوں،گلبدنوں،سیم بروں نے لالہ وگل

کے قافلے نے چمن میں ڈیرا ڈالا یہ سب خونیں جگر والے کہاں سے آئے ہیں۔

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق — نخرد بادہ کس از کار گہ شیشہ گراں !
خرد افزود مرا درس حکیمان فرنگ — سینہ افروخت مرا صحبت صاحب نظراں !

معانی ......: جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ ادب: پاس مراتب، وجود کے مراتب کا علم اور اس کے مطابق عمل۔ دانش: علم، معرفت، حکمت۔ ذوق: حال، سرمستی، دیدار اور وصال کی کیفیت۔ نخرد: نہیں خریدتا۔ خرد: عقل معاش سمجھ بوجھ۔ افزود: بڑھائی۔ افروخت: اس نے روشن کیا۔ مرا: میرا۔ صحبت صاحب نظراں: نظر والوں کی صحبت۔ صحبت، صاحب نظراں: صاحب نظر کی جمع، نظر والے، اہل بصیرت، روشن ضمیر، معرفت رکھنے والے، جن کی نگاہ سے آدمی کی کایا پلٹ جائے۔

ترجمہ و تشریح ......: اے کہ تو مدرسے میں ادب اور دانش میں مستی ڈھونڈ رہا ہے شیشہ گروں کی دکان سے کوئی شراب نہیں خریدتا۔ اے مخاطب! تو مدرسہ (سکول، کالج) میں ادب و دانش و ذوق ان تین خوبیوں کو تلاش کر رہا ہے یہ تیری نادانی ہے شیشہ گر کی دکان سے جام اور صراحی تو مل سکتی ہے لیکن شراب نہیں۔ یورپ کے فلسفیوں کی تعلیمات نے اگرچہ میری سمجھ بوجھ بڑھائی لیکن نظر والوں کی صحبت نے میرا سینہ روشن کیا۔ (اللہ والوں کی محبت اختیار کرنی لازم ہے)۔

برکش آں نغمہ کہ سرمایہ آب و گل تست — اے زخود رفتہ تہی شوز نو اے دگراں
کس ندانست کہ من نیز بہائے دارم — آں متاعم کہ شود دست زد بے بصراں

معانی ......: برکش: باہر کھینچ، بلند کر۔ برکشیدن: کھینچنا، باہر لانا۔ سرمایہ آب وگل تست: تیرے آب وگل کا سرمایہ۔ زخود رفتہ: اپنے آپ سے گزرا ہوا، خود سے غافل، بھولے ہوئے۔ کس ندانست: کسی نے نہ جانا۔ نیز: بھی۔ بہائے: ایک قیمت، کوئی مول۔ نوا: لے راگ۔ دارم: رکھتا ہوں۔ دست زدے بے بصراں: اندھوں کے ہتھے چڑھی ہوئی۔ بے بصراں: بے بصر کی جمع، اندھے۔

ترجمہ و تشریح ......: وہ نغمہ پیدا کر جو تیری مٹی (سرشت) کا سرمایہ ہے۔ اے اپنے آپ سے بے سدھ دوسروں کا راگ الاپنا چھوڑ دے۔ (دوسروں کی تقلید مت کر اپنی خودی میں ڈوب کر اپنی معرفت حاصل کر)۔ کسی نے نہ جانا کہ میں بھی کوئی قیمت رکھتا ہوں۔ افسوس! میری قوم نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں ایسی دولت ہوں جو اندھوں کے ہاتھ لگ جائے۔

غزل نمبر ۳

می تراشد فکرِ ما ہر دم خداوندے دگر — رست از یک بند تا افتاد در بندے دگر
برسرِ بام آ، نقاب از چہرہ بیباکانہ کش — نیست در کوے تو چوں من آرزو مندے دگر

معانی ......: رست: وہ چھوٹی۔ افتاد: گر پڑا، پھنس گیا۔ برسر بام: چھت کی منڈیر پر۔ بے باکانہ: بے دھڑک، بے جھجک، بے باکی سے۔ کش: اٹھا دے، اٹھا۔

ترجمہ و تشریح ......: ہماری فکر ہر دم ایک نیا خدا (معبود، بت) تراشتی رہتی ہے ایک قید سے چھوٹی کہ دوسری میں گرفتار ہو گئی۔ بام پر آ! منہ پر سے بے دھڑک نقاب اٹھا دے۔ تیری گلی (کوچے) میں میرے جیسا کوئی اور آرزو مند (چاہنے والا) نہیں ہے۔ (خوبصورت رنگ تغزل ہے)۔

بسکہ غیرت می برم از دیدہ بینائے خویش — از نگہ بافم بہ رخسار تو روبندے دگر

یک نگہ، یک خندہ دز دیدہ، یک تابندہ اشک　　بہر پیمان محبت نیست سو گندے دگر

معانی ...... : بسکہ: غرض کہ، اتنا، چونکہ۔ غیرت: شرم، رشک۔ می برم: رکھتا ہوں، کرتا ہوں۔ دیدہ بینائے خویش: اپنی دیکھنے والی آنکھ۔ بافم: بنتا ہوں۔ روبندے: ایک نقاب، گھونگھٹ۔ خندہ دز دیدہ: دبی دبی سی مسکراہٹ، چوری چوری کی ہنسی۔ بہر پیمان محبت: محبت کے عہد و پیماں کے لئے۔ سوگند: حلف۔

ترجمہ و تشریح ...... : بسکہ مجھے اپنی دیکھتی آنکھوں سے غیرت آتی ہے تیرے چہرے پر اپنی نگاہ سے ایک اور نقاب بن دیتا ہوں تا کہ میرے سوا تجھے اور کوئی نہ دیکھے۔ ایک نگاہ، ایک دبی دبی سی مسکراہٹ، ایک چمکتا آنسو محبت کے عہد و پیماں کے لئے کوئی اور حلف نہیں ہے۔

عشق را نازم کہ از بیتابیِ روز فراق　　جان ما را بست بادرد تو پیوندے دگر
تاشوی بیباک تر درنالہ اے مرغ بہار　　آتشے گیراز حریم سینہ ام چندے دگر

معانی ...... : را: پر۔ نازم: ناز کرتا ہوں۔ بست: اس نے جوڑا، باندھا۔ با: کے ساتھ، سے۔ دردتو: تیرا درد۔ پیوندے: ایک پیوند۔ پیوند: جوڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے عشق پر ناز ہے جس نے روز فراق کی بے تابی کے ذریعے میری جان کو تیرے درد کے ساتھ ایک اور پیوند لگا دیا اے بہار کے پرندے نالہ سر کرنے میں تیرا دل اور کھل جائے (تو) میرے سینے کے حرم سے کچھ اور آگ لے جا۔

چنگ تیموری شکست آہنگ تیموری بجاست　　سر بروں می آرد از ساز سمر قندے دگر
رہ مدہ در کعبہ اے پیرم حرم اقبال را　　ہر زماں در آستیں دارد خداوندے دگر

معانی ...... : سر بروں می آرد: سر باہر نکال رہا ہے، ظاہر ہو رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیموری بربط ٹوٹ گیا (مگر) تیموری آہنگ برقرار (باقی) ہے (جواب) ایک اور سمرقند کے ساز سے پھوٹ رہا ہے (وسط ایشیاء کے مسلمان پھر اٹھنے والے ہیں) اے پیر حرم، اقبال کو کعبے میں راہ نہ دے (داخل ہونے کی اجازت نہ دے) وہ ہر لحظہ اپنی آستین میں ایک نیا بت چھپائے رکھتا ہے۔ (اقبال نے اپنے نام کے پردہ میں دراصل پر حرم کی غیر اسلامی زندگی پر طرز کیا ہے، پیر حرم سے پیشوایان دین بھی مراد ہے اور وہ طبقہ بھی جو اس وقت کعبہ پر مسلط ہے)۔

غزل نمبر ۴

مرا ز دیدۂ بینا شکایت دگر است　　کہ چوں بجلوہ در آئی حجاب من نظر است
بہ نوریاں زمن پابہ گل پیامے گوے　　حذر ز مشت غبارے کہ خویشتن نگر است!

معانی ...... : بجلوہ درآئی: تو آشکار ہوتا ہے، تو ظاہر ہوتا ہے، تو جلوہ دکھاتا ہے۔ بہ نوریاں: فرشتوں سے۔ نوری کی جمع، فرشتے، نور کے بنے۔ من پابہ گل: مجھ زمین کے گرفتار۔ پابہ گل: جس کا پاؤں مٹی، کیچڑ، دلدل میں دھنسا ہوا ہو، مجبور، بے بس، قیدی۔ حذر: ڈرو، ہوشیار رہو۔ مشت غبارے: مٹھی بھر مٹی۔ خویشتن نگر: اپنے آپ کو دیکھنے والا، خود کو جاننے والا، خود آگاہ۔ کنایہ ہے مرد مومن! یا عارف کامل۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اپنی دیدۂ بینا سے اور ہی (قسم کی) شکایت ہے جب تو درشن دیتا ہے نظر میری آڑ بن جاتی ہے (دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی) فرشتوں سے مجھ خاک کے زنجیری کا ایک پیغام کہہ دینا مٹی کے پتلے (آدم) سے خبردار کہ وہ اپنے آپ

عارف کامل ہے۔(اگر وہ اپنی معرفت حاصل کرے تو اس مقام پر فائز ہو سکتا ہے جہاں تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے)۔

نوا زنیم و بہ بزم بہاری سوزیم   شرر بہ مشت پر مازنالہ سحر است
زخود رمیدہ چہ داند نوائے من زکجا است   جہان اودگر است و جہان من دگر است

معانی ...... : نوازنیم: ہم گاتے ہیں، ہم گا رہے ہیں۔می سوزیم: ہم جل رہے ہیں۔شرر: چنگاری۔زخودرمیدہ: اپنے آپ سے بھاگا ہوا، خود سے گریزاں۔داند: جائے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم نغمہ سرا ہیں اور بزم بہار میں جل رہے ہیں۔ہماری صبح کی فریاد ہی ہمارے پروں کیلئے شرر بن چکی ہے۔اس شعر میں اقبال نے یہ بتایا ہے کہ اگر سر بلندی کے طالب ہو تو "نالہ سحر" (عشق الٰہی) اختیار کرو۔عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو۔کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی۔اقبال کی شاعری میں نالہ سحر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ کیفیت عشق کی مظہر ہے۔اپنے آپ سے وحشت کرنے والا کیا جانے کہ میرا نغمہ کہاں سے ہے اس کی دنیا اور ہے میری دنیا اور ہے۔اسی نقطہ کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

مرے ہم صفیر اسے بھی اثر بہار سمجھے
انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ

مثال لالہ فتادم بگوشہ چمنے   مراز تیر نگاہے نشانہ برجگر است
بہ کیش زندہ دلاں زندگی جفا طلبی است   سفر بکعبہ نکردم کہ راہ بے خطر است

معانی ...... : فتادم: گرا پڑا ہوں۔بگوشہ چمنے: باغ کے ایک گوشے میں۔مرا: میرے لئے، میرے۔بہ کیش زندہ دلاں: دل زندہ رکھنے والوں کے مذہب میں۔جفاطلبی: جفا طلب کی صفت، سختیوں کے درپے ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں گل لالہ کی طرح چمن کے ایک گوشے میں گرا پڑا ہوں۔میرا جگر کسی نگاہ کے تیر کے نشانے پر ہے جیتا جاگتا دل رکھنے والوں کے مذہب میں زندگی مشکل پسندی (کا نام) ہے میں نے کعبے کا سفر نہیں کیا کہ راستہ بے خطر ہے۔

ہزار انجمن آراستند و برچیدند   دریں سراچہ کہ روشن زمشعل قمر است
زخاک خویش بہ تعمیر آدمے برخیز   کہ فرصت تو بقدر تبسم شرر است

معانی ...... : ہزار: ہزاروں، ان گنت۔آراستند: انہوں نے سجائی۔برچیدند: انہوں نے برخاست کر دیا، ختم کر دیا۔دریں سراچہ: اس چھوٹے سے گھر میں۔تعمیر آدم سے معرفت نفس بھی مراد ہو سکتی ہے اور استحکام خودی بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ان گنت محفلیں سجائی گئیں اور پھر برخاست کر دی گئیں اس ذرا سی سرائے (مسافر خانہ) میں جو چاند کی مشعل سے روشن ہے اٹھ اور اپنی مٹی سے ایک (نیا) آدم ڈھال (تعمیر کر) کہ تجھے صرف چنگاری کی چمک اتنی مہلت ملی ہے (تیری زندگی بہت مختصر ہے)۔

اگر نہ بوا الہوسی باتو نکتہ گویم   کہ عشق پختہ تراز نالہ ہائے بے اثر است
نو اے من بہ عجم آتش کہن افروخت   عرب زنغمہ شو قم ہنوز بے خبر است

معانی ...... : نکتہ: خاص بات، راز۔عجم: غیر عرب (ہندوستان، افغانستان، ترکستان، ایران)۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو بوالہوس نہیں تو میں تجھ سے ایک نکتہ بیان کروں کہ بے اثر فریادوں سے عشق اور پختہ ہوتا ہے (یعنی

تو وصال کی دعا مت مانگ کیونکہ وصال کا نتیجہ سکون یعنی موت ہے)۔ میرے نغمے نے عجم میں پرانی آگ (پھر سے) بھڑکا دی لیکن عرب ابھی تک میرے شوق کی لے سے بے خبر ہے۔

غزل نمبر ۵

بایں بہانہ دریں بزم محرمے جویم غزل سر ایم و پیغام آشنا گویم
بخلوتے کہ سخن می شود حجاب آنجا حدیث دل بزبان نگاہ میگریم

معانی ...... : بخلوتے: اس خلوت میں، ایسی تنہائی میں۔ حدیث دل: دل کی بات۔ بزبان نگاہ: نظر کی زبان سے۔ میگویم: میں کہہ رہا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس بہانے سے محفل میں کوئی اپنا محرم ڈھونڈتا ہوں غزل چھیڑ کے دوست کا پیغام سناتا ہوں اس خلوت میں جہاں سخن حجاب بن جاتا ہے میں دل کی بات نگاہ کی زبان سے کہتا ہوں۔

پئے نظارہ روے تومی کنم پاکش نگاہ شوق بہ جوئے سرشک می شویم
چو غنچہ گرچہ بکارم گرہ زنند ولے زشوق جلوہ گہ آفتاب می رویم

معانی ...... : پئے نظارہ روےتو: تیرے چہرے کے دیدار کیلئے۔ می کنم: کر رہا ہوں۔ پاکش: اسے پاک۔ نگاہ شوق: چاہت کی نظر، شوق بھری نگاہ۔ جوے سرشک: آنسوؤں کی نہر۔ می شویم: دھو رہا ہوں۔ بکارم: میرے کام میں۔ گرہ زنند: گرہ لگاتے ہیں، رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ می رویم: اگتا ہوں، نمو کرتا ہوں۔ کنایہ ہے جدوجہد سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرے چہرے پر پڑنے کیلئے اسے پاک کر رہا ہوں نگاہ شوق کو آنسوؤں کی ندی میں دھو رہا ہوں، اگر چہ کلی کی طرح میرے کام میں گرہ پڑی ہوئی ہے مگر سورج کی جلوہ گاہ کی چاہ مجھے کھینچتی ہے (جدوجہد کے بغیر کوئی سالک کامیاب نہیں ہو سکتا اگر راہ میں دشواری پیدا ہو جائے تو سالک کو ہمت سے کام لینا چاہیئے)۔

چو موج ساز و جودم زسیل بے پرو است گماں مبرکہ دریں بحر ساحلے جویم
میانہ من وادو ربط دیدہ و نظر است کہ در نہایت دوری ہمیشہ با اویم

معانی ...... : ساز وجودم: میرے وجود کا سامان، میرے وجود کی ساخت۔ سیل بے پروا: کسی کی پروا نہ کرنے والی۔ گماں مبر: تو یہ خیال مت کر، گمان مت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : موج کی طرح میرے وجود کی بنت (ایک) بے پرواطغیانی سے ہے یہ گمان مت کر کہ میں اس سمندر میں کسی ساحل کا متلاشی ہوں۔ اس کے اور میرے بیچ آنکھ اور نظر کا تعلق ہے (یعنی نظر آنکھ میں رہتی ہے) کہ انتہائی دوری میں بھی اس کے ساتھ رہتا ہوں۔ (وہ ہر جگہ موجود ہے) نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ترجمہ: ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

کشید نقش جہانے بہ پردہ چشمم زدست شعبدہ بازے اسیر جادویم
درون گنبد دربستہ اش نگنجیدم من آسمان کہن راچو خار پہلویم

معانی ...... : درون گنبد دربستہ اش: اس کے بند گنبد میں۔ نگنجیدم: میں نہیں سمایا۔ من: سے ذات مومن مراد ہے۔ خار پہلو سے حریف، مدمقابل یا ایذا دہندہ مراد ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری آنکھ کے پردے پراس نے ایک اور ہی دنیا کی تصویر کھینچ دی ہے۔ میں ایک شعبدہ باز کے ہاتھوں جادو میں گرفتار ہوں۔ (مطلب یہ کہ کائنات کا وجود حقیقی نہیں ہے بلکہ فریب نظر ہے کائنات دکھائی تو دیتی ہے لیکن دراصل موجود نہیں ہے)۔ میں اس کے بند گنبد میں نہیں سماتا۔ میں اس بوڑھے آسمان کے پہلو میں خار (کانٹے) کی طرح کھٹکتا ہوں۔ نوٹ: اقبال کا فلسفہ یہ ہے کہ مومن اس کائنات میں نہیں سماسکتا کیونکہ وہ زمان ومکان سے بالاتر ہوتا ہے وہ آسمان کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے وہ طلسم زمان ومکان کو باطل کرسکتا ہے یعنی مومن میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس کائنات کو مسخر کرسکتا ہے۔

بہ آشیاں نہ نشینم زلذت پرواز — گہے بہ شاخ گلم، گاہ برلب جویم

ترجمہ و تشریح ...... : پرواز کا مزہ مجھے آشیانے میں نہیں بیٹھنے دیتا کبھی پھولوں کی ٹہنی پر ہوں کبھی ندی کے کنارے پر۔ (مومن، عاشق) کو کسی لمحہ قرار نہیں ہوتا وہ ایک حالت میں زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس کی زندگی میں ہر وقت انقلاب رونما ہوتا رہتا ہے۔

غزل نمبر ۶

خیز و نقاب برکشا، پردگیان سازرا — نغمہ تازہ یاددہ، مرغ نواطراز را
جادہ ز خون رہرواں، تختہ لالہ در بہار — ناز کہ راہ می زند قافلہ نیاز را ؟

معانی ......: خیز: اٹھ۔ نقاب برکشا: گھونگھٹ کھول دے۔ پردگیان ساز: ساز کے پردے میں چھپے ہوئے، ساز میں پوشیدہ نغمے۔ پردہ ہائے اصلاح موسیقی۔ یاددہ: سکھا، یاد کرا، تعلیم دے۔ مرغ نواطراز: خوش گلو پرندہ، موسیقار۔ جادہ کنایہ ہے زندگی سے، رہرواں کنایہ ہے اللہ کے عاشقوں سے۔ تختۂ لالہ: گل لالہ کی کیاری۔ ناز کہ: کس کا ناز۔ راہ می زند: راہ مارتا ہے۔ قافلہ نیاز: نیاز کا قافلہ۔ نیاز: آرزو، عاجزی، احتیاج، بندگی۔ را: کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ اور ساز کے پردے میں چھپے ہوؤں کا گھونگھٹ کھول (نقاب اٹھا) خوشنوا پرندوں کو نیا نغمہ یاد کرا (سکھا) دین اسلام کے اعلیٰ اور پاکیزہ حقائق نوجوانوں (مرغ نواطرز) کے سامنے پیش کرتا کہ ان میں جدوجہد کا ولولہ پیدا ہو۔ ان حقائق سے روشناس کر جو قرآن مجید کے الفاظ میں پوشیدہ ہیں۔ راہرووں کے خون سے راستہ یوں بن چکا ہے جیسے موسم بہار میں گل لالہ کی کیاری، یہ کس کے ناز نے قافلہ نیاز پر دھاوا بول دیا ہے (راہ میں لوٹ لیا ہے) نوٹ: دنیا میں جس قدر عاشقان حق گزرے ہیں ان کو مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

دیدہ خوابناک او گربہ چمن کشودہ — رخصت یک نظر بدہ، نرگس نیم باز را
"حرف نگفتہ شما، برلب کود کاں رسید" — از من بے زباں بگو خلوتیاں راز را

معانی ......: چمن کنایہ ہے دنیا سے اور نرگس کنایہ ہے سالک یا عاشق سے۔ نرگس نیم باز: ادھ کھلی آنکھ مگر یہاں مطلب ہے نرگس کا ادھ کھلا پھول جسے عام طور پر آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حرف نگفتہ شما: آپ کی ان کہی بات۔ حرف: بات، کلام۔ برلب کودکاں: بچوں کے ہونٹوں پر۔ خلوتیان راز: خدائی رازوں میں گم ہو کر دنیا و مافیہا کو اپنے دل سے نکال باہر کرنے والے عارف، دنیا سے لاتعلق ہو کر اسرار الٰہی میں مراقب رہنے والے عارف، ربانی بھیدوں کو دنیا والوں سے پوشیدہ رکھنے والے حضرات۔

ترجمہ و تشریح ...... : جو تونے اس کی سوئی ہوئی آنکھ کو چمن میں کھول دیا ہے (تو) ادھ کھلی نرگس کو ایک نگاہ کی رخصت (مہلت) بھی دیدے۔ آپ کی ان کہی بات بچوں تک کے ہونٹوں پر آگئی ہے۔ مجھ بے زبان کی طرف سے یہ گوشہ گیر عارفوں سے کہنا۔

(میری طرف سے یہ پیغام عرفاء کی خدمت میں پہنچادے کہ جن اسرار و رموز کو آپ حضرات نے مخفی رکھا تھا میں نے شاعری کے ذریعے عوام تک پہنچادیا ہے)۔

اے کہ دراز ترکنی، پیش کساں نماز را — سجدہ تو برآورد، از دل کافراں خروش

من ندھم بہ تخت جم، آہ جگر گداز را — گرچہ متاع عشق را، عقل بہائے کم نہد

معانی ...... برآورد: باہر کھینچتا ہے، نکلواتا ہے، بلند کرواتا ہے۔ بہائے کم: کم قیمت۔ نہد: مقرر کرتی ہے۔ قیمت مقرر کرنا۔ من ندھم: میں نہیں دوں گا، نہ دوں۔ بہ تخت جم: جمشید ے تخت کے بدلے، جمشید کی بادشاہت کے عوض۔ جم: مشہور ایرانی بادشاہ جمشید۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرا سجدہ دیکھ کر کافروں کے دل سے بھی دھائی (احتجاج) نکلتی ہے اے تو کہ لوگوں کے سامنے نماز کو اور لمبا کر دیتا ہے (اس شعر میں اقبال نے ریا کار سے خطاب کیا ہے کہ تو لوگوں کے سامنے دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے، کافر بھی تیری نماز کو دیکھ کر تیری ریا کاری پر افسوس کرتے ہیں۔ ع ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں۔ اگر چہ عقل متاع عشق کی قیمت بہت کم لگاتی ہے (مگر) میں جگر پگھلا دینے والی آہ کو تخت جمشید کے مول بھی نہ دوں۔

تو کہ صنم شکستہ، بندہ شدی ایاز را — برہمنے بر غزنوی گفت کرامتم نگر

معانی ...... صنم شکستہ: تو نے بت توڑا ہے۔ بندہ: غلام، پجاری۔ شدی: تو ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک برہمن نے محمود غزنوی سے کہا میری کرامت دیکھ کہ تو نے بتوں کو توڑا (مگر خود) ایاز کا بندہ ہو گیا (ایاز کا پرستار ہو گیا)۔ (اس شعر میں اشارہ ہے اس تعلق خاطر کی طرف جو سلطان کو ایاز سے تھا)۔

غزل نمبر ۷

کہ جہاں تواں گرفتن بنوائے دلگدازے — بملازمان سلطاں خبرے دہم زرازے

دل غزنوی نیرزد بہ تبسم ایازے — بمتاع خود چہ نازی کہ بہ شہر دردمنداں

معانی ...... : جہاں تواں گرفتن: دنیا فتح کی جاسکتی ہے۔ نیرزد: نہیں بکتا، برابر کا مول نہیں رکھتا، لائق نہیں ہے۔ بہ تبسم ایازے: ایاز کی مسکراہٹ کے سامنے، ایاز کے تبسم کے بدلے۔ ایاز: محمود غزنوی کا غلام جسے اس کا محبوب بنا کر مشہور کر دیا گیا ہے۔ یہاں مراد ہے محبوب۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سلطان کے ملازمین کو ایک بہت ہی راز کی بات بتاتا ہوں کہ جی کو نہال کر دینے والے ایک بول (شاعری) سے دنیا فتح کی جاسکتی ہے تو اپنے دھن دولت پہ کیا ناز کرتا ہے کہ دردمندوں کے شہر میں غزنوی کا دل ایاز کے ایک تبسم کا مول نہیں رکھتا (ایاز کے تبسم کے سامنے غزنوی کے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے)۔

دل شاہ لرزہ گیرد زگدائے بے نیازے — ہمہ ناز بے نیازی، ہمہ ساز بے نوائی

نہ نشیب من نشیبے نہ فراز من فرازے — زمقام من چہ پرسی بہ طلسم دل اسیرم

معانی ...... : ہمہ ناز: سراپا ناز، ساری کی ساری جاہ و جلال۔ بے نیازی: کسی سے کوئی غرض نہ رکھنا، بے پروائی، استغناء، بے تعلقی۔ ہمہ ساز: ہر ساز و سامان رکھنے والی، اپنی جگہ پر خود ہی تمام مال و اسباب۔ ساز: سامان، اسباب۔ بے نوائی: ناداری، تہی دستی، فقیری۔ لرزہ گیرد: کانپتا ہے، لرزتا ہے۔ زمقام من: میرے ٹھکانے کا، میرے مقام کے بارے میں۔ چہ: کیا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (جس کی) بے نیازی تمام جاہ و جلال، (جس کی) ناداری تمام ساز و سامان (اس) بے نیاز فقیر سے بادشاہوں کے دل لرزتے ہیں میرے ٹھکانے کا کیا پوچھتا ہے میں دل کے طلسم کا قیدی ہوں (میں تو بندۂ عشق ہوں) نہ میری پستی کوئی پستی ہے نہ میری بلندی کوئی بلندی۔

ره عاقلی رہا کن کہ باوتواں رسیدن   بدل نیاز مندے، بہ نگاه پاکبازے
بہ رہ تو ناتمامم، زتغافل تو خامم   من و جان نیم سوزے، تو و چشم نیم بازے

معانی ...... : رہا کن: چھوڑ دے۔ باو: اس تک۔ تواں رسیدن: پہنچا جا سکتا ہے۔ بدل نیاز مندے: چاہت بھرے دل کے ساتھ، بہ نگاہ پاکبازے: پاکباز نظر کے ساتھ، ذریعے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کا رستہ چھوڑ دے کہ اس تک پہنچا جا سکتا ہے (یہ کہیں نہیں پہنچائے گا) اللہ تعالیٰ تک صرف نیاز مندی سے بھرپور دل اور پاکیزہ نگاہ ہی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ میں تیری راہ میں نامکمل ہوں تیری بے رخی سے ادھورا (خام) ہوں۔ میں اور (میری) ادھ جلی جان تو اور (تیری) ادھ کھلی آنکھ (جب تک میری جانب نگاہ کرم نہیں کرے گا میں اسی طرح سلگتا رہوں گا)۔

رہ دیر تختہ گل زجبین سجدہ ریزم   کہ نیاز من نگنجد بدو رکعت نمازے
زستیز آشنایاں چہ نیاز و ناز خیزد   دلکے بہانہ سوزے، نگہے بہانہ سازے

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کا رستہ چھوڑ دے کہ اس تک پہنچا جا سکتا ہے (یہ کہیں نہیں پہنچائے گا) اللہ تعالیٰ تک صرف نیاز مندی سے بھرپور دل اور پاکیزہ نگاہ ہی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ میں تیری راہ میں نامکمل ہوں تیری بے رخی سے ادھورا (خام) ہوں۔ میں اور (میری) ادھ جلی جان تو اور (تیری) ادھ کھلی آنکھ (جب تک میری جانب نگاہ کرم نہیں کرے گا میں اسی طرح سلگتا رہوں گا)۔

غزل نمبر ۸

بیا کہ ساقی گل چہرہ دست برچنگ است   چمن زباد بہاراں جواب ارژنگ است
حنا ز خون دل نو بہاری بندد   عروس لالہ چہ اندازہ تشنہ رنگ است !

معانی ...... : دست برچنگ است: بربط بجا رہا ہے، اس نے ساز چھیڑ رکھا ہے۔ جواب ارژنگ: ارژنگ کا جواب۔ ارژنگ: چین کے داستانی شہرت رکھنے والے مصور مانی کا نگار خانہ، مانی کی تصویروں کا مجموعہ، البم، بعض روایات میں مانی کا اصلی نام، کچھ کے نزدیک چین کا ایک اور نامور نقاش۔ می بندد: جما رہی ہے، رچا رہی ہے۔ عروس لالہ: دلہن ایسا گل لالہ۔ چہ اندازہ: کس قدر، کتنا۔ چہ: کس۔ اندازہ: قدر۔ تشنہ رنگ: رنگ روپ کی پیاسی۔

ترجمہ و تشریح ...... : آ جا کہ گل چہرہ ساقی نے ساز پر ہاتھ رکھا ہے بہار کی ہوا سے چمن ارژنگ کا جواب بن گیا ہے (نہایت دلکش معلوم ہوتا ہے) نئی نویلی بہار کے دل کے لہو سے مہندی لگا رہی ہے عروس لالہ رنگ (رچانے) کی کتنی پیاسی ہے۔

نگاہ می رسد از نغمہ دل افروزے   بمعنی کہ برو جامہ سخن تنگ است
بچشم عشق نگر تا سراغ او گیری   جہاں بچشم خرد سیمیاؤ نیرنگ است

معانی ...... : می رسد: پہنچ رہی ہے۔ نغمہ دل افروزے: دل روشن کرنے والا نغمہ۔ بمعنی اس معنی تک پر۔ سیمیا: طلسم، نظر کا دھوکا، نظر بندی، ایک مخفی علم جس کے ذریعے خیالی اور وہمی چیزیں دکھائی جاتی ہیں۔ نیرنگ: جادوگری، جادو، دھوکا، فریب۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کو روشن کرنے والے نغمے سے نظر پہنچ رہی ہے اس معنی تک جس پر حرف کا جامہ تنگ ہے (جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے) یعنی موسم بہار میں مطرب دلنواز (مرشد) جب نغمہ سرائی کرتا ہے (درس دیتا ہے) تو سامعین (عاشقوں) پر وہ روحانی حقائق منکشف ہوتے ہیں کہ لفظوں کے ذریعے سے ان کا بیان ناممکن ہے۔

ز عشق درس عمل گیر و ہر چہ خواہی کن کہ عشق جوہر ہوش است و جان فرہنگ است
بلند تر ز سپہر است منزل من و تو براہ قافلہ خورشید میل فرسنگ است

معانی ...... : درس عمل گیر: عمل کا سبق لے۔ جوہر ہوش: شعور کا جوہر۔ جان فرہنگ: عقل و دانش کی جان۔ سپہر: آسمان۔ منزل من و تو: میری اور تیری منزل۔ براہ قافلہ: قافلے کے راستے میں۔ میل فرسنگ: تین میل میں سے ایک میل، مسافت کا تیسرا حصہ۔ فرسنگ، فرسخ: کوس جو تین میل کا ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق سے عمل کا سبق لے اور پھر جو چاہے کر کیونکہ عاشق سمجھ کا جوہر ہے اور عقل کی روح (جان) ہے ہماری (میری اور تمہاری) منزل آسمان سے بھی زیادہ بلند (آگے) ہے سورج (ہمارے) قافلے کی راہ میں کوس کے پہلے میل پر ہے (سورج تو ایک سنگ میل ہے)۔

زخود گزشتہ اے قطرہ محال اندیش شدن بہ بحر و گہر برنخاستن ننگ است
تو قدر خویش ندانی بہاز تو گیرد وگرنہ لعل درخشندہ پارہ سنگ است

معانی ...... : زخود گذشتہ: تو خود سے گزر گیا ہے، تو نے اپنے آپ کو فنا کر لیا ہے۔ قطرہ محال اندیش: انہونی سوچنے والا، ناممکن کا خیال باندھنے والا قطرہ۔ شدن: مل جانا، ہونا، فنا ہو جانا۔ برنخاستن: برآمد ہونا، ظاہر ہونا۔ ننگ: بے آبروئی، شرمناک، باعث شرم۔ قدر خویش: اپنی قدر۔ ندانی: نہیں جانتا ہے۔ بہا: قیمت۔ زتو: تجھ سے۔ گیرد: پکڑتا ہے، پاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے انہونی سوچنے والے قطرے تو اپنے آپ سے گزر گیا ہے (ورنہ) سمندر میں مل جاتا اور موتی بن کے نہ نکلنا باعث شرم ہے۔ تو اپنا مول (قدر) نہیں جانتا، تیری وجہ سے تو لعل درخشاں قیمت پاتا ہے ورنہ جگر جگر کرتا یاقوت تو پتھر کا ٹکڑا ہے۔

غزل نمبر ۹

صورت نہ پرستم من، بتخانہ شکستم من آں سیل سبک سیرم، ہر بند گسستم من
در بود نبود من اندیشہ گماں ہا داشت از عشق ہوید اشد، ایں نکتہ کہ ہستم من

معانی ...... : صورت نہ پرستم من: میں نے صورت کو نہیں پوجا، میں صورت کا پجاری نہیں ہوں۔ شکستم: میں نے توڑ دیا۔ سیل سبک سیرم: تند رو سیلاب، تیز رفتار سیلاب ہوں۔ بند: روک، پشتہ۔ گسستم: میں نے توڑ ڈالا۔ در بود و نبود من: میرے ہونے اور نہ ہونے میں۔ اندیشہ: عقل۔ داشت: رکھتی تھی۔ ہستم من: میں موجود ہوں، میں وجود رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں صورت کا پجاری نہیں ہوں میں نے مندر ڈھا دیا ہے میں وہ تیز رو سیلاب ہوں جس نے سارے بند توڑ دیئے ہیں میرے ہونے اور نہ ہونے میں عقل طرح طرح کے گمان میں تھی یہ راز عشق سے کھلا (عشق سے یہ نکتہ ظاہر ہوا) کہ میں موجود ہوں۔

در دیر نیازمن، در کعبہ نماز من — زنار بدوشم من، تسبیح بدستم من
سرمایہ درد تو، غارت نتواں کردن — اشکے کہ زدل خیزد، در دیدہ شکستم من

معانی ...... : سرمایہ درتو: تیرے درد کا سرمایہ۔ غارت نتواں کردن: غارت نہیں کیا جاسکتا، تباہ نہیں کر سکتے۔ خیزد: نکلتا ہے، اٹدتا ہے۔ دردیدہ شکستم من: آنکھوں میں روک لیتا ہوں، چھپالیتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں مندر میں پجاری میں ہی کعبے میں نمازی میرے کندھے پر زنار میرے ہاتھ میں تسبیح (عاشق ہر شے اور ہر مقام میں خواہ دیر ہو یا حرم، خدا ہی کا جلوہ دیکھتا ہے اس کی نظر میں زنار اور تسبیح دونوں یکساں ہو جاتے ہیں)۔ تیرے در کی پونجی غارت نہیں کی جاسکتی دل سے جو آنسو اُمڈ کے آتا ہے میں اسے آنکھوں میں دھر لیتا ہوں۔

فرزانہ بگفتارم، دیوانہ بہ کردارم — از بادہ شوق تو ہشیارم و مستم من

ترجمہ و تشریح ...... : قول میں دانا ہوں عمل میں دیوانہ ہوں تیری چاہت کی شراب سے میں ہوشیار بھی ہوں اور مست بھی (تیری محبت نے میرے اندر دو متضاد کیفیتیں پیدا کر دی ہیں۔ فرزانہ (ہوشیار) بھی ہوں اور دیوانہ (مست) بھی ہوں۔

غزل نمبر ۱۰

ہوائے فرودیں در گلستاں میخانہ می سازد — سبو از غنچہ می ریزد، زگل پیمانہ می سازد
محبت چوں تمام افتد، رقابت از میاں خیزد — بہ طوف شعلہ پروانہ با پروانہ می سازد

معانی ...... : ہوائے فرودیں: بہاری ہوا۔ ہوا، فرودیں: پارسیوں کا پہلا مہینہ جو چیت بیساکھ کے دنوں میں ہوتا ہے جس کی انیسویں تاریخ کو زردشتی جشن مناتے ہیں، ہر شمسی ماہ کی انیسویں تاریخ کو بھی فرودیں کہا جاتا ہے، زردشتیوں کے ہاں جنت سے متعلق فرشتے کا نام۔ میسازد: بنا رہی ہے۔ سبو: شراب کی صراحی۔ می ریزد: ڈھال رہی ہے۔ پیمانہ: جام، شراب، شراب کا پیالہ۔ چوں: جب۔ تمام افتد: کمال کو پہنچ جاتی ہے، مکمل ہو جاتی ہے۔ خیزد: اٹھ جاتی ہے۔ بطوف شعلہ: ایک ہی شعلے کے طواف میں۔ با: سے، کے ساتھ۔ می سازد: میل رکھتا ہے، ایکا رکھتا ہے، ہل جل کے رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : بہار کی ہوا نے گلستان کے اندر میخانہ بنا دیا ہے موسم بہار میں گلستان کو دیکھو تو میخانہ معلوم ہوتا ہے۔ غنچے سے صراحی بن رہی ہے پھول کو پیالہ بنا رہی ہے۔ یعنی غنچہ سبو ہے اور گل اس کا پیمانہ۔ جب محبت مکمل ہو جائے تو رقابت درمیان سے اٹھ جاتی ہے (ختم ہو جاتی ہے) پروانے ایک دوسرے سے مل کر ایک ہی شعلے کا طواف کرتے ہیں۔ (کوئی پروانہ کسی پروانے سے جنگ و جدل میں (جو رقیبوں کا شیوہ ہے) معروف نہیں ہوتا بلکہ سب مل کر محبوب کا طواف کرتے ہیں)۔

بہ ساز زندگی سوزے، بہ سوز زندگی سازے — چہ بیدردانہ می سوزد، چہ بیتا بانہ می سازد!
تنش از سایہ بال تدروے لرزہ می گیرد — چوشاہیں زادہ اندر قفس بادانہ می سازد

معانی ...... : ساز: بناؤ، وصال کی کیفیت۔ سوز: جی کی جلن، فراق کی کیفیت۔ از سایہ بال تدروے: ایک چکور کے پر کی پرچھائیں سے۔ لرزہ میگیرد: کانپ اٹھتا ہے۔ بادانہ می سازد: دانے سے مانوس ہو جاتا ہے، راضی ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی کے ساز میں ایک سوز ہے اور زندگی کا سوز ساز سے خالی نہیں ہے۔ (یعنی عاشق میں سوز کے ساتھ ساز کی کیفیت بھی برقرار رہتی ہے)۔ کس بیدردی سے سوز توڑتا ہے اور کس بے تابی سے ساز جوڑتا ہے اس کا بدن چکور کے پر کے

سایہ سے (بھی) کانپ اٹھتا ہے جب کوئی شاہین بچہ پنجرے کے اندر دانہ پر راضی ہو جاتا ہے (قید کی ذلت گوارا کر لیتا ہے)۔ (جب مردِ مومن، غیر اللہ کی غلامی اختیار کر لیتا ہے تو اس میں اس قدر بزدلی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ کافر کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو جاتا ہے یعنی جہاد نہیں کر سکتا)۔

بگو اقبال را اے باغباں رخت از چمن بندد   کہ ایں جادو نوا مارا از گل بیگانہ می سازد

ترجمہ و تشریح ......: اے باغبان اقبال سے کہہ دے (کہ) وہ چمن سے نکل جائے کیونکہ یہ جادو نوا ہمیں پھول سے بیگانہ کر رہا ہے۔ (ہمارے اندر پھولوں کی رغبت نہیں رہی)۔ (اقبال کہنا چاہتا ہے کہ اگر قوم میرے کلام کو سمجھ لے تو دنیا اور اس کی فانی لذتوں سے بیگانہ ہو کر اپنے مقصد حقیقی کے حصول کی طرف راغب ہو سکتی ہے۔ ''گل'' سے دنیا کی وہ عارضی اور فانی لذتیں مراد ہیں جن کے طلسم میں پھنس کر انسان اپنے مقصدِ حیات سے غافل ہو جاتا ہے۔ شعر کا لطف اسی لفظ کے مفہوم میں پوشیدہ ہے۔

غزل نمبر ۱۱

از ما بگو سلامے آں ترک تند خورا   کا آتش زاد از نگاہے یک شہر آرزو را

ایں نکتہ را شناسد آں دل کہ درد مند است   من گرچہ توبہ گفتم، نشکستہ ام سبورا

معانی ......: از ما: ہماری طرف سے۔ بگو: تو کہنا، تو کہیو۔ ترک تند خو: تیز مزاج، غصیل، سخت عادت، ظالم، جفاکش۔ ترک: ترکستان کا باشندہ، فارسی کی عشقیہ شاعری میں محبوب کو کہتے ہیں۔ کا آتش زد: کہ اس نے آگ لگا دی، جس نے جلا دیا۔ شناسد: پہچانے گا، پہچانتا ہے۔ توبہ گفتم: میں نے توبہ کی۔ نشکستہ ام: میں نے توڑا نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: ہماری طرف سے اس ظالم محبوب کو سلام کہنا کہ تو نے ایک نگاہ سے تمنا کا پورا شہر پھونک ڈالا۔ یہ نکتہ (بھید) صرف دردمند دل ہی سمجھ سکتا ہے میں نے اگرچہ توبہ کا اعلان کیا مگر پیالہ توڑا نہیں (واپسی کی گنجائش رکھی ہوئی ہے)۔

اے بلبل از وفایش صد باتو گفتم   تو در کنار گیری، باز ایں رمیدہ بورا

رمز حیات جوئی ؟ جز در تپش نیابی   در قلزم آرمیدن ننگ است آبجورا

معانی ......: از وفایش: اس کی وفا کے بارے میں۔ باتو: تجھ سے، تجھے۔ تو در کنار گیری: تو آغوش میں لیتا ہے۔ باز: پھر۔ رمیدہ بو: جس کی مہک اڑ چکی ہو، پھول جس کی خوشبو خود اس میں قرار نہ پکڑتی ہو ختم ہو چکی ہو۔ یہاں بلبل سے حضرات انسان مراد ہے اور گل سے دنیا (عورت، دولت، حکومت) مراد ہے۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ جز: سوائے۔ تپش: تڑپ۔ نیابی: تو نہیں پائے گا۔ قلزم: سمندر، بڑا دریا۔ آرمیدن: آرام کرنا، ستانا۔ ننگ: باعث شرم، ذلت۔ آبجو: ندی۔

ترجمہ و تشریح ......: اے بلبل میں نے سو بار تجھے اس کی وفا کا حال سنایا تو پھر اس رمیدہ بو کو سینے سے لگا لیتی ہے تو زندگی کی رمز تلاش کرتا ہے؟ تو اسے صرف تپش میں پائے گا۔ ع چیست حیات دوام؟ سوختن ناتمام۔ ندی کے لئے سمندر میں گم ہو جانا باعث شرم ہے۔ (زندگی نام ہے مسلسل تڑپتے رہنے کا، خودی (آبجو) کے لئے یہ بات تو موجب تو نہیں ہے کہ وہ اپنی ہستی کو خدا (قلزم) کی ہستی میں مدغم کر دے۔ ع مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی۔

شادم کہ عاشقاں را سوز دوام دادی   درماں نیافریدی آزار جستجو را

گفتی مجو وصالم، بالاتر از خیالم   عذر تو آفریدی اشک بہانہ جو را

معانی ...... : شادم: میں خوش ہوں۔ سوز دوام: ہمیشہ رہنے والی جلن، تڑپ، سوز: دادی: تو نے دیا۔ دادن: دینا۔ درماں: علاج، دارو۔ نیافریدی: تو نے نہیں بنایا، نہیں پیدا کیا۔ بالاتر از خیالم: میں خیال سے بلند ہوں۔ بالا: بلند۔ عذر نو: نیا بہانہ۔ عذر: بہانہ۔ نو: نیا۔ آفریدی: تو نے ایجاد کیا، پیدا کیا۔ اشک بہانہ جو: بہانہ ڈھونڈنے والا آنسو۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں خوش ہوں کہ تو نے عاشقوں کو سوز دوام عطا کیا (اور) طلب کے روگ کا علاج نہیں پیدا کیا تو نے کہا میرے وصال کی طلب مت کر میں خیال سے بھی بلند ہوں۔ (پھوٹ بہنے کا) بہانہ ڈھونڈنے والے آنسوؤں کو تو نے راہ سجھا دی۔ تیرے اس قول نے میرے اشکوں کو از سر نو رواں ہونے کا ایک نیا عذر مہیا کر دیا یعنی جب تو نے یہ کہا کہ میرا وصل ناممکن ہے تو میرے آنسو پھر بہنے لگے۔

از نالہ برگلستاں آشوب محشر آور تادم بہ سینہ پیچد مگزار ہائے و ہورا

معانی ...... : آشوب محشر: قیامت کا ہنگامہ۔ آور: برپا کر دے، پیدا کر دے۔ تا: جب تک۔ پیچد: لپٹا رہے، لگا رہے۔ مگذار: مت چھوڑ۔ ہائے وہو۔ نالہ وفریاد، مصیبت کے ماروں کا رونا، پیٹنا، شور شرابا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے دکھ بھرے دل کی پکار سے باغ پر قیامت لے آ جب تک چھاتی میں دم ہے نالہ وفریاد مت چھوڑ۔

غزل نمبر ۱۲

آشنا ہر خار را از قصہ ماساختی در بیابان جنوں بردی و رسوا ساختی

جرم ما از دانہ، تقصیر او از سجدہ نے بآں بیچارہ می سازی نہ باما ساختی

معانی ...... : ساختی: تو نے بنایا، کیا۔ در بیابان جنون: دیوانگی کے صحرا میں۔ ویرانہ۔ بردی: تو لے گیا۔ از: بسبب، کی وجہ سے۔ دانہ: ایک دانہ۔ تقصیراو: اس کی خطا۔ تقصیر: خطا، قصور، گناہ۔ باں بیچارہ: اس بیچارے کے ساتھ۔ می سازی: تو خوش ہے۔ باماساختی: تو ہم سے راضی ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے ہر کانٹے کو میری داستان سے باخبر کر دیا (تو مجھے) دیوانگی کے بیابان میں لے گیا اور رسوا کر دیا ہمارا جرم گندم کا ایک دانہ کھانا اس کا قصور ایک سجدہ (نہ کرنا) تو نہ اس بے چارے سے خوش ہے نہ ہم سے راضی ہوا (تو نے نہ اس سے موافقت کی نہ ہم سے)۔

صد جہاں می روید از کشت خیال ماچو گل یک جہان وآں ہم از خون تمنا ساختی

پرتو حسن تو می افتد بروں مانند رنگ صورت مے پردہ از دیوار مینا ساختی

معانی ...... : می روید: اگتا ہے۔ سر باہر نکالنا، طلوع ہونا۔ پرتو حسن تو: تیرے حسن کا عکس۔ می افتد: پڑتی ہے، پڑ رہی ہے۔ دیوار مینا: شیشے کی دیوار۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے خیال کی کھیتی سے سینکڑوں عالم پھولوں کی طرح اگتے ہیں تو نے ایک دنیا بنائی اور وہ بھی ہماری تمناؤں کے لہو سے تیرے حسن کا پرتو رنگ کی طرح شیشے سے باہر چھلکا پڑتا ہے۔ تو نے شراب کی صورت شیشے کی دیوار کو اوٹ بنایا۔ (شراب کا رنگ بوتل کی دیوار سے نمایاں ہو جاتا ہے)۔ اگر چہ خدا ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا لیکن اس کے جمال کا پرتو ہر شے میں نمایاں ہے۔ یعنی ہر شے مظہر ذات باری ہے۔

طرح نو افگن کہ ماجدت پسند افتادہ ایم　　　ایں چہ حیرت خانہ امروز و فردا ساختی !

معانی ...... : طرح نو: نئی بنیاد۔ افگن: تو ڈال۔ جدت پسند: نئے پن کو پسند کرنے والا۔ جدت: نیا پن۔ پسند بمعنی پسند ندہ: پسند کرنے والا۔ افتادہ ایم: ہم واقع ہوئے ہیں۔ حیرت خانہ امروز و فرد: آج اور کل کا اچنبھے میں ڈالنے والا گھر، مراد کائنات جو زمانے کے تابع ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کوئی نئی بنیاد ڈال کہ ہم جدت پسند واقع ہوئے ہیں تو نے یہ کیا سر چکرا دینے والی آج اور کل کا حیرت خانہ بنا رکھا ہے (آپ نے یہ دنیا ایسی بنائی ہے کہ اس میں آج کے بعد کل اور کل کے بعد پھر کل آتا ہے ہر کل پہلے کل کی طرح ہوتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا اس یکسانیت سے ہم پر حیرت کا عالم طاری ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو یکساں حالت پسند نہیں ہے۔ انسان بالطبع جدت پسند واقع ہوا ہے)۔

غزل نمبر ۱۳

خوش آنکہ رخت خرد رابہ شعلہ ے سوخت　　　مثال لالہ متاعے زآتشے اندوخت
تو ہم ز ساغر ے چہرہ را گلستاں کن　　　بہار، خرقہ فروشی بہ صوفیاں آموخت

معانی ...... : خوش آنکہ: خوش قسمت ہے وہ جو، اچھا رہا ہے وہ جس نے، مبارک ہے وہ جو۔ رخت خرد: عقل کا اثاثہ۔ بہ شعلہ ے: شراب کے شعلے سے۔ سوخت: اس نے جلایا۔ متاعے: بہت بڑی دولت۔ اندوخت: اس نے فراہم کی، جمع کی، حاصل کی۔ آموخت: اس نے سکھا دی۔

ترجمہ و تشریح ...... : مبارک ہے وہ شخص جس نے عقل کے لابس کو شراب کے شعلے سے جلا دیا (عقل کو عشق کی آگ سے جلا دے یعنی عقل کی بجائے عشق کی پیروی کرے) اور گل لالہ کی طرح آگ ہی کو اپنی پونجی بنا لیا تو بھی پیالہ شراب سے چہرے کو گلستان (سرخ) بنا بہار نے تو اللہ والوں (زاہدوں) سے خرقے نیلام کروا دیئے (وہ خرقہ فروشی کر کے شراب حاصل کر رہے ہیں جب زاہدوں نے توبہ توڑ دی ہے تو بھی شراب پی کر اپنے چہرہ پر سرخی پیدا کر لے)۔

دلم تپید ز محرومی فقیہہ حرم　　　کہ پیر میکدہ جامے بفتوئی نفروخت
مسنج قدر سرود از نو اے بے اثرم　　　زبرق نغمہ تواں حاصل سکندر سوخت

معانی ...... : تپید: کڑھا، تڑپا۔ محرومی فقیہ حرم: فقیہ حرم کی محرومی۔ فقیہ: فقہ کا عالم، مفتی: حرم: کعبے کا گرداگرد، مکہ اور مدینے کے مقدس حدود۔ بفتوئے: فتوے کے عوض۔ نفروخت: اس نے نہیں بیچا۔ مسنج: مت تول، اندازہ نہ لگا۔ قدر سرود: نغمے کی قدر و قیمت۔ تواں حاصل سکندر سوخت: سکندر کی فصل جلائی جا سکتی ہے، سکندر کی کھیتی جل سکتی ہے۔ سکندر: مقدونیہ کا بادشاہ سکندر جس نے قریب قریب آدھی دنیا فتح کر لی تھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : مفتی حرم کی محرومی پر میرا دل کڑھا (بہت جلا) کہ شراب خانے کے پیر نے اس کے فتوے کے عوض شراب کا پیالہ بھی نہ دیا۔ (ارباب طریقت کی نظر میں فقہا کے فتاویٰ کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ ارباب حکومت کو خوش کرنے کیلئے اور ان سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کیلئے ان کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ میری بے اثر پکار سے سرود کی قیمت کا اندازہ نہ کر۔ نغمے کی بجلی سے سکندر کی کھیتی جل سکتی ہے یعنی عشق کے سامنے سکندر اعظم کی عظیم الشان سلطنت کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

صبا بہ گلشن ویمر سلام ما برساں　　　　کہ چشم نکتہ وراں خاک آں دیارا فروخت

معانی ...... : بہ گلشن ویمر: ویمر کے گلزار کو۔ ویمر: جرمنی کا ایک شہر جہاں مشہور جرمن شاعر گوئٹے مدفون ہے۔ برساں: تو پہنچا۔ چشم نکتہ وراں: نکتہ وروں کی آنکھ۔ چشم: آنکھ۔ افروخت: اس نے روشن کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صبا! ویمر کے گلشن تک ہمارا اسلام پہنچا دے کہ اس سرزمین کی خاک نے نکتہ وروں کی آنکھوں کو روشنی بخشی (ان کے دل و دماغ کو منور کر دیا)۔ (اس شعر میں اقبال نے گوئٹے کی خدمت میں خراج تحسین پیش کیا ہے)۔

غزل نمبر ۱۴

بیار بادہ کہ گردوں بکام ما گردید　　　　مثال غنچہ نواہاز شاخسار دمید
خورم بیاد تنک نوشی امام حرم　　　　کہ جز بہ صحبت یاران رازداں نچشید

معانی ...... : بیار: تو لے آ، لا۔ بادہ: شراب۔ گردوں: آسمان۔ بکام ما گردید: ہمارے چاہے پر چلا، ہماری خواہش کے مطابق ہو گیا۔ ز شاخسار: پیڑوں کے جھنڈ سے۔ دمید: پھوٹی۔ خورم: میں پیتا ہوں۔ بیاد تنک نوشی امام حرم: امام حرم کے کم کم پینے کی یاد میں۔ صحبت یاران رازداں: بھروسے کے دوستوں کی صحبت۔ نچشید: اس نے نہیں چکھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : شراب لے آ کہ آسمان ہماری مرضی کے مطابق گردش کر رہا ہے نغمے ٹہنیوں سے کلی بن کر پھوٹ رہے ہیں (مستی کا عالم ہے) میں بڑے شیخ جی کے چھپ چھپ کے ذرا ذرا سی پینے کی یاد میں شراب پیتا ہوں۔ جنہوں نے ہمراز یاروں کی سنگت (صحبت) کے علاوہ اور کہیں نہیں چکھی۔ (اس شعر میں فقیہہ یا امام پر طنز کی ہے۔ یہ لوگ اگر پیتے بھی ہیں تو چوری چھپے اور وہ بھی چند راز داروں کے ساتھ جبکہ مے نوشی کا مزہ تو اس میں ہے کہ علانیہ پی جائے اور سینکڑوں کے مجمع میں پی جائے)۔

فزوں قبیلہ آں پختہ کار باد کہ گفت　　　　چراغ راہ حیات است جلوہ امید
نوا ز حوصلہ دوستاں بلند تر است　　　　غزل سرا شدم آنجا کہ ہیچکس نشنید

معانی ...... : فزوں: زیادہ، بڑھا ہوا۔ قبیلہ آں پختہ کار: اس پختہ کار کا قبیلہ۔ باد: ہو جائے، رہے۔ غزل سرا شدم: میں غزل سرا ہوا۔ ہیچکس: کوئی شخص، کوئی بھی۔ نشنید: اس نے نہیں سنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : خدا کرے اس پختہ کار کا قبیلہ پھلتا پھولتا رہے (قبیلے میں اضافہ ہو) جس نے کہا کہ امید کی جھلک زندگی کے راستے کا چراغ ہے۔ (سالک راہ کو کتنی ہی مشکلات کیوں نہ درپیش ہوں ہمیشہ رحمت باری تعالیٰ کے نزول کا امیدوار رہنا چاہئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ **لاتقنطو من رحمتہ اللہ** یعنی اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہونا۔ چونکہ تیرا نغمہ یاروں کے حوصلے سے زیادہ بلند ہے اس لئے میں وہاں غزل سرا ہوا جہاں کوئی سننے والا نہ تھا۔ (طنزیہ انداز میں اظہار کیا ہے کہ مسلمان میرے کلام کو نہیں پڑھتے)۔

عیار معرفت مشتری است جنس سخن　　　　خوشم از انکہ متاع مرا کسے نخرید
زشعر دلکش اقبال می تواں دریافت　　　　کہ درس فلسفہ میداد و عاشقی ورزید

معانی ...... : عیار معرفت مشتری: گاہک کی پہچان کو پرکھنے والی کسوٹی۔ جنس سخن: شعر کا مال۔ از انکہ: اس بات سے کہ، اس سے کہ۔ متاع مرا: میری پونجی کو، میرا اثاثہ۔ نخرید: اس نے نہیں خریدا۔ می تواں دریافت: پایا جا سکتا ہے، دیکھا جا سکتا ہے۔ میداد: اس نے دیا، دیتا

رہا۔ورزید: اس نے اختیار کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنس سخن (شعر) خریدار کی پہچان کی کسوٹی (پرکھ) ہے۔ میں اس بات سے خوش ہوں کہ میری پونجی کسی نے نہیں خریدی۔ (اس شعر میں بھی لطیف قسم کا طنز پوشیدہ ہے۔ یعنی اقبال کا کلام صرف ایک علم دوست انسان پسند کرتا ہے، مسلمان ان صفات سے محروم ہیں)۔ اقبال کی دل کھینچ لینے والی شاعری سے بوجھا جاسکتا ہے کہ اس نے فلسفے کا درس دیا اور ساتھ عاشقی (بھی) اختیار کی (اس نے فلسفی ہونیکے باوجود مسلک عشق اختیار کیا)۔ نوٹ: اس شعر سے اقبال کی دو شاخیں واضح ہوگئیں یعنی وہ فلسفی بھی ہیں اور شاعر بھی۔

غزل نمبر ۱۵

تیر و سنان و خنجر و شمشیرم آرزوست　　　　بامن میا کہ مسلک شبیرم آرزوست

از بہر آشیانہ خس اندوزیم نگر　　　　باز ایں نگر کہ شعلہ درگیرم آرزوست

معانی ......: سنان: بھالا، برچھی۔ شمشیرم آرزوست: تلوار میری آرزو ہے۔ بامن: میرے ساتھ۔ میا: تو مت آ۔ مسلک شبیرم آرزوست: شبیر کا راستہ میری آرزو ہے۔ شبیر: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا۔ از بہر آشیانہ: آشیانے کیلئے، گھونسلا بنانے کے واسطے۔ خس اندوزیم: میرا گھاس پھوس جمع کرنا۔ نگر: تو دیکھ۔ باز: پھر، دوبارہ۔ شعلہ درگیرم آرزوست: مجھے بھڑکتے ہوئے شعلے کی آرزو ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: تیر اور برچھی اور خنجر اور تلوار میری آرزو ہے (خدا کی راہ میں جہاد کروں) میرے ساتھ نہ آ کہ میں شبیر کی راہ پر چلنا چاہتا ہوں (خدا کی راہ میں سر کٹانا چاہتا ہوں)۔ آشیانہ بنانے کے واسطے میرا تنکے جمع کرنا دیکھ۔ پھر یہ (بھی) دیکھ کہ میں بھڑکتے ہوئے شعلے کا آرزومند ہوں۔ میں جائز طریقے سے دولت بھی جمع کرتا ہوں لیکن اپنی جان اور مال دونوں خدا کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں۔

گفتند لب بہ بند و زاسرار ما مگو　　　　گفتم کہ خیر! نعرہ تکبیرم آرزوست

گفتند ہرچہ در دلت آید زما بخواہ　　　　گفتم کہ بے حجابی تقدیرم آرزوست

معانی ......: بے حجابی تقدیرم آرزوست: مجھے تقدیر کا پردہ اٹھنے کی آرزو ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: انہوں نے کہا ہونٹ سی لے اور ہمارے اسرار مت بیان کر میں نے کہا کہ بہتر! (مگر) مجھے نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) بلند کرنے کی آرزو ہے۔ (ایک مسلمان جب اللہ اکبر کہتا ہے تو بالفاظ دیگر وہ تمام اسرار کو فاش کر دیتا ہے)۔ انہوں نے کہا تیرے جی میں جو کچھ آتا ہے ہم سے مانگ لے میں نے عرض کی کہ مجھے تقدیر کو بے حجاب دیکھنے کی آرزو ہے (عبدیت سے بلند تر اور کوئی مقام نہیں ہے)۔

از روزگار خویش ندانم جز ایں قدر　　　　خوابم زیاد رفتہ و تعبیرم آرزوست!

کو آں نگاہ ناز کہ اول دلم ربود　　　　عمرت دراز دہماں تیرم آرزوست

معانی ...... : از: کا، کے، متعلق۔ روزگار خویش: اپنے دن رات۔ ندانم: میں نہیں جانتا ہوں۔ دانستن: جاننا۔ زیاد رفتہ: بھولا ہوا۔ رفتہ: گزرا ہوا، نکلا ہوا۔ تعبیرم آرزوست: مجھے تعبیر کی آرزو ہے۔ کو: کہاں۔ کدھر ہے۔ ربود: وہ لے گئی، اس نے لیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اپنے دن رات کی بس اتنی سدھ (خبر) ہے میرا خواب جی سے بسر گیا ہے اور مجھے تعبیر کا ارمان ہے میں جب اپنی زندگی پر غور کرتا ہوں تو یہ ایک ایسا خواب محسوس ہوتا ہے جس کا نقش تو ذہن سے محو ہو چکا ہے یعنی میں بھول گیا کہ کیا خواب

دیکھا تھا لیکن اب اس کی تعبیر کی آرزو ہے۔ کدھر ہے وہ چیت چور نظر جو پہلی بار میرا دل لے گئی تھی تیری عمر دراز ہو مجھے پھر اسی تیر کی تمنا ہے (اس شعر میں رنگ تغزل پایا جاتا ہے)۔

غزل نمبر ۱۶

دانہ سبحہ بہ زنار کشیدن آموز   گر نگاہ تو دوبین است ندیدن آموز
پا ز خلوت کدہ غنچہ برون زنہ چو شمیم   بانسیم سحر آمیز و وزیدن آموز

معانی ...... : دانہ سبحہ: تسبیح کا دانہ۔ زنار: جنیو۔ کشیدن: یہاں مراد ہے پرونا۔ آموز: تو سیکھ۔ دوبین: ایک کو دو دیکھنے والی، بھینگی، احول، ندیدن آموز بہت دلکش ترکیب ہے اس کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ "نہ دیکھنا سیکھ" یعنی آنکھ بند کر لے لیکن مرادی معنی یہ ہیں کہ دیر و حرم کو دو نہ دیکھنا سیکھ یعنی ان دونوں کو ایک سمجھ۔ آمیز: تو مل، گھل مل جا، میل پیدا کر۔ وزیدن: ہوا کا سنکنا، چلنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : زنار میں تسبیح کا دانہ پرونا سیکھ (اگر تو عاشق صادق ہے تو دیر و حرم میں امتیاز کرنا چھوڑ دے یعنی تسبیح کے دانوں کو زنار میں پرو دے۔ اگر تیری نظر ایک کو دو دیکھنے والی ہے تو نہ دیکھنا سیکھ کلی کی بند کوٹھری سے خوشبو کی طرح قدم باہر نکال صبح کی ہوا کے ساتھ مل کر (ہر سو) پھیلنا سیکھ۔ یعنی اے مسلمان! تو اپنے حجرے سے باہر نکل اور اسلام کے پیغام سے دنیا کو منور کر دے۔

آفریدند اگر شبنم بے مایہ ترا   خیز و بر داغ دل لالہ چکیدن آموز
اگرت خار گل تازہ رسے ساختہ اند   پاس ناموس چمن دار و خلیدن آموز

معانی ...... : آفریدند: انہوں نے بنایا، یعنی خدا نے خلق کیا۔ شبنم بے مایہ: ناچیز شبنم۔ ترا: تجھے۔ خیز: اٹھ۔ چکیدن: ٹپکنا۔ اگرت: اگر تجھے۔ خار گل تازہ رسے: تازہ تازہ پھول کا کانٹا۔ ساختہ اند: انہوں نے بنایا ہے۔ پاس ناموس چمن دار: چمن کی آبرو کا پاس رکھ، باغ کے ناموس کی حفاظت کر۔ خلیدن: چبھنا، کھٹکنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تجھے ناچیز شبنم بنایا گیا ہے تو اٹھ اور گل لالہ کے داغ دل پر ٹپکنا سیکھ۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں غریب سے غریب آدمی بھی اپنی بساط کے مطابق دوسروں کی خدمت کر سکتا ہے یہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ ع طریقت بجز خدمت خلق نیست۔ اگر تجھے تازہ کھلے ہوئے گلاب کا کانٹا بنایا گیا ہے تو چمن کی آبرو کی پاسبانی کر اور کھٹکنا (چبھنا) سیکھ۔ (اگر فطرت نے تجھے گل کے بجائے خار بنایا ہے تو تجھے لازم ہے کہ رنج و ملال کو اپنے دل میں جگہ نہ دے بلکہ اپنی حد میں رہ کر چمن کے قانون کی پابندی کر یعنی گل (پھل) کی حفاظت کر۔

باغباں گزر خیابان تو برکند ترا   صفت سبزہ دگر بارہ دمیدن آموز
تاتو سو زندہ تر و تلخ تر آئی بیروں   عزلت خم کدہ گیر و رسیدن آموز

معانی ...... : خیابان تو: تیری پھلواڑی، کیاری۔ برکند: اس نے اکھاڑا۔ صفت سبزہ: سبزے کی طرح۔ دمیدن: اگنا، پھوٹنا، مٹی سے سر نکالنا۔ تا: تا کہ۔ سوزندہ تر: خوب آگ لگانے والا، سخت جلانے والا۔ آئی: تو آئے۔ عزلت خمکدہ گیر: شراب خانے کا گوشہ پکڑ۔ خم: مٹی کا مٹکا جس میں شراب بھر کے کچھ مدت کیلئے چھوڑ دی جاتی ہے تا کہ پرانی ہو کر زیادہ نشہ آور بن جائے، وہ گھڑا جس میں شراب بنائی جاتی ہے، شراب کا مٹکا، رسیدن: پکنا، پختہ ہونا، کامل ہونا، کمال کو پہنچنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر باغبان نے تجھے تیری کیاری سے اکھاڑ دیا ہے تو سبزے کی طرح دوبارہ اگنا سیکھ تا کہ تو خوب تلخ تر

اورزیادہ کیف آور بن کے باہر آئے کسی میخانے کا کونا پکڑ لے اور پختہ ہونا سیکھ۔ (اے انسان تو کسی مرشد کامل کی صحبت (خانقاہ) میں رہ کر اپنے اندر پختگی پیدا کر لے کہتے ہیں کہ شراب وہی قیمتی ہوتی ہے جو مدتوں مٹکے میں پڑی رہے اور پختہ ہوتی رہے۔ سیرت میں پختگی عزلت یعنی صحبت مرشد سے پیدا ہوتی ہے۔

تا کجا درتہ بال دگراں می باشی ۔۔۔ در ہوائے چمن آزادہ پریدن آموز
در بتخانہ زدم، مغ بچگانم گفتند ۔۔۔ آتشے در حرم افروز و تپیدن آموز

معانی ...... : تا کجا: کہاں تک۔ درتہ بال دگراں: دوسروں کے پر تلے۔ می باشی: تو رہے گا۔ بودن: رہنا۔ آزادہ: آزاد، آزادی سے۔ پریدن: اڑنا۔ در بتخانہ زدم: میں نے بتخانے کا در کھٹکھٹایا۔ مغبچگانم گفتند: مغبچے مجھ سے بولے۔ مغ بچگاں: مغبچہ کی جمع، آتش پرست لڑکے، بت پرست۔ افروز: تو روشن کر۔ تپیدن: تڑپنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہاں تک دوسروں کے بال و پر کے نیچے (پناہ لئے) رہیگا۔ چمن کی فضائیں آزادی سے اڑنا سیکھ میں نے بت خانے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو مغبچوں نے مجھے کہا حرم میں آگ روشن کر اور تڑپنا سیکھ (پہلے شریعت کی پابندی کر پھر مرشد کی صحبت اختیار کر)۔

غزل نمبر ۱۷

ز خاک خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست ۔۔۔ تجلیٔ دگرے در خور تقاضا نیست
بملک جم نہ دہم مصرع نظیری را ۔۔۔ ''کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہ ما نیست''

معانی ...... : خاک خویش: اپنی خاک۔ طلب: طلب کر، مانگ۔ تجلی دگرے: کسی اور کی روشنی۔ در خور تقاضا: تقاضے کے لائق، مانگے جانے کے قابل۔ بملک جم: جمشید کی سلطنت کے بدلے۔ جم: مشہور ایرانی بادشاہ جمشید۔ ندھم: میں نہ دوں۔ مصرع نظیری را: نظیری کے مصرعے کو۔ نظیری: مغلیہ دور کا مشہور فارسی شاعر نظیری نیشاپوری جو اکبر اور جہانگیر کے زمانہ میں ہوا۔ فارسی غزل میں اسکا شمار صف اول میں ہوتا ہے۔ اقبال نے یہاں نظیری کے جس مصرع کا حوالہ دیا ہے اس کا مصرع اول یہ ہے: ع گریز داز صف ما ہر کہ مرد غوغا نیست۔ کشتہ نشد: مارا نہ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : آپ اپنی مٹی سے وہ آگ مانگ جو ظاہر نہیں ہے کسی اور کی روشنی مانگے جانے کے لائق نہیں ہے میں نظیری کا یہ مصرع جمشید کی سلطنت کے بدلے بھی نہ دوں ''وہ جو مارا نہ گیا (جس نے جان قربان نہیں کی) ہمارے قبیلے میں سے نہیں'' (جو شخص اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہے)۔

اگرچہ عقل فسوں پیشہ لشکرے انگیخت ۔۔۔ تو دل گرفتہ نہ باشی کہ عشق تنہا نیست
تو رہ شناس نہ، ای وز مقام بے خبری ۔۔۔ چہ نغمہ ایست کہ در بربط سلیمی نیست

معانی ...... : عقل فسوں پیشہ: فریبی عقل۔ لشکرے: بڑا لشکر۔ انگیخت: اس نے چڑھایا، کھڑا کر دیا، حرکت دی۔ دل گرفتہ: اداس، مایوس۔ نباشی: تم مت ہونا۔ رہ شناس: لے پہچاننے والا۔ نہ ای: تو نہیں ہے۔ ''راہ'' اور ''مقام'' موسیقی کی اصطلاحات ہیں۔ وز مقام: اور سر ہے۔ در بربط سلیمی: سلیمی کے بربط میں۔ سلیمی۔ عرب کی ایک روایتی محبوبہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ دھوکے باز عقل نے لشکر تیار کیا ہوا ہے (مگر) تم مایوس نہ ہونا کیونکہ عشق اکیلا نہیں ہے تو راہ کی پہچان رکھنے والا نہیں اور مقام سے بھی بے خبر ہے ورنہ وہ کون سا نغمہ ہے جو سلیمی کے بربط میں نہیں (وہ کون سی بات ہے جو اسلام میں نہیں)۔

(راہ اور مقام چونکہ موسیقی کی اصطلاحیں ہیں اس لئے نغمہ اور ربط سے مناسبت کی بناء پر اسے صنعت الہام سے تعبیر کرتے ہیں)۔

نظر بخویش چناں بستہ ام کہ جلوہ دوست　　جہاں گرفت و مرا فرصت تماشا نیست

بیا کہ غلغلہ در شہر دلبراں فگنیم　　جنون زندہ دلاں ہرزہ گرد صحرا نیست

معانی ...... نظر بخویش چناں بستہ ام: میں اپنی دید میں ایسا گم ہوں۔ گرفت: وہ چھا گیا۔ فرصت تماشا: دیکھنے کی فرصت۔ غلغلہ: ہنگامہ، ہاہو۔ فگنیم: ہم ڈالیں، برپا کریں۔ ہرزہ گرد صحرا: صحرا کا آوارہ گرد۔

ترجمہ و تشریح ...... میں اپنے آپ میں ایسا گم (محو) ہوں کہ دوست کا دلوہ سارے عالم پر چھا گیا اور مجھے آنکھ اٹھانے کی فرصت ہی نہیں (باطنی دنیا خارجی دنیا سے بہت زیادہ دلکش ہے) آ کہ دلبروں کے شہر میں ہنگامہ برپا کردیں زندہ دلوں کا جنوں صحرا میں آوارہ گرد پھرنا نہیں ہے (خدا کے عاشق رہبانیت اختیار نہیں کرتے بلکہ دنیا والوں کو اسلام کا پیغام سناتے ہیں)۔

زقید و صید نہنگاں حکایتے آور　　مگو کہ زورق ماروشناس دریا نیست

مرید ہمت آں رہروم کہ پا نگذاشت　　بہ جادہ کہ درو کوہ و دشت و دریا نیست

معانی ...... : زقید و صید نہنگاں: مگرمچھوں کے شکار کی۔ نہنگاں: نہنگ کی جمع، مگرمچھ۔ نہنگ کنایہ ہے نفس امارہ اور اس کی تحریکات سے۔ حکایتے: کوئی قصہ۔ آور: تو لا۔ مگو: تو مت کہہ۔ زورق ما: ہماری ناؤ۔ چھوٹی کشتی۔ روشناس دریا: سمندر سے واقف۔ مرید ہمت آں رہروم: میں اس مسافر کی ہمت کا مرید ہوں۔ پا نگذاشت: اس نے پاؤں نہیں رکھا، قدم نہیں دھرا۔ بہ جادہ: اس راستے پر۔ درو: اس میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : مگرمچھوں کے شکار اور انہیں قید کرنے کا احوال سنا یہ مت کہہ کہ میری کشتی سمندر کا رخ نہیں پہچانتی۔ قابل تحسین شخص وہ ہے جو نہنگوں کا مقابلہ کر سکے نہ کہ وہ جو ساحل دریا پر بیٹھا رہے۔ میں اس مسافر کی ہمت کا مرید ہوں جس نے قدم نہ رکھا اس راستے پر جس میں پہاڑ اور جنگل اور دریا نہیں (مشکلات نہیں)۔

شریک حلقہ رندان بادہ پیما باش　　حذر زبیعت پیرے کہ مرد غوغا نیست

برہنہ حرف نگفتن کمال گویائی است　　حدیث خلوتیاں جزبہ رمز و ایمانیست

معانی ...... : شریک حلقہ رندان بادہ پیما باش: مے نوش رندوں کے حلقے میں شامل ہو جا۔ بادہ پیمودن: شراب نوشی کرنا۔ حذر: ڈر، بھاگ، بچ۔ مرد غوغا کنایہ ہے اس مرشد کامل سے جو اپنے مریدوں کے اندر انقلاب برپا کرنے یا باطل سے برسرپیکار ہونے کا جذبہ پیدا کر سکے۔ حدیث خلوتیاں: گوشہ نشیں عارفوں کی گفتگو، محبوب حقیقی کی بارگاہ خاص تک رسائی رکھنے والوں کا قول۔ خلوتیاں: خلوتی کی جمع، گوشہ نشیں، خلق سے لاتعلق اور حق سے جڑے ہوئے، محبوب کی خلوت تک رسائی رکھنے والا، عرفا کی گفتگو، عارف کامل۔

ترجمہ و تشریح ...... : مے نوش رندوں کے حلقے میں شریک ہو جا (جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے) اس پیر کی بیعت سے بھاگ جو میدان کا دھنی نہیں۔ بات کو کھول کے نہ کہنا گویائی کا کمال ہے۔ اہل خلوت صرف رمز اور اشارے سے اپنا مطلب بیان کر جاتے ہیں۔ (شاعر اپنے مافی الضمیر (خیالات) کو صاف لفظوں میں بیان نہ کرے بلکہ اپنی عبارت میں ابہام کا رنگ پیدا کرے تاکہ پڑھنے والا غور و فکر پر مجبور ہو جائے۔ اقبال کی شاعری تمام رمزیہ اور ایمائی ہے اور اسی انداز بیان میں ان کے کلام کا سارا لطف مظہر ہے۔

غزل نمبر ۱۸

موج را از سینہ دریا گسستن می تواں　　بحر بے پایاں بجوے خویش بستن می تواں

از نوائے می تواں ایک شہر دل درخوں نشاند — یک چمن گل از نسیمے سینہ خستن می تواں

معانی ...... موج: عرفا کی اصطلاح میں آبجو یا موج کنایہ ہے انائے مقید یا انسانی خودی سے اور دریا، بحر کنایہ ہے انائے مطلق یا خدا سے۔ گسستن می تواں: توڑا جاسکتا ہے، جدا کرنا ممکن ہے۔ بحر بے پایاں: اتھاہ سمندر۔ بجوے خویش: اپنی ندی میں۔ بستن ہی تواں: سمویا جاسکتا ہے۔ می تواں یک شہر دل درخوں نشاند: دل کا ایک شہر خون میں غرق کیا جاسکتا ہے۔ سینہ خستن می تواں: سینہ زخمی کیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : موج کو دریا کی چھاتی سے الگ کیا جاسکتا ہے۔ موج (خودی) کو بحر (خدا) سے جدا کر سکتے ہیں۔ اتھاہ سمندر اپنی ندی میں سمویا جاسکتا ہے ایک نغمے سے دل کا ایک شہر لہو میں غرق کیا جاسکتا ہے۔ نسیم کے ایک جھونکے سے چمن بھر پھولوں کا سینہ زخمی کیا جاسکتا ہے۔

می تواں جبریل را کنجشک دست آموز کرد — شہپرش باموے آتش دیدہ بستن می تواں

اے سکندر سلطنت نازک تراز جام جم است — یک جہاں آئینہ از سنگے شکستن می تواں

معانی ...... : می تواں جبریل را کنجشک دست آموز کرد: جبریل کو پلی ہوئی چڑیا بنا سکتے ہیں۔ می تواں کرد: کر سکتے ہیں، بنایا جاسکتا ہے۔ شہپرش: اس کا شہپر۔ شہپر: عظیم پر۔ باموے آتش دیدہ: جلے ہوئے بال کے ساتھ۔ بستن می تواں: باندھا جاسکتا ہے۔ سکندر: سکندر مقدونی، یہاں مراد ہے کوئی بھی بڑا بادشاہ۔

ترجمہ و تشریح ......: جبریل کو سدھائی ہوئی چڑیا (ایسا) بنا سکتے ہیں (اگر عشق حقیقی اختیار کرلے تو وہ جبرئیل جیسی طاقتور کو اپنا مطیع بنا سکتا ہے) اس کے شہپر جلے ہوئے بال سے باندھے جاسکتے ہیں۔ اے سکندر! بادشاہی جمشید کے پیالے سے بھی زیادہ نازک ہے آئینوں کا ایک جہان ایک پتھر سے چور ہوسکتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ سلطنت کرنے کیلئے بہت دانائی اور عاقبت بینی کی ضرورت ہے کیونکہ بادشاہ کے غیر دانشمندانہ فعل سے بہت سے آئینے ٹوٹ سکتے ہیں یعنی بہت سے انسان تباہ ہوسکتے ہیں)۔

گر بخود محکم شوی سیل بلا انگیز چسیت — مثل گوہر در دل دریا نشستن می تواں

من فقیر بے نیازم مشیر بم این است و بس — مومیائی خواستن نتواں، شکستن می تواں

معانی ...... : مومیائی: جوڑنا، مومیا ایک سیاہ رنگ کی دوا جولاش کو حنوط کرنے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ی جوڑنے کے کام آتی ہے۔ خواستن نتواں: نہیں مانگ سکتا، آرزو نہیں کی جاسکتی، ہاتھ نہ پھیلانا۔ شکستن می تواں: ٹوٹ سکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو اپنے آپ میں اٹل ہو جائے (خودی کو مستحکم کرلے) تو بڑے سے بڑا اسیلاب بھی کوئی چیز نہیں ہے (دنیا کی کوئی مصیبت تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ موتی کی طرح سمندر کے دل میں قرار (سکون) سے بیٹھا جاسکتا ہے۔ (موتی صدف میں محفوظ رہتا ہے اگرچہ سمندر میں ہر وقت تلاطم برپا رہتا ہے)۔ میں بے نیاز (نوا) فقیر ہوں میرا طریق یہ ہے اور بس ٹوٹ سکتے ہیں (مرجانا قبول ہے) لیکن کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا گوارا نہیں ہے۔

غزل نمبر ۱۹

صد نالہ شبگیرے، صد صبح بلا خیزے — صد آہ شرر ریزے، یک شعر دلآویزے

در عشق و ہوسناکی دانی کہ تفاوت چسیت؟ — آں تیشہ فرہادے، ایں حیلہ پرویزے

معانی ...... : نالہ شبگیرے: رات کے پچھلے پہر کی آہ وفریاد، رونا۔ صبح بلا خیزے: آفت برپا کرنے والی صبح۔ آہ شرر ریزے:

چنگاریاں بکھیرنے والی، آہ۔ ہوسنا کی: ہوس سے بھرا ہونا، ہوس کا ابال، ہوس۔ دانی: تو جانتا ہے۔ تفاوت: فرق۔ حیلہ پرویزے: حیلہ، مکر، فریب، دھوکا۔ پرویز: فرہاد کا رقیب ایرانی بادشاہ جس نے دھوکے سے اس کی محبوبہ شیریں کو ہتھیا لیا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : پچھلے پہر کے سینکڑوں نالے، سینکڑوں بلاخیز صبحیں (آتی ہیں) چنگاریاں برساتی سینکڑوں آہیں اٹھتی ہیں، تب کہیں دل میں کھب جانے والا شعر وجود میں آتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ عشق اور ہوسنا کی میں کیا فرق ہے؟ وہ فرہاد کا تیشہ ہے اور یہ پرویز کا مکر (عشق حقیقی کے اندر ایثار اور قربانی ہے جبکہ عشق مجازی مکاری اور عیاری کا درس دیتا ہے)۔

با پردگیاں برگو کایں مشت غبار من ۔۔۔ گردیست نظر بازے، خاکسیت بلاخیزے
ہوشم برد اے مطرب، مستم کند اے ساقی ۔۔۔ گلبانگ دل آویزے از مرغ سحر خیزے

معانی ...... : باپردگیاں: پردہ نشینوں سے، فرشتوں سے۔ برگو: تو کہہ دے۔ ہوشم: میرے ہوش۔ برد: لے جاتا ہے۔ مطرب: گانے والا، گویا۔ مستم کند: مجھے مست کر دیتا ہے۔ گلبانگ دلاویزے: دل میں اتر جانے والی چہکار۔ مرغ سحر خیزے: بلبل۔

ترجمہ و تشریح ...... : پردے رہنے والوں (فرشتوں) سے برملا کہہ دو کہ یہ میری مٹھی بھر مٹی گرد ہے تاک جھانک کرتی خاک ہے مگر طوفان اٹھاتی (ہے) (فرشتوں سے افضل ہے) اے مطرب! میرے ہوش اڑا لیجاتی ہے اے ساقی! مجھے مست کر دیتی ہے کسی بلبل کی دل میں اتر جانے والی چہکار (عاشق کو مرغ سحر خیز کی نغمہ سرائی بیخود کر دیتی ہے)۔

از خاک سمر قندے ترسم کہ دگر خیزد ۔۔۔ آشوب ہلا کوے، ہنگامہ چنگیزے
مطرب غزلے بیتے از مرشد روم آور ۔۔۔ تا غوطہ زند جانم در آتش تبریزے

معانی ...... : خاک سمر قندے: سمر قندے کی خاک، سمر قند کی زمین۔ خاک۔ سمر قند: روسی ترکستان کا ایک مشہور شہر جو کبھی منگولوں کی سلطنت میں شامل تھا۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔ دگر: پھر، دوبارہ۔ خیزد: اٹھے، برپا ہوگا۔ بیتے: کوئی شعر۔ مرشد روم: روم کے مرشد، پیر رومی مراد ہیں مولانا جلال الدین بلخی رومی۔ آور: سنا، چھیڑ۔ غوطہ زند: وہ غوطہ لگانے۔ آتش تبریزے: تبریز کی آگ۔ تبریز: آذربائیجان کا ایک شہر، شمس تبریزی کا وطن جن کی طرف اس مصرع میں اشارہ ہے۔ یہاں کنایہ ہے اس درس محبت سے جو شمس تبریزی نے مولانا روم کو دیا تھا۔ جس کی بدولت وہ مرشد رومی یا مولائے روم بن گئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے امید ہے کہ سمر قند کی خاک سے پھر اٹھنے کو ہے کسی ہلاکو کا طوفان کسی چنگیز کا ہنگامہ (اقبال نے اپنی توقعات کا اظہار کیا ہے) اے مطرب! کوئی غزل کوئی شعر مرشد رومی کے ہاں سے (گا) تا کہ میری روح تبریز کی آگ میں غوطہ لگائے۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم ۔۔۔ تا غلام شمس تبریزی نشد

علامہ اقبال بھی مولانا روم کو اپنا مرشد تسلیم کرتے ہیں۔

غزل نمبر ۲۰

بازبہ سرمہ تاب دہ چشم کرشمہ زائے را ۔۔۔ ذوق جنوں دوچند کن شوق غزلسرائے را
نقش دگر طراز دہ، آدم پختہ تربیار ۔۔۔ لعبت خاک ساختن می نہ سزد خدائے را

معانی ...... : باز: پھر۔ تاب دہ: چمکا۔ چشم کرشمہ زائے والی آنکھ۔ کرشمہ: آنکھ کا اشارہ، جادو، کرامت۔ زا بمعنی زائندہ، پیدا کرنے والی۔ ذوق جنوں: دیوانگی کی لذت، مزا، شوق غزل سرائے: مستی میں گاتا ہوا شوق۔ طراز دہ: تو ترتیب دے، بنا۔ بیار: تو تخلیق کر، تو پیدا

کر، تو ظاہر کر۔ لعبت خاک: مٹی کا پتلا۔ کنایہ ہے ضعیف انسان سے۔ ساختن: بنانا۔ می نہ سزد: سزاوار نہیں ہے، زیب نہیں دیتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : جادو جگانے والی آنکھ کو پھر سرے سے تیز کر لہکتے گاتے شوق میں دیوانگی کی لذت دوبالا کر دے۔ کوئی اور نقش ابھار ایک خوب محکم آدم پیدا کر (لا) نری مٹی کی مورت (ضعیف انسان) بنانا خدا کو زیب نہیں دیتا۔ (اقبال نے شوخی اور طنز کے پردہ میں ہمیں استحکام خودی کا پیغام دیا ہے تاکہ ہم ابلیس کا مقابلہ کر سکیں)۔

قصہ دل نگفتنی است، درد جگر نہفتنی است — خلوتیاں ! کجا برم لذت ہائے ہائے را
آہ درون تاب کو، اشک جگر گداز کو — شیشہ بسنگ می زنم عقل گرہ کشاے را

معانی ...... : نگفتنی: بیان کرنے کا نہیں۔ نہفتنی: چھپانے کے لائق۔ خلوتیاں: اے گوشہ نشینو، محبوب کی خلوت تک پہنچنے والو، خلوتی کی جمع۔ برم: لے جاؤں۔ آہ درون تاب: باطن کو چمکانے والی آہ، دل کو حرارت پہنچانے والی آہ۔ کو: کہاں۔ ساز: بناؤ، وصال کی کیفیت۔ سوز: جی کی جلن، فراق کی کیفیت۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کا قصہ کہنے کا نہیں ہے جگر کی چوٹ دکھانے کی نہیں ہے اے خلوت نشینو! میں ہائے ہائے کی لذت کو کدھر لے جاؤں (یہ مجھے نالہ و فریاد پر مجبور کرتی ہے) چھاتی گرمانے، دل چمکانے والی آہ کہاں ہے؟ جگر موم کرنے والا آنسو کہاں ہے؟ میں گتھیاں کھولنے والی عقل کا شیشہ پتھر پر مارتا ہوں (چور چور کرتا ہوں)۔ (اب خدارا مجھے بتاؤ کہ خانقاہ مرشد کا راستہ کدھر ہے تاکہ میں وہاں جا کر عشق کی لذت سے بہرہ اندوز ہو سکوں)۔

بزم بہ باغ و راغ کش، زخمہ بہ تار چنگ زن — بادہ بخور، غزل سراے، بند کشا قباے را
صبح دمید و کارواں کرد نماز و رخت بست — تو نشنیدہ ای مگر زمزمہ دراے را

معانی ...... : بزم بہ باغ و راغ کش: باغ اور سبزہ زار میں محفل سجا۔ زخمہ: مضراب، چوب، ساز بجانے کی چھڑی۔ زن: تو مار، لگا۔ بخور: تو پی۔ سراے: تو گا۔ کشا: تو کھول۔ بند قبا کشادن کنایہ ہے اختلاط باہمی سے ان حرکات سے جو محبت پر دلالت کریں۔ دمید: طلوع ہوئی، پھوٹی۔ کرد نماز: اس نے نماز ادا کی۔ رخت: سامان، اسباب۔ بست: اس نے باندھا۔ تو نشنیدہ: تو نے نہیں سنا ہے۔ زمزمہ درائے: گھنٹی کی آواز۔ زمزمہ: مترنم آواز، دور سے آتی ہوئی گانے کی آواز جس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔ درا: جرس، گھنٹا، گھنٹی۔ را: کو۔

ترجمہ و تشریح ...... : باغ اور سبزہ زار میں محفل گرم کر، ستار پر مضراب لگا، شراب پی، غزل چھیڑ، قبا کے بند کھول دے (ممکن ہے یہ وقت پھر نہ ملے)۔ پو پھٹی اور قافلے نے نماز ادا کی اور سامان باندھا تو نے شاید گھنٹی کی آواز نہیں سنی۔ (اس شعر میں اقبال نے غفلت کی زندگی ترک کرنے اور سرگرم عمل ہونے کی تلقین کی ہے)۔

ناز شہاں نمی کشم، زخم کرم نمی خورم — درنگر اے ہوس فریب ہمت ایں گدائے را

معانی ...... : ناز شہاں: بادشاہوں کے ناز، احسان۔ نمی کشم: نہیں برداشت کرتا ہوں، نہیں اٹھاتا ہوں۔ زخم کرم: کرم کا گھاؤ۔ نمی خورم: نہیں کھاتا ہوں۔ درنگر: تو دیکھ۔ ہوس فریب: ہوس کے فریب میں آیا ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں بادشاہوں کا احسان نہیں اٹھاتا۔ بخشش کا زخم نہیں کھاتا۔ اے ہوس کے پرچائے ہوئے (دنیا کے بندے) اس فقیر کی ہمت دیکھ۔ (عاشق صادق کبھی کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں جاتا اور کسی کا احسان نہیں اٹھاتا لیکن بوالہوس ساری عمر بادشاہوں کی غلامی میں زندگی بسر کر دیتا ہے)۔

غزل نمبر ۲۱

فریب کشمکش عقل دیدنی دارد — کہ میر قافلہ و ذوق رہزنی دارد
نشان راہ زعقل ہزار حیلہ مپرس — بیا کہ عشق کمالے زیک فنی دارد

معانی ...... : فریب کشمکش عقل: عقل کی کشاکش کا دھوکا۔ دیدنی دارد: دیکھنے کے قابل ہے۔ و: مگر۔ ذوق رہزنی: رہزنی کا چسکا، رہزنی کی طرف میل۔ دارد: وہ رکھتی ہے۔ عقل ہزار حیلہ: مکار عقل، ترکیبوں کی بنی عقل، طرح طرح کے کرتب رکھنے والی عقل۔ مپرس: تو مت پوچھ۔ بیا: تو آ۔ کمالے: بڑا کمال۔ یک فنی: اک فنا ہونا، ایک ہی فن میں طاق ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کی کشمکش کا فریب دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ سالار کارواں ہے مگر رہزنی کا چسکا رکھتی ہے۔ ایک طرف تو انسانی عقل رہنمائی کی مدعی ہے دوسری طرف یہی عقل انسان کو غلط راستہ پر لے جانا چاہتی ہے۔ زندگی کا مسئلہ سلجھانے کی بجائے اور الجھاتی ہے۔ عقل جو ہزار حیلوں کی مالک ہے سے راستے کا پتا مت پوچھ۔ عشق کی طرف آ جو یک فنی کی وجہ سے کمال رکھتا ہے (عشق ایک فن ہے یعنی صرف نشاندہی کا فن جانتا ہے)۔

فرنگ گرچہ سخن باستارہ میگوید — حذر کہ شیوہ او رنگ جوزنی دارد
زمرگ و زیست چہ پرسی دریں رباط کہن — کہ زیست کاہش جاں، مرگ جانکنی دارد

معانی ...... : فرنگ: یورپ، مغرب۔ میگوید: وہ کہہ رہا ہے۔ حذر: خبردار، بچ۔ شیوہ او: اس کا رنگ ڈھنگ۔ شیوہ: طریقہ، طور، کرشمہ۔ رنگ جوزنی: جادوگری کا رنگ۔ جوزن: جادوگر، عیار، ساحر، عمل تسخیر کرنے والا، عامل، گیہوں یا جو وغیرہ کے دانوں پر کچھ پڑھ کے تسخیر کی غرض سے کسی شخص کی طرف پھینکنے والا۔ ز: کا، کے بارے میں۔ چہ: کیا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ دریں رباط کہن: اس پرانی سرائے میں۔ کنایہ ہے دنیا سے۔ در: میں۔ کاہش جاں: جان کا گھلنا، گھٹنا۔ جانکنی: نزع، جان نکلنے کی اذیت ناک حالت، جان کو جسم سے کھینچ کر باہر نکالنا، انسان کیلئے اس سے بڑھ کر تکلیف دہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر چہ اہل فرنگ (مغرب) ستاروں سے باتیں کرتے ہیں (مگر) خبردار (ان سے بچ) کیونکہ ان کے انداز میں ساحری رنگ ہے۔ تو اس پرانی سرائے (دنیا) میں موت اور زندگی کا کیا پوچھتا ہے زندگی جان کا گھلنا ہے اور موت جان کا کھینچ کھینچ کر نکلنا ہے۔

سر مزار شہیداں یکے عناں درکش — کہ بے زبانی، ما حرف گفتنی دارد
دگر بدشت عرب خیمہ زن کہ بزم عجم — مے گزشتہ و جام شکستنی دارد

معانی ...... : یکے: ذرا تھوڑی دیر کیلئے۔ عناں درکش: (گھوڑے کی) باگ کھینچ، ٹھہر۔ دگر: پھر، دوبارہ۔ خیمہ زدن: خیمہ لگانا، پڑاؤ کرنا۔ مےِ گذشتہ: باسی شراب، جوٹھی شراب۔ مے کنایہ ہے مضامین یا معنی سے اور جام کنایہ ہے الفاظ یا صورت سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (اے شہسوار اپنے) شہیدوں کے مزار پر ایک پل کو باگ کھینچ کہ ہماری بے زبانی کچھ کہنے کو ہے (ایک بار) پھر عرب کے صحرا میں خیمہ لگا کہ عجم کی محفل میں شراب ہے سو جوٹھی اور پیالہ ہے سو اب ٹوٹا کہ تب۔

نہ شیخ شہر، نہ شاعر، نہ خرقہ پوش اقبال — فقیر راہ نشین است و دل غنی دارد

معانی ...... : شیخ شہر: شہر کا پیشوا۔ شیخ: بزرگ، سردار۔ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا، صوفی۔ فقیر راہ نشیں: راستے پر بیٹھا ہوا فقیر۔ و:

مگر۔غنی: مالدار، بے نیاز۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال نہ شہر کا پیشوا (عمائدشہر) ہے نہ شاعر نہ صوفی (شیخ طریقت) وہ راستے پر بیٹھا ہوا فقیر ہے مگر دل غنی رکھتا ہے (کسی سے کچھ طلب نہیں کرتا)۔نوٹ: اقبال نے ازراہ انکسار اپنے آپ کو ''فقیر راہ نشیں'' لکھا ہے حالانکہ وہ ایک درویش گوشہ نشین تھے۔

غزل نمبر۲۲

حسرت جلوہ آں ماہ تمامے دارم　　دست برسینہ، نظر برلب بامے دارم

حسن می گفت کہ شامے نہ پذیرد سحرم　　عشق می گفت تب و تاب دوامے دارم

معانی ...... : حسرت جلوهٔ آہ ماہ تمامے: اس پورے چاند کے دیدار کی حسرت۔دارم: میں رکھتا ہوں۔لب بامے: چھت کی منڈیر۔ می گفت: کہہ رہا تھا۔پذیرد: قبول کرتی ہے۔تب وتاب دوامے: دائمی لپک اور چمک، ہمیشہ رہنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس ماہ کامل کے دیدار کی حسرت رکھتا ہوں ہاتھ سینے پر نظر چھت کی منڈیر پر رہتی ہے (انتظار میں ہوں) حسن کہتا تھا کہ میری سحر شام قبول نہیں کرتی (میں لازوال ہوں) عشق کہتا تھا میری تب وتاب لازوال (دائمی) ہے۔

نہ بامروز اسیرم، نہ بہ فردا، نہ بہ دوش　　نہ نشیبے، نہ فرازے، نہ مقامے دارم

بادۂ رازم و پیمانہ گسارے جویم　　در خرابات مغاں گردش جامے دارم

معانی ...... : بامروز: آج میں۔اسیرم: اسیر ہوں۔فردا: آنے والا کل۔دوش: گزرا ہوا کل۔نشیبے: نیچائی۔فرازے: فراز: بلندی، اونچائی۔مقام: کوئی ٹھکانا، پڑاؤ۔بادۂ رازم: میں حقیقت کی شراب ہوں۔کنایہ ہے عرفان الٰہی سے۔پیمانہ گسارے: (بھرا ہوا) پیالہ پی جانے والا۔قدح: خالی کر دینے والا کوئی شخص۔جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔خرابات مغاں: آتش پرستوں کا شراب خانہ، اہل دل کا میکدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہ آج کا اسیر ہوں نہ کل کا نہ میں نشیب وفراز رکھتا ہوں، نہ کوئی منزل۔میں غیب (راز) کی شراب ہوں اور ہم پیالہ ڈھونڈتا ہوں۔میں مستوں کے حلقے میں پیالے کو گردش میں رکھتا ہوں (تاکہ کوئی ساقی مل جائے)۔

بے نیازانہ ز شوریدہ نوایم مگور　　مرغ لاہو تم واز دوست پیامے دارم

پردہ برگیرم و در پردہ سخن میگویم　　تیغ خونریزم و خود رابہ نیامے دارم

معانی ...... : بے نیازانہ: بے نیازی سے، بے پروائی سے۔شوریدہ نوایم: میری بکھری ہوئی آواز۔مگذر: تو مت گذر۔مرغ لاہوتم: عالم لاہوت کا پرندہ ہوں۔لاہوت: ذات الٰہیہ کا عالم۔پردہ برگیرم: میں پردہ اٹھاتا ہوں، میں چھپے ہوئے کو ظاہر کرتا ہوں۔و: لیکن۔سخن میگویم: بات کہتا ہوں۔تیغ خونریزم: خون بہانے والی تلوار ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری مجذوب کی پکار ان سنی کر کے مت گذر۔میں لاہوت کا پرندہ ہوں اور دوست کا پیغام لایا ہوں۔میں ان دیکھے کو دکھا دیتا ہوں مگر کلام چھپا کے کرتا ہوں میں خون بہانے والی تلوار ہوں لیکن خود کو نیام میں رکھتا ہوں۔(اگرچہ میں رموز قلندری فاش کر رہا ہوں لیکن میرا انداز بیان رمزیہ ہے یعنی میں استعاروں میں گفتگو کرتا ہوں)۔

غزل نمبر ۲۳

بشاخ زندگی مائے زتشنہ لبی است — تلاش چشمہ حیواں دلیل کم طلبی است

حدیث دل بہ کہ گویم، چہ راہ برگیرم — کہ آہ بے اثر است و نگاہ بے ادبی است

معانی ...... : بشاخ زندگی ما: ہماری زندگی کی شاخ میں۔نمے: تری، طراوت، شادابی۔نم: تری، تراوٹ۔تشنہ لبی: پیاس۔تلاش چشمہ حیواں: آب حیات کے چشمے کی تلاش۔تلاش۔دلیل کم طلبی: طلب کی کمی کا ثبوت۔حدیث دل: دل کا قصہ۔بات، بیان، بکہ: کس سے۔گویم: میں کہوں۔گفتن: کہنا۔برگیرم: اختیار کروں، چنوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری زندگی کی شاخ میں طراوت پیاس سے ہے۔آب حیات کے چشمہ کی تلاش طلب کی خامی کی دلیل ہے۔عاشق صادق کی کامیابی کا راز فراق میں ہے۔آرزوئے وصال خامی یا نادانی کی دلیل ہے۔دل کی بات کس سے کہوں کون سی راہ نکالوں (کہاں جاؤں) کہ آہ بے اثر ہے اور نظر اٹھانا بے ادبی ہے۔

غزل بزمزمہ خواں پردہ پست تر گرداں — ہنوز نالہ مرغاں نو اے زیر لبی است

متاع قافلہ ماحجازیاں بردند — ولے زباں نکشائی کہ یار ما عربی است

معانی ...... : بزمزمہ: دھیمی لے میں۔خواں: تو پڑھ، گا۔پردہ: موسیقی کی اصطلاح ہے۔سر، لے۔پست: دھیما۔گرداں: تو کر۔ہنوز: ابھی، اب تک۔نالہ مرغاں: پرندوں کی فریاد: نوائے زیر لبی: ہونٹوں میں دبا ہوا نغمہ۔متاع قافلہ ما: کنایہ ہے ناموس ملت سے۔ہمارے قافلے کا مال و متاع۔متاع: پونجی، سامان، دولت۔حجازیاں: حجاز والے، عرب، انگریزوں کے ساتھ شریف مکہ کے گٹھ جوڑ کی طرف اشارہ ہے جس کے نتیجے میں امت مسلمہ کی وحدت کو سخت دھچکا لگا۔شریف مکہ اور اس کے رفقائے کار نے پہلی جنگ عظیم 1914-18ء میں ملت اسلامیہ سے غداری کر کے دشمنان اسلام کو عربی ممالک پر مسلط کر دیا۔بردند: وہ لے اڑے۔ولے: لیکن۔نکشائی: تم نہ کھولنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : غزل دھیمے دھیمے گنگنا، لے اور مدھم رکھ (تاکہ سر تیز ہو) کیونکہ ابھی پرندوں کا نالہ ہونٹوں میں دبا ہوا گیت ہے (دھیمی آواز میں ہے) حجازیوں (عربوں) نے ہمارے قافلے کا سامان لوٹ لیا ہے مگر زبان مت کھولنا کہ ہمارا محبوبؐ (بھی) عربی ہے۔

نہال ترک زبرق فرنگ بار آورد — ظہور مصطفویؐ را بہانہ بولہبی است

مسنج معنی من درعیار ہندو عجم — کہ اصل ایں گہراز گریہ ہائے نیم شبی است

معانی ...... : نہال ترک: ترکوں کا پودا۔بار آور: وہ درخت پھل لایا۔مسنج: تو مت تول۔معنی من: میرا مقصود کلام، میری شاعری کی حقیقت، میرے لفظوں کے معنی۔عیار ہندو عجم: ہند اور عجم کی ترازو، کسوٹی۔ عجم: غیر عرب ممالک خصوصاً ایران۔گریہ ہائے نیم شبی: آدھی راتوں کا رونا، گڑگڑانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ترکوں کا پودا فرنگ کی بجلی سے پھل لایا۔(مصطفیٰ کمال پاشا کی کامیابی کی طرف اشارہ ہے)۔جناب رسول پاکؐ کے ظہور کیلئے بولہبی (تو ایک) بہانہ ہے۔میرے کہے ہوئے بھید (اشعار) کو ہند اور ایران کی کسوٹی پر مت پرکھ۔اس گوہر کی اصل نیم شب کے آنسوؤں سے ہے۔

بیاکہ من زخم پیر روم آوردم — مے سخن کہ جواں تر زبادہ عنبی است

معانی ...... : بیا:تو آ،آجا۔زخم پیرروم:روم کے پیر کے خم سے۔خم:شراب کا مٹکا۔پیرروم:مولانا رومی۔آوردم:میں لایا ہوں۔بادہ عنبی:انگوری شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : آ کہ میں پیرروم کے مٹکے سے لایا ہوں(میرا کلام اور پیغام مرشد رومی کی تعلیمات سے ماخوذ ہے)سخن کی شراب جو انگوری شراب سے بڑھ کر تند ہے(میری شراب پیر روم کے میخانہ سے آئی ہے اس لئے اس میں انگوری شراب سے کہیں زیادہ مستی ہے)۔

غزل نمبر ۲۴

فرقے نہ نہد عاشق در کعبہ و بتخانہ   ایں جلوت جانانہ، آں خلوت جانانہ
شادم کہ مزار من درکوے حرم بستند   راہے زمژہ کاوم از کعبہ بہ بتخانہ

معانی ...... : فرقے:کوئی فرق۔نہ نہد:نہیں رکھتا۔جلوت جانانہ:محبوب کی رونمائی۔خلوت جانانہ:محبوب کی خلوت۔خلوت: تنہائی۔شادم:میں خوش ہوں۔بستند:انہوں نے بنایا۔مژہ:پلک۔کاوم:کھودوں گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : عاشق کعبے اور بت خانے میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔شاعر نے بت خانہ کو جلوت جانانہ اور کعبہ کو خلوت جانانہ سے تعبیر کیا ہے مطلب یہ کہ دونوں میں اس کا جلوہ ہے۔(کعبہ اور بت خانہ دونوں یکساں ہیں)۔یہ محبوب کی(ظہور) جلوت ہے وہ محبوب کی خلوت(تنہائی)۔میں خوش ہوں کہ میری قبر کوئے حرم میں بنائی گئی ہے کعبے سے بتخانے تک پلکوں سے ایک راستہ کھودلوں گا۔(میں چونکہ بتوں کا پرستار ہوں اس لئے پلکوں سے زمین کھود کر بت خانہ تک پہنچ جاؤں گا۔خوشی اس بات کی ہے کہ اب مجھے منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے جدو جہد کرنی پڑے گی۔

از بزم جہاں خوشتر، از حور و جناں خوشتر   یک ہمدم فرزانہ وزبادہ دو پیمانہ
ہرکس نگہے دارد، ہرکس سخنے دارد   در بزم توی خیزد افسانہ ز افسانہ

معانی ...... : بزم جہاں:دنیا کی انجمن(محفل)۔خوشتر:مقابلتہ زیادہ اچھا۔جناں:جنت۔ہمدم فرزانہ:عقل مند ساتھی۔نگہے: مخصوص نظر،ایک نظر۔دارد:وہ رکھتا ہے۔سخنے:ایک بات۔می خیزد:اٹھتا ہے،اٹھتا رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیاو مافیہا سے اچھی حور اور جنت سے بہتر ایک ہوشیار ساتھی اور شراب کے دو پیالے ہر شخص نگاہ رکھتا ہے اس لئے مجھے دیکھتا ہے ہر آدمی کے پاس اپنی ایک بات ہے(زبان رکھتا ہے)(اس لئے اپنی کیفیت بیان کرتا ہے)۔تیری محفل میں کہانی سے کہانی نکلتی چلی جاتی ہے(بات میں سے بات نکلتی رہتی ہے)۔

ایں کیست کہ بر دلہا آوردہ شبیخونے؟
صد شہر تمنا را یغمازدہ ترکانہ!
دردشت جنون من جبریل زبوں صیدے   یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

معانی ...... : کیست:کون ہے۔دلہا:دل کی جمع۔آوردہ شبیخونے:اس نے چڑھائی کی ہے۔یغمازدہ:اس نے تاراج کردیا ہے۔ یغما:لوٹ مار،غارت،زدہ۔زدہ است:کیا ہے۔ترکانہ:ترکوں کی طرح۔ترکاں:ترک کی جمع جن کی شجاعت اور حسن و جمال فارسی شاعری کا مستقل موضوع رہا ہے۔دردشت جنون من:میری دیوانگی کے صحرا میں۔زبوں:بے چارہ،عاجز،گراپڑا۔صیدے:ایک شکار۔

صید: شکار۔ یزداں: خدا۔ بہ کمند آور: تو پھندے میں کس دے، تو شکار کر اپنے آپ کو صفات ایزدی کے رنگ میں رنگین کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ کون ہے جس نے دلوں پر شبخون مارا ہے تمنا کے سینکڑوں شہر ترکوں کی طرح تاراج کر دیئے ہیں میری دیوانگی کے صحرا میں جبریل ایک گرا پڑا شکار ہے اے ہمت مردانہ یزداں پر کمند ڈال (محبت میں اللہ تعالیٰ کو لا)۔ (اپنے اندر خدائی صفات کا رنگ پیدا کرے اور یہ رنگ عشق رسول کی بدولت پیدا ہو سکتا ہے)۔

اقبال بہ منبر زد رازے کہ نہ باید گفت ناپختہ بروں آمد از خلوت میخانہ

معانی ...... : نباید گفت: نہیں کہنا چاہئے۔ ناپختہ: ناتجربہ کار، خام، کچا، بروں: باہر۔ آمد: وہ آیا۔ خلوت میخانہ: میخانے کا گوشہ تنہائی۔ خلوت: تنہائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال نے منبر پر چڑھ کے وہ راز کہہ دیا جو کہنے کا نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خلوت میخانہ سے ناپختہ ہی باہر آ گیا ہے۔ (افشائے راز دلیل خامی ہے)۔

غزل نمبر ۲۵

بے توازا خواب عدم دیدہ کشودن نتواں بے تو بودن نتواں، باتو نبودن نتواں
در جہان است دل ما کہ جہاں در دل ماست لب فرو بند کہ ایں عقدہ کشودن نتواں

معانی ...... : بےتو: تجھ بن، تیرے بغیر۔ بے: بغیر، تو: تیرے۔ خواب عدم: عدم کی نیند۔ خواب: نیند۔ عدم: نیستی، وجود کی ضد، جس میں وجود نہ پایا جائے۔ دیدہ: آنکھ۔ کشودن نتواں: کھولنا ممکن نہیں، نہیں کھولی جا سکتی، نہیں کھل سکتی۔ کشودن: کھولنا، کھلنا۔ نہ: نہیں۔ تواں: سکنا۔ توانستن: سکنا، ممکن ہونا۔ بودن نتواں: ہونا ممکن نہیں، ہستی ناممکن ہے۔ بودن: ہونا، موجود ہونا۔ باتو: تیرے ساتھ ساتھ۔ نہ بودن نتواں: نہ ہونا ناممکن ہے۔ لب فرو بند: زبان بند کر لے، ہونٹ ہی لے۔ عقدہ: گتھی، مشکل۔

ترجمہ و تشریح ...... : تجھ بغیر عدم کی نیند سے آنکھ نہیں کھل سکتی تیرے بغیر ہماری مستی محال ہے اور تیرے ساتھ ہماری نیستی ناممکن ہے۔ ہمارا دل کائنات میں ہے یا کائنات ہمارے دل میں ہے ہونٹ سی لے (خاموشی بہتر ہے) کیونکہ یہ گتھی نہیں سلجھ سکتی (یہ عقدہ حل نہیں کیا جا سکتا)۔

دل یاراں ز نواہائے پریشانم سوخت من ازاں نغمہ تپیدم کہ سرودن نتواں
اے صبا از تنک افشانی شبنم چہ شود تب و تاب از جگر لالہ ربودن نتواں

معانی ...... : ز نواہائے پریشانم: میرے پریشان بکھرے ہوئے نغموں سے۔ سوخت: وہ جلا۔ ازاں نغمہ: اس نغمے سے۔ تپیدم: میں تڑپا۔ سرودن نتواں: گایا نہیں جا سکتا۔ از تنک افشانی شبنم: شبنم کے کم کم چھڑکاؤ سے، ذرا سی اوس چھڑکنے سے۔ چہ: کیا۔ شود: ہوگا، ہوتا ہے۔ تب و تاب: تپک اور لپک۔ ربودن نتواں: چھینا نہیں سکتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری بکھری بکھری نواؤں سے یاروں کا دل جل گیا (کیونکہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ان کی فہم سے بالاتر ہے)۔ مجھے اس نغمے نے تڑپایا جو گایا نہیں جا سکتا (سنا جا سکتا ہے)۔ (مسئلہ وحدت الوجود کو سمجھ تو سکتے ہیں لیکن لفظوں میں بیان نہیں کر سکتے)۔ اے صبا شبنم کے بوند بوند چھڑکاؤ سے کیا ہوگا گل لالہ کے جگر کی تب و تاب کو زائل نہیں کیا جا سکتا۔ (دنیا کی کوئی طاقت عشق کی آگ کو سرد نہیں کر سکتی)۔

دل بحق بند و کشادے زسلاطیں مطلب   کہ جبیں بر در ایں بتکدہ سودن نتواں

معانی ......: بحق: خدا سے۔ بند: تو باندھ، جوڑ۔ کشادے: مشکل کا حل، مصیبت سے چھٹکارا، فراغت۔ مطلب: تو مت طلب کر۔ کہ: تا کہ۔ بر در ایں بتکدہ: اس بتخانے کی چوکھٹ پر۔ سودن نتواں: نہیں رگڑی جا سکتی، نہ گھسی جا سکے۔

ترجمہ و تشریح ......: اے مسلمان! تو دل اللہ سے لگا (جوڑ) اور بادشاہوں سے مراد مت مانگ تا کہ اس بتخانے کی چوکھٹ پر ماتھا رگڑنے کی نوبت نہ آسکے۔ (جو شخص اللہ کو چھوڑ کر سلاطین کے دروازے پر جاتا ہے وہ بت پرست ہو جاتا ہے اور مسلمان بتوں کو سجدہ نہیں کر سکتا)۔

غزل نمبر ۲۶

ایں گنبد مینائی، ایں پستی و بالائی   درشد بدل عاشق، با ایں ہمہ پہنائی
اسرار ازل جوئی؟ برخود نظرے واکن   یکتائی و بسیاری، پنہانی و پیدائی

معانی ......: گنبد مینائی: مراد آسمان۔ درشد: وہ سما گئی۔ بہ دل عاشق: عاشق کے دل میں۔ با: ساتھ، سمیت۔ پہنائی: پھیلاؤ، وسعت۔ اسرار ازل: ازل کے بھید، قدیم حقائق۔ اسرار: سر کی جمع، راز، بھید۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ یکتائی: تو یکتا ہے۔ یکتا: واحد، یگانہ۔ بسیاری: تو کثیر ہے۔ پہنائی: تو پوشیدہ ہے۔ پیدائی: تو ظاہر ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: یہ گنبد مینائی (آسمان) یہ (زمین کی) پستی اور بلندی، سب اپنی وسعت کے باوجود عاشق کے دل میں سما جاتے ہیں۔ تو ازل کے راز جاننا چاہتا ہے تو اپنے آپ پر آنکھیں کھول (نظر ڈال) ایک بھی تو ہے، ہزار بھی تو، چھپا ہوا بھی تو ہے، ظاہر بھی تو۔ یعنی صفات حق خود تیرے اندر جلوہ گر ہیں۔

اے جان گرفتارم دیدی کہ محبت چیست؟   در سینہ نیا سائی از دیدہ بروں آئی
برخیز کہ فروردیں افروخت چراغ گل   برخیز و دمے بنشیں بالالہ صحرائی

معانی ......: جان گرفتارم: میری عشق کی ماری جان، محبت میں مبتلا میری جان، پکڑ میں آئی ہوئی میری جان۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ دیدن: دیکھنا۔ محبت: چاہت کی ایسی شدید کیفیت جو دل میں سما نہ سکے اور باہر چھلک پڑے۔ چیست: کیا ہے۔ نیاسائی: تو نہیں ٹکتی۔ برخیز: تو اٹھ کھڑا ہو۔ فروردیں: مراد بہار کا مہینہ۔ افروخت: اس نے روشن کیا۔ دمے: ایک پل کیلئے۔ بنشیں: تو بیٹھ جا۔ بالالہ صحرائی: صحرا کے گل لالہ کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ......: اے میری جان گرفتار تو نے دیکھ لیا کہ محبت کیا ہے؟ اب تو سینے میں نہیں سماتی، آنکھوں کے راستے باہر آ رہی ہے۔ (آنکھوں سے نکل نکل آتی ہے)۔ اٹھ کہ بہار نے پھولوں کے چراغ روشن کر دیئے ہیں اٹھ اور لمحہ بھر کیلئے بن کے لالے کے ساتھ بیٹھ۔

عشق است و ہزار افسوں، حسن است و ہزار آئیں   نے من بہ شمار آیم، نے تو بہ شمار آئی
صد رہ بفلک برشد، صد رہ بہ زمیں درشد   خاقانی و فغفوری، جمشیدی، دارائی

معانی ......: افسوں: جادو، منتر، فریب۔ آئیں: ادا، شیوہ، سنگھار، انداز، صفت۔ نے: نہ۔ بہ: میں۔ شمار: گنتی۔ ایم: آتا ہوں۔ صد: سو، سینکڑوں۔ رہ: بار، مرتبہ۔ بفلک: آسمان تک، پر۔ برشد: بلند ہوئی، اوپر گئی۔ بہ: میں۔ درشد: وہ دھنس گئی۔ خاقانی: خاقان کی سلطنت۔ خاقان: چین کے قدیم بادشاہوں کا خاندانی لقب۔ فغفوری: فغفور کی حکومت۔ فغفور: چین کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔ جمشیدی: جمشید کی

بادشاہت۔ جمشید: ایران کا ایک قدیم بادشاہ۔ دارائی: دارا کا راج۔ دارا: قدیم ایران کا ایک مشہور بادشاہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق ہے اور ہزار چالیں، حسن ہے اور ہزار ادائیں نہ مجھے گنا جا سکتا ہے، نہ تیری گنتی ہو سکتی ہے سو بار آسمان تک پہنچی، سو بار زمین میں دھنسی، خاقانی اور فغفوری، جمشیدی اور دارائی (بادشاہت کا انجام فنا ہے)۔

ہم با خود و ہم با او ہجراں کہ وصال است ایں؟ — اے عقل چہ میگوئی، اے عشق چہ فرمائی

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے آپ میں بھی رہنا اور اس (اللہ تعالیٰ) میں بھی گم ہونا یہ جدائی ہے کہ ملن؟ اے عقل تو کیا کہتی ہے، اے عشق تو کیا فرماتا ہے؟

بہ یکے از صوفیہ نوشتہ شد

ہوس منزل لیلیٰ نہ تو داری و نہ من — جگر گرمی صحرا نہ تو داری و نہ من

من جواں ساقی و تو پیر کہن میکدہ — بزم ماتشنہ و صہبا نہ تو داری و نہ من

صوفیوں میں سے ایک شخص کی طرف لکھی گئی

معانی ...... : ہوس منزل لیلیٰ: لیلیٰ کی منزل کا ہوکا۔ بے حد خواہش۔ منزل، پڑاؤ: قیام گاہ۔ لیلیٰ: عرب کی ایک داستانی محبوبہ، مراد محبوب۔ داری: تو رکھتا ہے۔ جگر گرمی صحرا: صحرا کی گرمی کی تاب۔ ساقی: شراب بانٹنے والا۔ پیر کہن میدکہ: ایک پرانے شراب خانے کا مسند نشین۔ صہبا: سرخ شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : لیلیٰ کی منزل تک پہنچنے کی دھن نہ تجھے ہے نہ مجھے صحرا کی گرمی کی برداشت کرنے کی ہمت نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں (نہ تیرے اندر ہے نہ میرے اندر) میں نیا ساقی ہوں اور تو ایک پرانے میخانے کا مسند نشین ہماری محفل پیاسی (تشنہ ہدایت) ہے اور شراب (ہدایت) نہ تو رکھتا ہے نہ میں۔

دل و دیں درگرو زہرہ و شان عجمی! — آتش شوق سلیمی نہ تو داری و نہ من

خزفے بود کہ از ساحل دریا چیدیم — دانہ گوہر یکتا نہ تو داری و نہ من

معانی ...... : درگرو زہرہ و شان عجمی: عجم کے حسینوں کے رہن میں۔ در: میں۔ آتش شوق سلیمی: سلیمی کی چاہت کی آگ۔ سلیمی: عرب شاعری کی ایک روایتی محبوبہ۔ خزفے: ایک ٹھیکری، سنگریزہ، وہ ٹھیکرا۔ خزف: ٹھیکری۔ مراد ظاہری رسوم۔ بود: تھی۔ کہ: جو۔ از ساحل دریا: سمندر کے کنارے سے۔ چیدیم: ہم نے چنا۔ دانہ گوہر یکتا: سچے موتی کا دانہ۔ قیمتی، بے مثال۔ مراد اسلامی روح۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل اور دین عجمی حسینوں کے پاس رہن رکھا ہوا ہے (ہم سب عجمی افکار کے دلدادہ بن چکے ہیں) سلیمی کی چاہت کی آگ نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں۔ وہ تو ایک ٹھیکری تھی جو ہم ساحل سے چن لائے کوئی سچا موتی نہ تیرے پاس ہے اور نہ میرے پاس۔

دگر از یوسف گم گشتہ سخن نتواں گفت — تپش خون زلیخا نہ تو داری و نہ من

بہ کہ بانور چراغ تہ داماں سازیم — طاقت جلوہ سینا نہ تو داری و نہ من

معانی ...... : دگر: مزید، ہرگز، کوئی۔ از: کا، کی۔ یوسف گم گشتہ: کھویا ہوا یوسف۔ یوسف: حضرت یوسف علیہ السلام۔ سخن: بات۔ نتواں گفت: نہیں کہا جا سکتا۔ تپش خون زلیخا: زلیخا کے لہو کی گرمی۔ زلیخا: عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی تھیں۔

بہ: اچھا، اچھا ہے۔ بانور چراغ تہ داماں: دامن تلے کے چراغ کی روشنی کے ساتھ۔ سازیم: ہم موافقت کرلیں۔ دلیل منزل شوقم: میں شوق کی منزل کا راستہ دکھانے والا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : کھوئے گئے یوسف کی کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔ زلیخا کے خون کی تپش نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں، اچھا ہے کہ دامن تلے کے دیئے کی روشنی پر اکتفا کرلیں طور کے جھلک کی تاب نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں۔ (اس شعر میں زبردست طنز مخفی ہے)۔

غزل نمبر ۲۸

دلیل منزل شوقم بد امنم آویز شررز آتش نابم بخاک خویش آمیز
عروس لالہ بروں آمدازسراچہ ناز بیاکہ جان تو سوزم زحرف شوق انگیز

معانی ...... : دلیل: بمعنی رہنما۔ بدامنم آویز: تو میرا دامن پکڑ لے۔ مجھ سے رابطہ کرلے۔ آتش نابم: میری خالص کھری آگ۔ بخاک خویش: اپنی مٹی میں۔ آمیز: تو گوندھ لے، ملا لے۔ عروس لالہ: دلہن ایسا گل لالہ۔ سراچہ ناز: ناز و ادا کا حجرہ۔ سوزم: میں جلاؤں۔ زحرف شوق انگیز: شوق کو بھڑکانے والے کلام سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں منزل شوق کا راستہ دکھانے والا ہوں میرے دامن سے لگ جا۔ میری خالص آگ کی کوئی چنگاری اپنی مٹی میں گوندھ (ملا) لے۔ یعنی میرے کلام کا مطالعہ کرتا کہ عشقِ رسول کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ عروس لالہ ناز کے حجرے سے باہر آئی۔ (میں نے اپنے کلام میں اسرار و رموز فاش کردیئے ہیں)۔ آ کہ میں تیرے جی میں شوق بھڑکانے والے کلام سے آگ لگا دوں۔ (میرے کلام کا مطالعہ کرتو تیرے اندر عشق رسول کی آگ بھڑکنے لگے گی)۔

بہر زمانہ بہ اسلوب تازہ می گویند حکایت غم فرہاد و عشرت پرویز
اگرچہ زادہ ہندم، فروغ چشم من است زخاک پاک بخار او کابل و تبریز!

معانی ...... : بہر زمانہ: ہر زمانے میں۔ بہ اسلوب تازہ: نئے ڈھنگ سے۔ می گویند: کہتے ہیں۔ عشرت پرویز: پرویز کی رنگ رلیاں۔ پرویز: فرہاد کا رقیب۔ زادہ ہندم: میں ہندوستان کی پیدائش ہوں، میں ہندی بچہ ہوں۔ زادہ: جنم لیا ہوا۔ ہند: ہندوستان۔ فروغ چشم من: میری آنکھ کا نور۔ خاک پاک بخارا او کابل و تبریز: بخارا اور کابل اور تبریز کی پاک مٹی۔ بخارا: روسی ترکستان کا ایک مشہور شہر، امام بخاری اور خواہ بہاء الدین نقشبند، شیخ فریدالدین عطار کا وطن۔ کابل: افغانستان کا دارالحکومت، حضرت مجدد الف ثانی کا وطن۔ تبریز: ایران کا شہر، شمس تبریزی کا وطن۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہر زمانے میں ایک نئے ڈھنگ سے کہی جاتی ہے فرہاد کے غم اور پرویز کی رنگ رلیوں کی کہانی (فرہاد عشق صادق کا نمائندہ ہے اور پرویز عشق کاذب (ہوس) کا نمائندہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سچے اور جھوٹے عاشق ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں)۔ اگرچہ میں ہندوستان کی خاک سے ہوں (مگر) میری آنکھوں کا نور بخارا اور کابل اور تبریز کی پاک مٹی سے ہے (یعنی میرے افکار کا سرچشمہ ہندی (عجمی) نہیں ہے بلکہ اسلامی ہے۔

غزل نمبر ۲۹

در جہان دل ما دورقمر پیدا نیست انقلابیست ولے شام و سحر پیدا نیست

وائے آں قافلہ کز دونی ہمت میخو است — راہگزارے کہ دور ہیچ خطر پیدا نیست

معانی ...... : دورقمر: چاند کی گردش۔ پیدا: موجود، ظاہر۔ انقلابیست: ایک الٹ پلٹ ہے۔ وائے: افسوس۔ کز دونی ہمت: جو حوصلے کی پستی سے۔ میخواست: وہ چاہتا تھا، اس نے مانگی۔ رہگذارے: وہ راستہ، ایسی راہ۔ رہگذار: راستہ۔ درو: اس میں۔ در: میں۔ ہیچ: کوئی، ذرہ برابر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے دل کی دنیا میں چاند کی گردش نہیں پائی جاتی ایسا چاند نہیں جو گھٹتا بڑھتا ہو ایک الٹ پلٹ تو مچی رہتی ہے لیکن رات اور دن کا چکر دکھائی نہیں دیتا۔ دل کی دنیا زمان ومکان کی قیود سے بالاتر ہے۔ افسوس ہے اس قافلے پر جس نے ہمت کی پستی کے باعث ایسی راہ چاہی کہ جس میں کسی خطرہ کا سامنا نہ ہو۔

بگوراز عقل و دو آویز بموج یم عشق — کہ درآں جوے تنک مایہ گہر پیدا نیست

آنچہ مقصود تگ و تاز خیال من و تست — ہست در دیدہ و مانند نظر پیدا نیست

معانی ...... : بگذر: تو گذر جا، بھول جا۔ درآویز: تو تعلق پیدا کر، تو لٹک جا، تو جڑ جا۔ بموج یم عشق: عشق کے سمندر کی موج سے۔ جوے تنک مایہ: اتھلی ندی۔ آنچہ: وہ جو، جو بھی۔ مقصود تگ و تاز خیال من و تست: میرے اور تیرے تخیل کی بھاگ دوڑ کا مقصود ہے۔ و: اور۔ ہست: موجود ہے۔ و: مگر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل سے گزر جا اور عشق کے سمندر کی لہروں میں ہاتھ پاؤں مار، عقل کی مدد سے محبوب حقیقی کا دیدار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی کم گہری ندی میں موتی نہیں پایا جاتا جس کے لئے میرے اور تیرے خیال کی یہ ساری بھاگ دوڑ لگی ہوئی ہے وہ آنکھ میں ہے مگر نظر کی طرح دکھائی نہیں دیتا۔ (انسان خدا کی ہستی کو دل میں محسوس کرتا ہے لیکن آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا)۔

غزل نمبر ۳۰

گریہ ما بے اثر، نالہ ما نارسا ست — حاصل ایں سوز و ساز یک دل خونیں نواست

در طلبش دل تپید، دیر و حرم آفرید — ما بہ تمنائے او، او بہ تماشائے ماست

معانی ...... : گریہ ما: ہمارا رونا۔ نالہ ما: ہماری دہائی رونا۔ نارسا: نہ پہنچنے والا۔ حاصل ایں سوز و ساز: اس سوز و ساز کا حاصل۔ دل خونیں نوا: وہ دل جس کے نغمے سے لہو ٹپکتا ہو، وہ دل جو اپنے زخموں سے نغمہ سرا ہو۔ طلبش، اس کی طلب۔ تپید: تڑپا۔ دیر: بتخانہ۔ حرم: کعبہ۔ آفرید: اس نے بنایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا رونا بے اثر ہے ہماری فریاد نارسا ہے۔ اس جلنے کڑھنے کا پھل خون میں گندھی ہوئی پکار والا ایک دل ہے دل اس کی طلب میں تڑپا تو مندر اور کعبہ بنا لئے ہم اس کی تمنا میں کھوئے ہوئے ہیں وہ ہمارا تماشا (نظارہ) کر رہا ہے (جس طرح ہم اس سے ملنے کے آرزومند ہیں وہ بھی تو ہم سے ملنے کا مشتاق ہے)۔

پردگیاں بے حجاب، من بہ خودی درشدم — عشق غیورم نگر، میل تماشا کر است

مطرب مے خانہ دوش نکتہ دلکش سرود — بادہ چشیدن خطاست، بادہ کشیدن رواست

معانی ...... : پردگیاں: پردگی کی جمع، پردے میں پوشیدہ، پردہ نشیں۔ درشدم: میں داخل ہو گیا، چھپ گیا۔ عشق غیورم: میرا غیرت دار عشق۔ نگر: تو دیکھ۔ میل تماشا: دیدار کی خواہش۔ کرا: کسے، کس کو۔ مطرب میخانہ: شراب خانے میں گانے والا۔ دوش: گزری ہوئی

رات۔ نکتہ دلکش: دل کھینچنے والی باریک بات۔ نکتہ: لطیف اور باریک بات۔ سرود: اس نے گایا، الاپا۔ چشیدن: چکھنا۔ بادہ کشیدن: شراب بنا، شراب کوڈ گڈ گا کے پی جانا۔ روا: جائز۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ جو پردے میں تھے وہ بے حجاب ہیں اور میں اپنی خودی میں مستور ہو چکا ہوں۔ اے میرے آن والے عشق دیکھ! دیدار کی چاہ کسے ہے میخانے کے مطرب نے کل رات عجیب دل کھینچنے والی بات سنائی کہ شراب چکھنا حرام ہے، شراب کشید کرنا حلال (جائز) ہے۔

زندگی رہرواں در تگ و تاز است و بس　　　قافلہ موج راجادہ و منزل کجاست
شعلہ در گیرزد برخس و خاشاک من　　　مرشد رومی کہ گفت "منزل ما کبریا ست"

معانی ...... تگ و تاز: بھاگ دوڑ، دوڑ دھوپ۔ جادہ: راستہ۔ کجا: کہاں۔ شعلہ در گیر: بھڑکتا ہوا شعلہ۔ زد: اس نے مارا، پھینکا۔ برخس و خاشاک من: میرے گھاس پھونس پر۔ مرشد رومی: راستہ بتانے والے مولانا روم۔ مرشد: راستہ دکھانے والا، ہدایت کرنے والا۔ پیر رومی: مولانا روم۔ گفت: اس نے کہا۔ کبریا: اللہ تعالیٰ، بڑھائی، عظمت۔ منزل ما کبریاست کا ٹکڑا مولانا روم کے اس شعر سے لیا گیا ہے۔ ماز فلک برتریم وز ملک افزوں تریم۔ زیں دو چرانہ بگذریم منزل ما کبریاست۔

ترجمہ و تشریح ...... : مسافروں کی زندگی صرف لگاتار بھاگ دوڑ میں ہے اور بس جیسے لہروں کے قافلے کا نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی منزل ہے (کبھی قرار نصیب نہیں)۔ میرے خس و خاشاک پر ایک بھڑکتا ہوا شعلہ پھینکا مرشد رومی نے جو یہ کہا "ہماری منزل خدا ہے" (یعنی مرشد رومی نے میرے اندر عشق الٰہی کی آگ بھڑکا دی)۔

غزل نمبر ۳۱

سوز سخن زنالہ مستانہ دل است　　　ایں شمع را فروغ زپروانہ دل است
مشت گلیم و ذوق فغانے ندا شتیم　　　غوغائے ماز گردش پیمانہ دل است

معانی ...... : زنالہ مستانہ دل: دل کی مستانہ پکار کی وجہ سے۔ را: کا۔ فروغ: روشنی۔ مشت گلیم: ہم مٹھی بھر مٹی ہیں۔ ذوق فغانے: فریاد کی کوئی لذت۔ ندا شتیم: ہم نہیں رکھتے تھے۔ غوغاے ما: ہماری چیخ پکار، شور و غل۔ غوغا: گردش پیمانہ دل: دل کے پیمانے کا دور۔

ترجمہ و تشریح ...... : سخن میں یہ سوز، دل کی مستانہ پکار سے پیدا ہوتا ہے۔ اس شمع کا اجالا دل کے پروانے کے دم سے ہے ہم تو مٹھی بھر مٹی ہیں ہم نے جی کی پکار کا مزا کب چکھا تھا۔ ہماری ساری ہائے وہو دل کے پیالے کی گردش سے ہے۔

ایں تیرہ خاکداں کہ جہاں نام کردہ ای　　　فرسودہ پیکرے زصنم خانہ دل است
اندر صد نشستہ حکیم ستارہ بیں　　　در جستجوے سرحد ویرانہ دل است

معانی ......: تیرہ: تاریک، اندھیرا۔ خاکداں: دنیا۔ کہ: جسے۔ نام کردہ ای: تو نے نام دیا ہے۔ فرسودہ: پرانا، گھسا پٹا، بے مصرف۔ پیکرے: ایک مورت۔ بدن، بت۔ زصنم خانہ دل: دل کے بتخانے کا۔ رصد: رصدگاہ۔ نشستہ: بیٹھا ہوا۔ حکیم ستارہ بیں: ستاروں کا مشاہدہ کرنے والا سائنسدان، ماہر فلکیات۔ جستجوے سرحد ویرانہ دل: دل کے ویرانے کی حدود کی کھوج۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ تاریک خاکدان (دنیا) جسے تو نے جہان کا نام دیا ہے دل کے صنم خانے کی ایک گھسی پٹی مورت ہے (جس کو جہان سے تعبیر کرتے ہیں) رصد گاہ میں بیٹھا ستارہ شناس (جو کائنات کی وسعت کا اندازہ کرتا ہے) ابھی ویرانہ دل کی سرحد کی

تلاش میں ہے۔(جس طرح یہ کائنات غیر محدود ہے اسی طرح دل کی دنیا بھی غیر محدود ہے)۔

لاہوتیاں اسیر کمند نگاہ او صوفی ہلاک شیوہ ترکانہ دل است
محمود غزنوی کہ صنم خانہا شکست زناری بتان صنم خانہ دل است

معانی ......: لاہوتیاں: لاہوتی کی جمع، لاہوت والے۔ لاہوت: ذات باری تعالیٰ کا عالم۔ اسیر کمند نگاہ او: اس کی نگاہ کی کمند کے اسیر۔ اسیر: قیدی، کمند: پھندا۔ ہلاک شیوۂ ترکانہ دل: دل کی جان لیوا محبوبانہ ادا کا مارا ہوا۔ ہلاک: مقتول، مارا ہوا، عاشق۔ شیوہ: ادا، رنگ ڈھنگ۔ ترکانہ: ترکوں کی طرح جو روایتی فارسی شاعری میں حسن، خونخواری اور شجاعت کی علامت تھے۔ صنم خانہ ہا۔ صنم خانہ کی جمع، بتخانے۔ شکست: اس نے توڑے۔ شکستن: توڑنا، ڈھالنا۔ زناری بتان صنم خانہ دل: دل کے مندر کے بتوں کا پجاری۔ زناری: جنیئو، ڈالنے والا، بتوں کا پجاری۔ بتاں: بت کی جمع۔

ترجمہ و تشریح ......: لاہوت والے (فرشتے) اس کی نگاہ کی کمند میں جکڑے ہوئے ہیں (عشق میں یہ طاقت ہے کہ وہ عالم لاہوت کو بھی مسخر کر سکتا ہے) صوفی دل کی جان لیوا محبوبانہ اداؤں کا مارا ہوا ہے۔ محمود غزنوی جس نے کئی بتخانے توڑے وہ بھی دل کے مندر کے بتوں کا بندہ ہے۔

غافل ترے زمرد مسلماں نہ دیدہ ام دل درمیان سینہ و بیگانہ دل است

معانی ......: غافل ترے: کوئی (اس سے) بڑھ کر غافل۔ تر: زیادہ۔ ندیدہ ام: میں نے نہیں دیکھا۔ دیدن: دیکھنا۔ و: پھر بھی، مگر۔ بیگانہ دل: دل سے انجان۔ بیگانہ: انجان، بے پروا۔

ترجمہ و تشریح ......: میں نے کسی کو مسلمان سے زیادہ غافل نہیں دیکھا سینے میں دل (رکھتا ہے) مگر اس سے بے خبر ہے۔

غزل نمبر ۳۲

سطوت از کوہ ستانند و بکاہے بخشند کلہ جم بگدائے سر راہے بخشند
در رہ عشق فلاں ابن فلاں چیزے نیست ید بیضائے کلیمے بسیاہے بخشند

معانی ......: سطوت: شان و شوکت، ہیبت، دبدبہ۔ ستانند: وہ لے لیتے ہیں۔ بکاہے: کسی تنکے کو۔ بخشند: وہ عطا کر دیتے ہیں۔ کلہ جم: جمشید کا تاج۔ بگدائے سر راہے: راستے کے فقیر کو۔ فلاں ابن فلاں: فلاں کا بیٹا فلاں، نام و نسب۔ چیزے: کوئی چیز۔ ید بیضائے کلیمے: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ اسلام کا سفید اور روشن ہاتھ جسے وہ بغل میں دبا کر نکالتے تھے تو اس میں سے نور پھوٹنے لگتا تھا، مراد حضرت موسیٰ کا معجزہ۔ ید: ہاتھ۔ بیضا: سفید، روشن، سورج۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ بسیاہے: کسی حبشی کو۔ حضرت بلال حبشیؓ کی ذات بھی مراد ہو سکتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: پہاڑ سے ہیبت اور جلال چھین کر ایک تنکے کو بخش دیتے ہیں راستے میں پڑے ہوئے کسی فقیر کو جمشید کا تاج عطا کر دیتے ہیں۔ عشق کی راہ میں نام و نسب (فلاں ابن فلاں) کوئی چیز نہیں۔ اس شعر کا پہلا مصرع جامی کے اس مصرع سے ماخوذ ہے۔

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
حضرت موسیٰ کا ید بیضا کسی حبشی کو بخش دیا جاتا ہے

گاہ شاہی بجگر گوشہ سلطان ندہند | گاہ باشد کہ بزندانی چاہے بخشند
فقر رانیز جہاں بان و جہاں گیر کنند | کہ بایں راہ نشیں تیغ نگاہے بخشند

معانی ...... : گاہ: کبھی۔ بجگر گوشہ سلطان: سلطان کے جگر کے ٹکڑے کو، بادشاہ کے بیٹے کو۔ ندھند: وہ نہیں دیتے۔ باشد: ہوتا ہے، ایسا بھی ہوتا ہے۔ بزندائی چاہے: کسی کنویں کے قیدی کو۔ زندانی چاہ: اشارہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف۔ جہاں بان: دنیا کی دیکھ بھال کرنے والا، دنیا کا انتظام چلانے والا، دنیا کا محافظ، حکمران۔ جہاں گیر: دنیا فتح کرنے والا، حاکم۔ کنند: وہ کرتے ہیں۔ کہ: اس لئے، لہٰذا۔ بایں راہ نشیں: اس راہ نشیں کو۔

ترجمہ و تشریح ...... : کبھی سلطان کے فرزند (تک) کو بادشاہی نہیں دیتے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کنویں میں پڑے ہوئے شخص (یوسفؑ) کو بخش دیتے ہیں۔ فقر کو بھی جہان کا رکھوالا اور حاکم بنا دیتے ہیں اسی لئے اس راہ نشیں کو نگاہ کی تلوار عطا کرتے ہیں۔ اسی مضمون کو اقبال نے ''بال جبریل'' میں یوں ادا کیا ہے۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی۔

عشق پامال خرد گشت و جہاں دیگر شد
بود آیا کہ مرا رخصت آہے بخشند

معانی ...... : پامال خرد: خرد، عقل کا روندا ہوا۔ گشت: وہ ہو گیا۔ دیگر: دوسری، اور، بدلی ہوئی۔ شد: وہ ہوئی۔ بود: ہووے، ہوگا۔ آیا: کیا۔ مرا: مجھے۔ رخصت آہے: ایک آہ کی اجازت۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق، عقل کے ہاتھوں پامال ہو گیا اور جہان بدل گیا (دنیا وہ نہیں رہی) کیا ایسا ہوگا کہ وہ مجھے ایک آہ کی رخصت بخش دیں

غزل نمبر ۳۳

نہ تو اندر حرم گنجی، نہ در بت خانہ می آئی | ولیکن سوئے مشتاقاں چہ مشتاقانہ می آئی
قدم بیباک ترنہ در حریم جان مشتاقاں | تو صاحب خانہ آخر چرا دز دانہ می آئی

معانی ...... : گنجی: تم سماتا ہے۔ می آئی: تو آتا ہے۔ سوے مشتاقاں: چاہ رکھنے والوں کی طرف۔ آرزومند۔ چہ: کیسا۔ مشتاقانہ: اشتیاق کے ساتھ، آرزومند کی طرح۔ بے باک تر: بالکل بے دھڑک، نہ: تو رکھ۔ حریم جان مشتاقاں: آرزومندوں کے دل کی خلوت۔ تو صاحب خانہ: تو گھر کا مالک ہے۔ چرا: کس لئے۔ دردانہ: چوروں کی طرح، چوری چھپے۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ حرم میں تیری سمائی ہے نہ بتخانے میں (خدا نہ مسجد میں ہے نہ مندر میں) لیکن آرزومندوں کی طرف تو کیسی چاہت سے آتا ہے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں آسمان اور زمین میں نہیں سماتا مگر مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں جو میری طرف ایک قدم بڑھاتا ہے میں اس کی طرف دس قدم بڑھتا ہوں۔ چاہت کے ماروں کے دل کے حجرے میں بالکل بے دھڑک ہو کر قدم رکھ تو تو اس گھر کا مالک ہے آخر کس لئے چوری چھپے آتا ہے۔

بغارت می بری سرمایہ تسبیح خواناں را ۔۔۔ بشبخون دل زناریاں ترکانہ می آئی
گہے صد لشکر انگیزی کہ خون دوستاں ریزی ۔۔۔ گہے در انجمن باشیشہ و پیمانہ می آئی

معانی ...... : بغاوت می بری: تولوٹ میں لے جاتا ہے۔ سرمایہ تسبیح خواناں: تسبیح پڑھنے والوں کی پونجی۔ تسبیح پڑھنا، اللہ کی پا کی بیان کرنا۔ را: کو۔ بشبخون دل زناریاں: زناریوں کے دل پر یلغار کرنے کیلئے۔ شبخون: رات کی تاریکی میں حملہ کرنا، دھاوا بولنا، یلغار کرنا۔ زناریاں: زناری کی جمع، جنیوڈالنے والے، بتوں کے پجاری، ترکانہ: ترکوں کی طرح۔

ترجمہ و تشریح ...... : خدا کے نام لیواؤں کی پونجی لوٹ میں لے جاتا ہے تو بتوں کے پرستاروں کے دل پر دھاوا بولنے کیلئے ترکوں کی طرح آتا ہے (شبخون مارتا ہے) کبھی لشکر پہ لشکر چڑھاتا ہے کہ اپنوں ہی دوستوں کا خون بہائے کبھی بزم میں صراحی اور پیمانہ لئے ہوئے آتا ہے۔

تو بر نخل کلیمے بے محابا شعلہ می ریزی ۔۔۔ تو بر شمع یتیمے صورت پروانہ می آئی
بیا اقبال جامے از خمستان خودی درکش ۔۔۔ تو از میخانہ مغرب زخود بیگانہ می آئی

معانی ...... : برنخل کلیمے: موسیٰ کلیم اللہ کے درخت پر۔ نخل: درخت، یہاں مراد ہے وادی ایمن کا وہ پیڑ جس پر حضرت موسیٰ کے لئے تجلی الٰہی کا ظہور ہوا تھا نخل ایمن، نخل طور۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ بے محابا: بلا تامل، بے دھڑک، بلا جھجک۔ می ریزی: تو برساتا ہے، گراتا ہے۔ شمع یتیمے: ایک یتیم کی شمع۔ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ از خمستان خودی: خودی کے میخانے سے۔ درکش: تو پی۔ زخود بیگانہ: اپنے آپ سے غافل، بے سدھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو موسیٰ کے شجر پر بیدریغ آگ برساتا ہے (اور) تو (ہی) ایک یتیم کی شمع پہ پروانہ وار آتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی درخواست پر بھی اپنا جلوہ نہ دکھایا اور حضرت محمد مصطفیٰ کو ان کی التجاء کے بغیر اپنا دیدار کرایا۔ اقبال آ خودی کے میکدے سے ایک جام پی تو یورپ کے شراب خانے سے اپنا آپ بھلا کر آیا ہے۔

غزل نمبر ۳۴

تب و تاب بتکدہ عجم نرسد بسوز و گداز من ۔۔۔ کہ بیک نگاہ محمدؐ عربی گرفت حجاز من
چہ کنم کہ عقل بہانہ جو گرہے بروے گرہ زند ۔۔۔ نظرے ! کہ گردش چشم تو شکند طلسم مجاز من

معانی ...... : تب و تاب بتکدۂ عجم: عجم کے بتخانے کی لپک اور چمک دمک۔ عجم: غیر عرب۔ نرسد: نہیں پہنچتی، نہ پہنچے گی۔ بسوز و گداز من: میرے سوز و گداز کو، تک۔ گرفت: اس نے فتح کرلیا، لے لیا۔ گرھے بروے گرہ زند: گرہ پر گرہ ڈالتی ہے، مشکل پر مشکل پیدا کرتی الجھنیں۔ شکند: توڑ ڈالے گی۔ طلسم مجاز من: میرا نظر کا ہوکا۔ طلسم: جادو۔

ترجمہ و تشریح ...... : عجم کے بتخانے کی چمک دمک میرے دل کی آنسو بھری آنچ کو نہیں پہنچتی (میرے سوز و گداز کو نہیں پہنچ سکتی) کہ محمد عربی نے ایک نگاہ میں میرا حجاز فتح کرلیا (اے آقا میں) کیا کروں کہ بہانہ ساز عقل گرہ پر گرہ ڈالتی جاتی ہے (الجھنیں بڑھا رہی ہے) ایک نگاہ! کہ تیری آنکھ کی گردش میری نظر کے دھوکے کا توڑ کردے گی (میرے مجاز کا طلسم ٹوٹ جائے)۔

نرسد فسوں گرمی خرد بہ تپیدن دل زندہ
زکنشت فلسفیاں در آ بحریم سوز و گداز من

معانی ...... : تپیدن دل زندہ: ایک جیتے دل کا تڑپنا۔ زکنشت فلسفیاں: فلسفیوں کے بتخانے سے۔ ز،از: سے۔ کنشت: یہودیوں کا کنیسہ، کافروں کی عبادتگاہ۔ درآ: تو چلا آ، اندر آجا۔ بحریم سوز و گداز من: میرے سوز و گداز کے حرم میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کی جادوگری، دل زندہ کی تڑپ کو نہیں پہنچتی۔ فلسفیوں کے بتخانے سے میرے سوز و گداز کے حرم میں آجا۔ مسلک عشق اختیار کر لے۔

غزل نمبر ۳۵

مثل آئینہ مشو محو جمال دگراں　　از دل و دیدہ فروشوے خیال دگراں

آتش از نالہ مرغان حرم گیر و بسوز　　آشیانے کہ نہادی بہ نہال دگراں

معانی ...... : مثل آئینہ: آئینے کی طرح۔ مشو: تو مت ہو۔ محو جمال دگراں: دوسروں کے حسن میں کھویا ہوا۔ فروشوے: تو دھوڈال۔ خیال دگراں: دوسروں کا خیال۔ نالہ مرغان حرم: حرم کے پرندوں کی آہ و فریاد۔ حرم: کعبے کا گرداگرد، قرب الٰہی کا مقام۔ گیر: تو حاصل کر۔ بسوز: تو جلا دے۔ آشیانے: وہ گھونسلا۔ کہ: جو۔ نہادی: تو نے رکھا۔ بہ نہال دگراں: دوسروں کے پیڑ پر۔

ترجمہ و تشریح ...... : آئینے کی طرح دوسروں کے حسن و جمال پر فریفتہ مت ہو غیروں کا خیال اپنے دل اور آنکھ سے نکال دے نہ کسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہ کسی کو دل میں جگہ دے۔ حرم کے پرندوں کے نالے سے آگ لے اور جلا ڈال وہ آشیانہ جو تو نے دوسروں کے درخت پر بنایا ہے۔

در جہاں بال و پر خویش کشودن آموز　　کہ پریدن نتواں با پر و بال دگراں

مرد آزادم وآں گونہ غیورم کہ مرا　　می تواں کشت بیک جام زلال دگراں

معانی ...... : بال و پر خویش: اپنے پنکھ، پر۔ کشودن: کھولنا۔ آموز: تو سیکھ۔ پریدن نتواں: نہیں اڑا جا سکتا، اڑ نہیں سکتے۔ آں گونہ: اس طرح کا، ایسا۔ غیورم: غیرت والا ہوں۔ می تواں کشت: ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ بیک جام زلال دگراں: دوسروں کے میٹھے پانی کے ایک پیالے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا میں اپنے بال و پر کھولنا سیکھ کیونکہ دوسروں کے بال و پر سے اڑا نہیں جا سکتا میں آزاد مرد ہوں اور ایسا آن والا کہ مجھے دوسروں کے بخشے ہوئے میٹھے پانی کے ایک پیالے سے مارا جا سکتا ہے (کسی کا احسان اٹھانا میری موت ہے)۔

اے کہ نزدیک تراز جانی و پنہاں زنگہ　　ہجر تو خوشترم آیدز وصال دگراں

معانی ...... : خوشتر آید: مجھے زیادہ خوش آتا ہے، میرے لئے زیادہ اچھا ہے۔ زوصال دگراں: دوسروں کے ملن سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے تو کہ میری جان سے بھی قریب ہے (**نحن اقرب الیہ من حبل الورید**) مگر نگاہ سے اوجھل ہے تیرا ہجر بھی میرے لئے دوسروں کے وصال سے اچھا ہے۔

غزل نمبر ۳۶

جہان عشق نہ میری نہ سروری داند　　ہمیں بس است کہ آئین چاکری داند

نہ ہر کہ طوف بتے کہ دو بست زنارے　　صنم پرستی و آداب کافری داند

معانی .... میری: حکومت، سرداری۔ سروری: سرداری، بادشاہی۔ داند: وہ جانتا ہے۔ ہمیں: یہی۔ بس: بہت، کافی۔ آئین چاکری: خدمت کے آداب۔ طوف بتے: کسی بت کا طواف۔ کرد: اس نے کیا۔ بست: اس نے باندھا۔ زنارے: ایک جنیئو۔

ترجمہ و تشریح .... عشق کی دنیا نہ سرداری جانتی ہے نہ بادشاہی یہی کافی ہے کہ خدمت کے آداب کی خبر رکھتی ہے (جو سردار ہوتا ہے وہ سب کا خادم ہوتا ہے) ہر وہ شخص جس نے کسی بت کے گرد پھیرا کر لیا اور جنیئو کس لی (ضروری نہیں کہ وہ) صنم پرستی اور کافری کے آداب بھی جانتا ہو۔ (کافری میں بھی کچھ قوانین ہیں جن کی اطاعت لازمی ہے)۔

هزار خیبر و صد گونه اژ در است اینجا   نه هر که نان جوین خُورد حیدری داند
بچشم اهل نظر از سکندر افزون است   گدا گرے که مآل سکندری داند

معانی .... خیبر: عہد رسالت میں یہودیوں کا مشہور قلعہ جو حضرت علی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ صد گونہ: سینکڑوں قسم کے، رنگ رنگ کے۔ اژدر: ایک روایت کے مطابق شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ نے طفلی کے زمانے میں کہ ابھی پنگھوڑے سے اترنے کی عمر نہ تھی، ایک اژدہے کا کلہ چیر کر رکھ دیا تھا۔ نان جویں: جو کی روٹی۔ خورد: اس نے کھائی۔ حیدری: حیدر کا ذاتی وصف، حضرت علی کی قوت اور شجاعت۔ حیدر: شیر، حضرت علی کا لقب۔

ترجمہ و تشریح .... یہاں ہزاروں خیبر ہیں اور سینکڑوں (طرح طرح) کے اژدھے ہیں یہ نہیں کہ جس نے جو کی روٹی کھالی وہ علی بننا بھی جان لے (اس کے لئے عشق رسول بھی ضروری ہے) آنکھ والوں (عقلمندوں) کی نظر میں سکندر سے بڑھ کر ہے وہ گداگر جو سکندری کا انجام جانتا ہے (جو بادشاہت کے انجام سے آگاہ ہے)۔

بعشوه هائے جوانان ماه سیما چیست   در آ بحلقه پیرے که دلبری داند
فرنگ شیشه گری کرد و جام و مینا ریخت   بحیرتم که همیں شیشه را پری داند!

معانی .... بعشوہ ہائے جوانان ماہ سیما: چاند ایسی پیشانی والے جوانوں کے چونچلوں میں۔ پیر: بوڑھا، بزرگ، شیخ طریقت۔ دلبری: دل لبھانا، دل لینا۔ شیشہ گری کرد: اس نے شیشہ بنایا۔ شیشہ گری کردن: شیشہ بنانا، عیاری اور مکاری کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ ریخت: اس نے ڈھالا۔ بحیرتم: میں اچنبھے میں ہوں۔ ہمیں: اسی۔ شیشہ: شراب کا ظرف۔ پری: حسین مخلوق۔

ترجمہ و تشریح .... چاند ایسی پیشانی والے جوانوں کی اداؤں میں کیا رکھا ہے (کوئی لطف نہیں ہے) اس پیر (بزرگ) کے حلقے میں آ جا جو دل لینا جانتا ہے فرنگ نے شیشہ گری کی اور جام و مینا بنالئے مجھے حیرت ہے کہ اب وہ اسی شیشے کو پری سمجھتا ہے (شیشہ کی رعایت سے "پری" کا لفظ برمحل استعمال ہوا ہے۔ مثلاً بڑی مشکلوں سے پری کو شیشہ میں اتارا ہے۔ یعنی بڑی دشواری کے بعد معشوق کو راضی کیا ہے۔

چه گویمت ز مسلمان نا مسلمانے   جز ایں که پسور خلیلؑ است و آزری داند
یکے به غم کده من گزر کن و بنگر   ستاره سوخته کیمیا گری داند!

ع میرے کام کچھ نہ آیا یہ طریق بے نوازی

معانی .... گویمت: میں تجھ سے کہوں، تجھے بتاؤں۔ گویم: میں کہوں۔ پور خلیل: ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا۔ پور: بیٹا، فرزند، شاخ۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی نسبت سے امت مسلمہ ملت ابراہیمی کہلاتی ہے۔ ر: مگر۔ آزری: آزرپن، آزر کا کام، بت گری اور بت پرستی۔ آزر: حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا باپ، ایک روایت کے مطابق آپ کا چچا جو بت ساز اور بت پرست تھا۔ یکے: ایک بار،

ایک پل کو، ذرا۔ بہ غمکدہ من: میرے غمخانے میں۔ گزر کن: تو گزر کر آ۔ بنگر: دیکھ۔ ستارہ سوختنہ: ایک بدنصیب۔ ستارہ: مراد ہے قسمت کا ستارہ۔ سوختہ: جلا ہوا، بدقسمت۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تجھے اس نامسلماں مسلم کا کیا بتاؤں (کیا بات کروں) بس یہ کہ خلیل کا بیٹا ہے مگر آزر کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ کبھی میرے غمخانے میں آ اور آ کر دیکھ ایک نصیبوں جلا جو کیمیا گری (کا فن) جانتا ہے۔ (اقبال کہتا ہے کہ اگر تو کبھی مجھ سے ملے تو تجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ میری زندگی عبرت انگیز ہے یعنی میں کیمیا گر ہوں۔ مٹی کو سونا بنا سکتا ہوں، چونکہ ستارہ سوختہ (بدقسمت) ہوں اس لئے گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ "بال جبریل" میں لکھتے ہیں: مقام گفتگو کیا ہے اگر میں کیمیا گر ہوں۔ یہی سوز نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے۔ انہیں ساری عمر یہ افسوس رہا کہ میری قوم کے نوجوان مجھ سے یہ فن کیوں نہیں سیکھتے۔

بیا بمجلس اقبال و یک دو ساغر کش | اگرچہ سر نتراشد، قلندری داند

معانی ...... : ساغر کش: پیالہ بھر شراب پی، ساغر چڑھا۔ سر نتراشد: وہ سر نہیں منڈاتا۔ قلندری: قلندر کے احوال و مقامات اور حقیقت، قلندر کا راستہ، قلندر استرے سے سر منڈاتے تھے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال کی مجلس میں آ اور ایک دو پیالے نوش کر وہ اگرچہ سر نہیں منڈاتا مگر قلندری جانتا ہے (تصوف کے اسرار سے آگاہ ہے)۔

غزل نمبر ۳۷

خواجہ نیست کہ چوں بندہ پرستارش نیست | بندہ نیست کہ چوں خواجہ خریدارش نیست

گرچہ از طور و کلیم است بیان واعظ | تاب آں جلوہ بآئینہ گفتارش نیست

معانی ...... : خواجہ: کوئی آقا، امیر، آقا، مالک۔ چوں: مانند۔ بندہ: غلام، زرخرید غلام۔ پرستارش: اس کا بندہ۔ از: بابت، بارے میں۔ بیان واعظ: واعظ کی تقریر۔ تاب آں جلوہ: اس جلوے کی چمک۔ آئینہ گفتارش: اس کی گفتار کے آئینے میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : کوئی امیر (آقا) نہیں جو غلام کی طرح اس کا بندہ نہ ہو کوئی غلام نہیں جو امیر کی طرح اس کا خریدار نہ ہو (ہر شخص حق تعالیٰ سے ملنے کا تمنائی ہے) واعظ گو کہ طور اور کلیم کی حکایت سنا رہا ہے مگر اس کی گفتار کے آئینے میں اس جلوے کی چمک نہیں ہے (ان کی گفتگو سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خود انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی دیدار الٰہی کا شرف حاصل کیا ہے)۔

پیر ما مصلحتاً روبمجاز آورداست | ورنہ بازہرہ و شاں ہیچ سروکارش نیست

دل باو بندو ازیں خرقہ فروشاں بگریز | نشوی صید غزالے کہ زتا تارش نیست

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے گرو (پیر) نے مصلحتاً مجاز کی طرف رخ کیا ہوا ہے ورنہ اسے حسینوں سے کوئی سروکار نہیں (جھوٹے پیروں پر طنز ہے)۔ دل کو اس سے باندھ اور ان خرقہ فروشوں سے بھاگ ایسے غزال کا شکار مت ہونا جو اس کے تاتار کا نہیں (جو مشک نافہ نہیں رکھتا) یعنی کسی ایسے پیر کا مرید مت ہونا جو اس (خدا) کے دربار (تاتار) سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ نوٹ: تاتار کا لفظ غزال کی مناسبت سے لائے ہیں کیونکہ تاتار کے ہرن اپنے مشک کیلئے مشہور ہیں۔

ع ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

معانی ...... : روبمجاز آورداست: وہ مجاز کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ حقیقت کی ضد، غیر حقیقی، فرضی، وہ غیر حقیقی شے جو حقیقت کی طرف

اشارہ کرے۔زہرہ وشاں: زہرہ وش کی جمع، زہرہ کی طرح حسین وجمیل۔زہرہ بابل میں ایک نہایت حسین طوائف تھی جس پر ہاروت و ماروت (فرشتے) فریفتہ ہوگئے تھے۔ہیچ: کچھ۔دل باو بند: دل اس سے جوڑ، اس سے دل لگا۔ازیں خرقہ فروشاں: ان خرقہ بیچنے والوں سے، ان دکھاوے کے درویشوں سے۔خرقہ بمعنی لباس درویشاں۔بگریز: تو بھاگ، بچ۔نشوی: تو مت ہونا، نہ ہو۔صید غزالے: اس ہرن کا شکار۔زتا تارش: اس کے تاتار کا۔تاتار: ترکستان جہاں کے ہرن مشہور ہیں۔

نغمہ عافیت از بربط من می طلبی ؟ — از کجا برکشم آں نغمہ کہ در تارش نیست
دل ماقشقہ زد و برہمنی کرد ولے — آں چناں کرد کہ شایستہ زنارش نیست !

معانی ...... : نغمہ عافیت: چین کا گیت۔عافیت: چین، سکون، آرام۔می طلبی: تو مانگتا ہے، تو طلب کر رہا ہے۔برکشم: میں کھینچوں، نکالوں۔قشقہ زد: اس نے قشقہ لگایا۔برہمنی کرد: اس نے برہمنی کی، وہ برہمن بنا۔شایستہ زنارش: اس کے جنیئو کے لائق، اس کی کافری کے لائق۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو میرے بربط سے چمن کا راگ طلب کرتا ہے میں کہاں سے نکالوں وہ نغمہ جو اس کے تار میں نہیں ہے ہمارے دل نے قشقہ کھینچا اور برہمن بن گیا مگر ایسے کرتوت دکھائے جو اس کی زنار کے لائق نہیں۔

عشق در صحبت میخانہ بگفتار آید — زانکہ در دیرو حرم محرم اسرارش نیست

معانی ...... : بگفتار آید: وہ بات کرتا ہے، زبان کھولتا ہے۔زانک: اس لئے کہ، کیونکہ۔محرم اسرارش: اس کے بھید جاننے والا۔اسرار: سر کی جمع، بھید۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق مے خانے کی مجلس میں گفتار میں آیا (عشق کی زبان کھلتی ہے) کیونکہ مندر اور مسجد میں اس کا ہمراز کوئی نہیں۔(دیروحرم کے بجائے خانقاہ میں جاؤ)۔

غزل نمبر ۳۸

بیا کہ بلبل شوریدہ نغمہ پرداز است — عروس لالہ سراپا کرشمہ و ناز است
نواز پردہ غیب است اے مقام شناس — نہ از گلوئے غزل خواں، نہ از رگ ساز است

معانی ...... : بلبل شوریدہ: دیوانی بلبل۔نغمہ پرداز: نغمہ سرا، گانے میں مگن۔عروس لالہ: دلہن ایسا لالہ، گل لالہ جو دلہن بنا ہوا ہے۔زپردۂ غیب: غیب کے پردے سے۔ساز کے وہ مقامات جن سے سر نکلتے ہیں، اے مقام شناس: اے مقام کی پہچان رکھنے والے۔مقام: ساز کا پردہ، سر، مرتبہ، ماہر فن موسیقی۔شناس: پہچاننے والا۔از رگ ساز: ساز کے تار سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (بہار کا موسم ہے) آجا کہ دیوانی بلبل گانے میں مگن ہے (نغمہ الاپ رہی ہے) گل لالہ دلہن کی دلہن سراپا کرشمہ و ناز ہے (ناز و ادا بنی ہوئی ہے) اے سر کے پارکھ نغمہ تو غیب کے پردے سے نکلتا ہے نہ غزل خواں کے گلے سے نہ ساز کے تار سے (سوز و گداز نہ آواز میں ہے نہ ساز میں، بلکہ دل میں پوشیدہ ہے)۔

کسے کہ زخمہ رساند بتار ساز حیات — زمن بگیر کہ آں بندہ محرم راز است
مراز پردگیان جہاں خبر دادند — ولے زباں نکشایم کہ چرخ کج باز است

معانی ......: زخمہ رساند: وہ ساز چھیڑتا ہے، مضراب لگائے، چوٹ مارتا ہے۔بگیر: تو سمجھ لے۔ز پردگیان جہاں: کائنات کی چھپی

ہوئی چیزوں کی۔ پردگیاں: پردگی کی جمع، ہر چھپی ہوئی چیز۔ خبر دادند: انہوں نے خبر دی، زبان نکشایم: میں زبان نہیں کھولتا۔ چرخ: آسمان۔ کج باز: فسادی، کھیل بگاڑنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ شخص جو زندگی کے ساز کے تار چھیڑتا ہے مجھ سے سن لے کہ وہ بندہ حقیقت تک پہنچا ہوا ہے مجھے کائنات کے پوشیدہ رازوں کی خبر دی گئی ہے لیکن میں زبان نہیں کھولتا کیونکہ آسمان بڑا فسادی ہے (میری گھات میں لگا ہوا ہے)۔ (اگر میں اسرار عشق آشکار کردوں تو میرا حشر بھی وہی ہوگا جو منصور کا ہوا)۔

سخن درشت مگو، در طریق یاری کوش　　　　که صحبت من و تو در جہاں خدا ساز است
کجاست منزل ایں خاکدان تیرہ نہاد ؟　　　　کہ ہر چہ ہست چو ریگ رواں بہ پرواز است

معانی ...... : کوش: تو کوشش کر، جان لڑا دے۔ صحبت من و تو: میری اور تیری سنگت۔ منزل ایں خاکدان تیرہ نہاد: اندھیرے کی بنی اس دنیا کی منزل۔ ریگ رواں: حرکت کرتی ہوئی ریت، اڑنے والی ریت۔

ترجمہ و تشریح ...... : تلخ بات نہ کہہ دوستی کی راہ میں سعی کر (ہر شخص سے محبت کا برتاؤ کر) کیونکہ دنیا میں میرا تیرا ساتھ خدا کا بنایا ہوا ہے (اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے، ہم دنیا میں چند روز کیلئے آئے ہیں) اندھیروں کی بنی اس دنیا کی منزل مقصود کہاں ہے؟ کہ جو ہے وہ ریت کی طرح اڑتی چلی جارہی ہے (فنا کی طرف رواں ہے)۔

تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر　　　　دل از حریم حجاز و نواز شیراز است

معانی ...... : حریم: حرم مقدس۔ شیراز: ایران کا مشہور شہر جہاں حافظ، سعدی اور عرفی ایسے شاعر پیدا ہوئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا جسم کشمیر کی جنت کی کیاری کا ایک پھول ہے (حسب و نسب کے لحاظ سے میں کشمیری ہوں) دل حریم حجاز سے ہے اور نغمہ شیراز سے (دل (عقائد) کے لحاظ سے میں حجازی (مسلمان) ہوں اور میری شاعری میں سعدی اور حافظ کا رنگ پایا جاتا ہے)۔

غزل نمبر ۳۹

خاکیم و تند سیر مثال ستارہ ایم　　　　در نیلگوں یمے بتلاش کنارہ ایم
بود و نبود ماست زیک شعلہ حیات　　　　از لذت خودی چو شرر پارہ پارہ ایم

معانی ...... : خاکیم: مٹی ہیں۔ و: مگر۔ تند سیر: تیز رفتار۔ نیلگوں: نیلے رنگ کا، آسمانی۔ یمے: ایک بڑا سمندر۔ یم: بود و نبود ماست: ہمارا ہونا اور نہ ہونا ہے، ہمارا سب کچھ ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم مٹی ہیں مگر ستارے کی طرح تیز رفتار ہیں (ہماری روح ستاروں کی طرح سیار ہے) ایک بے کراں نیلے سمندر میں کنارہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہمارا وجود و عدم ایک ہی شعلہ حیات سے ہے ہم خودی کی لذت سے چنگاریوں کی طرح پارہ پارہ ہیں (ہر روح اللہ تعالیٰ کی روح میں سے پھونکی ہوئی ہے)۔

با نوریاں بگو کہ ز عقل بلند دست　　　　ما خاکیاں بدوش ثریا سوارہ ایم
در عشق غنچہ ایم کہ لرزد زباد صبح　　　　در کار زندگی صفت سنگ خارہ ایم

معانی ...... : عقل بلند دست: اونچے ہاتھ رکھنے والی عقل، اونچی پہنچ رکھنے والی عقل۔ خاکیاں: خاکی کی جمع، مٹی سے بنے ہوئے،

آدم زاد۔ بدوشِ ثریا: ثریا کے کاندھے پر۔ ثریا: سات ستاروں کا جھرمٹ، پروین، مجازاً بلندی کی انتہاء۔ سوارہ: سوار، سواری گانٹھے ہوئے۔ لرزد: لرزتی ہے، لرزے۔ صفت سنگ خارہ ایم: ہم سخت پتھر کی طرح ہیں۔ خارہ: ایک خاص قسم کا سخت پتھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : فرشتوں کو بتادے کہ اونچی پہنچ رکھنے والی عقل سے ہم زمین والوں نے ثریا کے کاندھے پر سواری کر رکھی ہے (عقل بلند پرواز سے ستاروں کو مسخر کر چکے ہیں) عشق کے معاملہ میں ہم اس غنچہ کی مانند ہیں جو صبح کی ہوا سے لرز جاتا ہے۔ زندگی کے کاروبار میں ہم سخت پتھر کی مانند (مضبوط) ہیں۔

چشم آفریدہ ایم چو نرگس دریں چمن　　　روبند برکشا کہ سراپا نظارہ ایم

معانی ...... : چشم آفریدہ ایم: ہم نے آنکھ پیدا کی ہے، ہم نے نظر پیدا کی ہے۔ روبند: نقاب۔ برکشا: تو اٹھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم نے اس چمن میں نرگس کی طرح آنکھ پیدا کی ہے (دیکھنے کی صلاحیت پیدا کی ہے) نقاب اٹھا کہ ہم سراپا نظر ہیں۔ (ایک جھلک ہمیں دکھا دے کیونکہ ہم اشتیاق دید میں سراپا نظر بنے ہوئے ہیں)۔

غزل نمبر ۴۰

عرب از سرشک خونم ہمہ لالہ زار بادا　　　عجم رمیدہ بورا نفسم بہار بادا
تپش است زندگانی، تپش است جاودانی　　　ہمہ ذرہ ہائے خاکم دل بے قرار بادا

معانی ...... : از سرشک خونم: میرے خون کے آنسو سے، میرے لہو کی بوند سے۔ بادا: ہوجائے، بن جائے۔ عجم رمیدہ بو: عجم جس کی خوشبو اڑ چکی ہے۔ عجم: ایران، تمام غیر عرب ممالک۔ را: کیلئے۔ نفسم: میرا نفس، میری سانس۔ تپش: بے قراری، تڑپ۔ خداش یار بادا: خدا اس کا دوست رہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے اشک خون سے عرب سب کا سب لالہ زار بن جائے مرجھائے ہوئے عجم کو میری سانس بہار ثابت ہو۔ تڑپ ہی زندگانی ہے، تڑپ جاودانی ہے (خدا کرے) میری خاک کا ذرہ ذرہ بے قرار دل بن جائے۔ (سراپا عشق بن جاؤں)۔

نہ بہ جادہ قرارش، نہ بہ منزلے مقامش　　　دل من، مسافر من کہ خداش یار بادا
حذر از خرد کہ بندد ہمہ نقش نامرادی　　　دل ما برد بسازے کہ گسستہ تار بادا

معانی ...... : حزر: بچو، خبردار، ہوشیار۔ بندد: وہ باندھتی ہے، جماتی ہے۔ برد: وہ لے جاتا ہے۔ بردن: لے جانا۔ بسازے: اس ساز کی طرف، اس ساز تک۔ کہ: جو۔ گستہ تار: ٹوٹے ہوئے تاروالا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ کسی راستے پر اسے قرار آتا ہے نہ کسی منزل پر ٹھہرتا ہے (اس کا ٹھہراؤ ہے) میرا دل میرا مسافر کہ خدا اس کے ساتھ رہے (اس کا مددگار ہو) عقل سے بچ کہ بس نامرادی (مایوسی) کا نقش بناتی ہے ہمارا دل اس ساز کی طرف کھینچتا ہے جس کے تار خدا کرے ہمیشہ ٹوٹے رہیں۔

تو جوان خام سوزے، سخنم تمام سوزے　　　غزلے کہ می سرایم بتو ساز گار بادا
چو بجان من درائی دگر آرزو نہ بینی　　　مگر ایں کہ شبنم تو یم بے کنار بادا

معانی ...... : جوان خام سوزے: وہ جوان جس کے دل کی آگ ابھی پوری طرح نہ بھڑکی ہو، جس کے جی کی جلن ابھی کچی ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو وہ جوان ہے جس کے جی کی جلن ادھوری ہے، میرا کلام سب کا سب آگ ہے (سرتاپا سوز ہے) یہ

غزل جو میں گارہاہوں، خدا کرے تجھے راس آجائے تو جب میرے دل میں آیگا کوئی اور آرزو نہیں دیکھے گا مگر یہ کہ تیری شبنم بیکراں سمندر بن جائے (قطرہ سمندر کی سی وسعت اختیار کرے)۔

نشود نصیب جانت کہ دمے قرار گیرد　　تب و تاب زندگانی تبو آشکار بادا

معانی ...... نشود: نہ ہو۔ نصیب جانت: تیری روح کا نصیب۔ دمے: ایک پل، پل بھر۔ قرار گیرد: وہ چین پکڑے، ساکن ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری روح کے حصے میں نہ آئے کہ پل بھر کو بھی قرار پکڑے (تجھے کسی گھڑی قرار نصیب نہ ہو) زندگی کی تب وتاب تجھ پر کھل جائے (تب وتاب سے آشنا ہو جائے) تیری خودی کے کمالات تجھ پر آشکار ہو سکیں۔

غزل نمبر ۴۱

نظر تو ہمہ تقصیر و خرد کوتاہی　　نرسی جز بہ تقاضائے کلیم الٰہی

راہ کور است بخود غوطہ زن اے سالک راہ　　جادہ راگم نکند در تہ دریا ماہی

معانی ...... تقصیر: خطا، غلط، کوتاہی۔ کوتاہی: کمی، غفلت، تقصیر۔ نرسی: تو نہیں پہنچے گا۔ جز بہ: کے علاوہ۔ تقاضائے کلیم الٰہی: حضرت موسیٰ ایسی طلب۔ آرزوئے دیدار: تقاضا، طلب، خواہش، مانگنا۔ کلیم اللہ: حضرت موسیٰ۔ کور: کٹھن، کڈھب، پر پیچ، بے نشان۔ بخود: اپنے آپ میں۔ غوطہ زن: تو غوطہ مار۔ سالک راہ: راستے کا مسافر۔ گم نکند: وہ گم نہیں کرتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری نظر ساری کی ساری خطا ہے اور عقل بھول (جو اس کی مدد سے خدا کو نہیں پا سکتا) کلیم اللہ ایسی طلب کے بغیر تو (منزل مقصود تک) نہیں پہنچے گا۔ اپنے اندر وہی جذبہ پیدا کر جو حضرت موسیٰ کے دل میں موجزن تھا)۔ راہ تاریک ہے اے مسافر اپنے اندر غوطہ لگا (اپنی خودی میں غوطہ زن ہو)۔ مچھلی دریا کی تہ میں راستہ گم نہیں کرتی (کیونکہ وہ اس کی فطرت کے مطابق ہے)۔

حاجتے پیش سلاطیں نبرد مرد غیور　　چہ تواں کرد کہ از کوہ نیاید کاہی

مگذر از نغمۂ شوقم کہ بیابی در وے　　رمز درویشی و سرمایۂ شاہنشاہی

معانی ...... : چہ تواں کرد: کیا کیا جائے، کیا کیا جا سکتا ہے۔ نیاید: نہیں آتی، نہیں ہوتی۔ کاہی: گھاس کی خاصیت، گھاس پن۔ مگذر: مت گزر، بے اعتنائی نہ کر۔ بیابی: تو پائے گا۔ دروے: اس میں۔ سرمایہ شاہنشاہی۔ بادشاہی کی اصل۔

ترجمہ و تشریح ...... : آن والا مرد بادشاہوں کے آگے کوئی حاجت نہیں لے جاتا کیا کیا جائے کہ کوہ، کاہ ایسا نہیں بن سکتا (پہاڑ تنکا نہیں بن سکتا) میرے نغمۂ شوق کو ان سنا مت کر کہ تو اس میں پائے گا فقیری کا بھید اور بادشاہی کی اصل۔

نفسم باتو کند آنچہ بہ گل کرد نسیم　　اگر از لذت آہ سحری آگاہی

اے فلک چشم تو بیباک و بلا جوست ہنوز　　می شناسم کہ تماشائے دگری خواہی

معانی ...... : بلا جو: بلائیں ڈھونڈنے والی، فتنہ و فساد پیدا کرنے والی۔ ہنوز: اب تک۔ می شناسم: میں پہچانتا ہوں۔ تماشائے دگر: نیا تماشا۔ دگر: دوسرا، نیا۔ می خواہی: تو چاہتا ہے، تو چاہ رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا نغمہ تیرے ساتھ وہی کرے گا جو پھول سے نسیم نے کیا اگر تو آہ سحر کی لذت سے آگاہ ہے اے فلک تیری آنکھ اب تک بے باک اور بلاؤں کی کھوج میں ہے میں جانتا ہوں کہ تو کوئی اور تماشہ چاہتا ہے (اس شعر میں اقبال نے دوسری جنگ عظیم کی پیشگوئی کی ہے)۔

غزل نمبر ۴۲

یہ غزل اقبال نے حافظ کی اس غزل کے جواب میں لکھی ہے جس کا یہ مقطع بہت مشہور ہے۔

روشن از پر رویت نظرے نیست کہ نیست
منت خاک درت ہو بصرے نیست کہ نیست

سر خوش از بادہ توخم شکنے نیست کہ نیست
مست لعلین تو شیریں سخنے نیست کہ نیست

در قبائے عربی خوشترک آئی بہ نگاہ
راست برقامت تو پیرہنے نیست کہ نیست

معانی ...... : سرخوش: مست، نشے میں چور۔ بادہ تو: تیری شراب۔ خم شکنے: شراب کے مٹکے توڑنے والا کوئی، کوئی گھڑے کے گھڑے چڑھا جانے والا بلانوش۔ مست لعلین تو: تیرے سرخ ہونٹوں کا متوالا۔ شیریں سخنے: کوئی میٹھے بول بولنے والا، کوئی شاعر۔ خوشترک: اور بھی اچھا بھلا خوبصورت۔ آئی: تو آتا ہے، لگتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہیں ہے کوئی بلانوش جو تیری شراب سے مست نہ ہو (اے محبوب! دنیا میں کون سا انسان ہے جو تیری محبت کے شراب سے مست نہیں ہے)۔ نہیں ہے کوئی شیریں سخن جو تیرے ہونٹوں کا متوالا نہ ہو عربی قبا میں تیری اور ہی چھب نظر آتی ہے (ورنہ) کوئی جامہ نہیں جو آپ کی قامت پر بجتا نہ ہو۔

گرچہ لعل تو خموش است ولے چشم ترا
بادل خوں شدہ ماسخنے نیست کہ نیست

تاحدیث تو کنم، بزم سخن می سازم
ورنہ در خلوت من انجمنے نیست کہ نیست

معانی ...... : بادل خوں شدہ ما: ہمارے لہو ہو چکے دل کے ساتھ۔ ہو چکا، ہوا۔ شدن: ہونا۔ سخنے: کوئی بات۔ سخن: بات کلام۔ تا: تا کہ۔ حدیث تو: تیرا ذکر۔ کنم: میں کروں۔ بزم سخن: شعر و شاعری کی محفل۔ می سازم: برپا کرتا ہوں، سجالیتا ہوں۔ انجمنے: کوئی محفل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر چہ تیرے لب خاموش ہیں مگر تیری آنکھوں کی ہمارے لہو ہو چکے دل کے ساتھ وہ کون سی بات ہے جو نہ ہوتی ہو (تیری آنکھیں سرگرم گفتگو ہیں بلکہ دنیا جہان کی باتیں کر رہی ہیں) شاعری کی محفل سجالیتا ہوں تا کہ تیرا ذکر کروں ورنہ ایسی کوئی انجمن نہیں جو میری خلوت میں نہ ہو (میں تو اپنی خلوت میں گھنٹوں، پہروں تجھ سے مسلسل گفتگو کرتا رہتا ہوں۔ تم میرے پاس ہوتے ہو گیا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا (مومن)۔

اے مسلماں دگر اعجاز سلیماں آموز
دیدہ برخاتم تو اہر منے نیست کہ نیست

معانی ...... : دگر: پھر، پھر سے۔ اعجاز سلیماں: حضرت سلیمان کا معجزہ۔ اعجاز سلیمان: کنایہ ہے طاقت تسخیر جنات سے۔ آموز: تو سیکھ۔ دیدہ برخاتم تو: تیری انگوٹھی پر آنکھ لگائے ہوئے۔ اہر منے: کوئی دیو، کوئی شیطان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے مسلمان سلیمان کا معجزہ پھر سے سیکھ کوئی دیو نہیں جو تیری انگوٹھی کی تاک میں نہ ہو (مشہور ہے کہ سلیمانؑ کی انگوٹھی شیاطین لے گئے تھے جس کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے سلطنت جاتی رہی۔ اے مسلمان! تو از سر نو اپنے اندر جنات (دشمنان دین) کو مسخر کرنے کی طاقت پیدا کر لے۔

غزل نمبر ۴۳

یہ غزل بھی اقبال نے حافظ کی اس غزل کے میں لکھی ہے جس کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

مباش درپے آزاد و پرچہ خواہی کن — کہ در شریعت عاغیر ازیں گناہے نیست
اگرچہ زیب سرش افسرد کلاہے نیست — گدا ے کوے تو کمتر زپاد شاہے نیست
بخواب رفتہ جوانان و مردہ دل پیراں — نصیب سینہ کس آہ صبحگاہے نصیب

معانی ...... : زیب سرش: اس کے سر کی زینت۔ افسر: تاج۔ کلاہے: کوئی کلاہ۔ کلاہ: اونچی ٹوپی، بادشاہوں کی ٹوپی۔ گدائے کوے تو: تیری گلی کا فقیر۔ کمتر زپادشاہے: کسی بادشاہ سے کم۔ بخواب رفتہ: سوئے ہوئے، رفتہ محو: کھوئے ہوئے۔ پیراں: پیر کی جمع، بوڑھے۔ نصیب سینہ کس: کسی کے سینے کا حصہ۔ آہ صبحگاہے: صبح کی آہ۔ گاہ: وقت، گھڑی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ اس کے سر پر کوئی تاج اور کلاہ نہیں ہے مگر تیری گلی کا فقیر کسی بادشاہ سے کم نہیں جوان نیند کے رسیہ اور بوڑھے مردہ دل کسی کے سینے کو صبح کی آہ نصیب نہیں۔ (افسوس! مسلمانوں میں کوئی شخص بھی طلوع آفتاب سے پہلے بیدار ہو کر تہجد نہیں پڑھتا یعنی خدا کی بارگاہ میں آہ وزاری نہیں کرتا۔ اقبال کا عقیدہ ہے کہ آہ سحر گاہی کے بغیر دل میں سوز و گداز کا رنگ پیدا نہیں ہوسکتا۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی (اقبال)

بایں بہانہ بدشت طلب زپامنشیں — کہ در زمانہ ما آشنائے راہے نیست
زوقت خویش چہ غافل نشستہ، دریاب — زمانہ کہ حسابش زسال و ماہے نیست

معانی ...... : زپامنشیں: تو بیٹھ مت رہ۔ زوقت خویش: اپنے وقت سے۔ نشستہ ای: تو بیٹھا ہوا ہے۔ نشستہ: بیٹھا ہو۔ دریاب: تو ڈھونڈ نکال۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس بہانے سے طلب کے میدان میں پاؤں توڑ کے بیٹھ نہ رہ کہ ہمارے زمانے میں کوئی راستہ جاننے والا (مرشد) نہیں ہے (اگر تو تلاش کرے گا تو کوئی نہ کوئی مرشد یقیناً مل جائے گا) کیا اپنے حال سے غافل بیٹھا ہوا ہے (اٹھ اور) کھوج وہ زمانہ جس کا حساب کسی ماہ وسال سے نہیں ہے۔

دریں رباط کہن چشم عافیت داری ؟ — ترا بکشمکش زندگی نگاہے نیست
گناہ ماچہ نویسند کاتباں عمل — نصیب ماز جہان تو جز نگاہے نیست

معانی ...... : دریں رباط کہن: اس پرانی سرائے میں۔ چشم عافیت: چین کی آس۔ داری: تو رکھتا ہے۔ داشتن: رکھنا۔ ترا: تجھے، تیری۔ بکشمکش زندگی: زندگی کی کشمکش پر۔ کاتبان عمل: نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے۔ نصیب ما: ہمارا حصہ۔ ز جہان تو: تیری دنیا میں سے۔ جز: علاوہ۔ نگاہے: ایک نظر۔

ترجمہ و تشریح ......: اس پرانی سرائے میں عافیت کی آرزو رکھتا ہے؟ کیا زندگی کی کشمکش پر تیری نظر نہیں ہے (دنیا میں وہی شخص زندہ رہ سکتا ہے جو ہر وقت جدوجہد کرتا ہے) نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے ہمارا گناہ کیا لکھیں گے، تیری دنیا میں ہمارا نصیب بس ایک نظر ہی تو ہے اور کچھ نہیں (ہم تو تیری نگاہ ناز کے کشتہ ہیں یا ہم تو ایک نگاہ سے بے خود ہو گئے اور جب یہی ہوش نہ رہا تو گناہ یا ثواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)۔

بیا کہ دامن اقبال رابدست آریم — کہ اوز خرقہ فروشان خانقاہے نیست

معانی ......: بدست آریم: ہم پکڑلیں۔ بدست آودن: ہاتھوں سے پکڑ لینا۔ زخرقہ فروشان خانقاہے: کسی خانقاہ کے خرقہ بیچنے

والوں میں سے۔ان سلا جامہ،صوفیوں کا لباس جو عموماً پیر کسی مرید کو خلافت دیتے وقت پہناتا ہے،فروشاں،فروشندگان: بیچنے والے۔ خرقہ فروش:نام کے درویش۔

ترجمہ و تشریح ...... : اک اقبال کا دامن تھام لیں کیونکہ وہ کسی خانقاہ کے خرقہ فروشوں میں سے نہیں ہے۔ کئے ہیں فاش رموز قلندری میں نے کہ فکر مدرسہ وخانقاہ ہو آزاد (اقبال)

غزل نمبر ۴۴

شعلہ در آغوش دارد عشق بے پروائے من　　　برنخیزد یک شرار از حکمت ناز اے من
چوں تمام افتد سراپا نازمی گردد نیاز　　　قیس را لیلیٰ ہمی نامند در صحرائے من

معانی ...... : برنخیزد:نہیں اٹھتا،نکلتا۔از حکمت ناز اے من:میری بانجھ عقل سے۔نازا،نازاینده:بانجھ۔چوں:جب۔تمام:پورا، کامل۔افتد:وہ ہو جاتا ہے،ہو جائے۔گردد:ہو جاتا ہے۔ایک حالت سے دوسری حالت میں پلٹ جانا،ہو جانا۔نیاز:عاشقی،بندگی، محتاجی۔قیس:قیس عامری جو مجنوں کے نام سے مشہور ہے۔را:کو،کا۔لیلیٰ:قیس کی محبوبہ۔ہمی نامند:نام رکھتے ہیں،نام دیا جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا من موجی عشق اپنی آغوش میں شعلہ لئے ہوئے ہے میری بانجھ عقل میں سے ایک چنگاری بھی نہیں چھوٹتی،عشق جب کامل ہو جائے تو سراپا حسن بن جاتا ہے میرے صحرا میں مجنوں کو لیلیٰ کا نام دیا جاتا ہے۔

بہر دہلیز تو از ہندوستان آوردہ ام　　　سجدہ شوقے کہ خوں گردید در سیمائے من
تیغ لا در پنجہ ایں کافر دیرینہ دہ　　　باز بنگر در جہاں ہنگامہ الائے من

معانی ......: بہر دہلیز تو:تیری چوکھٹ کے واسطے۔آوردہ ام:میں لایا ہوں۔سجدۂ شوقے:وہ سجدۂ شوق۔خوں گردید:خون ہو گیا۔ در سیمائے من:میری پیشانی میں۔تیغ لا:لا الہ کی تلوار۔لا:نہیں،مراد معبودان باطل کی نفی،غیر اللہ کی نفی۔در پنجہ ایں کافر دیرینہ:اس پرانے کافر کے ہاتھوں میں۔دہ:تو دے۔باز:پھر۔بنگر:تو دیکھ۔ہنگامہ الائے من:میرا ہنگامہ الا۔الا:مگر،مراد اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اعلان۔

ترجمہ و تشریح ...... : آپؐ کی چوکھٹ کے واسطے ہندوستان سے لایا ہوں وہ سجدۂ شوق جو میری پیشانی میں لہو ہو گیا تھا اس پرانے کافر کے ہاتھ میں لا کی تلوار دے پھر دیکھ دنیا میں میرا ہنگامہ الہ۔(لا اور الا سے کلمہ طیبہ مراد ہے)۔

گردشے باید کہ گردوں از ضمیر روزگار　　　دوش من باز آرد اندر کسوت فردائے من
از سپہر بارگاہت یک جہاں وافر نصیب　　　جلوہ داری دریغ از وادی سینائے من ؟

معانی ......: گردشے:ایسا چکر،وہ گردش۔باید:چاہئے۔گردوں:آسماں۔از ضمیر روزگار:زمانے کے باطن میں سے۔دوش من: میرا ہوا کل۔باز آرد:پھر سے لے آئے،پھیر لانا۔اندر کسوت فردائے من:میرے آنے والے کل کے لباس میں۔از سپہر بارگاہت: تیری بارگاہ کے آسمان سے،تیرے آسمان ایسے دربار سے۔سپہر:آسمان۔وافر نصیب:خوب خوب فیض یاب،کثیر حصہ رکھنے والا،جی بھر کے بہرہ مند۔دریغ:مضائقہ،پرہیز۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسی گردش چاہئے کہ آسمان زمانے کے ضمیر کے اندر میں سے میرے مستقبل کے لباس میں میرا ماضی پھیر لائے تیری اونچی جنابؐ سے ایک دنیا نہال(ہے)ایسا جلوہ رکھتے ہوئے بھی میری وادی سینا سے دریغ ؟ (میری وادی سینا آپؐ کے جلوے سے محروم ہے)۔

باخدارد پردہ گویم باتو گویم آشکار   یا رسولؐ اللہ ! او پنہان و تو پیدائے من !

معانی ...... : باخدا: خدا سے۔ در پردہ: پردے میں، چھپا کے، پوشیدہ۔ گویم: میں کہتا ہوں۔ باتو: تجھ سے، تیرے ساتھ۔ آشکار: علانیہ، واضح، کھلم کھلا۔ پنہاں: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ پیدائے من: مجھ پر آشکار، ظاہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں خدا سے تو پوشیدہ پوشیدہ عرض کرتا ہوں (مگر) آپؐ سے تو کھلم کھلا (برملا عرض کرتا ہوں) یا رسول اللہ وہ مجھ سے پناں ہے اور آپ آشکار (ظاہر)۔

غزل نمبر ۴۵

بتان تازہ تراشیدہ دریغ از تو   درون خویش نہ کاویدہ ای دریغ از تو
چناں گداختہ از حرارت افرنگ   زچشم خویش تراویدہ دریغ از تو

معانی ...... : بتان تازہ: نئے بت۔ بتاں: بت کی جمع۔ تراشیدہ ای: تو نے تراشا ہے۔ دریغ از تو: تجھ پر افسوس۔ درون خویش: اپنا اندر ضمیر۔ کاویدہ ای: نہیں کھودا ہے، تو نے نہیں کریدا۔ چنان: ایسا۔ گداختہ ای: تو پگھلا ہے۔ چشم خویش: اپنی آنکھ۔ تراویدہ ای: تو ٹپک پڑا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے نئے نئے بت تراش لئے تجھ پر افسوس ہے اپنا اندر نہ کریدا حیف ہے تجھ پر تو فرنگ کی حرارت سے ایسا پگھلا اپنی آنکھ سے (آنسو بن کر) ٹپک پڑا! وائے ہو تجھ پر (خود اپنی نظر میں گر گیا ہے) احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے۔

بکوچہ کہ دہد خاک رابہائے بلند   بہ نیم غمزہ نیر زیدہ دریغ از تو
گرفتم ایں کہ کتاب خرد فرد خواندی   حدیث شوق نہ فہمیدہ دریغ از تو

معانی ...... : بکوچہ: اس گلی میں۔ کہ: جو۔ دہد: وہ دیتی ہے۔ بہائے بلند: اونچا مول۔ بہ نیم غمزہ: آدھی جھلک میں، آنکھوں کے ذرا سے اشارے کے مول۔ محبوبانہ ادا۔ نیر زیدہ ای: تو نہیں بکا، تو لائق نہیں ہے۔ گرفتم: میں نے مانا۔ فرو خواندی: تو نے پڑھ رکھی ہے۔ حدیث شوق: عشق کی بات۔ نہ فہمیدہ ای: تو نے نہ سمجھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کوچے (فرنگ) میں جہاں مٹی (بھی) اونچا مول پاتی ہے تو آدھی جھلک کے (بھی) لائق نہ ٹھہرا! افسوس تجھ پر (تو فرنگیوں کے بازار میں سستا ہی بک گیا) میں نے یہ مانا کہ تو عقل کی ساری کتاب پڑھ چکا ہے (تو نے انگریزوں کے قائم کردہ کالجوں میں فلسفہ اور سائنس کا بہت مطالعہ کیا ہے) لیکن عشق کی بات تو نے نہ سمجھی (تو نے عشق رسول گا فلسفہ بالکل نہیں سمجھا تجھ پر افسوس ہے۔

طواف کعبہ زدی گرد دیر گردیدی   نگہ بخویش نہ پیچیدہ دریغ از تو

معانی ...... : طواف کعبہ زدی: تو نے کعبے کا طواف کیا۔ زدی: تو نے کیا۔ گرد دیر: بت خانے کے گرد۔ گردیدی: تو پھرا۔ نگہ بخویش نہ پیچیدہ ای: تو نے اپنے آپ میں نگاہ نہ کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے کعبے کا طواف کیا مندر کے پھیرے لگائے (مگر) اپنی طرف نگاہ نہ کی افسوس تجھ پر (تو نے کبھی اپنی خودی کی تربیت کی طرف توجہ نہ کی)۔ (اے مسلمان تو نے کعبہ کا طواف بھی کیا اور واپس آ کر پھر انگریز کی چوکھٹ پر سر جھکا دیا تو ساری عمر اندھا ہی رہا)۔

نقشِ فرنگ

نقش فرنگ

تمہید:

اس نظم میں اقبال نے اہل یورپ کو یہ پیغام دیا ہے کہ اگر مقصدِ حیات حاصل کرنا چاہتے ہو تو عقل کے بجائے عشق کو اپنا رہنما بناؤ۔ اس نظم میں نو (۹) بند ہیں۔

پہلا بند بطور تمہید ہے۔ دانایانِ فرنگ کی غلط روش پر اظہار افسوس کیا ہے۔
دوسرے بند میں انہوں نے عقل (حکمت و فلسفہ) کی کوتاہیوں کو واضح کیا ہے۔
تیسرے بند میں عقل پرستی کے مضر نتائج بیان کئے ہیں۔
چوتھے بند میں عقل اور عشق میں موازنہ کر کے عشق کی برتری ثابت کی ہے۔
پانچویں بند میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ انسان کی اصل عشق ہے مادہ نہیں ہے۔
چھٹے بند میں واضح کیا ہے کہ جب انسان نے مسلکِ عشق کے بجائے مسلکِ عقل اختیار کیا تو معاشرت میں فساد رُونما ہو گیا۔
ساتویں بند میں اس انقلاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس وقت دنیا میں رُونما ہے۔
آٹھویں بند میں اس انقلاب کے نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔
نویں بند میں اس حقیقت کو پیش کیا ہے کہ زندگی ایک ارتقائی حرکت ہے اور اس حرکت کا رُخ خوب سے خوب تر کی طرف ہے۔

پیام

ازمن اے بادصبا گوے بد انائے فرنگ — عقل تابال کشود است گرفتار تر است
برق را ایں بجگری زند، آں رام کند — عشق از عقل فسوں پیشہ جگر دار تر است

معانی ...... : ازمن: میری طرف سے۔ گوے: تو کہنا۔ بدانائے فرنگ: مغرب کے دانا سے۔ تا: جتنا، جس قدر۔ بال کشوداست: پر کھولے ہوئے ہے۔ بجگری زند: جگر میں رکھ لیتا ہے۔ رام کند: وہ رام کر لیتی ہے۔ رام کردن: قابو میں لانا، مطیع کرنا۔ عقل فسوں پیشہ: جادوگر عقل۔ فسوں پیشہ: جادوگر، منتر پھونکنے والی۔ جگر دار تر: زیادہ بہادر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صبا میری طرف سے مغرب کے دانا سے کہنا (تمہاری) عقل جتنا پر کھولتی ہے پھنستی چلی جاتی ہے یہ برق کو جگر پر لیتا ہے وہ اسے رام کرتی ہے عشق منتر پھونکنے والی عقل سے زیادہ جگر دار (حوصلہ مند) ہے۔

چشم جز رنگ گل ولالہ نہ بیند ، ورنہ — آنچہ در پردہ رنگ است پدیدار تر است
عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری — عجب این است کہ بیمار تو بیمار تر است

معانی ...... : جز:علاوہ۔نہ بیند:وہ نہیں دیکھتی۔دیدن:دیکھنا۔آنچہ جو:جوکچھ۔در پردہ رنگ:رنگ کی اوٹ آڑ میں۔پدیدارتر: زیادہ ظاہر،آشکار۔عجب:عجیب،انوکھا،حیرت ناک۔اعجازِ مسیحا:حضرت عیسیٰ کا معجزہ،مردوں کو جلانے کا معجزہ۔مسیحا:حضرت عیسیٰ کا لقب جو مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔داری:تو رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : آنکھ لالہ وگل کے رنگ کے علاوہ اور (کچھ) نہیں دیکھتی ورنہ جو کچھ رنگ کی اوٹ میں ہے وہ زیادہ ظاہر ہے تعجب اس پر نہیں کہ تو مسیحائی کا معجزہ رکھتا ہے تعجب کی بات یہ ہے کہ تیرا بیمار اور بھی بیمار ہو چلا ہے۔(تیرے علاج سے مریض کا مرض اور بڑھ گیا ہے)۔

دانش اندوختہ، دل زکف انداختہ — آہ زاں نقد گرانمایہ کہ درباختہ
حکمت وفلسفہ کارے است کہ پایانش نیست — سیلی عشق و محبت بہ دبستانش نیست

معانی ...... : دانش:علم،دانائی۔اندوختہ ای:تو نے جمع کر رکھا ہے،تو نے فراہم کیا ہے۔زکف انداختہ ای:تو نے ہاتھ سے پھینک دیا ہے۔آہ زاں نقد گراں مایہ:آہ وہ انمول دولت اس گرانمایہ دولت کا افسوس ہے۔درباختہ ای:تو نے ہار دی ہے،تو گنوا بیٹھا ہے۔حکمت:سائنس۔کارے:وہ کام،ایسا شغل۔پایانش:اس کا آخر۔انجام۔سیلی:طمانچہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے علم ذخیرہ کر لیا (مگر) دل ہاتھ سے دے دیا آہ وہ انمول دولت جو تو گنوا بیٹھا ہے سائنس اور فلسفہ وہ کام ہے جس کا کوئی انجام نہیں ہے اس کے مدرسے میں عشق و محبت کے تھپیڑے نہیں۔

بیشتر راہ دل مردم بیدار زند — فتنہ نیست کہ در چشم سخندانش نیست
دل زناز خنک اوبہ تپیدن نرسد — لذتے درخلش غمزہ پنہانش نیست

معانی ...... : راہ دل مردم بیدار زند:جاگے ہوئے (ہوشیار) لوگوں کے دل کی راہ مارتا ہے۔فتنہ:ایسا کوئی فتنہ۔چشم سخندانش:اس کی باتیں بنانے والی آنکھ،اس کی ہوشیار آنکھ۔زناز خنک او:اس کی ٹھنڈی ادا سے۔بہ تپیدن نرسد:تڑپنے نہیں پاتا،تڑپنے سے رہ جاتا ہے۔درخلش غمزہ پنہانش:اس کے چھپے ہوئے غمزے کی چبھن میں۔ناز،آنکھ کا اشارہ۔پنہاں:پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اکثر جاگے ہوؤں ہی کا دل لوٹتی ہے کوئی فتنہ نہیں جو اسکی ہوشیار آنکھوں میں نہیں دل اس کی ٹھنڈی ادا سے تڑپنے نہیں پاتا اس کے چھپے چھپے اشاروں کی کھٹک میں کوئی لذت نہیں۔

دشت و کہسار نورد ید و غزالے نگرفت — طوف گلشن زدو یک گل بہ گریبانش نیست
چارہ این است کہ از عشق کشادے طلبیم — پیش او سجدہ گزاریم و مرادے طلبیم

معانی ...... : نوردید:اس نے طے کیا،وہ گھوما۔و:مگر۔غزالے:کوئی ہرن۔نگرفت:اس نے نہیں پکڑا۔طوف گلشن زد:گلشن کا پھیرا لگایا۔کشادے:حل،نجات،رہائی۔طلبیم:ہم مانگیں۔سجدہ گزاریم:ہم سجدہ کریں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے بن اور پہاڑ ایک کر دیئے (دردر کی خاک چھانی) مگر کوئی غزال ہاتھ نہ آیا (حقیقت کو نہ پاسکا) گلشن کے پھیرے لگائے لیکن اس کے گریبان میں ایک پھول بھی نہیں (فلسفی ساری عمر حقیقت کی تلاش میں بسر کر دیتا ہے لیکن حقیقت تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی)۔چارہ یہ ہے کہ ہم عشق سے دستگیری چاہیں اس کے آگے سجدہ کریں اور اس سے مراد مانگیں (اس کا

ازالہ یہ ہے کہ عقل کی بجائے عشق کو رہنما بنائیں)۔

عقل چوں پائے دریں راہ خم اندر خم زد — شعلہ در آب دوانیدو جہاں برہم زد
کیمیا سازی اوریگ رواں رازرکرد — بردل سوختہ اکسیر محبت کم زد

معانی ...... : پائے دریں راہ خم اندوخم زد: اس پیچ در پیچ راستے میں قدم رکھا۔ دوانید: اس نے دوڑایا۔ برہم زد: اس نے الٹ پلٹ کردیا۔ زرکرد: اس نے سونا بنادیا۔ کردیا، بنادیا۔ بردل سوختہ: جلے ہوئے دل پر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل نے جب اس پیچ در پیچ راہ میں قدم رکھا تو پانی میں شعلہ دوڑایا اور دنیا الٹ پلٹ کے رکھ دی (دنیا کو درہم برہم کردیا) اس کی کیمیا گری نے اڑتی ہوئی ریت کو سونا بنادیا (مگر) کسی جلے ہوئے دل پر محبت کی اکسیر نہیں رکھی (کہ وہ کندن بن جاتا)۔ (ان کے دل میں خوف خدا یا ہمدردی کا مادہ پیدا نہیں کیا)۔

وائے برسادگی ماکہ فسونش خوردیم — رہزنے بود، کمیں کرد و رہ آدم زد
ہنرش خاک برآوردزتہذیب فرنگ — باز آں خاک بچشم پسر مریم زد

معانی ...... : وائے برسادگی ما: ہماری سادگی پر افسوس۔ فسونش: اس کا فریب۔ فسوں: فریب۔ خوردیم: ہم نے کھایا۔ کمیں کرد: اس نے گھات لگائی۔ رہ آدم زد: اس نے آدم کی راہ ماری۔ خاک برآورد: اس نے خاک اڑائی، اس نے تباہ و برباد کردیا۔ بچشم پسر مریم زد: اس نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کی آنکھ میں ڈالی۔ چشم پسر مریم کنایہ ہے مذہب عیسوی سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری سادگی پر افسوس کہ اس کے فریب میں آگئے وہ ایک رہزن تھا جس نے گھات لگائی اور آدمی کی راہ ماری (راستہ میں لوٹ لیا) اس کے ہنر نے فرنگی تہذیب کی خاک اڑائی پھر وہی خاک مریم کے بیٹے کی آنکھوں میں ڈال دی۔ (جناب مسیحؑ کی قابل قدر اخلاقی تعلیمات کو شدید نقصان پہنچایا)۔

شررے کاشتن و شعلہ درودن تاکے — عقدہ بر دل زدن و باز کشودن تاکے
عقل خودبیں دگرد عقل جہاں بیں دگر است — بال بلبل دگرد بازو سے شاہیں دگر است

معانی ...... : کاشتن: بونا۔ درودن: فصل کاٹنا۔ تاکے: کب تک۔ عقدہ بر دل زدن: دل پر گرہ ڈالنا، دل کیلئے رنج اور مشکل پیدا کرنا۔ باز: پھر سے، دوبارہ۔ کشودن: کھولنا۔ عقل خود بیں: اپنے آپ میں مگن عقل، خود ہی کو دیکھنے والی عقل۔ دگر: دوسری۔ عقل جہاں بیں: دنیا دیکھنے والی عقل، خود سے باہر دیکھنے والی عقل۔

ترجمہ و تشریح ...... : کب تک چنگاری بونا اور شعلے کاٹنا؟ دل پر گرہ ڈالنا اور پھر کھولنا کب تک؟ (تم کب تک عقل پرستی کے گرداب میں مبتلا رہو گے) اپنے آپ میں گم عقل اور ہے دنیا دیکھنے والی عقل اور بلبل کا پر اور ہے شاہین کا شہپر اور ہے (بلبل اور شاہین دونوں بازو رکھتے ہیں لیکن بلبل کے بازوؤں میں وہ طاقت کہاں جو شاہین کے بازوؤں میں پائی جاتی ہے۔ اسی پر عقل خود بین اور عقل جہاں بیں کو قیاس کرسکتے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جسے عقل جہاں بیں حاصل ہوجائے کیونکہ کائنات کی تمام وسعتیں اس کی بدولت حاصل ہوسکتی ہیں)۔

دگر است آں کہ بردانہ افتادہ زخاک — آں کہ گیرد خورش ازدانہ پرویں دگر است
دگر است آں کہ زندہ سیر چمن مثل نسیم — آں کہ در شد بہ ضمیر گل و نسریں دگر است

معانی ...... : خورش: خوراک، کھانا۔ ازدانہ پروین: ثریا کے دانے سے، پروین کے ستاروں سے۔ از: سے۔ پروین: عقد ثریا،

انتہائی بلندی پر واقع ستاروں کا ایک مخصوص گچھا۔ زند سیر چمن: چمن کی سیر کرتا ہے۔ در شد: وہ داخل ہوا۔ بہ ضمیر گل و نسرین: گلاب اور نسرین سیوتی کے باطن میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اور ہے وہ (پرندہ) جو مٹی پر پڑا ہوا دانہ چگتا ہے جو ثریا کے خوشے سے خوراک جھپٹتا ہے وہ (پرندہ) اور ہے اور ہے وہ جو باغ میں نسیم کی طرح چکراتا پھرتا ہے اور وہ جو گلاب اور نسرین کے پھولوں کے اندر اتر گیا وہ اور ہے۔

دگر است آنسوے نہ پردہ کشادن نظرے　　　ایں سوے پردہ گمان و ظن و تخمیں دگر است
اے خوش آں عقل کہ پہناے دو عالم با اوست　　　نور افرشتہ و سوز دل آدم با اوست

معانی ...... : آنسوے نہ پردہ: نو آسمانوں کے پار، نو پردوں کے اس طرف۔ ایں سوے پردہ: پردے کے اس طرف، آسمان کے اس طرف۔ ظن: گمان، خیال۔ تخمین: اندازہ، اٹکل۔ اے خوش: کلمہ تحسین، واہ، کیا ہی اچھی۔ پہنائے دو عالم: دونوں جہان کی وسعت۔ با اوست: اس کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اور ہے (ان) نو پردوں کے اس طرف دیکھنا پردے کے ادھر ادھر اٹکل پچو لڑانا اور ہے مبارک ہے وہ عقل کہ دونوں جہان کا پھیلاؤ اس کے جلو میں ہے فرشتے کا نور اور آدم کے دل کا سوز اس میں سمایا ہوا ہے۔

ماز خلوت کدہ عشق بروں تاختہ ایم　　　خاک پارا صفت آئینہ پرداختہ ایم
درنگر ہمت ماراکہ بہ داوے فکلیم　　　دو جہاں راکہ نہاں بردہ عیاں باختہ ایم

معانی ...... : زخلوت کدۂ عشق: عشق کے خلوت کدے سے۔ خلوت کدہ: تنہائی کا مقام۔ بروں تاختہ ایم: ہم باہر نکل آئے ہیں، یلغار کرنا۔ پرداختہ ایم: ہم نے چمکایا ہے۔ درنگر: تو دیکھ۔ فکلیم: ہم نے داؤ پر لگا دیا۔ نہاں بردہ: پوشیدہ پوشیدہ حاصل کیا۔ عیاں باختہ ایم: ہم نے کھلم کھلا ہار دیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم عشق کے خلوت کدے سے باہر نکلے ہیں (یلغار کی ہے) ہم نے پاؤں کی مٹی کو آئینے کی طرح چمکایا ہے ہماری ہمت دیکھ کہ ہم نے ایک ہی داؤ پر لگا دیا ہے دونوں جہان کو جنہیں ہم چھپا کر لائے اور دکھا کر ہار گئے۔

پیش ما میگزرد سلسلہ شام و سحر　　　برلب جوے رواں خیمہ برافراختہ ایم
در دل ماکہ بریں دیر کہن شبخوں ریخت　　　آتشے بود کہ درخشک و تر انداختہ ایم

معانی ...... : میگذرد ہے: گزر رہا ہے، گزرتا رہتا ہے۔ برلب جوے رواں: بہتی ہوئی ندی کے کنارے پر۔ خیمہ برافراختہ ایم: ہم نے خیمہ کھڑا کیا ہے، ہم نے ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ بریں دیر کہن: اس (مندر) دنیا پر۔ شبخون ریخت: اس نے یلغار کی۔ آتشے: بڑی زبردست آگ۔ درخشک و تر: ساری کائنات میں۔ انداختہ ایم: ہم نے پھینک دی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے آگے صبح اور شام کی لین ڈوری لگی رہتی ہے ہم نے بہتی ہوئی ندی کے کنارے پر خیمہ لگا رکھا ہے ہمارے دل میں جس نے اس دنیا پر شبخون مارا ایک آگ تھی جو ہم نے سارے جہان میں دکھا دی۔

شعلہ بودیم، شکستیم و شرر گردیدیم　　　صاحب ذوق و تمنا و نظر گردیدیم
عشق گردید ہوس پیشہ و ہر بند گسست　　　آدم از فتنہ اوصورت ماہی درشست

معانی ...... : بودیم: ہم تھے۔ شکستیم: ہم ٹوٹ گئے، بکھر گئے۔ شرر: چنگاری۔ گردیدیم: ہم ہو گئے۔ گردید: وہ ہو گیا۔ ہوس پیشہ: ہوس جس کی گھٹی میں پڑ جائے، ہوس کار۔ گست: اس نے توڑ ڈالا۔ از فتنہ او: صورت ماہی درشست: کانٹے میں پھنسی ہوئی مچھلی کی طرح۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم شعلہ تھے ٹوٹ گئے اور چنگاری بن گئے ہو گئے مستی اور چاہ اور آنکھ والے عشق نے ہوس کا چلن اختیار کر لیا اور ہر روک گرادی آدمی جیسے کانٹے میں پھنسی ہوئی مچھلی کے فتنے سے۔

رزم بر بزم پسندید و سپاہے آراست　　تیغ او جز بہ سرو سینہ یاراں نہ نیست
رہزنی راکہ بنا کرد جہاں بانی گفت　　ستم خواجگی او کمر بندہ شکست

معانی ...... : پسندید: اس نے پسند کیا۔ سپاہے: بڑی فوج۔ آرست: اس نے ترتیب دیا۔ جز بہ سرو سینہ یاراں: دوستوں کے سر اور سینے کے علاوہ۔ نہ نشست: نہ بیٹھی۔ بنا کرد: اس نے بنیاد ڈالی۔ جہان بانی: دنیا کی نگہداری: ستم خواجگی او: اس کی آقائی کا ظلم و ستم۔ شکست: اس نے توڑ ڈالی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے رزم کو بزم پر ترجیح دی اور لشکر ترتیب دیا اس کی تلوار نہ گری مگر دوستوں کے سر اور چھاتی پر اس نے رہزنی کی بنا ڈالی اور اسے جہانبانی بتایا اس کی ملوکیت کے ستم نے مجبوروں کی کمر توڑ کے رکھ دی۔

بے حابانہ ببانگ دف و نَی می رقصد　　جامے از خون عزیزان تنک مایہ بدست
وقت آن است کہ آئین دگر تازہ کنیم　　لوح دل پاک بشوئیم و زسر تازہ کنیم

معانی ...... : جامے از خون عزیزان تنک مایہ بدست: مفلس عزیزوں کے خون سے بھرا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے۔ تازہ کنیم: ہم تازہ کریں، زندہ کریں۔ نئے سرے سے کوئی کام کریں۔ لوح دل: دل کی تختی۔ لوح: تختی، یہاں حضرت موسیٰ کو عطا ہونے والی الواح کی بھی ایک رعایت پائی جاتی ہے۔ پاک بشوئیم: پاک کریں، دھو کر پاک کریں۔ زسر: سرے سے، اول سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دف و نَی کی آواز پر دیدہ دلیری سے رقص کر رہا ہے گرے پڑے عزیزوں کے خون سے بھرا پیالہ ہاتھ میں لئے (اپنے بھائیوں کو قتل کرنے پر کمر باندھ لی) وقت آ گیا ہے کہ ہم ایک اور نظام بروئے کار لائیں دل کی تختی دھو ڈالیں اور نئے سرے سے شروع کریں۔ (اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس فرسودہ نظام ملوکیت کو ختم کر دیں)۔

افسر پادشاہی رفت و بہ یغمائی رفت　　نئے اسکندری و نغمہ دارائی رفت
کوہکن تیشہ بدست آمد و پرویزی خواست　　عشرت خواجگی و محنت لالائی رفت

معانی ...... : افسر بادشاہی: شاہی تاج۔ یغمائی: لوٹ، نیز ترکستان کے شہر یغما کا باشندہ جہاں کے لوگوں کا پیشہ رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ نے اسکندری: سکندر کی شان و شوکت کی بنسی۔ نغمہ دارائی: دارا کی بادشاہت کا نغمہ۔ دارا: قدیم ایران کا بادشاہ جسے سکندر نے قتل کیا۔ رفت: گیا، فنا ہو گیا۔ کوہکن: پہاڑ کا رہنے والا، فرہاد کا لقب جس نے اپنی محبوبہ شیریں کو حاصل کرنے کیلئے پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔ پرویزی: بادشاہت۔ پرویز: فرہاد کا رقیب شہزادہ۔ خواست: اس نے مانگی۔ عشرت خواجگی: بادشاہی کا عیش۔ عشرت: محنت لالائی: غلامی کی تختی۔

ترجمہ و تشریح ...... : بادشاہت کا تاج گیا اور لوٹ کھسوٹ کا شکار ہوا سکندر کا ساز اور دارا کا ترانہ فنا ہو گیا (سکندر اور دارا مطلق العنان بادشاہوں کا دور ختم ہو رہا ہے) کوہکن ہاتھ میں تیشہ لئے ہوئے آیا اور پرویزی طلب کی (حکومت پرویز کا مدعی ہوا) بادشاہی کا عیش اور غلامی کی تختی رخصت ہو گئی۔ (مزدوروں کی غلامی کا زمانہ ختم ہو رہا ہے)۔

یوسفی راز اسیری بہ عزیزی بردند　　ہمہ افسانہ و افسون زلیخائی رفت
راز ہائے کہ نہاں بود بیا زار افتاد　　آں سخن سازی وآں انجمن آرائی رفت

معانی ...... : عزیزی: مصر کی بادشاہت۔ عزیز: حضرت یوسف کے زمانے میں مصر کے بادشاہ کا لقب۔ بردند: لے گئے۔ افسانہ و افسون زلیخائی: زلیخائی کی گھاتیں، چلتر۔ افسوں: دھوکہ، جادو۔ زلیخا: عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی۔ رازہائے کہ: وہ راز جو۔ بود: تھے۔ بہ بازار افتاد: بازار میں آ گیا، عام ہو گیا۔ سخن سازی: باتیں بنانا، بے پر کی اڑانا۔ انجمن آرائی: محفل سجانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یوسفی قید سے چھوٹ کے بادشاہت تک پہنچ گئی۔ زلیخا کی ساری کہانی اور جادوگری (بیچ میں سے) نکل گئی۔ وہ راز جو چھپے ہوئے تھے بازار میں آ گئے (ہر کہ و مہ کی زبان پر آ گئے)۔ سخن سازی (باتیں بنانا) اور انجمن آرائی کا دور ختم ہو گیا۔

چشم بکشاے اگر چشم تو صاحب نظر است　　زندگی در پے تعمیر جہان دگر است

من دریں خاک کہن گوہر جاں می بینم　　چشم ہر ذرہ چو انجم نگراں می بینم

معانی ...... : چشم بکشاے: تو آنکھ کھول، دیکھ۔ پے تعمیر جہان دگر است: دوسری دنیا تعمیر کرنے کی دھن میں ہے۔ دریں خاک کہن: اس فرسودہ مٹی میں۔ گوہر جاں: زندگی کا موتی۔ می بینم: میں دیکھ رہا ہوں۔ انجم: نجم کی جمع، ستارے۔ نگراں: دیکھنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : آنکھ کھول اگر تیری آنکھ نظر رکھتی ہے (اور دیکھ) زندگی ایک اور ہی دنیا تعمیر کرنے کی دھن میں ہے۔ میں اس فرسودہ مٹی میں زندگی کا جوہر دیکھ رہا ہوں (نئی زندگی کے آثار دیکھ رہا ہوں)۔ میں ہر ذرے کی آنکھ ستاروں کی طرح بیدار دیکھ رہا ہوں۔

دانہ راکہ بآغوش زمین است ہنوز　　شاخ در شاخ و برومند و جواں می بینم

کوہ را مثل پرکاہ سبک می یابم　　پرکاہے صفت کوہ گراں می بینم

معانی ...... : دانہ را: اس بیج کو۔ کہ: جو۔ ہنوز: اب تک، ابھی۔ شاخ در شاخ: ڈالی ڈالی، رنگا رنگ۔ برومند: پھل دار۔ جواں: ہرا بھرا، شاداب۔ مثل پرکاہ: گھاس کی پتی کی مثال۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ بیج جو ابھی زمین کی آغوش میں (اندر) ہے میں اسے گھنیرا، پھلدار اور ہرا بھرا دیکھ رہا ہوں۔ مغربی تہذیب کے پہاڑ کو گھاس کی پتی کی طرح ہلکا پاتا ہوں۔ تنکے کو وزنی پہاڑ دیکھ رہا ہوں۔

انقلابے کہ نگنجد بہ ضمیر افلاک　　بینم و ہیچ ندانم کہ چساں می بینم

خرم آں کس کہ دریں رد سوارے بیند　　جوہر نغمہ زلرزیدن تارے بیند

معانی ...... : انقلابے: وہ انقلاب۔ وہ۔ نگنجد: نہیں سماتا، نہ سمائے۔ بہ ضمیر افلاک: آسمانوں کے دل میں۔ و: مگر۔ ہیچ: کچھ۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ خرم: مبارک، اچھا۔ دریں گرد: اس غبار میں۔ سوارے: شہسوار۔ بیند: وہ دیکھے۔ جوہر نغمہ: نغمے کی روح، حقیقت۔ ز لرزیدن تارے: تار ہلنے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ انقلاب جو آسمانوں کے ضمیر میں نہیں سماتا میں (اسے) دیکھ رہا ہوں مگر کچھ نہیں جانتا کہ کیونکر (کیسے دیکھ رہا ہوں) مبارک ہے وہ شخص جو اس گرد میں سوار کو دیکھ لے تار ہلنے سے نغمے کی روح بوجھ لے۔

زندگی جوے روان است و رواں خواہد بود　　ایں مے کہنہ جوان است و جواں خواہد بود

آنچہ بود است و نباید زمیاں خواہد رفت　　آنچہ بایست و نبود است ہماں خواہد بود

معانی ...... : خواہد بود: وہ رہے گی۔ جوان: تند، تیز۔ آنچہ: جو کچھ۔ بود است: ہوا ہے۔ نباید: نہیں چاہئے، نہ ہونا چاہئے۔ زمیاں خواہد رفت: وہ فنا ہو جائے گا۔ بایست: چاہئے تھا، ہونا چاہئے تھا۔ نبود است: نہیں ہوا ہے، موجود نہیں ہے۔ ہماں: وہی۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی بہتی ہوئی ندی ہے اور یہ ہمیشہ بہتی ہی رہے گی یہ پرانی شراب نشے سے بھری ہوئی (جوان) ہے اور بھری ہی رہے گی (جوان ہی رہے گی) جو کچھ ہے مگر نہیں ہونا چاہیے وہ مٹ جائے گا جو ہونا چاہیے تھا لیکن نہیں ہوا وہ ہو جائے گا۔

عشق از لذت دیدار سراپا نظر است — حسن مشتاق نمود است و عیاں خواہد بود
آں زمینے کہ برد گریہ خونیں زدہ ام — اشک من در جگرش لعل گراں خواہد بود

معانی ...... : مشتاق نمود: رونمائی کی خواہش رکھنے والا۔ عیاں: ظاہر۔ برو: اس پر۔ گریہ خونیں زدہ ام: میں نے خون کے آنسو گرائے ہیں، میں لہو رویا ہوں۔ در جگرش: اس کے جگر میں۔ لعل گراں: بیش قیمت یاقوت۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق دیدار کی لذت سے سراپا نظر بن گیا ہے (انتظار میں ہے) حسن رونمائی چاہتا ہے اور بے نقاب ہو کر رہے گا وہ زمین جس پر میں نے خون کے آنسو گرائے ہیں میرا اشک اس کے جگر میں یاقوت بن جائے گا (قیمتی لعل بن کے رہیں گے)۔

"مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند
شمع کشتند و زخورشید نشانم دادند"

معانی ...... : مژدہ صبح: صبح کی خوشخبری۔ دریں تیرہ شبانم: ان اندھیری راتوں میں مجھے۔ دادند: انہوں نے دی۔ شمع کشتند: انہوں نے شمع گل کر دی۔ انہوں نے بجھا دی۔ ز: کا۔ نشانم دادند: مجھے خبر دی۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اس اندھیری رات میں صبح کی خوشخبری دی گئی ہے شمع بجھا دی گئی مگر سورج کی جھلک مجھے دکھا دی گئی ہے (تہذیب افرنگ کی تباہی اور نئے دور اسلام کی آمد کی طرف اشارہ ہے)۔ (غالب)۔

جمعیت الاقوام

بر فتد تا روش رزم دریں بزم کہن — درد مندان جہاں طرح نو انداختہ اند
من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند — بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

مجلس اقوام (قیام امن کیلئے ۱۹۲۰ء میں قائم ہونیوالی لیگ آف نیشنز)

معانی ...... : برفتد: ختم ہو جائے۔ تا: تا کہ۔ روش رزم: جنگ کا چلن۔ روایت، ریت۔ طرح نو: نئی بنیاد۔ انداختہ اند: انہوں نے ڈالی ہے۔ ازیں بیش: اس سے زیادہ۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ کفن دزدے چند: کچھ کفن چور۔

ترجمہ و تشریح ...... : تا کہ اس دنیا سے جنگ کی ریت اٹھ جائے، جہان کا دکھ درد رکھنے والوں نے نئی بنیاد ڈالی ہے، میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ کچھ کفن چوروں نے قبروں کو آپس میں بانٹنے کیلئے ایک انجمن بنالی ہے۔

شوپن ہار و نیٹشا

مرغے ز آشیانہ بسیر چمن پرید — خارے زشاخ گل بہ تن نازکش خلید
بد گفت فطرت چمن روزگار را — از درد خویش و ہم زخم دیگراں تپید

شوپن ھاور و نیٹشا (یہ جرمنی کے دو مشہور فلسفی تھے)

معانی ...... : مرغے: ایک پرندہ۔ بسیر چمن: چمن کی سیر کیلئے۔ پرید: وہ اڑا۔ خارے: ایک کانٹا۔ بہ تن نازکش: اس کے نازک بدن میں۔ خلید: چبھا۔ بدگفت: اس نے برا کہا۔ فطرت چمن روزگار: زمانے کے چمن کی فطرت۔ را: کو۔ از درد خویش: اپنے درد سے۔ ہم: بھی۔ زغم دیگراں: دوسروں کے غم سے۔ ز: سے۔ تپید: وہ تڑپا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک پرندہ آشیانے سے چمن کی سیر کو اڑا گلاب کی ٹہنی سے ایک کانٹا اس کے نازک بدن میں چبھ گیا اس نے زمانے کے چمن کی فطرت کو برا کہا۔ اپنے اور دوسروں کے درد سے تڑپ اٹھا۔ اقبال نے ایک مصرع میں نیٹشے کی ساری زندگی بیان کردی۔ ع قلب او مومن دماغش کافر است۔

داغے زخون بیگنہے لالہ را شمرد   اندر طلسم غنچہ فریب بہار دید

گفت اندریں سرا کہ بنایش فتادہ کج   صبح کجا کہ چرخ در و شامہانہ چید

معانی ...... : داغے: ایک داغ۔ زخون بیگنہے: کسی بے گناہ کے خون کا۔ شمرد: اس نے گنا۔ اندر طلسم غنچہ: کلی کے طلسم جادو میں۔ دید: اس نے دیکھا۔ اندریں سرا: اس گھر سرائے میں۔ بنایش: اس کی بنیاد۔ نہ چید: اس نے نہیں چنی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے گل لالہ کو کسی بے گناہ کے خون کا داغ شمار کیا غنچے کے طلسم میں اسے بہار کا دھوکا دکھائی دیا وہ بولا اس مکان میں جس کی بنیاد ہی ٹیڑھی پڑی ہے وہ صبح کہاں جس میں آسمان نے شامیں نہیں چن دیں۔

نالید تا بحوصلہ آں نواطراز   خوں گشت نغمہ وزدو چشمش فرو چکید

سوز فغان او بہ دل ہدہدے گرفت   بانوک خویش خار زاندام او کشید

معانی ...... : نالید: وہ رویا۔ تا: حتیٰ کہ۔ بحوصلہ آں نواطراز: اس نواطراز پرندے کے گلے میں۔ خوں گشت نغمہ: نغمہ خوں ہوگیا، نغمہ گھٹ کر رہ گیا۔ زدو چشمش فرو چکید: وہ اس کی دو آنکھوں سے ٹپک پڑا۔ بدل ہدہدے گرفت: اس نے ایک ہدہد کے دل میں اثر کیا۔ بانوک خویش: اپنی چونچ سے۔ خار زاندام او کشید۔ اندام: بدن۔ کشید: اس کے بدن سے کانٹا باہر نکالا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہاں تک رویا کہ اس نواطراز کے گلے میں نغمہ خوں ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے ٹپک پڑا اس کی فریاد کی لپک ایک ہدہد کے دل کو متاثر کیا ہدہد نے اپنی چونچ سے اس کے بدن میں سے کانٹا کھینچ لیا۔

گفتش کہ سود خویش زجیب زیاں برآر   گل از شگاف سینہ زرناب آفرید

درماں ز درد ساز اگر خستہ تن شوی   خوگر بہ خار شوکہ سراپا چمن شوی

معانی ...... : گفتش: اس سے کہا۔ سود خویش: اپنا فائدہ۔ برآر: تو نکال۔ از شگاف سینہ: سینے کے شگاف سے۔ زرناب: کھرا سونا۔ پھول کا زیرہ۔ آفرید: اس نے پیدا کیا۔ درماں: دارو، علاج۔ ز: کو۔ ساز: تو بنا۔ خستہ تن: گھائل، مجروح۔ شوی: تو ہو۔ خوگر: عادی، مانوس۔ بہ: سے، کا۔ شو: تو ہوجا۔ کہ: تا کہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ اس سے بولا کہ نقصان کے اندر سے فائدہ کی صورت پیدا کر پھول نے سینے کے شگاف سے کھرا سونا پیدا کیا اگر ترا بدن زخمی ہوجائے تو درد ہی کو اپنا علاج بنا کانٹے سے میل کرلے تا کہ تو سراپا چمن ہوجائے۔

فلسفہ وسیاست

فلسفی رابا سیاست داں بیک میزاں مسنج　　چشم آں خورشید کورے، دیدہ ایں بے نمے
آں تراشد قول حق راحجت نااستوار　　ویں تراشد قول باطل را دلیل محکمے!

معانی ...... : بیک میزاں: ایک ترازو میں۔ مسنج: تو مت تول۔ خورشید کورے: سورج کی اندھی، جسے سورج نہ دکھائی دے۔ بے نمے: نم سے خالی۔ حجت نااستوار: کمزور دلیل۔ ویں: اور یہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : فلسفی کو سیاستدان کے ساتھ ایک ہی ترازو میں مت تول اس کی آنکھ سورج سے اندھی اس کی آنکھ نم سے خالی ہے وہ حق بات کیلئے بودی دلیل تراشتا ہے اور یہ جھوٹی بات کے لئے مضبوط دلیل گھڑ لیتا ہے۔

صحبت رفتگان　(درعالم بالا)

ٹالسٹائی

بارکش اہرمن لشکری شہریار　　از پے نان جویں تیغ ستم برکشید
زشت بہ چشمش نکوست مغز نداند زپوست　　مردک بیگانہ دوست سینہ خویشاں درید!

گزرے ہوؤں کی مجلس　(عالم بالا میں)

ٹالسٹائی (روس کا مشہور مصلح جس نے یورپ کی سرمایہ داری کے خلاف آواز بلند کی۔ وہ ملوکیت کا بھی دشمن تھا۔)

معانی ...... : بارکش ہرمن: شیطان کا بوجھ اٹھانے والا۔ از پے نان جویں: جو کی روٹی کیلئے۔ برکشید: اس نے کھینچی۔ مغز نداند ز پوست: وہ مغز اور پوست میں فرق نہیں کرتا، ظاہر اور باطن میں تمیز نہیں کرتا۔ مردک بیگانہ دوست: غیروں کو دوست رکھنے والا احمق۔ سینہ خویشاں: اپنوں کا سینہ۔ اپنے۔ درید: اس نے پھاڑ دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : شیطان کا بوجھ ڈھونے (اٹھانے) والا بادشاہ کا لشکری ہے جو کی روٹی کے لئے اس نے ظلم کی تلوار اٹھالی برا اس کی آنکھوں میں بھلا ہے، وہ مغز اور پوست میں تمیز نہیں کرتا۔ غیروں کو دوست رکھنے والا احمق اس نے اپنوں کا سینہ چھلنی کر دیا۔

داروئے بیہوشی است تاج، کلیسا، وطن
جان خداداد را خواجہ بجامے خرید!

معانی ...... : داروے بے ہوشی: بے ہوش کرنے والی دوا۔ تاج: مراد بادشاہت، سلطنت۔ کلیسا: مراد مذہبی ادارے۔ جان خداداد۔ خدا کی دی ہوئی زندگی۔ جان: زندگی۔ خواجہ: آقا، بادشاہ، دولتمند، تاجر۔ بجامے: ایک جام کے بدلے۔ بہ: عوض۔ جام: شراب کا پیالہ۔ خرید: اس نے خریدا۔ خریدن: خریدنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بے ہوشی کی دوا ہے ملوکیت، پاپائیت (کلیسا) وطنیت خدا کی دی ہوئی جان کو سرمایہ دار نے ایک جام کے مول خرید لیا ہے۔

کارل مارکس

(جرمنی کا مشہور اسرائیلی ماہر اقتصادیات، جس نے سرمایہ داری کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ اس کی مشہور کتاب موسوم بہ "سرمایہ" کو مذہب اشتراک کی بائبل تصور کرنا چاہئے)۔

راز دان جزو و کل از خویش نامحرم شد است آدم از سرمایہ داری قاتل آدم شد است

معانی ...... : راز دان جزو وکل: جزو وکل کا بھید جاننے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : جزو کل کا بھید جاننے والا انسان خود اپنے آپ سے انجان ہو چکا ہے۔ سرمایہ داری کے ہاتھوں آدمی آدمی کا قاتل بن گیا ہے۔

ہیگل (جرمنی کا مشہور و معروف فلسفی)

جلوہ دہد باغ و راغ معنی مستور را عین حقیقت نگر حنظل و انگور را

فطرت اضداد خیز لذت پیکار داد خواجہ و مزدور را آمرو مامور را

معانی ...... : جلوہ دہد: وہ بے نقاب کرتا ہے۔ راغ: سبزہ زار، جنگل۔ معنی مستور: چھپا ہوا معنی پوشیدہ حقیقت۔ عین حقیقت: حقیقت میں ایک۔ نگر: تو دیکھ۔ حنظل: اندرائن کا پھل۔ فطرت اضداد خیز: اضداد کو ابھارنے والی فطرت۔ اضداد: ضد کی جمع، اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایسی مخالف چیزیں جو ایک وقت اور جگہ اکٹھی نہ ہو سکیں مثلاً: دن اور رات۔ داد: اس نے دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : باغ اور بن چھپی ہوئی حقیقت کے درشن کراتے ہیں حنظل اور انگور کو عین حقیقت دیکھ، اضداد کو ابھارنے والی فطرت نے پیکار کی لذت بخشی سرمایہ دار اور مزدور کو، حاکم اور محکوم کو۔

ٹالسٹائے

عقل دور و آفرید فلسفہ خود پرست ! درس رضامی دہی بندہ مزدور را ؟

معانی ...... : عقل دورو: دورخی عقل۔ آفرید: اس نے پیدا کیا۔ آفریدن: پیدا کرنا۔ فلسفہ خود پرست: آپ اپنی پوجا کرنے والا فلسفہ۔ درس رضا: قسمت کے لکھے پر راضی رہنے کا سبق، صبر شکر کا درس۔ یہاں مراد ہے تقدیر پر راضی رہنا۔ میدہی: تو دے رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دورخی عقل نے خود پرستی کا فلسفہ ایجاد کیا۔ کیا تو بندۂ مزدور کو تقدیر پر راضی رہنے کا درس (سبق) دیتا ہے۔

مزدک

(ایرانِ قدیم کا یہ بدنصیب فلسفی قبادؔ کے زمانہ میں اس کے حکم سے محض اس خطا پر بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا کہ وہ دنیا سے خود غرضی، حسد، عداوت اور طمع کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا)۔

دانہ ایراں زکشت زار و قیصر بردمید مرگ نوی رقصد اندر قصر سلطان و امیر

مدتے در آتش مزدوی سوزد خلیل تا تہی گردد حرمیش از خدا وندان پیر

معانی ...... : کشت زار و قیصر: زار اور قیصر کی کھیتی۔ روس کے قدیم بادشاوں کا لقب۔ و: اور۔ قیصر: سلطنت روما کے بادشاہوں کا

لقب۔ بردمید: پھوٹا۔ مرگ نو: تازہ موت۔ میر قصد: وہ ناچ رہی ہے۔ مدتے: ایک مدت۔ تا: تب۔ تہی گرد: خالی ہو جاتا ہے۔ حریمش: اس کا حرم۔ حریم: حرم، گھر کی چار دیواری، مراد کعبہ۔ از خداوندان پیر: پرانے خداؤں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایران کا بیج زار اور قیصر کی کھیتی سے پھوٹا (اگا) بادشاہوں اور سرمایہ داروں کے محل میں ایک نئی موت ناچ رہی ہے۔ اللہ کا خلیل نمرود کی آگ میں ایک مدت جلتا ہے تب کہیں اس کا حرم پرانے خداؤں سے خالی ہوتا ہے۔

دور پرویزی گزشت اے کشتہ پرویز خیز ! نعمت گم گشتہ خود راز خسرو باز گیر

معانی ...... : دور: زمانہ۔ گذشت: گزر گیا۔ اے کشتہ پرویز: اے پرویز کے مقتول، اے پرویز کے ظلم وستم کے شکار۔ خیز: تو اٹھ۔ نعمت گم گشتہ خود: اپنی کھوئی ہوئی نعمت۔ باز گیر: تو واپس لے۔

ترجمہ و تشریح ...... : پرویز کا دور گزر گیا، اے پرویزی مظالم کے شکار اٹھ اپنی کھوئی ہوئی نعمت کو خسرو سے واپس لے۔

کوہکن

یہ فرہاد کا لقب ہے' جو شیریں پر عاشق تھا۔ جو خسرو پرویز شاہ ایران کی محبوبہ تھی......

نگار من کہ بسے سادہ و کم آمیز است ستیزہ کیش و ستم کوش و فتنہ انگیز است

برون او ہمہ بزم و درون او ہمہ رزم زبان او ز مسیح و دلش ز چنگیز است

معانی ...... : نگار من: میرا معشوق۔ بسے: بہت۔ کم آمیز: لئے دیئے رہنے والا، نہ گھلنے ملنے والا، شرمیلا۔ ستیزہ کیش: لڑاکا، جھگڑالو۔ ستم کوش: ظالم، اس تاک میں رہنے والا کہ موقع ملے اور ستم کرے۔ فتنہ انگیز: فتنے اٹھانے والا۔ برون او: اس کا ظاہر۔ برون او: اس کا۔ درون او: اس کا باطن۔ مسیح: حضرت عیسیٰ۔ دلش: اس کا دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا محبوب جو (ویسے تو) بہت سادہ اور کم آمیز ہے لڑائی کی خو رکھنے والا اور نت نئے ستم ڈھانے والا اور فتنے اٹھانے والا ہے۔ اس کا ظاہر تمام بزم اس کا باطن تمام رزم ہے اس کی زبان مسیح جیسی ہے اور دل چنگیز کا سا ہے۔

گسست عقل وجنون رنگ بست و دیدہ گداخت در آں جلوہ کہ جانم زشوق لبریز است

اگرچہ تیشہ من کوہ راز پا آورد ہنوز گردش گردوں بکام پرویز است

معانی ...... : گست: وہ دور ہو گئی، مٹ گئی، ختم ہو گئی۔ رنگ بست: اس نے رنگ جمایا، باندھا۔ گداخت: وہ پگھل گیا۔ در آں جلوہ: اپنی صورت دکھا، درس دکھا۔ زپا آورد: اس نے گرا دیا۔ بکام پرویز است: پرویز کی موافقت میں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کوچ کر گئی اور دیوانگی نے رنگ جمایا اور دیدے بہہ گئے (میری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے) سامنے آ اپنا جلوہ دکھا کہ میری جان شوق سے بھری ہوئی ہے اگرچہ میرے تیشے نے پہاڑ کو ڈھا دیا ہے (مگر) اب تک آسمان کی گردش پرویز کی موافقت میں ہے (اس لئے اے تمام دنیا کے مزدورو! متحد ہو جاؤ)۔

زخاک تابہ فلک ہرچہ ہست رہ پیماست قدم کشائے کہ رفتار کارواں تیز است

معانی ...... : خاک: زمین۔ تابہ فلک: آسمان تک۔ ہست: موجود ہے۔ رہ پیماست: سفر میں ہے۔ قدم کشائے: تو تیز چل، پاؤں کھول۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمین سے آسمان تک جو کچھ ہے، سفر میں ہے (تو بھی) قدم اٹھا کہ قافلے کی رفتار (بہت) تیز ہے۔

(کائنات کا ذرہ ذرہ مصروف عمل ہے جو شخص عمل نہیں کرتا وہ زندہ نہیں رہ سکتا)۔

نیٹشا

از سستی عناصر انساں دلش تپید　　فکر حکیم پیکر محکم تر آفرید

افگند در فرنگ صد آشوب تازہ　　دیوانہ بکارگہ شیشہ گر رسید !

معانی ...... سستی عناصر انساں: انسان کی خلقت کی کمزوری۔ دلش: اس کا دل۔ تپید: وہ تڑپا۔ فکر حکیم: فلسفی کی فکر۔ پیکر محکم تر: بہت محکم مضبوط پیکر۔ آفرید: اس نے گھڑا۔ آفریدن: ایجاد کیا۔ صد آشوب تازہ: سینکڑوں نئے ہنگامے۔ بکارگہ شیشہ گر: شیشہ گر کے کارخانے میں۔ رسید: وہ پہنچ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : انسان کی بناوٹ کے بودے پن سے اس کا دل تڑپا (مضطرب ہوا) اس فلسفی کی فکر نے ایک بہت پائدار پیکر ایجاد کیا (انسانی برتری کا تصور دیا) اس نے مغرب میں سینکڑوں نئے ہنگامے کھڑے کر دیئے (یوں لگتا ہے جیسے) ایک دیوانہ شیشہ گری کے کارخانے میں داخل ہو گیا ہو۔

حکیم آئن سٹائن

(یہ جرمنی کا مشہور ماہر ریاضیات وطبیعیات جس نے نظریہ اضافیت کا حیرت انگیز انکشاف کیا ہے)۔

جلوہ می خواست مانند کلیم ناصبور　　تا ضمیر مستنیر او کشود اسرار نور

از فراز آسماں تا چشم آدم یک نفس !　　زود پروازے کہ پروازش نیاید در شعور !

معانی ...... : جلوہ: ایک عظیم تجلی۔ می خواست: وہ چاہتا تھا۔ مانند کلیم ناصبور: بے تاب موسیٰ کی طرح۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام۔ تا: حتی کہ، یہاں تک۔ ضمیر مستنیر او: اس کا روشنی کا طالب دل۔ کشود: اس نے کھولا، فاش کیا۔ زود پروازے: وہ زود پرواز۔ تیزی سے اڑنے والا۔ پروازش: اس کی پرواز۔ نیاید: نہیں آتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ موسیٰ کی طرح تجلی کیلئے بے تاب تھا یہاں تک کہ اس کے روشن دل نے نور کے اسرار کھول دیئے پل بھر میں آسمان کی بلندی سے آدمی کی آنکھ تک ایسا تیز اڑان والا جس کی پرواز خیال میں نہیں آتی (روشنی آسمان کی بلندی سے آدم کی آنکھ تک ایک لحہ میں پہنچ جاتی ہے)۔

خلوت او در زغال تیرہ فام اندر مغاک !　　جلوتش سوزد درختے را چو خس بالائے طور!

بے تغیر در طلسم چون و چندو بیش و کم !　　برتر از پست و بلند و دیر وز ودو نزدو دور !

معانی ...... : زغال تیرہ فام: سیاہ کوئلہ۔ مغاک: گڑھا، گہراؤ، کان۔ جلوتش: اس کا جلوہ، اس کا اپنا آپ ظاہر کرنا۔ سوزد: جلاتا ہے۔ سوختن: جالنا۔ درختے: بڑا پیڑ، مخصوص درخت۔ در طلسم چون و چندو بیش و کم: کیسے اور کتنے اور زیادہ اور کم کے طلسم میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : روشنی کی خلوت کان میں پڑے ہوئے سیاہ رنگ کوئلے میں (بصورت ہیرا) ہے۔ اور اس کی جلوت طور پر (اگے ہوئے) درخت کو خس کی مانند جلا دیتی ہے۔ یہ (روشنی) کمی بیشی اور کیوں اور کیسے کے طلسم (اس دنیا) میں تبدیلی کے بغیر ہے۔ (اسی طرح) یہ اس جہان کے پست و بالا (مکان) دیر وزود (زمان) اور نزدیک و دور (مسافت) سے بھی بالاتر ہے۔

در نہادش تاروشید وسوز وساز ومرگ وزیست! اہرمن از سوز اوو ز ساز او جبریل و حور !
من چہ گویم از مقام آں حکیم نکتہ سنج کردہ زردشتے زنسلِ موسیٰ و ہارون ظہور !

معانی ...... : نہادش: اس کی بنیاد۔ (نہاد) تار: تاریکی۔ و: اور۔ شید: روشنی۔ سوز: جلن، دکھ، جدائی کی کیفیت۔ ساز: لگاؤ، بناؤ، موافقت، خوشی، وصال کی کیفیت۔ از مقام آں حکیم نکتہ سنج: اس دانا سائنسدان کے مرتبے کے بارے میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاریکی اور روشنی، سوز اور ساز، موت اور زندگی اس کی نہاد میں پوشیدہ ہیں۔ شیطان اس کے جلال (حرارت کے سوز سے ہے) اور جبریل و حور اس کے جمال سے ہے (اس کی ٹھنڈک کے ساز سے) میں اس دانا سائنسدان کے مرتبے کا کیا کہوں ایک زردشت نے موسیٰ اور ہارون کی نسل میں ظہور کیا ہے (زردشت آگ کو مقدس سمجھتا تھا)۔ (یوں سمجھو کہ یہودی قوم میں دوسرا زرتشت پیدا ہوگیا)۔

بائرن (انگلستان کا مشہور شاعر)

مثالِ لالہ و گل شعلہ از زمیں روید اگر بہ خاکِ گلستاں تراود از جامش
نبود در خورِ طبعش ہوائے سردِ فرنگ تپید پیکِ محبت، زسوزِ پیغامش

معانی ...... : تراود: ٹپکے۔ از جامش: اس کے جام سے۔ نبود: نہیں تھا۔ در خورِ طبعش: اس کی طبیعت کے لائق۔ تپید: وہ تڑپا۔ پیکِ محبت: محبت کا قاصد۔ زسوزِ پیغامش: اس کے پیغام کے سوز، گرمی، تپش، جلن۔

ترجمہ و تشریح ...... : لالہ و گل کی طرح زمین سے شعلہ اُگے اگر چمن کی مٹی پر اس کے جام (شراب) سے کچھ ٹپک جائے۔ انگلستان کی یخ ہوا یعنی ٹھنڈک (بے سوز) آب و ہوا اس نہ آئی (مگر) اس کے پیغام کے سوز سے محبت کا قاصد تڑپ اٹھا۔

خیالِ او چہ پریخانہ بنا کرد است شباب غش کند از جلوہ لبِ بامش
گزاشت طائرِ معنی نشیمن خود را کہ ساز گار تر افتاد حلقہ دامش !

معانی ...... : بنا کرداست: اس نے بنیاد ڈالی ہے۔ غش کند: مدہوش ہو جاتا ہے۔ از جلوۂ لبِ بامش: اس کی چھت کے کنارے کی جھلک سے۔ گذاشت: اس نے چھوڑ دیا۔ طائرِ معنی: معنی کا پرندہ مراد بلاغت اور معنویت۔ نشیمن خود را: اپنے نشیمن گھونسلا کو۔ نشیمن: سازگارتر افتاد: زیادہ راس آئی۔ حلقہ دامش: اس کے جال کا حلقہ۔ حلقہ دام سے اس کی شاعری مراد ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے تخیل نے کیسا پری خانہ بنا دیا ہے جوانی اس کی لبِ بام کی ایک جھلک سے مدہوش ہو جاتی ہے۔ طائرِ معنی نے اپنا نشیمن چھوڑ دیا ہے کیونکہ اسے اس (بائرن) کا جال زیادہ پسند آگیا ہے (اس کی شاعری معانی سے لبریز ہے)۔

نیٹشا

نیٹشا پر یہ تیسری نظم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کو اس ''مجذوب فرنگی'' سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ نیٹشا نے مسیحی فلسفہ اخلاق پر زبردست حملہ کیا ہے۔ اس کا دماغ اس لئے کافر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے گو بعض اخلاقی نتائج میں اس کے افکار مذہب اسلام کے بہت قریب ہیں۔

گر نوا خواہی ز پیش او گریز　　در نئے کلکش غریو تندر است
نیشتر اندر دل مغرب فشرد　　دستش از خون چلیپا احمر است

معانی ...... : خواہی: تو چاہتا ہے۔ ز پیش او: اس کے سامنے سے۔ گریز: تو بھاگ۔ در نئے کلکش: اس کے قلم کی نے نیزہ میں۔ در: میں، قلم۔ غریو تندر: بجلی کا کڑکا۔ موسیقی کی ایک اصطلاح۔ فشرد: اس نے چبھویا۔ از خون چلیپا: صلیب کے خون سے۔ صلیب، مراد عیسائیت۔ احمر: سرخ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تجھے نغمے کی طلب ہے تو اس کے آگے سے بھاگ (اس سے دور رہ) اس کے قلم کی نے میں بجلی کا کڑکا پوشیدہ ہے۔ اس نے مغرب کے دل میں نشتر چبھو دیا ہے۔ اس کے ہاتھ عیسائیت کے خون سے سرخ ہیں۔

آنکہ بر طرح حرم بت خانہ ساخت　　قلب او مومن و دماغش کافر است
خویش را در نار آں نمرود سوز　　زانکہ بستان خلیلؑ از آذر است

معانی ...... : آنکہ: وہ جس نے۔ طرح حرم: کعبے کی بنیاد۔ ساخت: اس نے بنایا۔ خویش: خود۔ را: کو۔ در نار آں نمرود: اس نمرود کی آگ میں۔ سوز: تو جلا۔ زانکہ: کیونکہ، اس لئے کہ۔ بستان خلیل: ابراہیم کا باغ۔ خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ ز: سے، کا۔ آذر: آگ، آتش۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ ایسا شخص ہے جس نے حرم کی طرز پر بتخانہ کھڑا کیا ہے اس کا دل مومن اور دماغ کافر ہے۔ (اسی قسم کا جملہ نبی کریمؐ نے امیہ ابن الصلت (عرب شاعر) کی نسبت کہا تھا۔ آمن لسانہ وکفر قلبہ۔ اگر اس نے خدا کا انکار کیا تو اس لئے کہ اس کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا موجود نہ تھا جو اسے "مقام کبریا" سے آگاہ کر سکتا اسی لئے اقبال نے یہ آرزو ظاہر کی تھی۔ کاش بودے در زمان احمدے۔ تا رسیدے بر محکم سرمدے (احمد سے مراد شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہے)۔ بلکہ اقبال نے یہ بھی کہا کہ۔ اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے۔ اپنے آپ کو اس نمرود کی آگ میں جلا کیونکہ خلیل کا گلزار آگ سے پھوٹتا ہے۔

جلال و ہیگل

می کشودم شبے بناخن فکر　　عقدہ ہائے حکیم المانی
آنکہ اندیشہ اش برہنہ نمود　　ابدی راز کسوت آنی

مولانا جلال الدین رومیؒ و ہیگل (جرمن فلاسفر)

معانی ...... : می کشودم: میں کھول رہا تھا۔ شبے: ایک رات۔ بناخن فکر: فکر کے ناخن سے۔ عقدہ ہائے حکیم المانی: جرمن فلسفی کی گتھیاں۔ المانی: المانیہ یعنی جرمنی کا باشندہ۔ آنکہ: وہ جو۔ اندیشہ اش: اس کی فکر۔ برہنہ نمود: اس نے آشکار کیا، اس نے بے نقاب کر کے دکھایا۔ ابدی: قدیم، ہمیشہ رہنے والا۔ را: کو۔ ز کسوت آنی: لمحاتی وجود رکھنے والی چیزوں کے لباس سے۔ ز: سے۔ آنی: لمحاتی، حادث۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک رات میں ناخن فکر سے سلجھا رہا تھا جرمن فلسفی کی گتھیاں وہ جسکی فکر نے الگ کر دیا ابدی حقیقت پر سے آنی جانی چیزوں کا لباس۔

پیش عرض خیال او گیتی　　خجل آمد ز تنگ دامانی

چوں بدریائے اوفرورفتم کشتی عقل گشت طوفانی

معانی ...... : پیش عرض خیال او: اس کے خیال کے پھیلاؤ کے آگے۔ گیتی: زمین، کائنات۔ خجل آمد: وہ شرمندہ ہوگئی۔ تنگ دامانی: دامن کی تنگی، کم پھیلاؤ رکھنا۔ چوں: جب، جونہی۔ فرورفتم: میں اترا۔ گشت: وہ ہوگئی۔ جانا۔ طوفانی: طوفان میں پھنسی ہوئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کی خیال کی وسعت کے آگے کائنات اپنی تنگ دامانی کے سبب شرمندہ ہے۔ جونہی میں اس کے سمندر (فکر) میں اترا (داخل ہوا) عقل کی ناؤ طوفان میں پھنس گئی۔

خواب برمن دمید افسونے چشم بستم زباقی وفانی
نگہ شوق تیز تر گردید چہرہ بنمود پیر یزدانی

معانی ...... : دمید: اس نے پھونکا۔ افسونے: ایک جادو۔ چشم بستم: میں نے آنکھ بند کرلی، غافل ہوگیا۔ باقی: بقار کھنے والا ہمیشگی رکھنے والا۔ گردید: وہ ہوگئی۔ بنمود: اس نے دکھائی۔ پیر یزدانی: خدا سے نسبت رکھنے والا بزرگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : نیند نے مجھ پر ایک افسوں پھونکا میں نے باقی اور فانی کی طرف سے آنکھ بند کرلی۔ میری شوق کی نگاہ اور زیادہ تیز ہوگئی۔ اس ربانی مرشد رومیؒ نے صورت دکھائی۔

آفتابے کہ از تجلی او افق روم و شام نورانی
شعلہ اش درجہان تیرہ نہاد بہ بیاباں چراغ رہبانی

معانی ...... : آفتابے: وہ سورج، ایسا سورج۔ تجلی او: اس کی چمک۔ تجلّی: چمک، روشنی۔ شعلہ اش: اس کا شعلہ۔ درجہان تیرہ نہاد: اندھیروں کی بنی دنیا، تاریک دنیا۔ چراغ رہبانی: راستہ دکھانے والا چراغ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ سورج جس کے نور سے روم اور شام کا افق نورانی (ہوگیا) اندھیاری دنیا میں اسکی لپٹ (رومی کا) شعلہ اس تاریک دنیا کے اندریوں (روشن) ہے جیسے بیابان کے اندر راستہ دکھانے والا چراغ۔

معنی از حرف اوہمی روید صفت لالہ ہائے نعمانی
گفت بامن، چہ خفتہ برخیز! بہ سرابے سفینہ می رانی؟

معانی ...... : ہمی روید: اگ رہاہے، اگتا ہے۔ صفت لالہ ہائے نعمانی: سرخ گل لالہ کی طرح۔ بامن: مجھ سے۔ خفتہ: تو سویا ہوا ہے۔ برخیز: اٹھ، جاگ۔ بہ: میں۔ سفینہ می رانی: تو کشتی چلارہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے حرف سے معنی اگتے ہیں (پھوٹتے ہیں) لالے کے سرخ پھولوں کی طرح انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا سویا پڑا ہے، جاگ جا (اور دیکھ کہ) تو سراب میں اپنی کشتی چلارہا ہے (کیا تو ہیگل کے فلسفہ میں حقیقت (پانی) ڈھونڈ رہا ہے جس طرح سراب سے پانی نہیں مل سکتا اسی طرح ہیگل کے فلسفہ سے حقیقت (معرفت الٰہی) حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہیگل کے فلسفہ کا دارو مدار منطق پر ہے منطق سے سب کچھ مل سکتا ہے لیکن خدا نہیں مل سکتا۔ ہیگل کا فلسفہ اپنی غیر معمولی شوکت اور عظمت کے باوجود "سراب" ہے۔ محض لفاظی ہے، محض پوست ہے جس میں مغز نہیں ہے یا صدف ہے جس میں موتی نہیں ہے۔ بقول اقبال۔ ہیگل کا صدف گہر سے خالی ہے اس کا طلسم سب خیالی۔

"بہ خرد راہ عشق می پوئی ؟
بہ چراغ آفتاب می جوئی ؟"

معانی ...... بہ: سے، کے ذریعے، کے سہارے۔ خورد: عقل۔ می پوئی: تو چل رہا ہے۔ می جوئی: تو ڈھونڈ رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو عقل کی رہنمائی میں عشق کی راہ چل رہا ہے (اگر تو جویائے حقیقت ہے تو مسلک عشق اختیار کر) چراغ لیکے آفتاب ڈھونڈ رہا ہے؟ (بھلا آفتاب کی روشنی کے سامنے چراغ کی کیا حقیقت ہے؟)

پٹوفی

شاعر جوانا مرگ ہنگری کہ در معرکہ کارزار در حمایت وطن کشتہ شد و نعش او نیافتند تا یادگار خاکی از و بماند

نفسے دریں گلستاں زعروس گل سرودی — بدلے غمے فزودی، زدے غمے ربودی
تو بخون خویش بستی کف لالہ را انگارے — تو بآہ صبحگاہے دل غنچہ را کشودی

پٹوفی

معانی ...... : نفسے: ایک پل، دم بھر۔ دریں گلستاں: اس گلستاں میں۔ ز: کا۔ عروس گل: دلہن ایسا پھول، بہت خوشنما پھول۔ عروس: دلہن، خوشنما گل: گلاب کا پھول۔ سرودی: تو نے نغمہ گایا۔ سرودن: گانا، اشعار سنانا۔ بدلے: کسی دل میں۔ فزودی: تو نے بڑھایا۔ فزودن: بڑھانا۔ زدلے: کسی دل سے۔ ربودی: تو لے گیا، تو نے مٹا دیا۔ ربودن: اچک لینا، مٹا دینا، دور کر دینا۔ بخون خویش: اپنے لہو سے۔ بستی: تو نے جمائی۔ بستن: باندھنا، جمانا۔ کف لالہ: گل لالہ کی ہتھیلی۔ کف: ہتھیلی۔ را: پر۔ نگارے: نقش۔ نگار بستن: مہندی لگانا۔ کشودی: تو نے کھولا۔ کشودن: کھولنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (ہنگری کا جوانمرگ شاعر جو اپنے وطن کیلئے لڑتے ہوئے مارا گیا اس کی لاش بھی نہیں ملی کہ کوئی خاکی یادگار ہی باقی رہ جاتی)۔ تو نے بس دم بھر کو اس گلستاں میں عروس گل کا نغمہ چھیڑا کسی دل میں غم بڑھا دیا، کسی دل سے غم دور کر دیا تو نے اپنے لہو سے گل لالہ کی ہتھیلی پر مہندی جمائی (نقش و نگار بنائے) تو نے صبح کی آہ سے کلی کا دل کھولا۔

بنوائے خود گم استی سخن تو، مرقد تو
بہ زمیں نہ باز رفتی کہ تو از زمیں نہ بودی!

معانی ...... : بنوائے خود: اپنے نغمے میں۔ گم استی: تو گم ہے۔ بہ: طرف۔ نہ باز رفتی: تو نہ پلٹا۔ کہ: کیونکہ۔ نبودی: تو نہیں تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو اپنی نوا میں گم ہے، تیرا کلام تیرا مرقد ہے۔ تو زمین کی طرف نہیں پلٹا کہ تو زمین سے نہیں تھا۔

محاورہ مابین حکیم فرنسوی اگسٹس کومٹ و مرد مزدور حکیم

"بنی آدم اعضائے یک دیگراند" — ہماں نخل را شاخ و برگ و براند
دماغ ار خرد زاست، از فطرت است — اگر پازمیں ساست، از فطرت است

فرانسیسی فلسفی اگسٹس کومٹ (فرانس کا مشہور حکیم) اور ایک مزدور کے درمیان مکالمہ)

معانی ...... : اعضائے یکدیگراند: ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ ہماں: اسی، ایک ہی۔ نخل: درخت۔ را: کی۔ ار: اگر۔ خرد زاست: عقل پیدا کرنے والا ہے۔ از: سے، وجہ سے۔ فطرت: اللہ کا اٹل قانون۔ زمیں ساست: زمین گھسنے والا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : آدم کے بیٹے ایک ہی بدن کے اعضاء ہیں یہ ایک ہی درخت کی شاخیں، پتے اور پھول ہیں دماغ اگر سوجھ بوجھ پیدا کرنے والا ہے تو یہ فطرت کا عطا کردہ ہے۔ اگر پاؤں زمین گھسنے کو ہے تو یہ بھی فطرت کی وجہ سے ہے (فطری عمل ہے)

یکے کارفرما، یکے کار ساز نیاید ز محمود کار ایاز
نہ بینی کہ از قسمت کار زیست سراپا چمن می شود خار زیست

معانی ...... : یکے: ایک شخص۔ کارفرما: کام بتانے والا، حاکم۔ کارساز: کام کرنے والا، نوکر، غلام۔ نیاید ز محمود: محمود سے نہیں ہوتا۔ محمود: محمود غزنوی مراد بادشاہ۔ کار ایاز: ایاز کا کام۔ ایاز: محمود غزنوی کا مشہور غلام، مراد غلام۔ نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ قسمت کار زیست: زندگی کے کاموں کی تقسیم۔ می شود: ہو جاتا۔ خار زیست: زندگی کا کانٹا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک کام بتانے والا ہے ایک کام کرنے والا ایاز کا کام محمود سے نہیں ہوتا کہ یہ تو نہیں دیکھتا کہ زندگی کے کاموں کی تقسیم سے زندگی کا کانٹا سراپا چمن بن جاتا ہے۔

مردِ مزدور

فریبی بحکمت مرا اے حکیم کہ نتواں شکست ایں طلسم قدیم
مس خام را از زر اندودہ ای؟ مرا خوئے تسلیم فرمودہ ای؟

معانی ...... : فریبی: تو فریب دیتا ہے، تو پرچارہا ہے۔ بحکمت: فلسفے سے۔ مرا: مجھے۔ حکیم: فلسفی۔ نتواں شکست: نہیں توڑا جا سکتا، نہیں ٹوٹ سکتا۔ مس خام: گھٹیا تانبا۔ اندودہ: اے تو نے لپیٹا ہے۔ خوئے تسلیم: جو پیش آئے اس پر راضی رہنے کی عادت۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے فلسفی تو مجھے فلسفے سے پرچا (فریب دے) رہا ہے کہ یہ پرانا طلسم نہیں ٹوٹ سکتا (توڑا نہیں جا سکتا) تو کچے تانبے کو سونے سے لپیٹ رہا ہے؟ (سونے کا پانی چڑھایا ہے) تو مجھے راضی برضا ہونے کی عادت اختیار کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

کند بحر را آبنایم اسیر . زخارا برد تیشہ ام جوئے شیر
حق کوہکن دادی اے نکتہ سنج بہ پرویز پرکار و نابردہ رنج ؟

معانی ...... : کند: کرتی ہے۔ کردن: کرنا۔ آبنایم: میری نہر۔ خارا: سخت پتھر۔ برد: وہ نکالتا ہے۔ تیشہ ام: میرا تیشہ۔ حق کوہکن: کوہکن کا حق۔ کوہکن: شیریں کے عاشق فرہاد کا لقب، پہاڑ کاٹنے والا۔ دادی: تو نے دے دیا۔ نکتہ سنج: دانا، ہوشیار۔ بہ: کو۔ پرویز پرکار و نابردہ رنج: چالاک اور سختی نہ جھیلا ہوا پرویز۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری آبنائے، سمندر کو اپنا اسیر بناتی ہے میرا تیشہ پتھر سے دودھ کی نہر نکالتا ہے اے دانا تو نے کوہکن کا حق دے دیا چالاک پرویز کو جس نے کوئی سختی نہیں جھیلی؟ (کوئی تکلیف نہیں اٹھائی)۔

خطا را بحکمت مگر داں صواب خضر رانگیری بدام سراب
بدوش زمیں، بار، سرمایہ دار ندارد گزشت از خورو خواب کار

معانی ...... : خطا: غلط۔ مگرداں: تو نہ بنا۔ صواب: درست، صحیح۔ خضر: حضرت خضر جن کے بارے میں مشہور ہے کہ بھٹکے ہوؤں کو

راستا دکھاتے ہیں، مراد صحیح راستے کی پہچان رکھنے والا۔ نگیری: تو نہیں لاسکتا، تو نہیں پھنسا سکتا۔ بدام سراب: سراب کے جال میں۔ بدوش زمین: زمین کے کاندھے پر۔ بار: بوجھ۔ ندارد: وہ نہیں رکھتا۔ گذشت: علاوہ۔ خور: کھانا۔ خواب: سونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے فلسفہ کے زور سے غلط کو صحیح مت بنا تو خضرؑ کو سراب کے جال میں نہیں لاسکتا سرمایہ دار زمین کے کندھوں پر بوجھ ہے اسے سونے اور کھانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں۔

جہاں راست بہروزی از دست مزد ندانی کہ ایں ہیچ کار است دزد
پے جرم او پوزش آوردہ ای؟ بایں عقل و دانش فسوں خوردہ ای؟

معانی ...... : بہروزی: خوش بختی، خوشحالی۔ از دست مزد: محنت کے ہاتھ سے۔ ندانی: تو نہیں جانتا۔ ہیچ کار: نکما، ناکارہ۔ دزد: چور۔ پے جرم او: اس کے جرم کے واسطے۔ پوزش آوردہ ای: تو عذر لایا ہے۔ بایں عقل و دانش: اس عقل اور علم کے باوجود۔ فسوں خوردہ ای: تو نے دھوکا کھایا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا کی خوشحالی مزدوروں کے ہاتھوں کی وجہ سے ہے تو نہیں جانتا کہ یہ ناکارہ چور ہے (یہ معمولی کام کرنے والا (مزدور) چور ہے۔ اس سرمایہ دار کے جرم کے واسطے عذر لایا ہے؟ تو نے اس عقل و دانش پر فریب کھایا ہے؟

ہیگل

حکمتش معقول و با محسوس در خلوت نرفت گرچہ بکر فکر او پیرایہ پوشد چوں عروس
طائر عقل فلک پرواز اودانی کہ چیست ؟ ماکیاں کز زور مستی خایہ گیرد بے خروس"

معانی ...... : معقول: عقلی، وہ مجرد امور جو دائرہ حس سے باہر ہیں، جس کا ادراک عقل کے وسیلے سے ہو، وہ امور جو خارج میں وجود نہیں رکھتے۔ محسوس: حسی، جس کا ادراک حواس کے واسطے سے ہو، وہ امور جو خارج میں موجود ہیں۔ خلوت: تنہائی، حجلہ عروسی۔ نرفت: وہ نہیں گئی۔ بکر فکر او: اس کی فکر کی دوشیزہ۔ بکر: دوشیزہ، کنواری۔ پیرایہ: زیور۔ پوشد: وہ پہنتی ہے۔ ماکیاں: مرغی۔ کز زور مستی: جو مستی کے زور سے۔ خایہ گیرد: انڈا اپناتی ہے، انڈا حاصل کرے۔ بے خروس: مرغے کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا فلسفہ عقلی ہے جس نے محسوس کے ساتھ خلوت نہیں کی اگرچہ اس کی فکر کی دوشیزہ دلہن ایسے گہنے پہنے ہوئے ہے کیا تو جانتا ہے کہ اسکی فلک پرواز عقل کا پرندہ کیا ہے؟ یہ ایسی مرغی ہے جو مرغے کے بغیر (اپنی ہی) مستی کے زور سے انڈا اپنائے۔

جلالؒ و گوئٹے

نکتہ دان المنی را در ارم صحبتے افتاد با پیر عجم
شاعرے کو ہمچو آں عالی جناب نیست پیغمبر ولے دارد کتاب !

مولانا جلال الدین رومیؒ اور گوئٹے

معانی ...... : نکتہ داں المنی: نکتہ داں جرمن۔ المنی: جرمن۔ نکتہ دان المنی سے مراد گوئٹے ہے جس کا ڈرامہ "فوسٹ" مشہور و معروف

ہے۔اس ڈرامہ میں شاعر نے حکیم فوسٹ اور شیطان کے عہدو پیمان کی قدیم روایت کے پیرائے میں انسان کے امکانی نشوونما کے تمام مدارج اس خوبی سے بتائے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کمال فن خیال نہیں آسکتا۔را: کو، کی۔ارم: جنت۔ صحبتے افتاد: ایک صحبت ہوئی۔ باپیر عجم: عجم کے شیخ کے ساتھ۔پیر: شیخ، مرشد۔عجم: فارس، تمام غیر عرب علاقے۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنت میں جرمن دانشور (گوئٹے) کی عجم کے مرشد رومی کے ساتھ ملاقات ہوئی اس عالی جناب ایسا عظیم جرمن شاعر کہاں وہ پیغمبر نہیں لیکن کتاب رکھتا ہے۔

خواند بردانائے اسرار قدیم　　قصہ پیان ابلیس و حکیم
گفت رومی اے سخن راجاں نگار　　تو ملک صید استی ویزداں شکار

معانی ...... : خواند بردانائے اسرار قدیم: اس نے اللہ کے اسرار جاننے والے کے سامنے پڑھا۔قصہ پیان شیطان و حکیم: شیطان اور حکیم فاوسٹ کے عہدو پیا کا قصہ۔ڈاکٹر فاؤسٹ گوئٹے کے شہرہ آفاق ڈرامے "فاؤسٹ" کا مرکزی کردار۔جان نگار: جان کو نقش کرنے والا۔ملک صید: فرشتوں کو شکار کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے اللہ کے اسرار جاننے والے (رومی) کو پڑھ کر سنایا شیطان اور حکیم فاؤسٹ کے عہدو پیمان کا قصہ رومی بولے اے وہ شخص جو سخن کو روح سے مزین کرتا ہے تو فرشتوں کو شکار کرنے والا ہے اور یزداں پر کمند ڈالنے والا ہے۔

فکر تو در کنج دل خلوت گزید　　ایں جہان کہنہ را باز آفرید
سوز و ساز جاں بہ پیکر دیدہ ای　　در صدف تعمیر گوہر دیدہ ای

معانی ...... : درکنج دل: دل کے گوشے میں۔خلوت گزید: اس نے خلوت اختیار کی۔باز آفرید: پھر سے تخلیق کیا۔سوزوساز جاں: روح کی تڑپ اور سکون۔بہ: میں۔پیکر: بدن۔دیدہ ای: تو نے دیکھا ہے۔صدف: سیپی۔تعمیر گوہر: موتی کا بننا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری فکر نے دل کی گہرائیوں میں خلوت پکڑی (گہرائیوں میں اتر جاتا ہے) اس پرانی دنیا کو پھر سے تخلیق کیا (از سر نو پیدا کیا ہے) تو نے بدن میں روح کا سوزوساز دیکھ لیا ہے تو نے صدف کے اندر گوہر بنتے دیکھا ہے۔

ہر کسے از رمز عشق آگاہ نیست　　ہر کسے شایان ایں درگاہ نیست
"داند آں کو نیک بخت و محرم است　　زیرکی زابلیس و عشق از آدم است"

معانی ...... : از رمز عشق: عشق کے بھید سے۔شایان ایں درگاہ: اس چوکھٹ کے لائق۔داند: وہ جانتا ہے۔کو: جو۔محرم: بھید جاننے والا، راز داں۔زیرکی: ہوشیاری، چالاکی، عقلمندی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہر کوئی عشق کے بھید سے آگاہ نہیں ہے ہر کوئی اس درگاہ عشق کے لائق نہیں ہے وہی جانتا ہے جو نیک بخت اور اندر کی خبر رکھنے والا ہے چالاکی ابلیس سے ہے اور عشق آدمؑ سے۔(رومی)

پیغام برگساں

تابر تو آشکار شود راز زندگی　　خود راجداز شعلہ مثال شرر مکن
بہر نظارہ جز نگہ آشنا میار　　در مرز وبوم خود چو غریباں گزر مکن

پیغام برگسان (برگساں: فرانس کا مشہور حکیم)

معانی ...... : تا: تا کہ۔ آشکار شود: ظاہر ہو جائے۔ مکن: تو مت کر۔ بہر نظارہ: دیدار کے واسطے۔ جز: سوائے۔ نگہ آشنا: اپنائیت کی نظر۔ میار: تو مت لا، مت ڈال۔ در مرز و بوم خود: اپنے وطن میں۔ مرز: زمین، ملک۔ بوم: مٹی، جگہ، منزل۔ مرز و بوم، مرز بوم: وطن۔ چو: چوں، مانند۔ غریباں: غریب کی جمع، مسافر، پردیسی۔ گذر مکن: تو گذر مت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : تا کہ تجھ پر زندگی کا بھید کھل جائے خود کو چنگاری کی طرح شعلے سے جدا مت کر نظارے کے لئے بس اپنائیت کی نگاہ فراہم کر (حقیقت آشنا آنکھ لا) اپنے وطن میں پردیسیوں کی طرح گزر مت کر۔

نقشے کہ بستہ ہم ای ہمہ باطل است
عقلے بہم رساں کہ ادب خوردہ دل است

معانی ...... : نقشے: وہ نقش۔ بستہ ای: تو نے جمایا ہے۔ اوہام باطل: بے اصل خیالات۔ اوہام: وہم کی جمع، باطل: غلط۔ بہم رساں: تو بہم پہنچا، حاصل کر۔ ادب خوردہ دل: دل کی تربیت یافتہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ نقش جو تو نے بنایا ہے سارے کا سارا وہم باطل ہے وہ عقل بہم پہنچا جو دل کی پڑھائی ہوئی ہو (دل سے تربیت یافتہ ہو)۔

میخانہ فرنگ

یاد ایامے کہ بودم در خمستانِ فرنگ | جام او روشن تر از آئینۂ اسکندر است
چشم مست مے فروشش بادہ را پروردگار | بادہ خواراں رانگاہ ساقی اش پیغمبر است

معانی ...... : یادایامے: ان دنوں کا ذکر ہے، مجھے وہ زمانہ یاد ہے۔ بودم: میں تھا۔ درخمستان فرنگ: یورپ کے شراب خانے میں۔ جام او: اس کا جام۔ جام: شراب کا پیالہ۔ از آئینہ سکندر: سکندر کے آئینے سے۔ آئینہ سکندر: اسکندریہ کے ساحل پر سکندر اعظم کے بنائے ہوئے منارے پر نصب ایک بڑا آئینہ جس سے جہازوں وغیرہ کی آمد پتہ چل جاتی تھی۔ چشم مست مے فروشش: اس کے کلال کی مست آنکھ۔ مے فروش: شراب بیچنے والا، کلال۔ نگاہ ساقی اش: اس کے ساقی کی نگاہ۔ ساقی: شراب تقسیم کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے وہ دن یاد ہیں کہ میں مغرب کے میخانے میں تھا وہاں کا جام سکندر کے آئینے سے بڑھ کر روشن ہے (زیادہ چمکدار ہیں) اس کے مےفروش کی مست آنکھ شراب کی پالنہار (پروردگار ہے)۔ (شراب میں نشہ پیدا کرتی ہے)۔ بادہ خواروں کے لئے اس کے ساقی کی نگاہ پیغمبر ہے (مے فروش ان کا رب ہے اور ساقی ان کا پیغمبر)۔

جلوہ او بے کلیمؑ و شعلہ او بے خلیلؑ | عقل نا پروا متاع عشق را غارت گر است
در ہوایش گرمی یک آہ بیتابانہ نیست | رند ایں میخانہ رایک لغزش مستانہ نیست!

معانی ...... : عقل ناپروا: بے پروا عقل۔ متاع عشق: عشق کی پونجی۔ ہوایش: اس کی فضا۔ گرمی: یک آہ بے تابانہ: بے تابی کے ساتھ نکلنے والی ایک آہ کی حرارت۔ رند ایں میخانہ را: اس میخانہ کے رند شرابی کیلئے۔ لغزش مستانہ: مستوں کی سی ڈگمگاہٹ۔ لغزش: ڈگمگاہٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا جلوہ بے کلیمؑ اور اس کی آگ بے خلیلؑ ہے بے پرواعقل عشق کی پونجی کو غارت کرنے والی ہے اس کی فضا میں چھاتی توڑ کے نکلنے والی آہ کی گرمی نہیں اس میخانے کے رند کو ایک بھی لغزش مستانہ نصیب نہیں۔

موسیولینن و قیصر ولیم

موسیولینن

بے گزشت کہ آدم دریں سرا ے کہن   مثال دانہ تہ سنگ آسیاہ بودست
فریب رازی و افسون قیصری خورد است   اسیر حلقہ دام کلیسیا بودست

موسیولینن (لینن: صدر جمہوریہ اشتراکیہ روسیہ)

معانی ...... : بسے گذشت: بہت زمانے گئے، مدتیں ہوگئیں۔ دریں سرا ے کہن: اس پرانی سرائے میں، اس دنیا میں۔ تہ سنگ آسیا: چکی کے پاٹ تلے۔ آسیا: چکی، مجازاً آسمان۔ بوداست: وہ رہا ہے۔ اسیر حلقہ دام کلیسیا: کلیسا کے جال میں پھنسا ہوا۔ کلیسیا: کلیسا، چرچ، مراد پاپائیت۔

ترجمہ و تشریح ...... : مدتیں گزر گئیں کہ آدمی اس پرانی سرائے (دنیا) میں گندم کی طرح چکی کے پاٹ تلے رہا ہے زاری کا فریب اور قیصری کا دھوکا کھاتا رہا ہے وہ کلیسا کے جال میں پھنسا رہا ہے (گرفتار رہا ہے)۔

غلام گرسنہ دیدی کہ بردرید آخر   قمیص خواجہ کہ رنگین زخون ما بودست
شرار آتش جمہور کہنہ ساماں سوخت   ردائے پیر کلیسا ، قبائے سلطان سوخت

معانی ...... : غلام گرسنہ: بھوکا غلام۔ دیدی: تونے دیکھا۔ بردرید: اس نے پھاڑ دی۔ آخر: آخر کار۔ قمیص خواجہ: آقا کی قمیص۔ زخون ما: ہمارے خون سے۔ شرار آتش جمہور: عوام کی آگ کی چنگاریاں۔ کہنہ: پرانا، فرسودہ۔ ساماں: اسباب، پونجی، نظام۔ سوخت: اس نے جلا دیں۔ ردائے پیر کلیسا: کلیسا کے بڑے کی چادر، پوپ کی چادر۔

ترجمہ و تشریح ...... : تونے دیکھا کہ بھوکے غلام نے آخر تار تار کر دی آقا کی قمیص جو ہمارے لہو سے رنگین رہی ہے عوام کی آگ کی چنگاریوں نے فرسودہ سامان (نظام) جلا دیا کلیسیا کے پیر کی چادر، بادشاہ کی قبا جلا ڈالی۔

قیصر ولیم

گناہ عشوہ و نازبتاں چیست !   طواف اندر سرشت برہمن ہست
دمادم نوخداونداں تراشد   کہ بیزار از خدایان کہن ہست

معانی ...... : گناہ عشوہ و نازبتاں: بتوں کے ناز و ادا کا قصور۔ طواف: پھیرے لگانا۔ سرشت برہمن: برہمن کی فطرت۔ ہست: موجود ہے، ہے۔ دمادم: دمبدم، مسلسل۔ نو: نئے۔ خداونداں: خداوند کی جمع، خدا، مالک۔ تراشد: وہ تراشتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : بتوں کے عشوہ و ناز کا کیا گناہ ہے (کوئی گناہ نہیں) طواف تو برہمن کی گھٹی میں پڑا ہے وہ ہر دم نئے نئے خدا تراشتا ہے کیونکہ پرانے خداؤں سے بیزار ہے۔

زجور رہزناں کم گو کہ رہرو　　متاع خویش را خورد راہزن ہست
اگر تاج کئی جمہور پوشد　　ہماں ہنگامہ ہا در انجمن ہست

معانی ......: زجور رہزناں: رہزنوں کے ظلم کے بارے میں۔ کم: مت۔ گو: کہہ۔ متاع خویش: اپنے مال اسباب۔ را: کا، کیلئے۔ تاج کئی: بادشاہی کا تاج۔ جمہور: عوام۔ پوشد: وہ پہنے۔ ہماں: وہی۔

ترجمہ و تشریح ......: رہزنوں کے ظلم کی (بات) مت کہہ کہ مسافر خود اپنے سامان کا آپ رہزن ہے اگر شہنشاہیہ کا تاج عوام پہن لیں (تو بھی) اس انجمن میں وہی ہاہا کار ہے (وہی ہنگامے رہیں گے)۔ (عوامی لیڈر بھی وہی کام کریں گے جو بادشاہ کرتے تھے)۔

ہوس اندر دل آدم نہ میرد　　ہماں آتش میان مرزغن ہست
عروس اقتدار سحر فن را　　ہماں پیچاک زلف پرشکن ہست

معانی ......: ہوس: ہوکا، کسی چیز سے سیر نہ ہونا۔ اندر دل آدم: آدمی کے دل میں۔ نمیرد: نہیں مرتی۔ میان مرزغن: آتشدان کے بیچ۔ عروس اقتدار سحر فن: جادو کا فن رکھنے والی اقتدار کی دلہن۔ پیچاک زلف پرشکن: بلدار زلف کا کنڈل۔ پیچاک: کنڈل۔

ترجمہ و تشریح ......: آدمی کے دل میں ہوس (اقتدار و دولت) نہیں مرتی اس آتشدان کے بیچ وہی آگ ہے (جو تھی) یہ آگ ہمیشہ جلتی رہے گی۔ اقتدار کی جادوگر دلہن کی زلف پرشکن کا وہی کنڈل ہے۔

نماند ناز شیریں بے خریدار
اگر خسرو نباشد کوہکن ہست

معانی ......: نماند: نہیں رہتا۔ ناز شیریں: شیریں کا نخرہ۔ شیریں: فرہاد کوہکن کی معشوقہ۔ بے خریدار: خریدار کے بغیر۔ خسرو: شہزادہ خسرو پرویز کوہکن کا رقیب۔ نباشد: نہ ہونا، نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: شیریں کے چونچلے (ناز و ادا) خریدار بنا نہیں رہتے اگر خسرو نہیں تو کوہکن ہے۔

حکما

لاک (انگریز فلسفی)

ساغرش را سحر از بادہ خورشید فروخت　　ورنہ در محفل گل لالہ تہی جام آمد

معانی ......: ساغرش را: اس کے پیالہ کو۔ ساغر: شراب کا پیالہ۔ بادہ خورشید: سورج کی شراب۔ فروخت: اس نے روشن کیا، شراب سے سرخ کیا۔ تہی جام: جس کا جام خالی ہو، خالی پیالہ والا۔ آمد: وہ آیا۔

ترجمہ و تشریح ......: اس کے ساغر کو صبح نے سورج کی شراب سے چمکایا ورنہ پھولوں کی محفل میں گل لالہ خالی پیالہ آیا تھا۔

کانٹ (جرمن فلسفی)

فطرتش ذوق مے آئینہ فامے آورد　　از شبستان ازل کوکب جامے آورد

معانی ......: ذوق مئے آئینہ فامے: آئینے کے رنگ کی شراب کا ذوق۔ آورد: وہ لائی۔ از شبستان ازل: ازل کے شبستان سے۔

شبستان: رات رہنے کی جگہ، خوابگاہ، خلوت گاہ۔ کوکب جامے: جام کا ستارہ۔

ترجمہ و تشریح ...... اس کی فطرت آئینہ رنگ شراب کا ذوق لائی ازل کے شبستان سے جام کا ستارہ لائی۔

برگساں

نہ مے از ازل آورد نہ جامے آورد　　　لالہ ازداغ جگر سوز دوامے آورد

معانی ...... مئے: کوئی شراب۔ سوز دوامے: ہمیشہ رہنے والی جلن۔

ترجمہ و تشریح ...... نہ کوئی شراب ازل سے لایا نہ کوئی پیالہ گل لالہ جگر کے داغ سے دائمی سوز لایا۔

شعرا

براوننگ (انگریزی شاعر)

بے پشت بود بادہ سر جوش زندگی　　　آب از خضر بگیرم و درساغر افگنم

معانی ...... : بے پشت: نشہ بڑھانے والی کسی چیز کے بغیر۔ ہر وہ چیز جو نشہ بڑھانے کیلئے شراب میں ڈالی جائے۔ بگیرم: میں لیتا ہوں۔ افگنم: میں ڈالتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ......: زندگی کی صاف شراب میں نشہ بڑھانے کیلئے کچھ ملا ہوا نہیں تھا میں خضر سے آب حیات لیکر ساغر میں ڈالتا ہوں۔

بائرن

از منت خضر نتواں سینہ داغ کرد　　　آب از جگر بگیرم و در ساغر افگنم

معانی ...... ازمنت خضر: خضر کے احسان سے۔ نتواں سینہ داغ کرد: سینہ داغدار نہیں کیا جاسکتا، دل پر داغ نہیں لگایا جاسکتا۔ آب: خون شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... خضر کا احسان اٹھا کر چھاتی پر داغ نہیں دھرا جاسکتا میں (اپنے ہی) جگر سے لہو لیکر ساغر میں ڈالتا ہوں۔

غالب

"تا بادہ تلخ تر شود و سینہ ریش تر
بگد ازم آبگینہ و در ساغر افگنم"

معانی ...... : تا: تا کہ۔ تلخ تر: اور تلخ۔ تلخ: کڑوی، شود: وہ ہو جائے۔ ریش تر: اور گھائل۔ بگدازم: میں پگھلاتا ہوں۔ آبگینہ: شیشہ، شراب کا برتن۔

ترجمہ و تشریح ...... تا کہ شراب اور تیز ہو جائے اور سینہ اور زیادہ زخمی ہو۔ میں صراحی کا شیشہ پگھلا کر ساغر میں ڈالتا ہوں۔

رومی

آمیز شے کجا گہر پاک او کجا
از تاک بادہ گیرم و در ساغر افگنم

معانی ...... آمیز شے: ملاوٹ۔ کجا: کہاں۔ گہر پاک او: اس کی پاک اصل۔ تاک: انگور کی بیل، انگور۔

ترجمہ و تشریح ...... کجا ملاوٹ کجا اس کی پاک اصل میں انگور سے شراب کھینچ کر (بغیر کسی آمیزش کے) پیالے میں ڈالتا ہوں۔

خرابات فرنگ

دوش رفتم بہ تماشاے خرابات فرنگ　　شوخ گفتاری رندے دلم ازدست ربود
گفت ایں نیست کلیسا کہ بیابی دروے　　صحبت دخترک زہرہ وش و نا ے و سرود

معانی ...... دوش: گزری ہوئی رات۔ رفتم: میں گیا۔ شوخ گفتاری رندے: ایک شرابی کی شوخ گفتاری۔ شوخ گفتاری: کسی لاگ لپیٹ کے بغیر بات کہہ ڈالنا، بے دھڑک بولنا۔ دلم ازدست ربود: میرا دل لے گیا۔ بیابی: تو پائے۔ دروے: اس میں۔ صحبت دخترک زہرہ وش ونا ے وسرود: حسین لڑکیوں اور گانے بجانے کی محفل۔ خوبصورت لڑکی، زہرہ وش: نا ے: بانسری۔ سرود: نغمہ، ایک ساز۔ نا ئے وسرود: گانا بجانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں کل رات مغرب کے میکدے کا تماشا دیکھنے چلا گیا وہاں ایک رند (یعنی نیٹشے) کی شوخ گفتاری نے میرا دل لبھالیا (گرویدہ بنالیا) اس نے کہا یہ کلیسا نہیں کہ تو اس میں پائے حسین دوشیزاؤں کی محفل اور راگ رنگ کی مجلس۔

ایں خرابات فرنگ است و ز تاثیر میش　　آنچہ مذموم شمارند، نماید محمود
نیک و بدر ابتر ازوے دگر سنجیدیم　　چشمہ داشت ترازوے نصاریٰ و یہود

معانی ...... : تاثیر میش: اس کی شراب کی تاثیر۔ مذموم: برا۔ شمارند: وہ گنتے ہیں۔ نماید: وہ نظر آتا ہے۔ محمود: اچھا، جس کی تعریف کی جائے۔ بترازوے دگر: دوسری ترازو میں۔ سنجیدیم: ہم نے تولا۔ چشمہ داشت: ایک طرف کو جھکاؤ رکھتی تھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ مغرب کا میخانہ ہے اور اس کی شراب کی تاثیر سے جسے برا جانا جاتا ہے وہی اچھا دکھائی دیتا ہے، ہم نے نیکی اور بدی کو ایک اور ترازو میں تولا عیسائیوں اور یہودیوں کی ترازو برابر نہیں رہی (پاسنگ رکھتا ہے)۔

خوب، زشت است اگر پنجہ گیرات شکست　　زشت، خوب است اگر تاب وتوان تو فزود
تو اگر درنگری جز بہ ریانیست حیات　　ہر کہ اندر، گر و صدق و صفا بود نبود

معانی ...... : خوب: اچھا۔ زشت: برا۔ پنجہ گیرات: تیرا چنگل، کلائی مروڑ۔ گیرا: پکڑنے والا، دبوچنے والا۔ گرفتن: پکڑنا۔ شکست: اس نے توڑ دیا۔ تاب وتوان تو: تیری طاقت اور قوت۔ فزود: اس نے بڑھا دیا۔ درنگری: تو غور سے دیکھے۔ جز بہ ریا: دکھلاوے منافقت کے علاوہ۔ ہر کہ: جو کوئی۔ اندر گرو صدق وصفا: سچائی اور پاکیزگی کی قید میں۔ بود: وہ رہا۔ نبود: وہ نہیں رہا، وہ فنا ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اچھی چیز بری ہے اگر وہ تیری کلائی مروڑ دے (ہر وہ نیکی جو کمزور کر دے برائی ہے) اور بری چیز اچھی ہے اگر اس سے تیری تاب وتواں میں اضافہ ہو (ہر وہ برائی جو تجھے طاقتور بنا دے اچھائی ہے) تو اگر غور سے دیکھے تو زندگی ریا کے سوا اور کچھ نہیں۔

جو چیز سچائی اور اخلاص کی گروی ہو وہ نہ ہونے کے برابر ہے (جو شخص راست بازی اور دیانت کی پیروی کرے گا وہ برباد ہو جائے گا)۔

دعوی صدق و صفا پردہ ناموس ریاست | پیر ما گفت مس از سیم بباید اندود
فاش گفتم بتو اسرار نہانخانہ زیست | بکسے باز مگوتا کہ بیابی مقصود

معانی ...... : دعویٰ صدق وصفا: سچائی اور اخلاص کا دعویٰ۔ پردۂ ناموس ریاست: دکھاوے کے درمیان کا پردہ ہے، منافقت کی مکاری کی آڑ ہے۔ گھر کی عورتیں، راز، مکر۔ مس: تانبا۔ سیم: چاندی۔ بباید اندود: لیپنا چاہئے۔ فاش گفتم: میں نے صاف صاف کہہ دیا۔ بتو: تجھ سے۔ اسرار نہاں خانہ زیست: زندگی کے اندر کے بھید۔ اسرار: سر کی جمع۔ بکسے: کسی کو۔ باز مگو: بتا نامت۔ بیابی: تو پا جائے۔ مقصود: مراد۔

ترجمہ و تشریح ......: سچائی اور اخلاص کا دعویٰ منافقت کے ناموس کا پردہ ہے (مکروفریب کیلئے نقاب کا کام بہت اچھا دے سکتی ہے) ہمارے پیر نے کہا کہ تانبے کو چاندی سے لیپنا چاہئے (جھوٹ (مس) پر سچائی (سیم) کا ملمع کر دو یعنی اپنے جھوٹ کو سچ کے پردے میں چھپاؤ) میں نے زندگی کے اندر کا بھید تجھ سے کھول کر بیان کر دیا اب کسی اور کو بتا نامت تاکہ تو مراد پا جائے (مقصود پالے)۔

خطاب بہ انگلستان

مشرقی بادہ چشید است زمینائے فرنگ | عجبے نیست اگر توبہ دیرینہ شکست
فکر نو زادہ او شیوہ تدبیر آموخت | جوش زد خوں بہ رگ بندہ تقدیر پرست

انگلستان سے خطاب

معانی ...... : مشرقی: مشرق کا باشندہ، مراد ہندوستانی۔ چشید ست: اس نے چکھ لیا ہے۔ زمینائے فرنگ: مغرب کی شراب کی صراحی سے۔ عجبے: کوئی حیرت۔ تعجب۔ شکست: ٹوٹ گئی۔ فکر نوزادۂ او: اس کی نئی نئی جنم لینے والی فکر۔ شیوۂ تدبیر: تدبیر کا چلن۔ آموخت: اس نے سیکھا۔ جوش زدہ خون: لہو نے جوش مارا۔ بہ رگ بندہ تقدیر پرست: تقدیر کی پوجا کرنے والے بندے کی رگ میں۔

ترجمہ و تشریح ......: مشرق کے باسی نے مغرب کی صراحی سے شراب چکھی ہے کوئی عجب نہیں اگر اس نے اپنی پرانی توبہ توڑ دی۔ اس کی نئی فکر نے تدبیر کا چلن سیکھا (تدبیر کا انداز سکھایا) تقدیر کے بندے کی رگوں میں لہو نے جوش مارا (ہندیوں میں حصول آزادی کا جذبہ پیدا ہو گیا)۔

ساقیا تنگ دل از شورش مستاں نشوی | خود تو انصاف بدہ ایں ہمہ ہنگامہ کہ بست ؟
"بوے گل خود بہ چمن راہ نماشد زنخست | ورنہ بلبل چہ خبر داشت کہ گلزارے ہست"

معانی ......: ساقیا: اے ساقی۔ تنگدل: ناخوش، رنجیدہ۔ از شورش مستاں: مستوں کی شورش سے۔ نشوی: تو مت ہو، تو نہ ہونا۔ انصاف بدہ: انصاف سے فیصلہ دے۔ کہ: کون، کس۔ بست: اس نے شروع کیا، برپا کیا۔ گلزارے: کوئی گلزار۔

ترجمہ و تشریح ......: اے ساقی! اب تو مستوں کے شور سے ناراض نہ ہو تو آپ ہی انصاف کر کہ یہ سارا ہنگامہ کس نے پیدا کیا ہے؟ (حقوق طلبی کے یہ طریقے تمہارے ہی سکھائے ہوئے ہیں) پھول کی خوشبو نے پہلے آپ ہی چمن کی راہ دکھائی (راہنمائی کی) ورنہ بلبل کو کیا خبر تھی کہ کوئی گلزار بھی ہے۔ (انگریزوں نے خود ہندوستانیوں کے اندر سیاسی بیداری پیدا کی ورنہ ان کے دماغ میں حصول آزادی کا تصور پیدا نہ ہوا تھا)۔

قسمت نامہ سرمایہ دار و مزدور

غوغاے کارخانہ آہنگری زمن — گلبانگ ارغنون کلیسا ازان تو
نخلے کہ شہ خراج بروی نہد زمن — باغ بہشت و سدرہ و طوبا ازان تو

سرمایہ دار اور مزدور میں تقسیم جائیداد

معانی ...... : غوغاے کارخانہ آہنگری: فولاد کے کارخانہ کا شور۔ زمن: میرا۔ گلبانگ ارغنون کلیسا: کلیسا کے ارگن کا نغمہ۔ ازان تو: تیری ملکیت، تیرا۔ نخلے: وہ پیڑ۔ نخل: پیڑ، درخت۔ خراج: زمین وغیرہ کا محصول، لگان۔ برو: اس پر۔ می نہد: وہ رکھتا ہے، وہ عائد کرتا ہے۔ سدرہ: سدرۃ المنتہیٰ، ساتویں آسمان پر بیری کا درخت، ایک روایت ہے کہ جس تک پہنچ کر معراج کے موقع پر جبریل رک گئے تھے۔ طوبا: جنت کا ایک پیڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : فولاد کے کارخانے کا شور شرابہ میرا اور کلیسا کے باجے کی مدھر دھن تیری۔ جس پر حاکم ٹیکس لگاتا ہے وہ پیڑ میرا وہ درخت جس سے بادشاہ خراج وصول کرتا ہے وہ میرا جنت کا باغ اور سدرۃ المنتہیٰ اور طوبے تیرا۔

تلخابہ کہ درد سر آرد ازان من — صہباے پاک آدم و حوا ازان تو
مرغابی و تدرو و کبوتر ازان من — ظل ہماؤ شہپر عنقا ازان تو

معانی ...... : تلخابہ: وہ کڑوا پانی، وہ شراب۔ کہ: جو۔ ارد: وہ لاتا ہے۔ صہباے پاک آدم و حوا: آدم اور حوا کی پاک شراب۔ تدرو: چکور، تیتر۔ ظل ہما: ہما کا سایہ۔ ظل: سایہ۔ ہما: ایک خیالی پرندہ جس کے بارے میں داستانوں میں کہا گیا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر پڑ جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ شہپر عنقا: عنقا کا پر۔ عنقا: ایک خیالی پرندہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ تلخ شراب جو درد سر پیدا کرے، میرے لئے ہے۔ آدم اور حوا کی پاکیزہ شراب تیرے لئے ہے۔ مرغابی اور تیتر اور کبوتر میرے لئے ہیں اور ہما کا سایہ اور عنقا کا پنکھ تیرے لئے ہیں۔

ایں خاک و آنچہ در شکم او ازان من
وزخاک تا بہ عرش معلا ازان تو

معانی ...... : آنچہ: وہ جو، جو کچھ۔ در شکم او: اس کے پیٹ میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ میرے لئے ہے اور زمین سے عرش معلیٰ تک (سب کچھ) تیرا۔ (سرمایہ دار کی فیاضی داد طلب ہے کہ اس نے صرف زمین کو اپنی ملکیت بنانے پر قناعت کی ہے اور ساری کائنات جس میں جنت بھی شامل ہے مزدور کے حوالے کر دی ہے۔ اس نظم کا ہر شعر طنز کی تصویر ہے۔ اقبال نے سرمایہ دار کی ذہنیت کو عریاں کیا ہے)۔

نواے مزدور

زمزد بندہ کر پاس پوش و محنت کش — نصیب خواجہ ناکردہ کار، رخت حریر
زخوے فشانی من لعل خاتم والی — زاشک کودم من گوہر ستام امیر

مزدور کی پکار

معانی ...... : زمزد بندۂ کرپاس پوش ومحنت کش: کھادی (کھردرے) پہننے والے اور سختی جھیلنے والے غلام کی مزدوری سے۔زخوے فشانی من: میرے پسینہ چھڑکنے سے۔لعل خاتم والی۔حاکم کی انگشتری کا یاقوت۔زاشک کودک من: میرے بچے کے آنسو سے۔گوہر ستام امیر: سردار کے گھوڑے کے چارجامے زین کا موتی۔گوہر: موتی۔ستام: گھوڑے کا چارجامہ زیور (زین)۔

ترجمہ و تشریح ...... : کھردرے لباس اور محنت کرنے والے مزدور کی مزدوری سے نکھٹو سرمایہ دار کو ریشم کا لباس ملا۔میرا پسینہ حاکم کی انگشتری میں یاقوت۔میرے بچے کا آنسو سردار کے گھوڑے کی زین کا موتی ہے۔

زخون من چوزلو فربہی کلیسارا　　　　بزور بازوے من دست سلطنت ہمہ گیر
خرابہ رشک گستاں زگریہ سحرم　　　　شباب لالہ و گل از طراوت جگرم

معانی ...... : زلو: جونک۔خرابہ: ویرانہ، کھنڈر۔رشک گلستاں: جس پر گلستان کو بھی رشک آئے۔زگریہ سحرم: میرے صبح کے رونے سے۔شباب لالہ وگل: لالہ گل کی بہار۔طراوت جگرم: میرے جگر کی تری۔

ترجمہ و تشریح ......: کلیسا میرے خون سے جونک کی طرح پھولا ہوا میرے زور بازو سے سلطنت کا ہاتھ سارے پر قابض ہے۔ویرانہ میرے گریہ سحر سے رشک گلستاں بنتا ہے میرے جگر کے لہو سے لالہ وگل کی بہار ہے۔

بیا کہ تازہ نوامی تراود ازرگ ساز　　　　مے کہ شیشہ گرازدبہ ساغر اندازیم
مغان و دیر مغاں را نظام تازہ دہیم　　　　بنائے میکدہ ہائے کہن براندازیم

معانی ...... : می تراود: ٹپک رہا ہے۔ازرگ ساز: ساز کے تار سے۔مئے: وہ شراب۔شیشہ: شراب کا برتن، صراحی۔گدازد: پگھلا دے۔اندازیم: ہم ڈالیں۔مغاں: مغ کی جمع، شراب بیچنے والے، ساقی۔دیر مغاں: شراب خانہ، پارسیوں کا عبادت خانہ۔دہیم: ہم دیں۔بنائے میکدہ ہائے کہن: پرانے شرابخانوں کی بنیاد۔براندازیم: ہم ڈھادیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اک ساز کے تاروں سے تازہ نغمہ ٹپک رہا ہے (نئی نوا پیدا ہو رہی ہے) وہ شراب جو شیشہ پگھلا دے ہم پیالے میں ڈالیں ساقی اور میخانے کو نیا نظام دیں پرانے میکدوں کی بنیاد ڈھادیں۔

زرہزنان چمن انتقام لالہ کشیم　　　　بہ بزم غنچہ و گل طرح دیگر اندازیم
بطوف شمع چو پروانہ زیستن تاکے　　　　زخویش ایں ہمہ بیگانہ زیستان تاکے

معانی ...... : زرہزنان چمن: چمن کے لٹیروں سے، باغ کو لوٹنے والوں سے۔رہزنان: رہزن کی جمع۔انتقام لالہ کشیم: ہم گل لالہ کا بدلہ لیں۔طرح دیگر اندازیم: ہم نئی بنیاد ڈالیں۔بطوف شمع: شمع کے گرد۔چو: چوں، مانند۔زیستن: جینا۔تاکے: کب تک۔زخویش: اپنے آپ سے۔ایں ہمہ: اس قدر، اتنا، ایسا۔بیگانہ: انجان، لاتعلق۔

ترجمہ و تشریح ...... : چمن کے لٹیروں سے گل لالہ کا انتقام لیں کلیوں اور پھولوں کی بزم کی نئی بنا ڈالیں (نئے انداز سے ترتیب دیں) پروانے کی طرح شمع کے طواف میں زندگی بسر کرنا کب تک اپنے آپ سے اس قدر انجام (ہو کر) جینا کب تک۔اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے۔(اقبال)۔

آزادی بحر

بطے می گفت بحر آزاد گردید　　چنیں فرماں زدیوان خضر رفت
نہنگے گفت رو ہر جا کہ خواہی　　دلے از ما نباید بے خبر رفت

سمندر کی آزادی

معانی ...... : بطے: ایک بطخ۔ می گفت: وہ کہہ رہی تھی۔ آزاد گردید: آزاد ہو گیا۔ چنیں: ایسا۔ فرمان: حکم۔ زدیوان خضر: خضر کے دربار سے۔ رفت: جاری ہوا۔ نہنگے: ایک مگر مچھ۔ رو: تو جا۔ ہر جا: ہر جگہ، سب جگہ، جہاں۔ خواہی: تو چاہے۔ نباید بے خبر رفت: بے خبر ہو کر نہیں جانا چاہئے۔

ترجمہ و تشریح ......: ایک بطخ کہہ رہی تھی سمندر آزاد ہو گیا (ہمارے لئے بحر میں گھومنے پھرنے کی پوری آزادی ہو گئی ہے) خضر کے دربار سے یہ فرمان جاری ہو گیا ایک مگر مچھ بولا جہاں چاہے جا مگر ہم سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے۔

خردہ

تمہید:

خردہ کثیر المعانی لفظ ہے۔اقبال نے اسے نکتہ یا باریک بات کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔اس حصہ میں جس قدر اشعار ہیں' ان سب میں کوئی نہ کوئی نکتہ ضرور بیان کیا گیا ہے۔

می خورد ہر ذرہ ما پیچ و تاب   محشرے در ہر دم مضمر است
با سکندر خضر در ظلمات گفت   مرگ مشکل، زندگی مشکل تر است

معانی ...... : می خورد: کھا رہا ہے، کھاتا رہتا ہے۔ ہر ذرہ ما: ہمارا ہر ذرہ، ہمارا ذرہ ذرہ۔ پیچ و تاب۔ بل، بے قراری۔ محشرے: ایک قیامت۔ مضمر: چھپا ہوا، پوشیدہ۔ ظلمات: داستانی آب حیات کے ارد گرد کے اندھیرے جنہوں نے اسے چھپا رکھا ہے، مراد آب حیات کا چشمہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا ذرہ ذرہ بل کھاتا رہتا ہے ہماری ہر سانس میں ایک محشر چھپا ہوا ہے خضر نے آب حیات کے اندھیرے کنارے پر سکندر سے کہا (بیشک) موت دشوار ہے (مگر) زندگی اس سے دشوار تر ہے۔

دردانہ   ادا شناس دریاست
از   گردش   آسیا چہ   داند

معانی ...... : دردانہ: موتی کا دانہ۔ در: موتی۔ ادا شناس دریاست: سمندر کا رنگ ڈھنگ پہچاننے والا ہے، سمندر کی ادائیں جاننے والا ہے۔ از: کی۔ گردش آسیا: چکی کی گردش۔

ترجمہ و تشریح ...... : موتی کا دانہ دریا کی ادا کو سمجھتا ہے۔ وہ چکی کی گردش کیا جانے۔ (موتی بھی اگر چہ دانہ ہے لیکن اس کی ساری زندگی سمندر میں گزرتی ہے اس لئے وہ اس دانہ کی مصیبت کا اندازہ نہیں کر سکتا جو چکی کے پاٹ میں پس کر سرمہ ہو جاتا ہے اسی طرح امیر آدمی اس مفلسی کی مصیبتوں کا اندازہ نہیں کر سکتا جو محنت و مشقت میں پس جاتا ہے)۔

کلک را نالہ از تہی مغزی است   قلم سرمہ را صریرے نیست
منم کہ طوف حرم کردہ ام بتے بہ کنار   منم کہ پیش بتاں نعرہ ہائے ہوزدہ ام

معانی ...... : داند: وہ جانے۔ کلک: سرکنڈے کا قلم، قلم۔ تہی مغزی: پولا پن، کھوکھلا پن۔ قلم سرمہ را: پنسل کی۔ قلم سرمہ: لیڈ پنسل۔ صریرے: کوئی آواز۔ قلم چلنے کی آواز۔ بتے بکنار: بت بغل میں دبائے ہوئے۔ پیش بتاں: بتوں کے سامنے۔ پیش۔ نعرہ ہائے ہوزدہ ام: میں نے اللہ ہو کے نعرے مارے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : قلم کی فریاد پولے پن (خالی ہونے) کے باعث ہے۔ پنسل کی کوئی آواز نہیں ہے (پنسل پر مغز (اندر سے بھری ہوئی) ہوتی ہے اس لئے خاموش رہتی ہے۔ وہ میں ہوں جس نے بغل میں بت دبائے کعبے کا طواف کیا ہے وہ میں ہوں جس نے بتوں کے آگے اللہ ہو کا نعرہ بلند کیا ہے۔

دلم ہنوز تقاضائے جستجو دارد　　　قدم بہ جادہ باریک تر زموزدہ ام
گل گفت کہ عیش نو بہارے خوشتر　　　یک صبح چمن زورزگارے خوشتر

معانی ...... : ہنوز: اب تک۔ تقاضائے جستجو دارد: جستجو کی خواہش رکھتا ہے۔ دارد: وہ رکھتا ہے۔ قدم بجادہ باریک تر زموزدہ ام: میں نے بال سے باریک راستے پر قدم رکھا ہے۔ زدہ ام: میں نے رکھا ہے۔ عیش نو بہارے: نئی بہار کا لطف۔ خوشتر: زیادہ اچھا۔ خوش: اچھا۔ روزگارے: ایک لمبا زمانہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل اب تک جستجو کا تقاضا کر رہا ہے (یہی وجہ ہے کہ) میں نے بال سے باریک راستے پر قدم رکھ دیا ہے (یعنی مسلک عاشقی بال سے بھی زیادہ باریک ہے یعنی دشوار ہے) پھول بولا کہ ایک نو بہار کا عیش اچھا ہے چمن کی ایک صبح ساری دنیا سے بہتر ہے۔

زاں پیش کہ کس ترا بدستار دہد　　　مردن بکنار شاخسارے خوشتر

معانی ...... : زاں پیش: اس سے پہلے۔ کس: کوئی۔ ترا: تجھے۔ بدستار دہد: وہ دستار میں اڑس لے۔ مردن: مرنا۔ بکنار شاخسارے: پیڑوں کے آغوش میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس سے پہلے کہ کوئی تجھے دستار میں لگا لے (زیب دستار کر لے) پیڑوں کے کسی جھنڈ بیچ مرجانا اچھا (شاخسار پر مرجانا ہی بہتر ہے)۔ (ذلت سے بچنے کیلئے موت کی تلخی گوارا کر لے)۔

سخنگو طفلک و برنا و پیر است　　　سخن را سالے و ماہے نباشد

معانی ...... : سخنگو: شاعر۔ طفلک: بچہ۔ برنا: جوان۔ پیر: بوڑھا۔ سخن: شعر۔ نباشد: نہیں ہوتا ہے۔ باشیدن، بودن: ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : شاعر بچہ، جوان اور بوڑھا ہوتا ہے شاعری کیلئے کوئی ماہ و سال نہیں (شاعری کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے)۔

چشم رابینائی افزاید سہ چیز　　　سبزہ و آب روان و روے خوش
کالبد را فربہی می آورد　　　جامہ قز، جان بے غم، بوے خوش

معانی ...... : افزاید: وہ بڑھاتی ہے۔ روے خوش: اچھی صورت۔ کالبد: بدن۔ می آورد: وہ لاتا ہے۔ جامہ قز: ریشمی کپڑا۔ ریشم: جان بے غم: بے فکر دل، فارغ البالی۔ بوے خوش: خوشبو۔

ترجمہ و تشریح ...... : تین چیزیں آنکھ کی بینائی بڑھاتی ہیں (اضافہ کرتی ہیں) سبزہ، چلتا ہوا پانی اور اچھی صورت۔ بدن پر موٹاپا لاتا ہے ریشمی جامہ، بے فکر دل اور خوشبو۔

اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں　　　خواب را مرگ سبک داں مرگ را خواب گراں

معانی ...... : از: کا، بابت۔ دادم: میں نے دیا۔ نشاں: پتا، سراغ۔ خواب: نیند۔ مرگ سبک: ہلکی موت۔ داں: تو جان۔ خواب گراں: گہری نیند۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے برادر (بھائی) میں نے تجھے زندگی کا بھید بتا دیا نیند کو ہلکی موت سمجھ اور موت کو گہری نیند۔ (عربی زبان میں ضرب المثل ہے النوم اخت الموت یعنی نیند موت کی (چھوٹی) بہن ہے)۔

طاقت عفو در تو نیست اگر   خیز و با دشمناں درآ بہ ستیز
سینہ را کار گاہ کینہ مساز   سرکہ در انگبین خویش مریز

معانی ...... : طاقت عفو: معاف کرنے کی طاقت۔ خیز: اٹھ۔ درآ بہ ستیز: تو جنگ کر۔ کارگاہ کینہ: بغض کا گھر۔ مساز: تو مت بنا۔ در انگبین خویش: اپنے شہد میں۔ مریز: تو مت انڈیل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تجھ میں معاف کرنے کی ہمت نہیں ہے تو اٹھ اور اپنے دشمنوں سے جنگ کر (مردانگی تو اس میں ہے کہ تو اپنے دشمنوں کو معاف کر دے لیکن اگر یہ نہیں کر سکتا تو انتقام لے لے جنگ کر)۔ سینے کو کینے کا گھر مت بنا اپنے شہد میں سرکہ نہ انڈیل (اپنے سینہ کو کینہ کا مخزن مت بنا کیونکہ کینہ انسان کی سیرت کو اسی طرح فاسد کر دیتا ہے جس طرح سرکہ کی آمیزش سے شہد نا کارہ ہو جاتا ہے، ذائقہ بگڑ جاتا ہے)۔

از نزاکت ہائے طبع موشگاف او مپرس   کز دم بادے زجاج شاعر ما بشکند
کے تواند گفت شرح کار زار زندگی   ''می پرد رنگش، حبابے چوں بدریا بشکند''

معانی ...... : از نزاکت ہائے طبع موشگاف او: اس کی بال کی کھال اتارنے والی طبیعت کی نزاکتوں کا حال۔ مپرس: تو مت پوچھ۔ کز دم بادے: کہ ہوا کے ایک جھونکے سے۔ زجاج شاعر ما: ہمارے شاعر کا آبگینہ۔ زجاج: آبینہ، شیشہ۔ بشکند: ٹوٹ جاتا ہے۔ کے تواند گفت: وہ کیسے بیان کر سکتا ہے۔ می پرد: اڑ جاتا ہے۔ رنگش: اس کا رنگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کی بال کی کھال نکالنے والی طبیعت کی نزاکتیں مت پوچھ کہ ہوا کے ایک جھونکے سے ہمارے شاعر کا آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے وہ زندگی کے معرکے کا حال کب بیان کر سکتا ہے اس کا تو رنگ اڑ جاتا ہے جب کوئی بلبلا دریا میں ٹوٹتا ہے۔

در جہاں مانند جوئے کوہسار   از نشیب و ہم فراز آگاہ شو
یا مثال سیل بے زنہار خیز   فارغ از پست و بلند راہ شو

معانی ...... : مانند جوئے کوہسار: پہاڑی ندی کی طرح۔ مثال سیل بے زنہار: بے پناہ طغیانی کی طرح۔ خیز: اٹھ۔ فارغ: آزاد، بے نیاز، بے پروا۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا میں پہاڑی ندی کی مانند اتار چڑھاؤ کی خبر رکھ یا پر جوش سیلاب کی طرح راہ کی اونچ نیچ سے آزاد ہو جا (یا تو اپنے آپ کو دنیا کے سانچہ میں ڈھال دو یا پھر دنیا کو اپنے سانچے میں ڈھال دو۔

اے کہ گل چیدی منال از نیش خار   خارہم می روید از باد بہار

معانی ...... : اے کہ: اے تو کہ۔ چیدی: تو نے چنا۔ منال: تو مت رو۔ نیش خار: کانٹے کی نوک۔ ہم: بھی۔ می روید: اگتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے پھول چننے والے کانٹے کی نوک کا رونا مت رو کانٹا بھی بہار کی ہوا سے اگتا ہے۔ (خوشی اور غمی دونوں خدا کی بھیجی ہوئی ہیں)۔

مزن وسمہ برریش و ابروئے خویش   جوانی زدزدیدن سال نیست

معانی ...... : مزن وسمہ: خضاب مت لگا۔ وسمہ زدن: خضاب کرنا۔ ابروئے خویش: اپنی بھوں۔ زدزدیدن سال: عمر چھپانے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنی داڑھی اور ابرو پر خضاب مت لگا (وسمہ لگا کر لوگوں کی نظر میں جوان بننے کی کوشش مت کر)۔ سال چرا کر جوانی قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ (ارے نادان! کہیں عمر کو کم کر کے دکھانے سے جوانی واپس آ سکتی ہے؟)

ندارد کار بادوں ہمتاں عشق | تذرو مردہ را شاہیں نگیرد
نقد شاعر در خور بازار نیست | ناں بسیم نسترن نتواں خرید

معانی ...... : ندارد: وہ نہیں رکھتا۔ کار: کام، غرض۔ بادوں ہمتاں: پست ہمتوں کے ساتھ۔ تذرو مردہ: مردہ چکور۔ نگیرد: وہ نہیں پکڑتا۔ نقد شاعر: شاعر کی دولت نقد۔ درخور بازار: بازار کے لائق۔ بسیم نسترن: سیوتی کے پھول کی چاندی سے۔ نتواں خرید: نہیں خریدی جاسکتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق کم ہمت لوگوں سے سروکار نہیں رکھتا شاہین مردہ چکور پر نہیں جھپٹتا (شکار نہیں کرتا)۔ (ذلیل فطرت انسان عشق نہیں کرسکتا) شاعر کی پونجی بازار کے کام کی نہیں (بازار میں لانے کے قابل نہیں۔ موتیا کی چاندی سے روٹی نہیں خریدی جاسکتی۔ (شاعر کا کلام یوں تو موتیوں میں تولنے کے قابل ہوتا ہے لیکن اگر اسے بازار میں فروخت کرنا چاہیں تو کوئی ٹکے سیر بھی نہیں لے گا۔ موتیا اور چنبیلی کے پھول نہایت حسین اور نہایت سفید (بالکل چاندی کی طرح) ہوتے ہیں لیکن ان کے عوض کوئی نانبائی روٹی تو نہیں دے گا۔ روٹی خریدنے کیلئے اصلی چاندی درکار ہے۔

چہ خوش بودے اگر مردِ نکوپے | زبند پاستاں آزاد رفتے
اگر تقلید بودے شیوہ خوب | پیمبرؐ ہم رہ اجداد رفتے

معانی ...... : بودے: ہوتا۔ مردنکوپے: مبارک قدم انسان۔ زبند پاستاں: ماضی کے بندھن سے۔ رفتے: چلتا، گیا ہوتا۔ تقلید: دوسرے کے پیچھے چلنا۔ شیوہ خوب: اچھا طریقہ۔ پیمبر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہم: بھی۔ رہ اجداد رفتے: اجداد کی راہ چلے ہوتے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ مبارک قدم انسان ماضی کی بیڑی توڑ کر چلتا (بندھنوں سے آزاد رہ کر زندگی بسر کرتا)۔ اگر بھیڑ چال اچھا چلن ہوتی تو رسولؐ اللہ بھی آباؤ اجداد کی راہ اختیار کرتے۔ (انسان کو اپنے بزرگوں یا اپنے اجداد کی کورانہ تقلید سے اجتناب کرنا چاہئے)۔